تزکیۃ القلوب

باطنی پاکیزگی اور قلبی طہارت کیلئے بُرے اعمال سے بچنے کا طریقہ

اللہ

عالم فقری

Marfat.com

باطنی پاکیزگی اور قلبی طہارت کیلئے بُرے اعمال سے بچنے کا طریقہ

تزکیۃ القلوب

بُری صفات یعنی حسد، بغض، غصّہ، ظلم، ریا، تکبّر، غیبت
طمع اور جھوٹ وغیرہ راہِ ولایت کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔
ان سے، اپنے قلب اور نفس کو پاکیزہ رکھنے کا مفصّل جائزہ و طریقۂ کار

عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اُردو بازار ○ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : تزکیۃ القلوب

مؤلف : عالم فقری

اشاعت : 2009ء

تعداد : 600

منتظم : محمد حسیب

زیر اہتمام : محمد قدوس

طابع : زاہد بشیر پرنٹرز

قیمت : 250/-

اسٹاکسٹ:

ادارۂ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار ○ لاہور Ph:042-7323241,

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	۱۔ مذمّتِ دُنیا	۷
۱	آیاتِ مذمّت	۸
۲	احادیث مذمتِ دُنیا	۱۳
۳	آثار و احوال	۱۸
۴	احوال و واقعات	۳۰
	۲۔ عداوتِ شیطان	۴۸
۱	شیطان کی انسان دشمنی	۴۹
۲	ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم	۵۳
۳	واقعہ ہجرت میں شیطان کی دشمنی	۵۸
۴	کشتیٔ نوحؑ میں شیطان کی سواری	۶۷
۵	ابلیس سے محاربہ	۷۵
	۳۔ حسد	۷۹
۱	آیات مذمّتِ حسد	۸۰
۲	آفاتِ حسد	۸۵
۳	اقوالِ حسد	۹۲
۴	علاجِ حسد	۱۰۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	۴۔ فتنہ کثرتِ مال	۱۱۸
۱	اللہ تعالیٰ کی تنبیہ	۱۱۹
۲	مذمّتِ مال	۱۲۲
۳	آثارِ صُوفیا	۱۲۹
	۵۔ ظلم	۱۴۰
۱	ممانعتِ ظلم از روئے حکمِ خداوندی	۱۴۱
۲	ترکِ ظلم کی ترغیب	۱۴۳
۳	فرمودات و احوال	۱۵۴
	۶۔ بُخل	۱۷۴
۱	ترکِ بُخل کی ترغیب	۱۷۶
۲	مذمّتِ بُخل از روئے احادیث	۱۸۰
۳	احوال و آثار	۱۹۰
	۷۔ غُصّہ	۱۹۸
۱	غصّے سے بچنے کا حکم	۲۰۰
۲	مذمّتِ غصّہ از روئے احادیث	۲۰۲
۳	اقوال و واقعات	۲۰۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴	علاجِ غصّہ	۲۲۴
	۸۔ حُبِّ دُنیا	۲۲۹
۱	ارشاداتِ الٰہیہ	۲۳۰
۲	احادیثِ حُبِّ دُنیا	۲۳۵
۳	دنیا کے متعلّق صُوفیاء کا طرزِ عمل	۲۳۸
	۹۔ شیطانی وسوسہ	۲۵۴
۱	ارشاداتِ الٰہیہ	۲۵۵
۲	فرموداتِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم	۲۵۹
۳	وسوسے کیسے دُور ہوتے ہیں	۲۶۳
۴	شیطانی وساوس کے راستے	۲۶۴
	۱۰۔ بغض و کینہ	
۱	ترکِ بُغض کی ترغیب	۲۷۶
۲	مذمّتِ بُغض	۲۸۱
۳	حکایات	۲۸۶
	۱۱۔ ریاکاری	۲۹۰
۱	ارشاداتِ باری تعالیٰ	۲۹۱
۲	ارشاداتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم	۲۹۴
۳	اقوالِ صحابہؓ	۳۰۵
۴	آثارِ اولیاء	۳۰۷
۵	اُمورِ ریاکاری	۳۱۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶	درجاتِ ریاء	۳۱۶
	۱۲۔ فخر و غرور	۳۱۹
۱	فرمانِ الٰہی	۳۲۰
۲	احادیث مذمّتِ فخر	۳۲۱
۳	حضرت جُنید بغدادی کا فرمان	۳۲۲
۴	حکایت	۳۲۵
	۱۳۔ تکبّر	
۱	احکامِ قرآن	۳۳۱
۲	مذمّتِ تکبّر	۳۳۷
۳	اقوال و آثار	۳۴۷
	۱۴۔ عجب یعنی خود پسندی	۳۶۹
۱	عجب سے بچنے کی ترغیب	۳۷۰
۲	احادیثِ عجب	۳۷۲
۳	احوال و حکایات	۳۷۴
۴	خود پسندی کا علاج	۳۸۴
	۱۵۔ غفلت	۳۸۸
۱	احکامِ الٰہی	۳۸۹
۲	ترکِ غفلت کی ترغیب	۳۹۳
۳	اقوال و آثار	۳۹۶
۴	علاجِ غفلت	۴۰۸

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	۱۶۔ مذمّت طمع ولالچ	۴۱۴
۱	ممانعتِ طمع	۴۱۵
۲	ارشاداتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲۰
۳	اقوالِ بزرگانِ دین	۴۲۳
	۱۷۔ مذمّتِ نفس	۴۳۵
۱	محاسبۂ نفس	۴۳۶
۲	نفس کا امتحان	۴۳۷
۳	صحابۂ کرامؓ کا طرزِ عمل	۴۳۹
۴	حکایت	۴۵۰
	۱۸۔ غیبت	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	ارشادِ خداوندی	۴۵۱
۲	مذمّتِ غیبت	۴۵۳
۳	آثارِ اولیاء	۴۵۸
۴	غیبت کی مستثنیٰ صورتیں	۴۶۹
۵	غیبت کا کفارہ	۴۷۲
	۱۹۔ جھوٹ	۴۷۴
۱	مذمّتِ جھوٹ	۴۷۶
۲	ارشاداتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۴۷۹
۳	اقوال و احوال	۴۸۷
۴	اختتامیہ	۴۹۴

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے دلوں کا تزکیہ ضروری ہے کیونکہ دل کی طہارت اور پاکیزگی کے بغیر اللہ کی معرفت کا حاصل ہونا ممکن نہیں، لہٰذا اللہ کی راہ میں قدم رکھتے ہی سالک یا طالب کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے کہ وہ امور جو ولایت کے لیے باعثِ ہلاکت ہیں ان کو فوراً ترک کردے۔ انہیں مہلکاتِ ولایت بھی کہا جاتا ہے۔ مہلکاتِ ولایت درحقیقت ایسے گناہ ہیں جو دل کو سیاہ کرتے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے دل یادِ الٰہی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور نہ ہی عبادت میں دلجمعی پیدا ہوتی ہے۔ بہرکیف زُہد و تقویٰ کی اصل بُنیاد ترکِ گناہ ہی ہے۔ کیونکہ جب تک دل سے گناہ ختم نہ ہوں گے اس میں پُورے طور پر معرفت اور اللہ کی نُورانی تجلیات کو جذب کرنے کی صلاحیّت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس امر کے پیشِ نظر اللہ والوں نے دل کی تطہیر اور تزکیہ پر بڑا زور دیا ہے۔

اللہ کے بندوں کو طریقت کی مختلف منازل میں جو گناہ ہلاکت میں ڈالتے ہیں، وہ بظاہر تو عیاں ہیں جیسے حسد، ظلم، بُخل، غصّہ، بُغض، ریاکاری، تکبّر، عجب، غفلت، طمع و لالچ، غیبت جھوٹ اور شیطان کے فریب وغیرہ۔ مگر ان اُمور میں بہت سی باریکیاں ایسی ہیں جو کہ عملی طور پر جانے بغیر ان سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر میں نے کتاب و سُنّت اور صُوفیاء کی کتب سے ان عنوانات کے تحت جتنی باتیں مجھے میّسر آئیں درج کردی ہیں تاکہ سالکان ان کے مطالعہ سے اپنے دل کو ان برائیوں سے پاک رکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی قلبی پاکیزگی اور طہارت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۷-۹-۹۳

عالم فقری

Marfat.com

باب ۱

مذمّتِ دُنیا

اللہ تعالیٰ کی تخلیق شدہ دنیا بڑی پُر فریب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس میں مقررہ مدت کے لیے سامان زندگی پیدا کر رکھا ہے تاکہ حضرت انسان اس میں زندگی کے شب و روز آسانی سے گزار سکے۔ مگر زندگی گزارنے کے لوازمات اتنے دلکش ہیں کہ انسان ان میں دل لگا بیٹھتا ہے اور یہی دل لگی باعثِ نقصان ہے کیونکہ اس کی کثرتِ غفلت پیدا کرتی ہے اور یادِ الٰہی میں رکاوٹ بنتی ہے اس لیے اللہ والوں نے دنیا کی مذمت کی ہے کہ دنیا کی چیزوں سے دل لگا لینا اچھا نہیں۔ دنیا کی اصلیت بہ نفسِ نفیس بُری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر پیدا کی ہوئی چیز اچھی ہے مگر اس دنیا میں جو قباحتیں ہیں وہ تو شیطان کی پیدا کردہ ہیں جو انسان کو راہِ حق سے ہٹاتی ہیں۔ ان قباحتوں ہی سے بچنا دراصل دنیا سے بچنا ہے۔

اہلِ تصوّف کے نزدیک دنیا ایک سرائے کی مانند ہے جہاں لوگ کچھ دیر کے لیے آتے ہیں ٹھہرتے ہیں اور پھر اپنی اصل منزل کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ایسے انسان کی اصل منزل تو آخرت ہے اور زادِ راہ اس کی عبادت اور اطاعت ہے تاکہ انسان کی نجات ہو جائے لہٰذا جب ہر انسان نے ایک مقررہ مدّت کے بعد اس دنیا سے چلے جانا ہے تو پھر اس دنیا سے رغبت رکھنا اور دل لگانا بے مقصد ہے اسی لیے اللہ کے طالبوں نے اس دنیا کو سرائے کی مانند سمجھا کیونکہ آخر یہ دنیا ایک نہ ایک دن اجڑ جائے گی لہٰذا ایسی اجڑنے والی چیز کو چند روزہ زندگی کے لیے اکٹھا کرنے کا کیا فائدہ؟ دنیا کی طلب ہمیشہ رنجش پیدا کرتی ہے پھر یہ رنج بھی ایسا ہے کہ چھٹکارے کی صورت مشکل ہے۔ دنیا کی لگن ایسی ہے کہ اس سے فرصت نہیں۔ غرضیکہ دنیا سے کامیاب وہی ہوگا

جو اس کو اپنے اوپر سوار نہیں کرے گا۔ کسی دانا کا کہنا ہے کہ شیطانِ لعین دنیا کے طالبوں کے سامنے دنیا کو روزانہ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کون ایسی شے خریدتا ہے جو خریدار کو نقصان پہنچائے گی اور کچھ نفع نہ بخشے گی اور اس کو فکرمند بنائے گی اور مسرور نہ کرے گی۔ دنیا اور اس کے عاشق کہتے ہیں کہ ہم خریدار ہیں وہ کہتا ہے وہ عیب دار ہے۔ وہ کہتے ہیں کچھ مضائقہ نہیں پھر وہ کہتا ہے اس کی قیمت نہ درہم ہے نہ دینار بلکہ جنّت ہے جو تمہارا حصّہ ہو وہ اس کی قیمت ہے کیونکہ میں نے اس کو چار چیزوں کے عوض خریدا ہے۔ خدا کی لعنت، خدا کے غضب، خدا کی ناراضگی اور خدا کے عذاب کے عوض اور ان چیزوں کے عوض میں نے جنّت کو فروخت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم اس پر راضی ہیں۔ وہ کہتا ہے میں کچھ نفع حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے دلوں میں اسے اس طرح جگہ دو کہ پھر اسے نہ چھوڑو۔ وہ کہتے ہیں اچھا، پھر اِن کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کیسی میری تجارت ہے؟۔

پس اللہ کی معرفت کے خواہش مند حضرات کو سمجھ جانا چاہیے کہ دنیا کے وہ امور جو اللہ کی راہ میں مانع اور رکاوٹ ہیں ان کو ترک کر دینا چاہیے اور دنیا کے وہ امور جو احکام الٰہی کے تابع ہیں جن پر چل کر اللہ ملے گا اور آخرت میں انجام بہتر ہوگا۔ ان پر عمل پیرا ہو جانا چاہیے اور یہی اللہ کے بندوں کا راستہ ہے۔ انھوں نے بھی اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کی معرفت کو پایا ہے۔ دنیا کی صرف وہ چیزیں مذموم ہیں جو راہِ الٰہی سے غافل کرتی ہیں۔ باقی یہ دنیا اللہ نے بنائی خیر ہی خیر ہے کیونکہ اس کی بنائی ہوئی ہر چیز میں بہتری اور خیر چھپی ہوئی ہے۔ لہٰذا بہتر کو اپنانے ہی میں انسان کی بہتری ہے۔

آیاتِ مذمّتِ دُنیا

فرمانِ الٰہی ہے کہ:۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ — یہ دنیا کی زندگی سوائے کھیل تماشے کے اور کچھ نہیں

Marfat.com

وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ج لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۲۱ ۔ عنکبوت ۶۴)

اور بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے کاش کہ وہ اس کو سمجھ جائیں ۔

کھیل اور تماشا فانی ہے جس طرح کھیل یا تماشا کچھ وقت کے لیے ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے ایسے ہی دنیوی زندگی چند روزہ ہے ۔ انسان اس دنیا میں جنم لیتا ہے کچھ عرصہ گزار کر چلتا بنتا ہے اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے اور اس حقیقت کو سمجھ کر آخرت کی زندگی کے لیے یاد الٰہی کے ذریعے سامان پیدا کرنا چاہیے ۔

دنیا کی زندگی کی مثال

دنیا کی زندگی پانی کے ایک بلبلے کی مانند ہے جو بارش ہونے پر پیدا ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں فرمایا ہے کہ :۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ لا اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ط

بیشک دنیا کی زندگی کی مثال بارش جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہے ۔ اس سے زمین کا سبزہ گھنا ہو کر اگتا ہے ۔ جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ زمین نے جب اپنا آپ سنگار لیا اور مزین ہو گئی ۔ اس کے مالکوں نے گمان کیا کہ اب ہم نفع پانے والے ہو گئے مگر ہمارا حکم اس پر رات کو یا دن کو آیا تو اسے ہم نے بے فصل کر دیا غرضیکہ وہاں کچھ بھی نہ تھا ایسے ہم آیتوں کو کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ قوم غور کرے اور سلامتی کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف

Marfat.com

وَيَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ہدایت دیتا ہے۔ (پ ۱۱ - یونس ۲۴ - ۲۵)

دنیا کی زندگی بے ثبات ہے لہذا اس کی دلکشیاں اور زیب و زینت کچھ عرصے کے بعد بے رونق ہو جاتے ہیں جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے زمین کے سبزے سے سمجھائی ہے کہ جس طرح آسمانوں سے بارش ہوتی ہے تو زمین سبزے سے لہلہا اٹھتی ہے۔ طرح طرح کی سبزیاں اور پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف ہرے بھرے کھیت ہی کھیت نظر آنے لگتے ہیں۔ باغوں میں پھل پھول پروان چڑھنے لگتے ہیں۔ زمین سے طرح طرح کا اناج پیدا ہو گیا۔ انسانوں کی خوراک اور جانوروں کا چارہ وافر پیدا ہو گیا زمین سرسبز ہو گئی ہر طرف دلکش سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا کھیتی کے مالک خوش ہو گئے باغ والے پھولے نہ سمائے مگر اللہ کی حکمت کہ اچانک اللہ کی طرف سے طوفان آیا زالہ باری ہوئی پھل ٹوٹ کر زمین پر گر گئے بعض درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ کھیتوں کی فصلیں ویران ہو گئیں۔ غرضیکہ وہ زمین جس پر بہار ہی بہار نظر آتی تھی اللہ کا حکم آنے پر تباہ و برباد ہو گئی۔ چٹیل میدان بن گئی ایسے ہی انسانی زندگی رواں دواں ہے۔ دنیا میں گہما گہمی ہے مگر جب اللہ چاہے گا تو اسے یکدم ختم کر دے گا اس لیے اس دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر اللہ کو پانا چاہیے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا ہے:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجیے کہ وہ پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے ذریعے زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا پھر سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑاتی ہیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی صرف نیکیاں ہیں۔ ان کا ثواب تیرے رب کے

Marfat.com

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ۝

ہاں بہتر ہے اور آئندہ کی اُمید بھلی ہے (پ۱۵۔ کہف ۴۵۔۴۶)

دنیا کھیل تماشہ ہے

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کھیل تماشہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشہ ہے اور آخرت کا گھر اہلِ تقویٰ کے لیے بہت بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (پ۷۔ انعام ۳۲)

دنیا کو لہو و لعب اس لیے کہا گیا ہے کہ دنیا کی کشش اللہ کو پانے کے لیے ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ انسان اس کی رنگینیوں میں مبتلا ہو کر اللہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ کہا گیا ہے کہ یہ دنیا اچھی نہیں ہے اور آخرت کا گھر جو بہت بہتر ہے صرف اہلِ تقویٰ کے لیے۔ اس لیے تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ ایک اور جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط

جان لو کہ دنیا کی زندگی لہو و لعب آرائش اور آپس کی منافرت مال اور اولاد میں کثرتِ طلب کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ (پ۲۷۔ حدید ۲۰)

انسانی زندگی بُری نہیں بلکہ اس زندگی میں مال اور زینت ایک دوسرے پر فخر حاصل کرنے کی دوڑ بُری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کی ہے کہ یہ دنیا والی باتیں ہیں، ان سے بچو۔

دنیا والوں کی عادت

اہلِ دنیا کی عادت کے بارے میں ارشاد ہے کہ :

Marfat.com

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ
انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط
قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ
اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

اور جب یہ تجارت یا کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور تمھیں خطبے میں کھڑا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرمائیے کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کھیل اور تماشے سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے (پ ۲۸ جمعہ ۱۱)

جو عبادت کے وقت عبادت کو چھوڑ کر تجارت اور لذتِ نفس کی طرف متوجہ ہو جائیں وہ دنیادار ہوں گے۔ اس آیت کی رُو سے ایسا کرنا قابلِ مذمت ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذتوں سے بچنے کی یوں تاکید فرمائی ہے:۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ
مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

لوگوں کے لیے عورتوں کی کشش اولاد اور جمع شدہ دولت کے خزانوں، سونے اور چاندی شاندار گھوڑوں چوپایوں اور کھیتی سے زینت دی گئی ہے یہ دنیا کا مال ہے اور اللہ کے پاس ہی اصل ٹھکانا ہے۔

(پ ۳ آلِ عمران ۱۴)

دنیا سے مراد نفسانی خواہشات کی اندھا دھند پیروی ہے اور مال و دولت کا بہت زیادہ اکٹھا کرنا ہے اور یہ سب چیزیں فانی ہیں اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے کہ میرے بندے بننے کے لیے اس طرح کی دنیا سے قناعت کر لو اور منہ موڑ لو کیونکہ ایسے لالچ میں سوائے ذلت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں نے ایسی دنیا کو دل سے نکالا اور ہمہ تن گوش ہو کر اللہ کی عبادت کی اور اسے پایا۔ اللہ کی معرفت کا سچا طالب وہی ہے جو طمع سے بھری ہوئی دنیا سے منہ موڑ لیتا ہے اور ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ مذمتِ دنیا سے مراد یہ نہیں کہ یہ دنیا اچھی نہیں بلکہ ایسا مال و اسباب جو غفلت کا سبب

Marfat.com

بنتا ہے وہ قابلِ مذمت ہے)

احادیثِ مذمّتِ دنیا

دنیا سے دل نہ لگانے کا فائدہ

حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی: جس کو اللہ ہدایت دینا چاہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے (۶: ۱۲۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور جب سینے میں داخل ہو تو سینہ کھلتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! کیا اس بات کو جاننے کی کوئی نشانی ہے؟ فرمایا ہاں: دنیا سے دُور رہنا۔ ہمیشہ کے گھر کی جانب جھکے رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار رہنا۔ (بیہقی)

دنیا کی خرابی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارتوں میں حرام سے بچو کیونکہ یہ خرابی کی جڑ ہے (بیہقی شعب الایمان)

دنیا کی یاد کی مذمّت

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اسے بدل دو، کیونکہ جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے دنیا یاد آگئی۔ (احمد)

احمق بن احمق

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دنیاوی لحاظ سے احمق بن احمق لوگوں کو معزز شمار نہ کیا جانے لگے۔ (ترمذی اور بیہقی)

دنیا کا مجھ سے کیا تعلّق

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر سوئے اٹھے تو جسمِ اطہر پر نشانات تھے حضرت ابنِ مسعود عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! ہمیں حکم فرماتے تو ہم آپ کے لیے بستر بچھا دیتے

Marfat.com

اور خدمت گزاری کرتے۔ فرمایا کہ میرا دنیا سے اور دنیا کا مجھ سے کیا تعلق؟ سوائے اتنا جیسے سوار درخت کے نیچے سایے میں بیٹھا۔ پھر چل دیا اور اسے چھوڑ گیا۔ (احمد ترمذی۔ ابنِ ماجہ)

دنیا کی چاہت برائی کی جڑ ہے

حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دورانِ خطبہ فرماتے ہوئے سنا۔ شراب گناہوں کو کثرت سے جمع کرنے والی اور عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں پیچھے رکھا ہے۔ (رزین اور بیہقی)

دنیا کی مثال

حضرت مستورد رضؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں کر رہا ہے اور پھر دیکھے کہ اس کی انگلی پر کتنا پانی لگا ہوا ہے (ابنِ ماجہ)

دنیا مطعون ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا اور دنیا کے اندر جو کچھ ہے سب ملعون ہے مگر خدا کا ذکر یا عالم اور طالب علم"۔ (ابنِ ماجہ، بیہقی)

صاحبِ دنیا کو گناہوں سے بچنا چاہیے

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "جو کوئی پانی پر چلتا ہے اس کے پاؤں ضرور بھیگتے ہیں۔ اسی طرح صاحبِ دنیا گناہوں سے سلامت نہیں رہ سکتا"۔ (بیہقی)

دنیا پر توجہ نہ لگاؤ

حضرت ابو دحداح رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کی تمام توجہ دنیا ہی کے حاصل کرنے میں صرف ہوئی۔ اس پر میرا پڑوس حرام ہو گیا۔ میں دنیا کے مٹانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اہلِ دنیا کو دنیادار بنانے کے لیے نہیں آیا ہوں"۔ (طبرانی)

Marfat.com

دنیا کی فراخی کا اندیشہ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اکثر اس بات کا اندیشہ کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ تم پر یہ دنیا اپنی تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ فراخ کر دے گا۔ (بخاری شریف)

مال کی کثرت کی مشغولیت

فرمانِ نبوی ہے، تمھیں مال کی کثرت نے مشغول کر رکھا ہے، انسان کہتا ہے، میرا مال، میرا مال مگر اپنے مال میں، جو تو نے کھایا وہ ختم ہو گیا، جو پہنا وہ پرانا ہو گیا۔ جو راہِ خدا میں خرچ کیا وہی باقی رہے گا۔

دنیا کیا ہے

سہلؓ فرماتے ہیں ہم حضورؐ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے کہ آپ نے ایک مردار بکری کو ٹانگ اٹھائے پڑے دیکھا تو فرمایا خدا کی قسم جتنی یہ بکری اپنے مالک کے سامنے حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی کچھ حیثیت ہوتی تو کافر کو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتا (ابنِ ماجہ)

حقیر اور ذلیل چیز

مستورد بن شداد فرماتے ہیں میں چند سواروں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ راہ میں ایک بکری کا مردہ بچہ پڑا تھا حضورؐ نے ارشاد فرمایا: یہ بچہ اپنے مالک کے نزدیک کس قدر حقیر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہؐ اگر یہ حقیر اور ذلیل نہ ہوتا تو وہ اسے کیوں پھینکتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جتنا یہ بچہ مالک کے نزدیک اب حقیر ہے۔ خدا کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (ابنِ ماجہ)

دنیا مومن کیلیے قید خانہ ہے

ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے۔

Marfat.com

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بدن کا گوشت پکڑ کر فرمایا: اے عبداللہ! دنیا میں اس طرح رہ جیسے کوئی مسافر یا کوئی راہ چلتا انسان رہتا ہو اور تو اپنے آپ کو قبر والوں میں سے شمار کر۔ (ابنِ ماجہ)

دو قابلِ غور باتیں

سعید بن مسیبؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بڑے بوڑھے کا دل بھی دو باتوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ یعنی دنیا کی محبت اور امیدوں کی درازی میں۔ (بخاری)

مال کی فراخی باعثِ ہلاکت ہے

مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین بھیجا وہ وہاں سے مال و دولت لے کر آئے۔ جب انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا، تو حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا شاید تمھیں ابوعبیدہؓ کے مال لے کر آنے کی خبر مل گئی ہے۔ انھوں نے عرض کی جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تمھیں مبارک ہو ربِ ذوالجلال کی قسم مجھے تمھارے بارے میں فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر پہلی امتوں کی طرح دنیا فراخ ہو جائے گی اور تم اس میں پہلی امتوں کی طرح مشغول ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

دو خوف

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بندۂ مومن دو خوفوں کے درمیان رہتا ہے اعمال گزشتہ پر فکر مند رہتا ہے اور آنے والے وقت کے لیے پریشان رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر میں میرے لیے کیا مرقوم ہے۔

بندہ اپنی زندگی سے اپنے لیے بھلائی پیدا کرے، اپنی دنیا سے آخرت کو سنوارے حیات سے موت کو اور جوانی سے بڑھاپے کو آراستہ کرے کیونکہ دنیا تمھارے لیے اور تم آخرت

کے لیے بنائے گئے ہو۔ رب ذوالجلال کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے موت کے بعد بندہ کے لیے اور کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے اور دنیا کے بعد بہشت یا دوزخ کے سوا کوئی اور ٹھکانا نہیں ہے۔

دنیا کی حقیقت

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے دنیا کی حقیقت دکھلاؤں؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپؐ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ کی ایک وادی میں لے گئے، جہاں کوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہؓ! یہ سر بھی تمھارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمھاری طرح بہت آرزوئیں تھیں۔ مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال بھی نہیں رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گے، یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں جنھیں انھوں نے کما کما کر کھایا۔ آج لوگ ان سے منہ پھیر کر گزرتے ہیں یہ پرانے چیتھڑے جو کبھی ان کے ملبوسات تھے۔ آج ہوا انھیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر وہ شہروں شہروں گھوما کرتے تھے، جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں پھر میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت روئے۔

دنیا کی مائل ہونے کی مذمّت

حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں تشریف لائے اور فرمایا کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے اندھے پن کا نہیں بلکہ بصارت کا سوال کرتا ہے؟ باخبر ہو جاؤ جو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اس سے بے انتہا امیدیں رکھنے لگا اس کا دل اندھا ہو گیا اور جس نے دنیا سے کنارہ کشی کر لی اور اس سے کوئی مخصوص امیدیں نہ رکھیں، اللہ تعالیٰ نے اسے نورِ بصیرت عطا فرما دیا۔ وہ تعلیم کے بغیر علم اور تلاش کے بغیر ہدایت یاب ہو گیا تمھارے بعد ایک قوم آئے گی جن کی سلطنت کی بنیاد قتل اور جور و جفا پر ہو گی، جن کی امیری و تمول

Marfat.com

بخل و تکبر سے بھرپور ہو گی اور نفسانی خواہشات کے سوا انھیں کسی چیز سے محبت نہیں ہو گی۔ خبردار تم میں سے اگر کوئی وہ وقت پائے اور مالداری کی قوت رکھتے ہوئے فقر پر راضی ہو جائے محبت پا سکنے کے باوجود ان سے عداوت پر راضی ہے اور رضاءِ الٰہی میں عزت حاصل کر سکنے کے باوجود تواضع سے زندگی بسر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقوں کا درجہ دیگا۔

آثار و احوال

حضرت آدم کا واقعہ

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے گندم کھالی، تو رفع حاجت کے لیے جگہ تلاش کرنے لگے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا۔ اس نے پوچھا: کہیے کیا چاہتے ہیں آپ؟ آپ نے جواب دیا کہ جو کچھ پیٹ میں ڈالا ہے اسے کہیں رکھنا چاہتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: جنت کی تمام نعمتوں میں سے حق تعالیٰ نے یہ تاثیر گندم ہی میں رکھی ہے۔ اب آپ اسے کہاں رکھیے گا؟ عرش پر، کرسی پر، بہشت کی نہروں میں، یا درختوں کے پتے؟ پس (یہاں تو اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے لہذا) دنیا میں تشریف لے جائیے کہ ایسی غلاظت کے لیے وہی ایک مناسب جگہ ہو سکتی ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تباہی کیلیے عمارتیں بناؤ اور موت کے لیے بچے پیدا کرو۔

حضرت نوحؑ سے سوال

مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے تو بہت طویل عمر پائی ہے، یہ فرمائیں کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپؑ نے فرمایا، دنیا ایک سرائے ہے جس کے دو دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

روایت ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں جا رہے تھے پرندے آپ پر سایہ کر رہے تھے

Marfat.com

انسان اور جنّات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے، بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا اے سلیمان! بخدا اللہ نے آپ کو ایک ملک عظیم دیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیونکہ یہ سب فانی ہے مگر تسبیح باقی رہنے والی ہے۔

صحائف حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت داؤد بن ہلال رحؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں مرقوم ہے کہ اے دنیا! تو نیکوکاروں کی نظر میں اپنی تمام تر زیب و زینت کے باوجود بے وقار ہے میں نے ان کے دلوں میں تیری عداوت اور تجھ سے بے توجہی رکھ دی ہے۔ میں نے تجھ جیسی بے وقار کوئی اور چیز نہیں پیدا کی، تیری ہر ادا جھوٹی اور فانی ہے، میں نے تیری پیدائش کے وقت فیصلہ فرما دیا تھا کہ نہ تو کسی کے پاس ہمیشہ رہے گی اگرچہ تجھے پانے والا کتنا ہی بخل کرتا رہے۔ نیکوکاروں کے لیے میری بشارت ہے۔ جن کے دل میری رضا پر راضی ہیں اور جن کے دل صدق و استقامت کا گہوارہ ہیں، ان کے لیے خوشخبری ہے کہ جب وہ قبروں سے گروہ در گروہ اٹھیں گے تو میں انھیں یہ جزا دوں گا کہ ان کے آگے نور ہوگا اور فرشتے انھیں گھیرے ہوئے ان کی تمناؤں کے مرکز یعنی بہشت میں پہنچائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا، میری بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے، جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے نہیں بخشوں گا

Marfat.com

یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی رہائش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ اپنی رہائش کے لیے گھر کیوں نہیں بناتے ؟ آپ نے فرمایا گزشتہ لوگوں کے یہ پرانے مکان میری رہائش کے لیے بہت ہیں۔

دنیا کے طالب کے لیے ہلاکت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ طالب دنیا کے لیے ہلاکت ہو وہ دنیا کو کیسے چھوڑ کر مرے گا جس کی ساری توجہ، اعتماد اور بھروسہ اسی بنیاد پر ہے۔ یہ لوگ اپنی ناپسندیدہ چیز (موت) کا کیسے مقابلہ کریں گے جو انھیں محبوب چیزوں سے جدا کر دے گی اور جس کے بارے میں ان کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس کی تمام تر کوششیں حصولِ دنیا کے لیے ہیں۔ جس کے اعمال گناہوں پر مشتمل ہیں وہ کل قیامت کے دن اپنے گناہوں سے کیسے رہائی پائے گا ؟

حکایت

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بارش نے آلیا۔ بجلی کی کڑک، چمک اور بادل کی گرج سے دل دہل رہا تھا پناہ کے لیے دوڑے تو ایک خیمہ میں جا پہنچے لیکن اس کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک عورت کو وہاں موجود پایا۔ الٹے پاؤں وہاں سے بھاگ نکلے اور ایک غار میں جا نکلے۔ وہاں شیر بیٹھا ہوا تھا وہاں سے بھی واپس ہو لیے اور عرض کیا: بارخدایا! تیری تمام مخلوق کے لیے کوئی نہ کوئی پناہ گاہ اور آرام گاہ میسر ہے۔ ایک میں ہوں کہ اس سے محروم ہوں۔ فوراً وحی نازل ہوئی اور جواب ملا کہ: تیرا مقام میری رحمت گاہ جو ہے یعنی بہشتِ بریں تیری آرام گاہ ہے جہاں سینکڑوں حوریں تیری دلہنیں ہوں گی جنھیں اپنے خاص دستِ لطف سے میں نے پیدا کیا ہے۔ چار ہزار سال تک تیرا جشنِ عروسی جاری رہے گا اور سال بھی وہ جن کا ایک ایک دن اس دنیا کی مجموعی مدت سے زیادہ طویل ہوگا۔ دنیا بھر کے زاہد میری شادی میں مدعو ہوں گے اور ہر کوئی وہاں لازماً حاضر ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا فرمان

جناب عمار بن سعید رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا ایک ایسی بستی سے گزر ہوا جس کے مکین مختلف اطراف اور راستوں پر مردہ پڑے ہوئے تھے، آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا شکار ہیں ورنہ انھیں ضرور دفن کیا جاتا۔ حواریوں نے عرض کی ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کے حالات کا پتہ چل جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے رب تعالیٰ سے دُعا مانگی تو رب ذوالجلال نے فرمایا: جب رات آجائے تو ان سے پوچھنا یہ اپنی ہلاکت کا سبب بتائیں گے۔ جب رات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بستی والو! ایک آواز آئی لبیک یا روح اللہ! آپ نے پوچھا تمھاری یہ حالت کیوں ہے اور اس عذاب کے نزول کا باعث کیا ہے۔ جواب آیا ہم نے عافیت کی زندگی گزاری اور جہنم کے مستحق قرار پائے اس لیے کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے تھے اور گنہ گاروں کی پیروی کیا کرتے تھے۔

آپ نے پوچھا تمھیں دنیا سے کیسی محبّت تھی؟ جواب آیا جیسے ماں کو بچّہ سے محبّت ہوتی ہے۔ جب ہمارے پاس دنیا آجاتی ہم نہایت مسرور ہوتے اور جب دنیا چلی جاتی تو ہم نہایت غمگین ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ صرف تو ہی جواب دے رہا ہے اور تیرے باقی ساتھی خاموش ہیں، جواب ملا طاقتور پر ہیبت فرشتوں نے ان کو آگ کی لگامیں ڈالی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کیسے جواب دے رہا ہے؟ جواب ملا میں ان میں رہتا ضرور تھا مگر ان جیسی بداعمالیاں نہیں کرتا تھا۔ جب عذابِ الٰہی آیا تو میں بھی اس کی لپیٹ میں آگیا اب میں جہنم کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں کیا خبر اس سے نجات پاتا ہوں یا اس میں گر جاتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے حواریوں سے فرمایا نمک سے جَو کی روٹی کھانا، پھٹا پرانا کپڑا پہننا اور کوڑے کے ڈھیر پر سو جانا دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے بہت عُمدہ ہے۔

دنیا سے توجّہ ہٹالو

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی کی اے مُوسیٰ! تمھارا ظالموں کے گھر سے کیا تعلق؟ تم اپنی توجہ اور

تعلق اس دنیا سے جو بہت بُرا گھر ہے ہٹالو۔ یہ صرف اسی کے لیے اچھی ہے جو اس میں رہ کر اپنے خالق کو راضی کر لیتا ہے، اے موسیٰ! میں ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاؤنگا۔

حضرت عیسیٰ ؑ کے ارشادات

حضرت عیسیٰ ؑ کا فرمان ہے کہ دنیا کو معبود بنا کر اس کے بندے نہ بن جاؤ اپنا خزانہ اس ذات کے ہاں جمع کرو جو کسی کی کمائی کو ضائع نہیں کرتا۔ دنیاوی خزانوں کے لیے تو خوف ہلاکت ہوتا ہے مگر جس کے خزانے خدا کے یہاں جمع ہوں وہ کبھی تباہ نہیں ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا: اے میرے حواریو! میں نے دنیا کو اوندھے منہ ڈال دیا ہے، تم میرے بعد کہیں اسے گلے نہ لگا لینا، دنیا کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس میں آدمی اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے اور اسے چھوڑے بغیر آخرت کی بھلائی ناممکن ہے۔ دنیا میں دلچسپی نہ لو اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور باخبر رہو، دنیا کی محبت ہر برائی کی اصل ہے اور ایک لمحہ کی خواہش نفسانی اپنے پیچھے طویل پشیمانی چھوڑ جاتی ہے اور فرمایا کہ دنیا تمھارے لیے سواری بنائی گئی ہے اور تم اس کی پشت پر سوار ہو گئے تو اب بادشاہ اور عورتیں تمھیں اس سے نہ اتار دیں۔ رہا بادشاہوں کا معاملہ تو ان سے دنیا کی وجہ سے مت جھگڑو۔ وہ تمھاری دنیا اور تمھاری پس ماندہ چیزوں کو تمھیں واپس نہ کریں گے۔ رہی عورتیں تو ان کے صوم وصلوٰۃ سے ہوشیار رہو۔

مزید فرمایا دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے جو خوشنودی خدا کا طالب ہوتا ہے دنیا اس کی طالب رہتی ہے اور اسے رزق بہم پہنچاتی ہے اور جو دنیا کا طالب ہوتا ہے اسے آخرت طلب کرتی ہے اور موت اسے گدی سے پکڑ کر لے جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا: کون ہے جو سمندر کی لہروں پر عمارت بنائے یہ دنیا اسی طرح ہے تم اسے جائے قرار نہ بناؤ۔

حضرت عیسیٰ ؑ سے کہا گیا ہمیں ایک ایسی چیز بتلائیے جس کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب بنا لے

Marfat.com

فرمایا تم دنیا سے عداوت رکھو، اللہ تعالیٰ تمھیں محبوب رکھے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دنیا اور آخرت کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

حضرت عیسیٰؑ کا ایک ناصحانہ ارشاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: جس طرح دنیادار دنیا کی چاہت میں معمولی سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کے لیے معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ۔

اسی موضوع پر کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اَرَیٰ رِجَالاً بِاَدْنَی الدِّیْنِ قَدْ قَنَعُوْا ۔۔۔ وَمَا اَرٰی لَھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ

فَاسْتَغْنِ بِالدِّیْنِ عَنْ دُنْیَا الْمُلُوْکِ کَمَا ۔۔۔ اِسْتَغْنَی الْمُلُوْکُ بِدُنْیَاھُمْ عَنِ الدِّیْنِ

۱۔ میں نے لوگوں کو دیکھا وہ تھوڑے سے دین پر راضی ہو گئے۔ مگر تھوڑی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔

۲۔ جس طرح دنیا دار دنیا کے بدلے دین سے بے نیاز ہو گئے ہیں تو بھی دین کے بدلے دنیا سے بے نیاز ہو جا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے دنیا کو سونے چاندی کے لیے طلب کرنے والے ترک دنیا بہت عمدہ چیز ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی اشکباری

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پانی منگوایا تو پانی اور شہد حاضر کیا گیا۔ آپ جب اسے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رونے لگے یہاں تک کہ پاس بیٹھے ہوئے سب صحابہ کرام بھی رونے لگے یہاں تک کہ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ شاید ہم اس گریہ کی وجہ دریافت نہیں کر سکیں گے جب آپ نے اپنے آنسو صاف کیے تو صحابہ کرام نے عرض کیا اے خلیفۃ الرسول! آپ کے رونے کا

Marfat.com

باعث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کا شرف نصیب ہوا آپ اپنے جسم مبارک سے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو دفع فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: حضور! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی دنیا آئی ہے میں نے اس سے کہا مجھ سے دور رہو، وہ لوٹ گئی ہے اور یہ کہہ گئی ہے کہ آپ نے مجھ سے کنارہ کشی فرمالی ہے۔ مگر بعد میں آنے والے ایسا نہیں کر سکیں گے (احیاء العلوم جلد ۳)

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

جب حضرت عمرؓ شام کی مملکت میں داخل ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی پر آپ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے جس کی نکیل رسّی کی تھی۔ سلام و دعا کے بعد حضرت عمرؓ ان کے خیمہ میں تشریف لائے۔ وہاں اونٹ کے پالان، تلوار اور ڈھال کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کوئی اور سامان بھی ہے انھوں نے عرض کیا ہمارے آرام کے لیے یہی کچھ کافی نہیں ہے؟

دنیا کی تعریف

ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دنیا کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا: میں اس گھر کی کیا تعریف کروں جس کا صحت مند اصل میں بیمار جس کا بے خوف پشیمان، جس کا مفلس غمگین، جس کا مالدار مصائب میں گرفتار ہو اور جس کے حلال کا حساب ہو حرام پر عذاب ہو اور مشکوک پر ملامت ہو۔ یہی بات آپ سے دوسری مرتبہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: وضاحت سے بیان کروں یا مختصر جواب دوں۔ عرض کیا گیا مختصراً فرمائیے، آپ نے فرمایا اس کے مالِ حلال کا حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے۔

دنیا کی چھ چیزیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ دنیا کی چھ چیزیں ہیں، کھانے کی، پینے کی، پہننے کی، سوار ہونے کی، شادی کرنے کی اور سونگھنے کی۔ سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے۔ پینے کی سب سے عمدہ چیز پانی ہے اور اس میں سب اچھے برے شریک ہیں۔ پہننے کی سب سے عمدہ چیز ریشم ہے اور وہ کیڑے کا بنا ہوا ہے، سب سے بہتر سواری گھوڑے کی ہے اور اسی پر

Marfat.com

انسان کو قتل کیا جاتا ہے۔ شادی کے لیے عورت عمدہ چیز ہے مگر یہ محلِ مباشرت کے سوا کچھ نہیں۔ عورت کی سب سے عمدہ چیز (چہرے) کو سنوارا اور سب سے بری چیز (فرج) کو چاہا جاتا ہے۔ سونگھنے والی چیزوں میں مشک سب سے عمدہ ہے اور یہ خون ہوتا ہے۔ بس سمجھ لو کہ دنیا کیا چیز ہے؟

حضرت حسن رضؓ کا قول ہے کہ دنیا کی محبت میں ڈوب کر بنی اسرائیل نے اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت شروع کی تھی۔

حضرت سفیان رضؓ کا قول

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بدن کے لیے دنیا دی غذا حاصل کرو اور دل کے لیے اخروی غذا کی تلاش کرو۔

دنیا میں مہمان کی طرح رہو

حضرت ابن مسعود رضؓ کا قول ہے، اس دنیا میں ہر شخص بطور مہمان ہے اور یہاں کی ہر چیز مستعار ہے۔ مہمان آخر کوچ کر جاتا ہے اور مستعار چیز واپس کرنی پڑتی ہے۔

دنیا کی پیدائش

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے وہ زمین و آسمان کے درمیان پرانے مشکیزے کیطرح لٹکی ہوئی ہے اور اسی طرح قیامت تک لٹکتی رہے گی۔ جب وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہے اے اللہ تعالیٰ! تو نے مجھے کیوں ناپسند فرمایا ہے؟ تو رب کریم فرماتا ہے اے ناچیز خاموش رہ!

اتباعِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا بخدا میں نے تم جیسی قوم نہیں دیکھی، جس چیز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنارہ کش رہے تم اس میں مگن ہو۔ بخدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے تین دن کبھی نہیں گزرے کہ ان پر ان کے مال سے زیادہ قرض نہ ہو۔

حضرت ابوالدرداء رضؓ کا قول

حضرت ابوالدرداءؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دنیا کی بے قدری اس لیے ہے کہ ہر گناہ اسی میں پروان چڑھتا ہے اور اس سے کنارہ کشی کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں پایا جا سکتا، اسی لیے کہا گیا ہے ؎

اِذَا امْتَحَنَ الدُّنْیَا لَبِیْبٌ تَکَشَّفَتْ ۔۔۔ لَہٗ عَنْ عَدُوٍّ فِیْ ثِیَابِ صَدِیْقٍ

ارجب عقلمند نے دنیا کو جانچا تو اسے دوست کے لباس میں ایک دشمن نظر آیا۔

اسی موضوع پر چند اشعار یہ بھی ہیں ؎

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِہٖ ۔۔۔ اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ یَطْرُقْنَ اَسْحَارًا

اَفْنَی الْقُرُوْنَ الَّتِیْ کَانَتْ مُنَعَّمَۃً ۔۔۔ کَرَّ الْجَدِیْدَیْنِ اَتْلَافًا وَّاِدْبَارًا

کَمْ قَدْ اَبَادَتْ صُرُوْفُ الدَّھْرِ مِنْ مَلِکٍ ۔۔۔ قَدْ کَانَ فِی الدَّھْرِ نَفَّاعًا وَّضَرَّارًا

یَا مَنْ یُعَانِقُ دُنْیَاہُ لِبَقَاءَ لَہٗ ۔۔۔ یُمْسِیْ وَیُصْبِحُ فِیْ دُنْیَا سَفَّارًا

ھَلَّا تَرَکْتَ مِنَ الدُّنْیَا مُعَانَقَۃَ ۔۔۔ حَتّٰی تُعَانِقَ فِی الْفِرْدَوْسِ اَبْکَارًا

اِنْ کُنْتَ تَبْغِیْ جِنَانَ الْخُلْدِ لُسْکُنْھَا ۔۔۔ فَیَنْبَغِیْ لَکَ اَنْ لَّا تَامَنَ النَّارَا

۱۔ اے اوّل رات میں خوش خوش سونے والے! حوادثاتِ زمانہ کبھی رات کے آخری حصّہ میں بھی نازل ہوتے ہیں

۲۔ دن رات کی گردش نے ان صدیوں کو بھی فنا کر دیا جو خوشحالی میں بے مثال تھیں۔

۳۔ گردشِ دوراں نے ایسے کتنے ملکوں کو ویران کر دیا جو زمانہ میں سُکھ دُکھ دینے والے تھے۔

۴۔ اے فانی دنیا کو گلے لگانے والے! تو صبح و شام سفر میں ہے (پھر گلے لگانے سے کیا فائدہ؟)

۵۔ تو نے دنیا سے تعلق کیوں ختم نہیں کیا تاکہ جنت الفردوس میں عقیب ناب حوروں سے ہم آغوش ہو سکتا۔

Marfat.com

۶۔ اگر تو جنت میں سکونت کا خواہش مند ہے تو تجھے نارِ جہنم سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت حسنؓ کا قول

حضرت حسنؓ کا قول ہے بخدا رب نے ایسی قومیں بھی پیدا کی ہیں جن کے سامنے یہ دنیا مٹی کی طرح بے وقار تھی۔ انھیں دنیا کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی چاہے وہ اِس کے پاس ہو یا اُس کے پاس۔

کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ اس سے راہِ خدا میں دیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے کیا ایسا شخص تلاشِ معاش کرے تاکہ کچھ اور دنیا حاصل کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگر ساری دنیا اسی کے دامن میں سمٹ آئے تب بھی اس کے لیے بس ایک دن کی روزی ہوگی۔

حضرت وہبؓ کا قول

جناب وہبؓ کا قول ہے میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ دنیا عقلمندوں کے لیے مالِ غنیمت اور جاہلوں کے لیے سامانِ غفلت ہے۔ انھوں نے اس کی حقیقت نہ جانی یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کر گئے جب وہاں ان پر اس کی حقیقت منکشف ہوئی تو انھوں نے واپسی کا سوال ہوا جو نامنظور ہوا۔

دنیا کی مشغولیت سے بچو

حضرت حسنؓ نے یہ آیت فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا پڑھ کر فرمایا کہ جانتے ہو یہ کس کا فرمان ہے؟ خالقِ دنیا، مالک دنیا رب تعالیٰ کا فرمان ہے خود کو دنیا کی مشغولیت سے بچاؤ۔ دنیا میں بہت سے شغل ہیں اگر انسان دنیا میں کسی شغل کا دروازہ کھول دیتا ہے تو اس پر دنیا کے دس اور دروازے خود بخود وا ہو جاتے ہیں۔

مزید فرمایا کہ انسان کتنا مسکین ہے ایک ایسے گھر پر راضی ہو گیا ہے جس سے حلال کا حساب ہوگا اور حرام پر عذاب! اگر وہ کسبِ حلال سے دنیا حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن اس سے اس کا حساب لیا جائے گا اور اگر مالِ حرام کھاتا ہے تو عذاب میں مبتلا ہوگا

انسان مال کو کم سمجھتا ہے مگر افسوس کہ عمل کو کم نہیں سمجھتا۔ دینی مصیبت پر خوش ہوتا ہے اور دنیاوی مصیبت پر فریاد و فغاں کرتا ہے۔

دنیا کے تین حصّے

حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصّے کیے ہیں، ایک حصہ مومن کے لیے، دوسرا منافق کے لیے اور تیسرا حصّہ کافر کا ہے۔ مومن اسے زادِ راہ بناتا ہے۔ منافق زیب و زینت کرتا ہے اور کافر اس سے نفع اندوز ہوتا ہے۔

تین حسد

حضرت حسن رضؓ سے مروی ہے کہ ہر انسان دل میں تین حسد لے کر مرتا ہے ایک یہ کہ وہ اپنے جمع کرتا مال سے سیر ہوتا اور نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اپنی امیدوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا مگر نہ پہنچا سکا اور تیسرے یہ کہ وہ آخرت کے لیے نیک عمل بھیجتا اور بھیج نہ سکا۔

دنیا کی بے قدری کرو

حضرت حسن رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی بے قدری کرو، یہ اپنی بے قدری کرنے والوں پر بہت آسان ہے۔ مزید ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا کا عطیہ دیتا ہے جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو اور دے دیتا ہے اور جب بندہ دنیا کو حقیر سمجھنے لگتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے بے اندازہ مال و دولت دے دیتا ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ کا مسلمانوں سے خطاب

حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو آبادی چھوڑ کر ویران ٹیلوں کی طرف نکل جاتے اور اپنے کو ریاضت میں مشغول کرتے گریہ وزاری کرتے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام مال و متاع چھوڑ دیتے لیکن دنیا تمھارے اعمال کی مالک بن گئی ہے اور دنیا کی امیدوں نے تمھارے دل سے آخرت کی یاد مٹا کر رکھ دی ہے اور تم (اس کے لیے) جاہلوں کی طرح سرگرداں ہو۔ تم میں سے بعض لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں

Marfat.com

جو اپنی خوابشات میں اندھے ہیں انجام کی فکر نہیں کرتے۔ تم سب دینی بھائی ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے ہو اور نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو۔ تمہارے مذہب باطل نے تمہارے راستے جدا کر دیئے ہیں اگر تم صراط مستقیم پر چلتے تو ضرور باہم محبت کرتے تم دنیاوی امور میں تو باہم مشورے کرتے ہو مگر آخرت کے امور میں مشورہ نہیں کرتے اور تم اس ذلت سے محبت نہیں کرتے جو تمہیں محبوب رکھتا ہے اور تمہیں آخرت کی بھلائی کی طرف لے جانا چاہتا ہے یہ سب اس لیے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کمزور پڑ چکا ہے۔ اگر تم آخرت کی بھلائی اور برائی پر یقین رکھتے جیسے دنیا کی اونچ نیچ پر یقین رکھتے ہو تو تم دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے کیونکہ آخرت تمہارے اعمال کی مالک ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم پر دنیا کی محبت غالب ہے تو یہ تمہارا عذر لنگ ہے کیونکہ تم مقررہ میعاد پر آنے والی آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنے جسم کو ان کاموں سے دکھ درد جھیلنے پر مجبور کر رہے ہو جنہیں تم کبھی بھی نہیں پا سکتے تم بڑے ناہنجار ہو تم ایمان کی حقیقت کو پہچانتے ہی نہیں اگر تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب (قرآن مجید) میں شک ہے تو ہمارے پاس آؤ ہم تمہاری ایسے نور کی طرف راہنمائی کریں گے جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں۔ بخدا تم کم عقلی کا بہانہ بنا کر جان نہیں چھڑا سکتے کیونکہ دنیاوی امور میں تم صائب الرائے ہو اور انہیں بخوبی سرانجام دے رہے ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معمولی سی دنیا پر خوش ہو جاتے ہو اور معمولی سے دنیاوی نقصان پر انتہائی رنجیدہ ہو جاتے ہو۔ تمہارے چہرے اور زبانیں دکھ کی مظہر ہیں اور تم اسے مصیبت کہتے ہو اور تم دنیا پر گناہوں سے آلودہ زندگی بسر کرتے ہو اور دین کے اکثر احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہو اور اس سے نہ تمہارے چہروں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی تمہاری حالت میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم سے بری ہو تم باہم محبت رکھتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت برا سمجھتے ہو، تم خائن بن گئے اور امیدوں کے پیچھے دوڑنے لگے اور موت کا انتظار ختم کر دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں، وہ مجھے تم سے علیحدگی بخشے

Marfat.com

اور مجھے اپنے محبوب کی خدمت میں پہنچا دے۔ اگر وہ دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو میں کبھی تم میں رہنا پسند نہ کرتا، اگر تم میں نیک بننے کی تڑپ ہے تو میں تمھیں بہت کچھ بتا چکا اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کا سوال کرو، بہت آسانی سے پالو گے۔ میں اپنے اور تمھارے لیے اللہ سے دعا مانگتا ہوں۔

اقوال و واقعات

حضرت کعب رح کا قول ہے، تم نے دنیا سے اتنی محبت کی ہے کہ اسے پوجنے لگے ہو۔

حضرت ابو حازم رح کا قول ہے کہ دنیا کی معمولی سی محبت بھی آخرت سے کافی بے توجہی پیدا کر دیتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رح کا قول ہے کہ دنیا میں آنا آسان ہے مگر اس سے نکلنا سخت مشکل ہے۔

حضرت ابو سلیمان رح کا قول ہے کہ دنیا کی خواہشات سے وہی رکتا ہے جس کے دل میں آخرت کی فکر ہوتی ہے۔

ایک صالح اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکنے والے! مجھ سے دنیا کو روک لے (مجھے دنیا نہ دے)

ایک صالح کا قول ہے کہ دنیا ہم سے نفرت کرتی ہے مگر ہم اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اگر وہ بھی ہم سے محبت کرتی ہوتی تو خدا جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔

حضرت بشر رح کا قول ہے کہ جو شخص اللہ سے دنیا مانگتا ہے وہ گویا اللہ کی بارگاہ میں بہت دیر تک حساب کے لیے ٹھہرنے کا سوال کرتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رح کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے، اس میں سے کچھ نہ لو اگر تم نے کچھ لے لیا تو شیطان تلاش کرتا ہوا تم تک پہنچ جائے گا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ جب دنیا کی محبت اور گناہوں نے دل کو اپنا شکار بنا لیا ہے، اب اس میں بھلائی کیسے پہنچ سکتی ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ کا قول ہے کہ زبردست جادوگر سے بچو جو علماء کے دلوں پر بھی جادو چلا لیتا ہے اور فرمایا گیا وہ جادوگر دنیا ہے۔

حضرت ابوحازمؒ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو تجھے مسرور کرے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک ایسی صفت بھی رکھ دی ہے جو تجھے بُری معلوم ہوگی۔

ایک بندۂ مومن سے کسی نے کہا کہ میں نے غنا کو پالیا ہے، اس نے کہا جس نے خود کو دنیا کی غلامی سے آزاد کر لیا، حقیقی مالداری اسی نے پائی، (یعنی غنا کو پانے کا دعویٰ وہی کر سکتا ہے)۔

حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کہا، اے بیٹے! دنیا کو آخرت کے لیے بیچ دے دونوں طرف سے نفع اٹھائے گا اور آخرت کو دنیا کے لیے نہ بیچ کہ دونوں طرف سے نقصان میں رہے گا۔

حضرت بکر بن عبداللہؒ کا قول ہے کہ جو شخص دنیا کے ساتھ دنیا سے بے پروائی برتنا چاہتا ہے، وہ شخص آگ کو بھوسے سے بجھا رہا ہے (اس سے تو آگ اور بھڑکے گی)۔

حضرت داؤد الطائیؒ کا قول ہے کہ اے انسان! تو امیدوں کو پاکر خوش ہو رہا ہے حالانکہ تیری اجل قریب آگئی ہے اور تو نے نیک اعمال میں تاخیر کی ہے، گویا یہ تیرے نہیں کسی اور کے کام آئے۔

حضرت ابوحازمؒ کا قول

حضرت ابوحازمؒ کا قول ہے کہ طلبِ دنیا سے بچو، میں نے سنا ہے جو شخص دنیا کی توقیر کرتا ہے قیامت کے دن اسے بارگاہِ خداوندی میں کھڑا کر کے کہا جائے گا، یہ اس چیز کی عزت کرتا تھا جسے اللہ نے ذلیل پیدا کیا تھا۔

قابل غور بات

جناب مطرف بن شخیرؒ کا قول ہے کہ بادشاہوں کے عیش ونشاط اور نرم ونازک لباس کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ دنیا سے کتنی جلدی جا رہے ہیں اور کیسا بُرا ٹھکانا ان کو ملے گا۔

حضرت فضیلؒ کا قول

حضرت فضیلؒ کا قول ہے کہ اگر مجھے ساری دنیا کسب حلال کی صورت میں مل جائے، مگر آخرت کی بھلائی اس میں نہ ہو تو میں اس سے اس طرح دامن بچا کے نکل جاؤں گا جیسے تم مردار سے دامن بچا کے نکل جاتے ہو۔

انتہائی تعجب

بعض صوفیا کا قول ہے کہ اس شخص پر انتہائی تعجب ہے، جو موت کو حق سمجھتے ہوئے بھی مسرور ہے۔ جہنم کو یقینی سمجھتے ہوئے بھی ہنستا ہے۔ دنیا کی ہلاکتوں کو دیکھتے ہوئے بھی مطمئن ہے۔ تقدیر خدا کو یقینی سمجھتے ہوئے بھی غمگین ہے۔

ایک اور دانا کا قول ہے دنیا انسان کو اس کی منشاء کے مطابق نہیں ملتی یا تو زیادہ ملتی ہے یا پھر کم۔ حضرت سفیانؒ کا قول ہے، تم دنیا کی نعمتوں کو دیکھو وہ اپنی برائی کی وجہ سے ہمیشہ نالائقوں کے پاس ہی ہوتی ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کا خط

جناب حسن بصریؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو ایک خط لکھا جس میں بعد از تسلیمات تحریر فرمایا کہ تم آخری انسان ہو جنھوں نے موت کا پیالہ پیا، آپ نے جواب میں لکھا بعد از تسلیم گویا تم دنیا میں کبھی نہیں رہے اور ہمیشہ آخرت میں رہے ہو (یعنی میری طرح دنیا میں تم بھی رہتے ہو اور موت کا پیالہ تم کو بھی پینا ہے)۔

حضرت بشرؒ کا قول

حضرت بشرؒ سے کہا گیا کہ فلاں آدمی مر گیا ہے آپ نے فرمایا اس نے دنیا کو جمع کیا اور آخرت کو ضائع کر دیا۔ لوگوں نے

کہا وہ تو یہ یہ نیکیاں کیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا جس کے دل میں دنیا کی محبت ہو اسے نیکی نفع نہیں پہنچاتی۔

حضرت مالک بن دینارؒ کا قول

حضرت مالک بن دینارؒ کا قول ہے کہ ہم نے محبتِ دنیا میں ایک دوسرے سے صلح کر لی ہے۔ ہم میں سے کوئی کسی کو نہ حکم دیتا ہے نہ منع کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس چیز کا حکم نہیں فرمایا، کیا خبر ہم کس قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت ابوسلیمان کا قول

حضرت ابوسلیمانی الدرانیؒ کا قول ہے کہ جب کسی طالبِ دنیا کو دنیا ملتی ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے اور جب کسی طالبِ آخرت کو آخرت کا اجر ملتا ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے نہ اس کی تمنا ختم ہوتی ہے اور نہ اس کی تمنا ختم ہوتی ہے۔

لوگوں میں دنیا کی محبت

حضرت رابعہؒ کے یہاں ان کے ساتھی جمع ہوئے اور دنیا کی مذمت کا ذکر چھیڑ دیا۔ آپ نے کہا چپ ہو جاؤ، دنیا کا ذکر نہ کرو شاید تمھارے دلوں کے کسی گوشے میں دنیا کی محبت ضرور موجود ہے کیونکہ جس شخص کو جس چیز سے محبت ہو جاتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔

فریب خوردہ انسان

حضرت سعید بن مسعودؒ کا قول ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کی دنیا بڑھ رہی ہو اور آخرت کم ہو رہی ہو مگر وہ اس بات پر راضی ہو تو سمجھ لو کہ وہ شخص فریب خوردہ ہے کہ اس کی صورت مسخ کی جا رہی ہے اور اسے محسوس بھی نہیں ہو رہا ہے۔

غالب کون

حضرت وہب بن منبہؒ کا قول ہے جس شخص کا دل کسی دنیاوی چیز سے خوش ہو گیا وہ دانائی سے ہٹ گیا اور جس نے دنیاوی خواہشات کو اپنے پیروں تلے روند دیا شیطان اس کے سایے سے بھی بھاگتا ہے اور جس کا علم خواہشات پر

Marfat.com

غالب آگیا حقیقت میں وہی غالب ہے۔

دنیا و آخرت کی دشواریاں

حضرت ابوحازمؒ کا قول ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کے حصول میں دشواریاں ہیں، فرق یہ ہے کہ آخرت کے حصول میں آپ کسی کو مددگار نہیں پائیں گے مگر دنیا کے حصول میں جب بھی کسی چیز کی جانب ہاتھ بڑھاؤ گے تو دوسرے بدبخت کو اپنے سے پہلے موجود پاؤ گے۔

انسان اور دُنیا

ایک دانا کا قول ہے کہ دنیا تھی اور میں نہیں تھا۔ یہ دنیا رہے گی اور میں نہیں رہوں گا۔ میں اس کی پروا نہیں کرتا کیونکہ اس کی زندگی قلیل ہے، اس کی صفا میں بھی کدورت ہے، اس میں رہنے والے اس کے زائل ہونے، مصیبت کے نازل ہونے اور موت کے آنے سے سخت خوفزدہ رہتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول

حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ اگر دنیا مرٹ جانے والے سونے اور آخرت باقی رہنے والی مٹھیکری کی ہوتی تب بھی فانی چیز پہ باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دینا مناسب ہوتا چہ جائیکہ یہ دنیا مٹھیکری ہے اور آخرت خالص سونا ہے مگر ہم نے پھر بھی دنیا کو پسند کر لیا ہے۔

دنیا کے لیے غمگین ہونا

حضرت مالک بن دینارؒ کا قول ہے کہ تم جس قدر دنیا کے لیے غمگین ہوتے ہو اسی قدر آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے اور جس قدر آخرت کا غم کھاتے ہو اسی قدر دنیا کا غم مرٹ جاتا ہے۔ آپ کا یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے کہ "دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں ایک کو جتنا راضی کرو گے دوسری اتنی ہی ناراض ہوگی"۔

شیطان کے مرید کون

جناب بندارؒ کا قول ہے کہ جب تو دنیا سے کنارہ کشی کی باتیں کرنے والے دنیا داروں کو دیکھے تو سمجھ لینا کہ یہ شیطان کے مرید ہیں۔ مزید فرمایا کہ جو دنیا کی طرف متوجہ ہوا اس کے شغلے (حرص) نے اسے راکھ کر دیا۔

Marfat.com

جو آخرت کی طرف متوجہ ہوا اس کے شعلوں نے اسے کندن کا ایک ٹکڑا بنا دیا اور جس نے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اس کی وحدت کی آگ نے اسے بے مثال ہیرا بنا دیا۔

دنیا کی محبّت کا شکوہ

ایک شخص نے جناب ابوحازمؒ سے دنیا کی محبت کا شکوہ کیا اور یہ بھی بتلایا کہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ آپ نے کہا جو کچھ تم کو اللہ نے دیا ہے اس میں سے صرف رزق حلال لے لو اور اسے صحیح مصرف میں خرچ کرو، اس طرح تم کو دنیا کی محبت کوئی نقصان نہیں دے گی اور آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو اس سے لگایا تو یہ تجھے ایسی تکلیف میں ڈال دے گی کہ تُو دنیا سے تنگ ہو جائے گا اور اس سے نکلنے کی کوشش کرے گا۔

دنیا ایک گہرا سمندر ہے

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ یہ دنیا بہت گہرا سمندر ہے، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں۔ اس سے گزرنے کے لیے خوفِ خدا کی کشتی بنا، جس میں بھراؤ ایمانِ خداوندی کا ہو اور اسے توکل کے راستوں پر چلانا کہ نجات پا جائے ورنہ نجات کی صورت نہیں ہے۔

ترکِ دنیا و طلبِ دنیا

ایک دانا سے پوچھا گیا کہ دنیا کس کی ہے؟ کہا جس نے اسے چھوڑ دیا۔ پوچھا گیا آخرت کس کی ہے؟ فرمایا جس نے اسے طلب کیا۔ ایک اور دانا کا قول ہے کہ دنیا ایک ویران گھر ہے اور وہ دل دنیا سے بھی زیادہ ویران ہے جو اس کی جستجو میں سرگرداں ہے۔ جنت ایک آباد گھر ہے وہ دل جنت سے بھی زیادہ ویران ہے جو اس کی جستجو میں سرگرداں ہے۔ جنت ایک آباد گھر ہے وہ دل جنت سے بھی زیادہ آباد ہے جو اسے طلب کرتا ہے۔

حکایت

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک شخص سے کہا کہ تو خواب کے ایک درہم کو یا بیداری کے ایک دینار کو اچھا سمجھتا ہے؟ اس نے کہا بیداری کے ایک دینار کو اچھا سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو کیونکہ دنیا کے ساتھ تیری محبت خواب کی

Marfat.com

محبت ہے اور آخرت کے ساتھ محبت بیداری کی محبت ہے۔ جناب اسمٰعیل بن عیاشؒ کا قول ہے کہ ہمارے دوست دنیا کو خنزیر کا نام دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم سے دور رہ! اگر انھوں نے دنیا کے لیے اس سے بُرا نام پایا ہوتا تو ضرور اس کا نام وہی رکھتے۔

دنیا کس صُورت میں مزاحمت کرتی ہے

حضرت سلیمان الدرانیؒ کا قول ہے کہ جب دل میں آخرت کا تصوّر بسا ہوا ہو تو دنیا اس سے مزاحمت کرتی ہے اور جب دل میں دنیا کا تصوّر جاگزیں ہو تو آخرت کوئی مزاحمت نہیں کرتی اس لیے آخرت کے تصوّرات کریمانہ ہیں اور دنیا دی وساوس انتہائی جاہلانہ ہیں اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ ہمارے خیال میں اس سلسلہ میں جناب سیّار بن الحکمؒ کی بات زیادہ دانش مندانہ ہے، انھوں نے کہا ہے دنیا اور آخرت دونوں میں جمع ہوتی ہیں پھر ان میں جو غالب آجائے، دوسرا فریق اس کا تابع بن جاتا ہے۔

حضرت محمد بن المنکدر کا قول

جناب محمد بن المنکدرؒ کا قول ہے کہ قیامت کے دن ایسے شخص بھی ہوں گے جنھوں نے زندگی کے دن روزوں میں اور راتیں عبادت میں گزاری ہوں گی۔ راہِ خدا میں مال و دولت خرچ کیا ہوگا۔ راہِ خدا میں جہاد کیا ہوگا اور منکرات سے اپنا دامن بچایا ہوگا مگر ان کے بارے میں کہا جائے گا یہ وہ ہیں جنھوں نے رب کی حقیر کردہ چیز کو بہت بڑا سمجھا تھا اور رب کی باعظمت چیزوں کو انھوں نے حقیر سمجھا تھا۔ ذرا سوچو تو سہی ہم میں کتنے ایسے ہیں جو اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں گناہوں کے کوہِ گراں کا بار بھی ہماری گردنوں پر موجود ہے۔

امام شافعیؒ کی اپنے بھائی کو نصیحت

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ دنیا میں حق گو انسانوں میں سے تھے۔ انھوں نے اپنے بھائی کو خوفِ خدا کی نصیحت کی اور فرمایا: اے بھائی! یہ دنیا لغزش کی جگہ اور رسوا کرنے والا گھر ہے۔ اس کی آبادی ویرانی کی طرف اور اس میں رہنے والے قبروں کی طرف

جارہے ہیں۔ اس کی قلیل چیز بھی جدا ہونے والی ہے، اس کا تموّل مفلسی کی طرف رواں دواں ہے۔ اس کی کثرت قلت ہے اور اس کی مفلسی میں مالداری ہے۔ اللہ کی طرف توجہ کر اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جا۔ جنت کو دنیا میں گروی نہ رکھ۔ کیونکہ تیری زندگی ڈھلتا ہوا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے۔ لہٰذا عمل زیادہ کر اور امیدیں کم کر دے۔

بندے کی آزمائش

حضرت فضیل رح کا قول ہے کہ میں اس ارشاد ربانی میں "بلاشبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لیے زینت بنا دیا ہے تاکہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو بنجر ناقابلِ زراعت بنانے والے ہیں" بہت غور و فکر کرتا ہوں۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ تجھے دنیا میں جو کچھ ملا ہے تجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس کے مالک بنے تھے اور تیرے بعد بھی اور لوگ اس کے مالک بنیں گے۔ تیرے لیے دنیا میں صبح و شام کی روٹی ہے۔ اس روٹی کے لیے خود کو ہلاکت میں نہ ڈال، دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت پر افطار کر، دنیا کا مال خواہشات ہیں اور ان کا منافع نارِ جہنم ہے۔

راہب سے ایک سوال

کسی راہب سے زمانہ کے متعلق پوچھا گیا اس نے جواب دیا یہ جسموں کو پرانا کرتا ہے، امیدیں بڑھاتا ہے، موت کو قریب کرتا ہے اور آرزوؤں کو دُور کرتا ہے۔ دنیا والوں کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا: جس نے دنیا کو پا لیا وہ دکھ میں مبتلا ہوا اور جس نے اسے نہ پایا وہ مصیبت میں گھر گیا اسی لیے کہا گیا ہے ؎

وَمَنْ يَّحْمِدِ الدُّنْيَا لِعَيْشٍ يَسُرُّهٗ ۔۔۔ فَسَوْفَ بِعُمْرِیْ عَنْ قَلِيْلٍ يَلُوْمُهَا

اِذَا اَدْبَرَتْ كَانَتْ عَلَى الْمَرْءِ حَسْرَةً ۔۔۔ وَاِنْ اَقْبَلَتْ كَانَتْ كَثِيْرَةً هُمُوْمُهَا

۱۔ جو دنیاوی عیش و عشرت کے سبب اس کی تعریف کرتا ہے مجھے زندگی کی قسم، عنقریب وہ اسے مجرا بھلا کہے گا۔

۲۔ جب دنیا چلی جاتی ہے تو حسرت چھوڑ جاتی ہے اور جب آتی ہے تو بہت سے

Marfat.com

غم ساتھ لے کر آتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا ارشاد

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا :۔

نُرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا ۔ فَلَا دِیْنَنَا یَبْقٰی وَلَا مَا نُرَقِّعُ
فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰثَرَ اللّٰہَ رَبَّہٗ ۔ وَجَادَ بِدُنْیَاہُ لِمَا یَتَوَقَّعُ

۱۔ ہم نے دنیا کے لیے دین کو پارہ پارہ کر دیا مگر نہ دنیا ملی اور نہ دین باقی رہا۔
۲۔ وہ بندہ خوش نصیب ہوتا ہے جس نے اللہ کی طرف توجہ کی اور دنیا کو بہتر آخرت کی امید میں صرف کر دیا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

اَرَی طَالِبَ الدُّنْیَا وَاِنْ طَالَ عُمْرُہٗ ۔ وَنَالَ مِنَ الدُّنْیَا سُرُوْرًا وَ اَنْعُمَا
کَبَانِ بَنٰی بُنْیَانَہٗ فَاَقَامَہٗ ۔ فَلَمَّا اسْتَوٰی مَا قَدْ بَنَاہُ تَہَدَّمَا

۱۔ دنیا کے طلبگار کی اگرچہ طویل عمر ہو اور اسے ہر قسم کا عیش و نشاط میسر ہو۔
۲۔ مگر میں اسے اس شخص جیسا سمجھتا ہوں جس نے ایک عمارت بنائی اور وہ عمارت مکمل ہوتے ہی زمین بوس ہو گئی ہو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

اَیُّہَا الدُّنْیَا تُسَاقُ اِلَیْکَ عَفْوًا ۔ اَلَیْسَ مَصِیْرُ ذَاکَ اِلٰی انْتِقَالِ
وَمَا دُنْیَاکَ اِلَّا مِثْلُ فَیْءٍ ۔ اَظَلَّکَ ثُمَّ اٰذَنَ بِالزَّوَالِ

۱۔ یہ دنیا آخر کسی اور کی طرف منتقل ہو جائے گی، اسے راہِ خدا میں خرچ کر دے، تجھے بخشش سے ہم کنار کرا دے گی۔
۲۔ تیری دنیا سائے کی طرح ہے کچھ دیر تیرے اوپر سایہ گستر رہے گی اور پھر ڈھل جائے گی۔

Marfat.com

دنیوی آسائش کی مذمّت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا: جب تم اہلِ دنیا کی فنا ہو جانے والی آرائش و زیبائش دلکشی اور دلفریبی کے حامل مکر و دغا، ہلاک اور گمراہ کرنے والی لذتوں اور "چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر" قسم کے دجل و فریب، بے پروائی اور عہد شکنی کے مظہر غافل و بے خبر دنیاداروں کو دیکھو تو یوں سمجھو جیسے کوئی برہنہ شخص حوائجِ ضروریہ سے فارغ ہونے کے عمل میں ہے اور تم اس نفرت انگیز منظر اور بُو سے اپنی آنکھیں اور ناک بند کر لیتے ہو۔ بالکل اسی طرح تم دنیاداروں کی ظاہری زیب و زینت سے آنکھوں اور لذات و شہوات کی بو سے اپنی ناک کو بچا لو۔ اسی طرح تم آفاتِ دنیوی سے بچ سکو گے اور جو اچھائیاں تمھارے مقدر میں ہیں ان سے تم ضرور بہرہ اندوز ہو گے۔ اللہ کریم نے اپنے برگزیدہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرمایا: "ہم نے دنیوی آسائش و آرام کی جو چیزیں کفّار کو دے رکھی ہیں آپ انھیں نظرِ بھر کر بھی نہ دیکھیے۔ ان سے تو انھیں فتنے اور امتحان میں ڈالنا مقصود ہے اور آپ کے لیے تو آپ کے پروردگار کا رزق اچھا بھی ہے اور اس میں دوام بھی ہے (فتوح الغیب)

صوفیائے متقدمین کا طرزِ عمل

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے فرمایا ہے کہ صوفیائے متقدمین نے مالِ دنیا کو مشہور حدیث کہ "دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتّا ہے" کے تحت کبھی قبول نہ کیا اور اگر کوئی چیز آجاتی تو اسے پھر راہِ خدا میں خرچ کر ڈالتے۔ لیکن آج کل کے صوفی مالِ دنیا کو رفیقِ دارین سمجھ کر جمع کرتے ہیں۔

دنیاداروں کی مجلس سے بچو

ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کی مجلس میں ایک شخص نے عرض کیا۔ دنیاداروں کی مجلس میں بیٹھنے والا شخص کیا ہے؟ فرمایا خواجہ تونسوی فرماتے تھے کہ جو شخص اہلِ دنیا کی مجلس میں بیٹھتا ہے، یادِ حق سے غافل ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن بھی انھیں کے ساتھ زندہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے

یحشر المرءِ علیٰ دین خلیلہ

(قیامت میں) انسان اپنے دوست کے دین پر اُٹھے گا۔

حضرت سُلطان باہوؒ کا ارشاد

حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ہے کہ جس دل میں محبتِ دنیا بھری ہو اور وساوس شیطانی و خطرات نفسانی سے پُر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا جس طرح بیت الکلب میں فرشتے نہیں آتے۔ پھر وہ دل خدائے تعالیٰ کی نظر رحمت نہ ہونے سے سیاہ ہو جاتا ہے اور حرص و حسد رشک و کبر و غرور وغیرہ اس میں پیدا ہو۔ حسد کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور حرص نے آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو دانہ گندم کھلوا کر بہشت سے نکلوا دیا اور غرور نے ابلیس ملعون کو گروہِ ملائکہ مقربین سے خارج کیا بہرحال جب دل ہوا و ہوس کی جگہ ہوتا ہے تو ہمیشہ حرص و ہوس میں مغرور اور دنیائے دوں پر فدا رہتا ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک دل میں دین دنیا کی محبت یعنی دونوں کی محبت نہیں آسکتی۔ جس طرح ایک برتن میں آگ پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ (عین الفقر)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا قول

آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے ان سے دشمنی کی جائے مثلاً دنیا اور نفس۔ (دلیل العارفین)

حکایت

ایک بادشاہ نے کسی اللہ والے کو اپنے محل کے سایے میں بیٹھا دیکھا جس نے سوکھا ٹکڑا پانی میں ڈال کر کھایا اور پھر سو گیا۔ جب اٹھا تو بادشاہ نے اسے بلوایا اور پوچھا جب تو نے پانی کے ساتھ سوکھا ٹکڑا کھایا اور پھر سو گیا تھا کیا تو اپنے پروردگار سے خوش تھا۔ اس نے کہا ہاں لیکن میں تجھے وہ شخص بتلاتا ہوں جو اس سے بھی کم پر خوش ہو گیا بادشاہ نے کہا: وہ کون ہے؟ اس نے کہا جو آخرت کے بدلے دنیا پر خوش ہو گیا۔ یہ الفاظ

Marfat.com

بادشاہ پر کارگر ہو گئے اور رونے لگا۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی رح تمام عمر کرایہ کے مکان میں رہے۔ ایک دفعہ کسی نے کہا آپ اپنا گھر کیوں نہیں بنا لیتے؟ فرمایا چھوڑ جانے کو اپنا اور غیر کا گھر دونوں برابر ہیں۔

دنیا فانی میں کتنا مضبوط اور بلند مکان بھی بنوالو آخر ایک دن اسے خالی کرنا ہی پڑیگا

دنیوی ترقی کی مناجات

ایک مرتبہ حضرت گنج شکر نے خواجہ نظام الدین اولیاء کو فرمایا: کہ آج کی رات میں نے خدا کے حضور تمھاری دنیوی ترقی کے لیے مناجات کی ہے۔ خواجہ نظام الدین نے متفکر ہو کر عرض کیا کہ اس دنیائے دنی سے تو اہل اللہ نے پناہ مانگی ہے۔ میں اس کے شر سے کیسے بچ سکوں گا۔ گنج شکر نے فرمایا دنیا تمھارے ساتھ کچھ نہیں کر سکے گی البتہ تمھیں اپنی دھوتی کو مضبوط رکھنا چاہیے۔ خواجہ نے عرض کیا حضور کا فرمان بسر و چشم، میں اپنی دھوتی انشاء اللہ بہشت میں حوروں پر بھی نہیں کھولوں گا۔

حضرت گنج شکر کی دعا کے بعد خواجہ نظام الدین اولیاء کے مال و متاع میں اس قدر ترقی ہوئی کہ معاملہ حدِ شمار سے باہر ہے اور وہ مال و دولت اور فتوحات صلحا اور فضلاء کے اخراجات کے لیے وقف تھے۔ خواجہ صاحب کے آستان پر تقریباً چار ہزار علمائے نامدار پانچ سو قوال اور کثیر التعداد درویش مقیم تھے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء، امیر خسرو اور علاؤالدین حسن کو ہفتے میں ایک بار درویشوں کی طرف بھیجتے اور فرماتے جو درویش لائق ہو اسے میرے پاس لاؤ۔ حسب الارشاد دونوں حضرات چھان بین کرتے اور جس درویش کو قابل ترین سمجھتے اس کا نام لکھ کر خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ خواجہ صاحب بعض درویشوں کو رکھ لیتے اور بعض کو بدل کر ان کی جگہ اور درویش قبول کرتے تھے اور یہ سلسلہ عمر بھر جاری رہا۔

کمال درجے کا ترکِ دنیا

خواجہ حمید الدین ناگوری کمال درجے کے تارک الدنیا تھے۔ آپ کے گھر میں کپڑے کی ایک چادر کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ چادر اوڑھ کر مسجد کو چلے جاتے اور آپ کی اہلیہ غلہ دان میں اپنا جسم چھپا لیتی۔ خواجہ حمید الدین جماعت کے بعد دعا کا بھی انتظار نہ کرتے اور گھر چلے آتے۔ پھر اپنی چادر بیوی کو دیتے جس سے وہ نماز پڑھتی اور خود غلہ دان میں چھپ جاتے۔ ایک دن سلطان شمس الدین التتمش نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس بزرگ کے پاس دنیوی ساز و سامان اور خوراک پوشاک وغیرہ کچھ بھی نہیں تو پھر ان کی گذر بسر کیسے ہوتی ہے؟ لوگوں نے حقیقتِ حال بیان کی تو سلطان نے پیشکش کی کہ اگر آپ قبول فرمائیں تو میں بیت المال میں سے روزینہ مقرر کر دیتا ہوں اور اگر بیت المال سے لینا پسند نہ ہو تو بنیے سے حسبِ ضرورت سودا سلف لیتے رہا کریں۔ خواجہ صاحب نے بیوی سے مشورہ کیا۔ بیوی نے کہا میں گھر کی تلاشی لیتی ہوں اگر کوئی چیز نہ ملی تو پھر جس طرح آپ کی خواہش ہو کریں۔ چنانچہ بیوی نے تمام گھر چھان مارا اور کچھ سوت مل گیا جسے انھوں نے خواجہ صاحب کو دیا اور کہا ہم اسے بیچ کر کھانے کا انتظام کر لیں گے۔ بعد میں جو ہو سو ہو۔ پھر اہلیہ نے کہا اگر آپ سلطان کا وظیفہ قبول کر لیں۔ آپ کا نام متوکلین کی فہرست سے کٹ جائے گا۔ خواجہ حمید الدین کو یہ بات بہت پسند آئی اور انھوں نے سلطان کی پیش کش کو قبول نہ کیا۔ سبحان اللہ کاملانِ حق کا یہی مقام ہے کہ امکان و اختیار کے باوجود ترک کو اختیار کیا۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک عورت کو دیکھا جو بڑھیا کھوسٹ تباہ حال، سیاہ رنگ، اور کریہہ منظر تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں دنیا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے کتنے شوہر کیے ہیں؟ اس نے کہا بے حد و حساب، اگر ان کی تعداد معین و محدود ہو تو کہوں۔ بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شوہروں میں سے کوئی ایسا بھی تھا جس نے تمھیں طلاق دی ہو

اس نے کہا نہیں میں نے سب کو قتل کیا ہے ۔ اس بات کی مناسبت سے آپ نے فرمایا کہ ایک درویش کو راحت کامل ہوتی ہے اور وہ دنیا کی آفات سے مامون ہوتا ہے درویش کے حال کی سختی کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ وہ رات کو فاقے سے ہو اور جس رات وہ فاقے سے ہوتا ہے وہ رات اس کے لیے معراج ہوتی ہے۔

حکایت ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سوئے ہوئے آدمی کے سر پر جا کر کھڑے ہو گئے آپ نے اس سوئے ہوئے آدمی کو آواز دی اور کہا اٹھو! خدا کی عبادت کرو۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے خدا کی وہ عبادت کی ہے جو سب عبادتوں سے بہتر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم نے کون سی عبادت کی ہے ؟ اس نے کہا کہ میں نے دنیا کو دنیا والوں کے لیے چھوڑ دیا ہے ۔

متعدد اہل اللہ کا قول متعدد اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ " دنیا کے طالبو! اس دنیا سے گزر جاؤ اگر تم دنیا چھوڑ دو گے تو یہ خود تمھیں طلب کرے گی ۔ اسی طرح عقبیٰ طلب کرنے والو! اس آخرت اور عقبیٰ کی طرف ترک کر دو، اس طرح عقبیٰ تمھیں خود طلب کرنے لگے گی ، اس حالت میں تمھارے لیے تمھارا پروردگار ہی کافی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر و شاہد ہے ۔

دنیا بے حقیقت ہے فضل بن ربیع سے روایت ہے کہ میں ہارون الرشید کے ہمراہ مکہ معظمہ گیا۔ حج ادا کرنے کے بعد خلیفہ نے مجھ سے پوچھا کیا یہاں کوئی مردِ حق ہے جس کی میں زیارت کر سکوں ؟ میں نے کہا ہاں عبدالرزاق صنعانی یہاں پر موجود ہے۔ کہا مجھے اس کے پاس لے چلو۔ ہم وہاں پہنچ گئے۔ کچھ دیر بیٹھ کر جب اٹھنے لگے تو ہارون الرشید نے اشارہ سے کہا " پوچھو ان پر کوئی قرض ہے ؟" معلوم ہوا قرض ہے چنانچہ وہ چکا دیا گیا ۔ باہر نکل کر خلیفہ نے کہا میرا دل ابھی تشنہ ہے کسی اور بڑے بزرگ کو ملنا چاہتا ہوں ۔ میں نے کہا سفیان بن عیینہ موجود ہیں ۔ کہا اس کے پاس لے چلو

وہاں بھی کچھ دیر بیٹھے۔ چلتے وقت خلیفہ نے پھر قرض سے متعلق دریافت کیا۔ قرض نکلا اور وہ ادا کر دیا گیا۔ خلیفہ نے کہا میرا مقصود ابھی حاصل نہیں ہوا۔ میں نے کہا فضیل بن عیاض بھی یہاں موجود ہیں۔ ہم وہاں گئے وہ ایک غرفہ میں بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ ہم نے دروازے پر دستک دی۔ آواز آئی کون ہے؟ میں نے کہا امیر المومنین تشریف لائے ہیں۔ جواب ملا ہمیں امیر المومنین سے کیا مطلب؟ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہے "کسی شخص کی طاعتِ حق میں ذلت طلب نہیں کرنی چاہیے"، جواب ملا ٹھیک ہے مگر رضائے حق دائمی شان و شوکت کا باعث ہے تم مجھے ذلت میں دیکھتے ہو اور میں اپنے آپ کو رفیع المرتبہ پاتا ہوں۔ یہ کہہ کر فضیلؒ نیچے اترے چراغ گل کر دیا اور خود ایک کونے میں کھڑے ہو گئے۔ ہارون الرشید اندھیرے میں اِدھر اُدھر ٹٹولتا رہا آخر کار اس کا ہاتھ ان تک پہنچ گیا فضیلؒ نے کہا ایسا نرم اور گداز ہاتھ میں نے کبھی نہیں دیکھا کیا عجب ہے کہ عذابِ خداوندی سے بچا رہے۔" ہارون الرشید رونے لگا اور اتنا رویا کہ بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو کہا مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمایا تمھارا جدِ امجد یعنی حضرت عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امارت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیوی حکومت کی بجائے میں آپ کو قلبی حکومت دیتا ہوں۔ خدائے عزّوجل کی بندگی میں گزرا ہوا ایک لمحہ خلقت کی ہزار سالہ حکومت سے بہتر ہے" امارت روزِ قیامت ندامت کا باعث ہو گی۔ ہارون نے کہا کچھ اور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا جب عمر بن عبدالعزیز کو خلافت تفویض ہوئی۔ اس نے سالم بن عبداللہ، جابر بن حیوٰۃ اور محمد بن کعب رضی اللہ عنہم کو بلا کر کہا کوئی تدبیر کیجیے امارت مصیبت ہے اور میں مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا اگر عذابِ خداوندی سے نجات درکار ہے تو بوڑھوں کو باپ، جوانوں کو بھائی اور چھوٹوں کو فرزند تصوّر کر۔ اور ان سے وہ سلوک روا رکھ جو گھر میں باپ، بھائی اور بیٹے سے روا رکھا جاتا ہے۔ سب ولایت تیرا گھر ہے اور اس کے باشندے کنبہ، باپ کی زیارت کر، بھائی پر احسان کر،

Marfat.com

اور فرزند سے حسنِ سلوک سے پیش آ"۔ مجھے خوف ہے تیرا یہ خوبصورت جسم جہنم کی آگ کے سپرد نہ ہو۔ خدائے عزّوجل سے ڈرو اور اس کے حقوق بطریقِ احسن پورے کرو۔ ہارون نے پوچھا آپ پر کوئی قرض ہے؟ فرمایا ہاں خدا کی طاعت کا قرض ہے مجھے ڈر ہے اس کے لیے مجھے گرفت نہ ہو۔ ہارون نے کہا میرا مطلب خلقت کا قرضہ ہے۔ فرمایا باری تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ مجھے کوئی شکایت نہیں جو اس کے بندوں سے بیان کروں۔ ہارون نے ہزار دینار کی ایک تھیلی ان کے سامنے پیش کی اور کہا اسے اپنے کام میں لائیے اور بوقتِ ضرورت خرچ کیجیے۔ فضیلؒ نے فرمایا افسوس ہے میری تمام نصیحت بیکار گئی۔ تو نے ظلم کا راستہ اختیار کیا اور مجھ پر ظلم روا رکھا۔ ہارون نے پوچھا میں نے کیا ظلم کیا۔ فرمایا میں تجھے راہِ نجات دکھاتا ہوں تو مجھے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ یہی ظلم ہوا کرتا ہے۔ ہارون روتا ہوا باہر نکل گیا اور کہا حقیقت میں فضیلؒ بادشاہ ہیں یہ ان کے مقام کی دلیل ہے۔ جو اہلِ دنیا میں ان کو حاصل ہے، دنیا اور اس کی زینت ان کی نظر میں بے حقیقت ہے وہ دنیا داروں کی تواضع دنیا کے واسطے نہیں کرتے۔

مردانِ خدا کا وصف

حضرت خواجہ یوسف چشتیؒ فرمایا کرتے تھے کہ دینِ محمدیؐ میں ایسے مردانِ خدا بھی ہوں گے کہ دنیا ہزاروں مرتبہ درویشوں کے دروازوں پر آئے گی اور کہے گی کہ اے خواجگان! اگر آپ مجھے قبول نہیں کرتے تو کسی وقت بڑھیا کی طرف نظر ہی ڈال لیا کرو۔ لیکن وہ فرمائیں گے کہ جا چلی جا! اگر دوسری دفعہ آئے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔

دنیا ایک حجاب ہے

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا ہے کہ سالک کے لیے دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں۔ اس واسطے کہ کوئی شخص اس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا جب تک وہ دنیا میں مشغول رہتا ہے اور اہلِ سلوک نے فرمایا ہے کہ بندے اور خدا کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں

Marfat.com

پس جو شخص دنیا میں مشغول ہو جائے وہ خدا سے باز رہتا ہے لوگ جس قدر دنیا میں مشغول رہتے ہیں اسی قدر خدا کی طرف سے رہ جاتے ہیں اور اس سے جدا ہوتے ہیں۔

فقر اور دُنیا

حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے فرمایا ہے کہ درویشی بڑا آرام ہے اور دنیاوی آفتوں سے محفوظ ہے لیکن درویشی کے کام میں سختی بہت ہے جس رات درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ اس کا معراج ہوتا ہے اس واسطے کہ اہلِ صفا اور تصوّف کا قول ہے کہ معراج الفقر فی لیلۃ الفاقۃ یعنی فقر کا معراج فاقے کی رات ہوتا ہے۔ پس کوئی نعمت درویشی کا فاقہ درویش کے اختیار میں رکھا گیا ہے کیونکہ دنیا اس کو دی گئی ہے کہ جس طرح چاہے اس کو خرچ کرے۔ پس وہ اپنے واسطے بھی خرچ کر سکتا ہے لیکن ایسا نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو دیتا ہے اور خود فاقہ کشی کرتا ہے اس سے اس کا کام ترقی پکڑتا ہے۔

حکایت

حضرت توکل شاہ ابنالوی نقشبندی کا قول ہے کہ ایک دفعہ حالت سکر میں میں نے مکاشفہ ہوا کہ میں جنگل میں گیا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہے اور ہزارہا مولوی و عامل اور طرح طرح کے لوگ اس کے چاروں طرف بیٹھے ہیں کوئی کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونکتا ہے کوئی منتر پڑھتا ہے کوئی تعویز گنڈے کر رہا ہے غرضیکہ سب ان حیلوں سے چاہتے ہیں کہ عورت ہماری طرف نظر کرے اور متوجہ ہو۔ مگر وہ کسی کی طرف نہیں دیکھتی اور نہ متوجہ ہوتی ہے اگر توجہ کرتی بھی ہے تو تھوڑی سی متوجہ ہوتی ہے اور اگر دیکھتی ہے تو کن انکھیوں سے دیکھتی ہے۔ ہم بھی جا کر وہاں دیکھنے لگے کہ پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ مگر کسی نے جواب نہ دیا اور سب اپنے اپنے کام میں لگے رہے۔ ہم نے جو دیکھا کہ یہ عورت ہے تو اس خیال سے کہ عورت کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت ہے ہم وہاں سے چلے آئے وہ بھی ہمارے پیچھے پیچھے چلی اور کہتی رہی حضرت آپ کیوں تشریف لے چلے۔ ٹھہریں میں آپ کی خدمت گزار اور فرمانبردار ہوں جس طرح آپ حکم دیں گے ویسے ہی بجا لاؤں گی۔ ہم نے ایک نہ سنی اور وہاں سے بھاگے وہ بھی بھاگی چلی آئی مگر ساتھ ہی یہ کہتی چلی جاتی تھی کہ اگر آپ حجرے میں تشریف لے جائیں گے تو آپکی خدمت گزاری

واسطے میں بھی وہیں حاضر ہوں گی ۔ یہاں تک کہ ہم حجرے میں چلے آئے اور اس کا دروازہ بند کر دیا وہ بھی سوراخوں کے ذریعے سے حجرے کے اندر چلی آئی ۔ ہم ہر چند اسے نکالنا چاہتے تھے مگر وہ نہ نکلتی تھی ۔ آخر ہم نے یہ انگلی مار کر اسے باہر نکال دیا وہ حجرے کے دروازے کے پاس ہی باہر نکل کر بیٹھ گئی ۔ پھر ہم نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور کہ تو ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوئی اور ہمارے ساتھ چلی آئی اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ میں دنیا ہوں اور وہ میرے عاشق تھے سو میں اپنے عاشقوں کو ہمیشہ ذلیل و خوار کیا کرتی ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی خدمت میرے ذمے ہے ۔ سو میں اب یہاں باہر بیٹھ جاؤں گی اور آپ کی خدمت کروں گی اور یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گی ۔ اس کے بعد فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو وہ عرش کے نیچے ہزار برس تک سجدہ میں پڑی رہی ۔ ہزار برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو زمین پر بھیجتے ہیں تو وہاں جا کر ہمارا کیا کام کرے گی ۔ اس وقت دنیا نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ خداوند! جو میرے عاشق ہوں گے میں ان کو ہمیشہ ذلیل و خوار کروں گی مگر جو تیرے عاشق ہوں گے اور تیرا ذکر کریں گے خواہ وہ جنگلوں میں ہوں خواہ پہاڑوں کی کھوہوں میں، خواہ حجروں میں، غرض وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے میں ان کو وہیں سے تلاش کر کے ان کی خدمت کیا کروں گی ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا پس یہی کام کرنا اور اسی واسطے ہم نے تجھ کو بنایا ہے ۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے جو اس کو دھتکار کر اور اس انگلی سے مار کر حجرے سے باہر نکالا تو چونکہ یہ انگلی اس کے بدن کو چھوئی تھی اس لیے ہمارا دل نہیں چاہتا کہ اس کو کھانے کی چیز پر لگائیں ۔

Marfat.com

باب ۲

عداوتِ شیطان

اللہ تعالیٰ کا دوست بننے میں سب سے بڑی رکاوٹ شیطان کی انسان دشمنی ہے وہ نسلِ آدم کا ازلی دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ جس طرح وہ بارگاہِ رب العزّت سے راندھا گیا ہے، اسی طرح انسان بھی درگاہِ خداوندی سے دور ہو جائے اور یوں حساب کے بعد اس کے ساتھ دوزخ میں جائے اس لیے وہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے ہر وقت منصوبے بناتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ہلاکت میں ڈالا جائے لہذا ایسے خطرناک دشمن سے بے خبر رہنا اور اپنے آپ کو غفلت میں ڈالے رکھنا بہت بڑی غلطی ہے ایسے کھلے دشمن سے ہمیشہ چوکس رہنا چاہیے کیونکہ اس کا انسان سے دشمنی کرنا اس کی فطرت میں شامل ہے وہ ہمیشہ انسان سے جنگ و جدال میں مصروف رہتا ہے ہر وقت لوگوں پر شیطانیت کے تیر پھینکتا ہے تاکہ انسان کسی طرح اپنے رب سے باغی ہو جائے۔

اللہ کا بندہ بننے کا راز اللہ تعالیٰ کی کثرتِ عبادت اور اطاعتِ الٰہی میں ہے اس لیے جو بندے اللہ کے طالب بنتے ہیں وہ ان کی شدید طریقے سے مخالفت کرتا ہے تاکہ کسی طرح وہ اللہ کے راستے سے بھٹک جائیں لہذا اللہ کے بہت سے طالب صوفیا کو شیطان نے آغاز ہی میں بہکا ڈالا۔ طالبوں اور سالکوں کے لیے اس کے حملوں سے بچنا بہت ضروری ہے ورنہ وہ روحانی ترقی اور کامیابی حاصل کرنے میں رکاوٹ بن بیٹھتا ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اللہ والوں کے ایمان کو نقصان پہنچائے بلکہ ایمان سے خارج ہی کروائے شیطان اللہ والوں کا خاص دشمن تو ہے ہی لیکن وہ ان کے ساتھ بھی عداوت کرنے سے باز نہیں آتا جو اس کے ساتھی ہیں اور جو اس کی مخالفت نہیں کرتے جیسے کفار گمراہ، فاسق و فاجر وغیرہ اس لیے اس کی ان کے خلاف عداوت کا کیا حال ہو گا

Marfat.com

جو حقیقت میں اس کے بڑے شدید دشمن ہیں کیونکہ اللہ کے خاص بندوں کے ساتھ اس کی دشمنی بھی خاص ہے لہذا سالکوں کو چاہیے کہ ہمیشہ عداوتِ شیطان سے باخبر رہیں اور روحانی پرواز کے لیے اس سے ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اللہ سے پناہ مانگیں کیونکہ اللہ کی توفیق اور مدد کے بغیر کچھ نہ ہوگا۔

شیطان کی انسان دشمنی

شیطان کی انسان دشمنی کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے کہ :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اے ایمان والو! اسلام پر مکمل طور سے کاربند ہو جاؤ اور شیطانی چالوں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمھارا علانیہ دشمن ہے۔

(پ۲۔ بقرہ ۲۰۸)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے اور دشمن کا کام ہوتا ہے کہ جہاں اسے دشمنی کا موقع ملتا ہے وہ فائدہ اٹھا کر نقصان پہنچاتا ہے اس لیے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے ہٹائے اور لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جائیں اور اس طرح نافرمان ہو جائیں جس طرح وہ ہے ایسے دشمن سے ہمیشہ چوکس رہنا چاہیے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں واضح کیا ہے۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اے اولادِ آدم! کیا ہم نے تمھیں خبردار نہیں کر دیا کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا بے شک وہ تمھارا اعلانیہ دشمن ہے (پ۲۳۔ یٰسین ۶۰)

شیطان چاہتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کریں اس لیے اس نے انسان کو راہِ حق سے گمراہ کر کے بتوں، درختوں، مظاہرِ فطرت کی پوجا پر لگا دیا۔ جہاں اس کا یہ حربہ استعمال نہ ہو

Marfat.com

وہاں اس نے انسان کو نفسانی خواہشات میں اس حد تک مبتلا کر دیا کہ وہ اللہ کی عبادت کا تارک ہوا اس لیے اللہ نے تنبیہ کی ہے کہ شیطانی سوچ کی پوجا نہ کرو کیونکہ وہ دشمنی کے طور پر کسی نہ کسی طریقے سے انسان کو گمراہ کر کے رہے گا پھر ارشاد ہوا ہے کہ

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ط اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے اس کی اتباع کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اسی پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اگرچہ شیطان انھیں دوزخ کے عذاب کی طرف ہی کیوں نہ بلاتا ہو (پ ۲۱ لقمٰن ۲۱)

قرآن کلامِ الٰہی ہے جو اس پر عمل کرے گا وہ دین و دنیا میں کامیاب رہے گا اور جو اسے چھوڑ کر کسی اور کی اتباع کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور شیطان یہی چاہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو گمراہ کر کے دوزخ میں ڈلوا دے کیونکہ وہ انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس کا کام نقصان پہنچانا ہوتا ہے لہذا وہ ہر ایسا کام کرتا ہے جس سے انسان کو نقصان پہنچے اور اللہ تنبیہ کرتا ہے کہ اس کی دشمنی سے بچ جاؤ۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۭ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو کہ جب انھوں نے اپنے رب سے کہا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے ہم نے کہا کہ زمین پر اپنا پاؤں مارو، نکل آیا نہانے کے لیے ٹھنڈا چشمہ اور پینے کے لیے میٹھا چشمہ (پ ۲۳، ص ۴۱، ۴۲)

حضرت ایوب علیہ السلام جب بیماری میں مبتلا تھے تو شیطان نے آپ کو بہت تنگ کیا تو آپ نے اللہ کے حضور دعا کی کہ یا الٰہی! مجھے اس سے نجات دے تو اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی اور آپ کو تکلیف سے نجات دی۔ بیماری کی حالت میں آپ جس مقام پر بیٹھے ہوئے

Marfat.com

تھے۔ وہاں پر اللہ کے حکم سے آپ کے پاؤں مارنے سے دو چشمے جاری ہوئے ایک کا آپ نے پانی پیا اور دوسرے کے پانی سے آپ نہائے تو آپ تندرست ہو گئے یہ دونوں چشمے آپ کی قبر مبارک کے غرب رویہ دو چھوٹے کنوؤں کی صورت میں موجود ہیں میں جب حضرت ایوبؑ کی قبر پر گیا تو میں نے ان چشموں کو دیکھا اور جس چشمے سے پانی پینے کا حکم ہے اس سے پانی بھی پیا۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

شیطان چاہتا ہے کہ تم میں شراب اور جوئے کے ذریعے آپس میں دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور تمھیں اللہ کی یاد سے روک دے اور نماز نہ پڑھنے دے لہذا تمھیں ایسے برے کاموں سے بچ جانا چاہیے (پ۷۔ مائدہ ۹۱)

لوگوں میں آپس میں لڑائی جھگڑا کروانا اور دشمنی ڈلوانا شیطان کا پسندیدہ مشغلہ ہے، شیطان اس مقصد کو شراب اور جوئے سے حاصل کرتا ہے وہ لوگوں کو شراب پینے کی طرف مائل کرتا ہے جب لوگ شراب پی لیتے ہیں تو پھر بدکاری کی ترغیب دیتا ہے جس سے دشمنی کی راہیں پیدا ہوتی ہیں ایسے ہی جوئے میں لوگ آپس میں لڑتے اور جھگڑتے ہیں اور آخر کار ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں اس طرح شیطان ان دونوں برے فعلوں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے شیطان کی انسان دشمنی کے بارے میں ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۫ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔

اے لوگو! زمین سے حلال اور طیب چیزوں کو کھاؤ اور شیطانی کاموں پر نہ چلو، بیشک وہ تمھارا واضح طور پر دشمن ہے۔ (پ۲۔ بقرہ ۱۶۸)

کھانا پینا حلال کا راہ معرفت ہے اسی سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے اور رزقِ حرام شیطان کا راستہ ہے لہذا جو رزق حلال کھائے گا وہ اللہ کا بندہ بنے گا اور جو حرام کھائے گا

وہ شیطان کا ساتھی بنے گا۔ شیطان کی پیروی ذلت اور گمراہی ہے جبکہ اطاعتِ الٰہی سراسر ہدایت اور عظمت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو خبردار کیا ہے کہ شیطانی کاموں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمھارا دشمن ہے اور اسی دشمنی کی بناء پر تمھیں بُری راہ پر لگا کر تم سے انتقام لے گا اس لیے اس سے بچو۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمایا ہے :۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(پ۸۔ اعراف ۲۷)

اے آدم کی اولاد تمھیں شیطان فتنے میں مبتلا نہ کر دے جس طرح کہ تمھارے ماں باپ کو جنّت سے نکلوا ڈالا اور ان سے ان کا لباس اتروا دیا ان کی شرم والی جگہیں ان کو نظر آنے لگیں، بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمھیں دیکھتے ہیں کہ تم انھیں نہیں دیکھتے۔ بے شک وہ شیطانوں کے دوست ہو گئے اور ایمان لانے والے نہیں

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو شیطان اور اس کے ساتھیوں سے مطلع کیا ہے کہ وہ نسلِ آدم کو فتنے میں مبتلا کرنے کی کوشش میں رہتا ہے اس لیے اس سے بچتے رہو کیونکہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے اس کی دشمنی پرانی ہے اور ان سے دشمنی کا بدلہ اس نے انھیں جنت سے نکلوا کر لیا۔ اس لیے اولادِ آدم سے بھی وہ دشمنی کا انتقام لیتا ہے اور انھیں کسی نہ کسی طرح راہِ حق سے ہٹانے کی ٹوہ میں رہتا ہے لہذا اس سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتے رہنی چاہیے اور شیطان صفت لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے تاکہ ان کی صحبت برائی میں مبتلا نہ کر دے۔ قصّہ آدم اور ابلیس میں بیان ہوا ہے کہ :

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا

اَبٰی ۝ فَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا
عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا
یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی ۝

پھر ہم نے کہا کہ اے آدم! یہ تمھارا اور تمھاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تمھیں بہشت سے نکلوا نہ دے پھر تم مشقت میں پڑ گئے۔

(پ ۱۶۔ طٰہٰ ۱۱۶ - ۱۱۷)

اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی پر شیطان لعین مردود ہو گیا پھر اس نے سوچا کہ یہ سارا کچھ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ہوا کیوں نہ اسے اور اس کی بیوی کو بھی جنت سے نکلوا دیا جائے آخر کار وہ حضرت آدم اور حضرت حوّا کو جنت سے باہر نکلوانے میں کامیاب ہو گیا اور حضرت آدم زمین پر آباد ہو گئے۔ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو روزی کمانے کا فکر نہ تھا مگر زمین پر رہائش اختیار کرنے پر مشقت کے ذریعے روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا یہ جنت والی آسانی کی نسبت ذرا تکلیف دہ کام ہے یہ سب کچھ انسان کو عداوتِ شیطان کی بنا پر برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر واضح کیا ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝
اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ
مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ
یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ
مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝

تو تمام فرشتے سجدے میں گر گئے سوائے ابلیس کے اس نے سجدے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔

(پ ۱۴۔ حجر ۳۰ تا ۳۲)

ارشاداتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شیطان کا شریانوں میں سرایت کرنا

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان کی شریانوں میں (خون کے ساتھ) سرایت کر جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

شیطان کا ورغلانا

حضرت جابرؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان جزیرۂ عرب کے نمازیوں سے اس بات میں ناامید ہو چکا ہے کہ وہ نمازی اس کی اطاعت کریں لیکن اس بات سے ناامید نہیں ہوا ہے کہ وہ انھیں آپس میں ورغلائے ۔ (روایت مسلم)

شیطان کے راستے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ نے اس لکیر کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ شیطان کے راستے ہیں جن کے لیے وہ لوگوں کو بلاتا رہتا ہے اور آپ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کی :۔

اِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۔	یہ میری سیدھی راہ ہے پس اس پر چلو اور دیگر راہوں پر نہ چلو پس وہ تم کو اس راستے سے جدا کر دیں گے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے شیطان کے کثیر راستوں کو بیان فرمایا تاکہ ہم اس کے فریب میں نہ آئیں ۔

شیطان کا کام

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : شیطان اور فرشتہ کے انسان کے ساتھ دو کام ہیں یا اس پر ان دونوں کا تصرف پاتا ہے شیطان کا کام حق کی تکذیب کرانا یا برائی کی طرف توجہ دلانا ہے لیکن فرشتہ کا کام نیکی کی طرف متوجہ کرانا اور حق کی طرف دعوت دینا ہے جو کوئی فرشتہ کی بات کو پائے تو یہ سمجھے کہ یہ توفیقِ الٰہی ہے اور اللہ کا شکر ادا کرے لیکن اگر کوئی دوسری چیز کو پاتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ سے، اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) شیطان تمھیں فقر کی طرف بلاتا ہے اور برائی کا حکم کرتا ہے اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ غریب ہے ۔

Marfat.com

شیطان کا حربہ

حضرت انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ لوگ آپس میں ہمیشہ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا لیکن اللہ کو کس چیز نے پیدا کیا۔

نومولود کو شیطان کا چھونا

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابنِ آدم میں کوئی نومولود ایسا نہیں مگر وقتِ ولادت شیطان اس کو چھوتا ہے اور اس چھونے کی وجہ سے وہ چیختا ہے۔ سوائے حضرت مریم اور ان کے صاحبزادے کے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ولادت کے وقت بچے کا چیخنا شیطان کے ٹونچا مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا طرزِ عمل

حضرت ابوالدرداء رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو ہم نے سنا کہ آپ یہ پڑھ رہے تھے (ترجمہ) میں اللہ تعالیٰ کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے بعد فرمایا میں خدا کی لعنت سے تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں یہ تین مرتبہ فرمایا پھر اپنے ہاتھوں کو اس طرح کھولا جیسے کہ کسی چیز کو پکڑے ہوں پھر نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک ہم نے آپ سے نماز میں ایسی چیز کو سنا جو آج تک نہ سنی تھی اور نماز میں ہاتھوں کو کھولتے دیکھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ میرے سامنے لایا تاکہ میرے چہرہ پر ڈالے تب میں نے کہا کہ میں اللہ کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور یہ تین مرتبہ کہا پھر میں نے اس پر لعنت کا جملہ بھی تین بار کہا لیکن پھر بھی وہ نہ ہٹا تو میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو شیطان بندھا ہوا ملتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

(مسلم شریف)

شیطان کا شبہ میں ڈالنا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے جب ایسا واقعہ پیش آئے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے (سہو کے) کر لے۔ (بخاری)

نماز میں شک کا حل

حضرت عطاء بن یسارؓ نے حضرت ابوسعید کے حوالہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی کو نماز میں شک ہو کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار۔ تو شک کو دور کر کے جس تعداد پر یقین ہو اس پر نماز کو مکمل کر کے سلام سے پہلے دو سجدے کرے اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ سجدے اس کی نماز کو جفت (چھ رکعت) کر دیں گے۔ اگر چار رکعت ہی پڑھی ہوں تو یہ سجدے شیطان کے لیے ذلت کا سبب بنیں گے۔ (مسلم شریف)

شیطانی اثرات

حضرت عدی بن ثابت اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جنھوں نے روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا، سرکار نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں چھینکنا، اونگھنا، جمائی لینا، حیض جاری ہونا، قے آنا اور نکسیر کا پھوٹنا شیطانی اثرات کی وجہ سے ہے (ترمذی)

شیطان کا کان میں پیشاب کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے سامنے ایک شخص کے بارے میں کہا گیا اور بتایا گیا کہ وہ نماز فجر کیلیے نہیں اٹھا اور سوتا رہا ہے تو سرکار نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کے کان میں یا دونوں کانوں میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔ (مسلم)

دشمنی کا ایک طریقہ

حضرت ابوہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص کے پاس شیطان آتا ہے

Marfat.com

اور یہ کہتا ہے کہ اس چیز کو کس نے بنایا اور اس چیز کو کس نے بنایا ؟ اور یہاں تک ہوتا ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ تمھارے رب کو کس چیز نے پیدا کیا ہے پس جس شخص کو یہ معاملہ پیش آئے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ سے پناہ مانگے اور باز رہے (مسلم شریف)

شیطان حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں

ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور وہ جو کچھ تم سے پوچھیں ان کا جواب دو چنانچہ شیطان ایک بڈھے کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا، تو کون ہے؟ کہا میں شیطان ہوں۔ فرمایا کیوں آئے ہو؟ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کے پاس آؤں اور آپ جو پوچھیں اس کا جواب دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا بتاؤ میری امت میں سے تمھارے دشمن کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا پندرہ۔ فرمایا کون کون سے؟ شیطان نے کہا سب سے پہلے تو میرے دشمن تو آپ ہیں۔ دوسرا میرا دشمن انصاف کرنیوالا حاکم ہے۔ تیسرا متواضع دولت مند۔ چوتھا سچ بولنے والا تاجر۔ پانچواں خدا سے ڈرنے والا عالم، چھٹا دامن ناصح، ساتواں رحمدل مومن، آٹھواں توبہ کرنے والا۔ نواں حرام سے بچنے والا، دسواں ہمیشہ باوضو رہنے والا، گیارہواں صدقہ وخیرات کرنیوالا، بارہواں نیک اخلاق رکھنے والا تیرہواں لوگوں کو نفع پہنچانے والا، چودھواں قرآن پڑھنے والا اور پندرہواں رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تمھارے دوست کتنے ہیں؟ کہنے لگا دس۔ ظالم، حاکم، متکبر، خیانت کرنے والا، دولت مند، شراب پینے والا، جغل خور، ریاکار، سودکار، یتیم کا مال کھانے والا، زکوٰۃ نہ دینے والا، اور لمبی آرزوؤں والا۔ (تفسیر روح البیان)۔

عداوتِ شیطان کا ایک واقعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب تھا۔ شیطان نے ایک لڑکی کو بیمار کر کے

Marfat.com

اس کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کا علاج اس راہب کے پاس ہے گھر والے اس لڑکی کو لے کر اس راہب کے پاس آئے۔ اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کر دیا بعد ازاں وہ گھر والوں کے اصرار پر لڑکی کو اپنے پاس رکھنے پر رضامند ہو گیا۔ جب وہ لڑکی کا علاج کر رہا تھا تو شیطان نے اسے مباشرت پر ابھارا اور وہ مباشرت سے حاملہ ہو گئی تو شیطان نے اس سے کہا کہ اسے قتل کر دو اور گھر والوں سے کہہ دینا کہ وہ مر گئی چنانچہ اس نے ذلت کے ڈر سے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ ادھر گھر والوں کو یہ بات سمجھائی کہ راہب نے لڑکی کو حاملہ کر کے مار دیا ہے۔ جب لوگ آئے تو راہب نے کہا لڑکی مر گئی۔ جب لوگوں نے راہب کو پکڑ لیا تاکہ قتل کر دیں تو شیطان نے کہا تمھارے چھٹکارے کا صرف ایک راستہ ہے تو مجھے دوبار سجدہ کرے جب راہب نے کر دیا تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بیزار ہوں۔

واقعہ ہجرت میں شیطان کی دشمنی

ابنِ اسحاق رح کی روایت ہے کہ جب قریشِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ہجرت کرتے اور متعدد قبائل کے لوگوں کو مسلمان قبائل ہوتے دیکھا تو انھیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت نہ کر جائیں اور وہاں ایک زبردست جماعت اپنی حمایت میں تیار کر کے ہمیں شکست نہ دے دیں۔ چنانچہ یہ لوگ دارالندوی میں جمع ہوئے۔ دارالندوی قصی بن کلاب کا مکان تھا یہ دارالندوی اس لیے کہلاتا تھا کہ یہاں قریش اپنے تمام امورِ اہم سرانجام دیتے اور منصوبے تیار کرتے تھے اس دارالندوی میں چالیس سالہ قریشی کے علاوہ کوئی اور شخص یا کم عمر قریشی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ سب لوگ ابوجہل کے ساتھ ہفتہ کے روز جمع ہوئے اس لیے ہفتہ کو دھوکے اور فریب کا دن کہا گیا ہے، ان لوگوں کے ساتھ ابلیس بھی شریکِ مشاورت ہوتا تھا اس ملعون کے شامل ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ جب قریشِ مکہ دارالندوی کے دروازہ پر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ

Marfat.com

ایک باوقار بوڑھا کھردرا سا کمبل اوڑھے کھڑا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ طلسمان کی ریشمی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگا میں شیخ نجدی ہوں، تم نے جو ارادہ کیا ہے میں نے وہ سُن لیا ہے اور میں اس لیے آیا کہ تمھاری گفتگو سنوں اور مشورے اور نصیحتیں کروں۔

چنانچہ یہ سب لوگ اندر داخل ہو گئے اور باہم مشورہ ہونے لگا۔ ایک روایت ہے کہ سو آدمی تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ پندرہ آدمی تھے۔ ابوالبختری (جو غزوۂ بدر کے دن مارا گیا تھا) نے مشورہ دیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو لوہے کے ایک قلعہ میں بند کر دو، اور اس وقت کا انتظار کرو جب ان کا انجام بھی پہلے شعراء جیسا ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا یہ بات غلط ہے بخدا اگر تم انھیں آہنی دروازے کے پیچھے بھی بند کر دو تو وہ وہاں سے نکل کر اپنے اصحاب کے ہاں پہنچ جائیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو العامری نے رائے دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو جلاوطن کر دو یہ جہاں بھی جائے ہمیں کوئی پروا نہیں۔ بس ہمارے شہروں میں نہ رہے۔ شیخ نجدی نے اس رائے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کیا تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اچھی باتیں، ان کی شیریں بیانی اور لوگوں کا ان پر پروانہ وار نثار ہونا نہیں دیکھا؟ اگر تم ان کو جلاوطن کر کے مطمئن ہو گئے تو یہ تمھاری سب سے بڑی غلطی ہو گی، وہ کسی اور قبیلہ میں چلے جائیں گے اور اپنی سحر بیانی سے لوگوں کو اپنا فریفتہ بنا لیں گے اور اپنے معتقدین کی ایک عظیم جمعیّت کے ساتھ تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ تمھاری یہ شان و شوکت حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے گی۔ اور وہ تمھارے ساتھ جو چاہیں گے کریں گے، کوئی اور رائے دو۔

ابوجہل نے کہا میرے ذہن میں ایک ایسی رائے ہے جو کسی نے بھی نہیں دی، وہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک صاحبِ حسب و نسب بہادر لیا جائے اور یہ سب مل کر یکبارگی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تلواروں سے بھرپور وار کریں اور ان کو قتل کر دیں، ہماری بھی جان چھوٹ جائیگی

Marfat.com

اور بنو عبدِ مناف تمام قبائل کا مقابلہ کرنے سے تو رہے۔ وہ صرف دیت لے لیں گے جسے تمام قبائل باہم ادا کر دیں گے ۔ شیخ نجدی ملعون اس رائے پر بھڑک اٹھا اور کہنے لگا اب ہوئی بات !

چنانچہ متفقہ طور پر یہ رائے مان لی گئی اور سب لوگ گھروں کو چل دیے۔ ادھر حضرت جبریل علیہ السّلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے نبی آج اس بستر پر استراحت نہ فرمائیں جس پر آپ ہمیشہ آرام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو قریش کے جوان کاشانۂ نبوت کے گرد منڈلانے لگے اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے کہ آپ باہر آئیں اور وہ یکبارگی حملہ کر دیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر اس شب سُلایا اور ان پر سبز رنگ کی ایک چادر ڈال دی جو بعد میں حضرت علی رضؓ جمعہ اور عیدین کے موقعوں پر اوڑھا کرتے تھے۔ حضرت علی رضؓ پہلے شخص تھے جنھوں نے جان بیچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی ۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان اشعار میں اپنے احساسات کا اظہار کیا ہے ۔

۱۔ میں نے اپنی جان کے بدلے اس خیرِ خلق صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی، جو اللہ کی زمین پر سب سے بہتر ہے اور جو ہر طواف کرنے والے، حجرِ اسود کو چومنے والے سے بہترین ہے ۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشِ مکہ کے فریب کا اندیشہ ہوا تو ان کو ربِّ ذوالجلال نے ان کے فریب سے بچا لیا۔

۳۔ اور رسولِ خدا نے غار میں نہایت سکون کے ساتھ اللہ کی حفاظت میں رات بسر کی ۔

۴۔ جبکہ میں قریشِ مکہ کے روبرو سویا ہوا تھا اور اس طرح میں خود کو اپنے قتل و قید ہونے پر آمادہ کیے ہوئے تھا۔ (ترجمہ اشعار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ)

اللہ تعالیٰ نے قریش کے ان نوجوانوں کو اندھا کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم قریش کے جیالوں پر مٹی ڈالتے ہوئے، یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

اس حال میں ایک شخص وہاں آیا اور اس نے ان لوگوں سے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے منتظر ہیں، اس نے کہا خدا کی قسم وہ تمھارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے نکل گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلیل و رسوا کیا ہے۔ اب تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ اب جو انھوں نے اپنے سروں کو ہاتھ لگایا تو سب کے سروں میں مٹی پڑی ہوئی تھی اور وہ حضرت علیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے سوتا دیکھ کر ایک دوسرے سے یہی کہتے رہے کہ خدا کی قسم یہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سو رہے ہیں، یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور حضرت علیؓ بستر سے اُٹھے، ان کو دیکھ کر یہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے اس شخص نے واقعی سچ کہا تھا، اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ

اور جب کفارِ مکّہ آپ کے ساتھ فریب کر رہے تھے کہ وہ آپ کو سخت زخمی یا قتل کر دیں

اشعار:۔ • گھبراؤ نہیں، ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر چیز ایک وقتِ مقرر تک رہتی ہے۔

• مقدر ہم سے زیادہ باخبر ہے اور ہماری تدبیروں پر اللہ کی تدبیر غالب رہتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمانِ باری وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ (اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔ (بنی اسرائیل پ ۱۵) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور حضرت جبرئیل نے

Marfat.com

آپ سے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی ہجرت کا ساتھی منتخب کریں۔

حاکم کی روایت ہے حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) جبریلؑ سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے تو انھوں نے کہا حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو ہجرت کے متعلق بتایا اور فرمایا تم میرے بعد یہیں رہنا اور لوگوں کی امانتیں واپس کر کے آنا۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ہم گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور دوپہر کا وقت تھا، اور طبرانی نے حضرت اسماءؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دو مرتبہ صبح اور شام ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے مگر اس دن زوال کے وقت تشریف لائے۔ میں نے اپنے والد ابوبکر رضؓ سے جا کر کہا اباجان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج خلافِ معمول چہرے پر کپڑا لپیٹے تشریف لائے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا بخدا حضورؐ کسی اہم کام کے لیے اس وقت تشریف لائے ہیں حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ اجازت لے کر اندر تشریف لائے حضرت ابوبکر رضؓ نے آپ کے لیے چارپائی خالی کر دی جب حضورؐ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو باہر بھیج دیا جائے۔ صدیق اکبر رضؓ نے عرض کی حضورؐ! یہ عائشہ اور اسماء آپ ہی کا گھرانہ ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا حضورؐ مطمئن رہیں، یہ میری بیٹیاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے رب ذوالجلال نے ہجرت کی اجازت دی ہے اور تم میرے ساتھ رہو گے۔ عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں ابوبکر رضؓ یہ بات سنتے ہی شدت جذبات سے رو پڑے اور عرض کی حضورؐ! میری ان سواریوں میں سے ایک سواری پسند فرما لیجیے، آپؐ نے فرمایا میں قیمتاً لوں گا۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا چاہو تو ایک میرے ہاتھ بیچ دو، آپ نے قیمت دے کر اس لیے سواری حاصل کی تاکہ آپ کو ہجرت کی مکمل فضیلت حاصل ہو جائے اور جان و مال کی قربانی سے اس کی ابتداء ہو۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں ہم نے جلدی جلدی سامانِ سفر درست کیا ایک روایت میں ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضؓ کے لیے بہترین سامانِ سفر باندھا

Marfat.com

اور اسے ایک تھیلے میں ڈالا۔

واقدی کی روایت ہے کہ زادِ راہ میں ایک بھنی ہوئی بکری تھی، حضرت اسماء نے اپنی کمر کا پٹکا پھاڑا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھ دیا۔ اسی لیے حضرت اسماءؓ کو "ذات النطاقین" کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تین راتیں غارِ ثور میں گزاریں اس غار میں چونکہ ثور بن عبد مناف آکر ٹھہرا تھا اسی لیے اسے غارِ ثور کہا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ رات کے وقت مکان کی پچھلی کھڑکی سے نکل کر غار کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ راستہ میں ابوجہل آرہا ہے مگر اللہ نے اسے اندھا کر دیا اور آپ خیریت سے گزر گئے۔ اسماء بنتِ ابوبکرؓ کہتی ہیں حضرت ابوبکر پانچہزار درہم ساتھ لے کر گئے تھے۔

صبح جب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو انھوں نے مکہ کے چاروں طرف تلاش کیا اور ہر طرف سراغرساں دوڑائے، جو لوگ غارِ ثور کی طرف جا رہے تھے انھوں نے آپ کے نشانِ قدم تلاش کر لیے اور غارِ ثور کی طرف چل پڑے مگر جب غار کے قریب پہنچے تو نشان ختم ہو گئے۔ قریش حضورؐ کی ہجرت سے بہت چراغ پا تھے اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے والے کے لیے سو اونٹ کا انعام مقرر کر دیا تھا۔

حضرت قاضی عیاضؒ سے مروی ہے کہ جبلِ ثبیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، آپ میری پیٹھ سے اتر جائیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ آپ کو شہید نہ کر دیں اور مجھے عذاب نہ دیا جائے۔ غارِ حرا نے التجا کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے یہاں تشریف لائیے۔

روایت ہے کہ جونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں غارِ ثور میں داخل ہوئے، اللہ تعالیٰ نے غار کے دروازے پر ایک جھاڑی پیدا کر دی جس نے ان حضرات کو کفار کی نظروں سے اوجھل کر دیا، حکمِ خداوندی سے مکڑے کے غار نے دہانے پر جالا تن دیا اور جنگلی کبوتروں نے اپنا گھونسلہ بنا دیا۔ یہ سب کچھ کفارِ مکہ کو غار کی تلاشی سے باز رکھنے کے لیے کیا گیا

ان دو جنگلی کبوتروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بے مثال جزا دی کہ آج تک حرم میں جتنے کبوتر ہیں وہ انھی دو کی اولاد ہیں جیسے انھوں نے اللہ کے نبی کی حفاظت کی تھی ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی حرم میں ان کے شکار پر پابندی عائد کر دی ہے۔

قریش کے نوجوان ڈنڈے، لاٹھیاں اور تلواریں سنبھالے چاروں طرف پھیل گئے جن میں سے کچھ غار کی طرف جا نکلے اور کہنے لگے ہم نے غار کے دہانے پر کبوتروں کا گھونسلا اور اس میں انڈے رکھے دیکھے ہیں اگر وہاں کوئی داخل ہوتا تو لامحالہ کبوتر اڑ جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی یہ باتیں سنیں اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ناکام لوٹایا ہے۔ کسی نے کہا غار میں جا کر دیکھو تو سہی، جواب میں امیہ بن خلف نے کہا غار میں گھسنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمھیں غار کے منہ پر مکڑی کا جو جالا نظر آتا ہے وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو یہ جالا اور انڈے ٹوٹ جاتے۔ یہ حقیقت میں قومِ قریش کو مقابلہ میں شکست دینے سے بھی بڑا معجزہ تھا۔ غور کیجیے مطلوب کیسے کامیاب اور تلاش کرنے والے کیسے گمراہ ہوئے۔ مکڑی نے جستجو کا دروازہ بند کر دیا اور غار کا دہانہ ایسا بن گیا کہ سراغرسانوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور ناکام واپس لوٹے اور مکڑی کو لازوال سعادت میسر آئی۔ ابنِ نقیب نے خوب کہا ہے (اشعار)

۱۔ ریشم کے کیڑوں نے ایسا ریشم بُنا جو حُسن میں بکتا ہے۔

۲۔ مگر مکڑی ان سے لاکھوں درجہ بہتر ہے اس لیے کہ اس نے غارِ ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر غار کے دہانے پر جالا بُنا تھا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضؓ سے مروی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا جب ہم غار میں تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور! اگر یہ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا ابوبکر! تمھارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

Marfat.com

بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب حضرتِ ابوبکر صدیق رضؓ نے یہ خدشہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ ادھر سے داخل ہوں گے تو ہم اُدھر سے نکل جائیں گے۔ صدیق اکبرؓ نے غار میں نگاہ کی تو دوسری طرف ایک دروازہ نظر آیا جس کے ساتھ ایک بحرِ ناپیدا کنار بہ رہا تھا اور اس غار کے دروازہ پر ایک کشتی بندھی ہوئی تھی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف جا رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ کبھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے۔ حضورؐ نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا جب مجھے تلاش کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں کا خیال آتا ہے تو آگے آگے چلنے لگتا ہوں مبادا آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم خطرہ کی صورت میں میرے آگے مرنا پسند کرتے ہو؟ عرض کی ربِ ذوالجلال کی قسم! میری یہی آرزو ہے۔ (سبحان اللہ، سبحان اللہ)

جب غار کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا حضورؐ ٹھہریے میں غار کو صاف کرتا ہوں اور اندر پہنچ کر ہاتھوں سے ٹٹول ٹٹول کر غار کو صاف کرنا شروع کیا، جہاں کہیں سوراخ نظر آتا وہاں کپڑا پھاڑ کر اس کو بند کر دیتے یہاں تک کہ سارا کپڑا ختم ہو گیا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ وہاں آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا تاکہ کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور ابوبکرؓ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکر کو اس سوراخ سے سانپ نے ڈس لیا مگر آپ نے پیر کو جنبش نہ دی کہ مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل جائے اور آپ کی نیند میں خلل پڑے۔ شدتِ تکلیف سے آپ کے آنسو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پڑے تو حضورؐ کی آنکھ کھل گئی، پوچھا ابوبکر کیا بات ہے؟ عرض کی حضورؐ! سانپ نے ڈس لیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے: (اشعار)

ریشم کے کیڑوں سے ریشم حاصل کر کے عمدہ قسم کا لباس تیار کیا جاتا ہے لیکن مکڑی کو اس بارے میں زیادہ فخر و مباہات حاصل ہے کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے غارِ ثور پر جالا بُنا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کے دن مکہ سے ہجرت کی، تین راتیں غارِ ثور میں گزار کر یکم ربیع الاوّل شب دوشنبہ کو وہاں سے روانہ ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ طیّبہ پہنچے۔

زکہ یا نام کا ایک مشہور زاہد گزرا ہے، شدید بیماری کے بعد جب اس پر سکرات کا عالم طاری ہوا تو اس کے دوست نے اسے کلمہ کی تلقین کی مگر اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا دوست نے دوسری مرتبہ تلقین کی لیکن اس نے ادھر سے ادھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ تلقین کی تو اس زاہد نے کہا میں نہیں کہتا دوست یہ سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب زاہد کو کچھ افاقہ ہوا، اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا تم نے مجھ سے کچھ کہا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں، میں نے تم کو کلمہ کی تلقین کی تھی مگر تم نے دو مرتبہ منہ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ کہا "میں نہیں کہتا" زاہد نے کہا بات یہ ہے کہ میرے پاس شیطان پانی کا پیالہ لے کر آیا اور دائیں طرف کھڑا ہو کر مجھے وہ پانی دکھاتے ہوئے کہنے لگا تمھیں پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں کہنے لگا کہو عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔ میں نے منہ پھیر لیا تو دوسرے رُخ کی طرف آ کر کہنے لگا میں نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ "عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں" کہنے کو کہا تو میں نے کہا میں نہیں کہتا، اس پر وہ پانی کا پیالہ زمین پر پٹخ کر بھاگ گیا میں نے تو یہ لفظ شیطان سے کہے تھے، تم سے تو نہیں کہے تھے اور پھر کلمہ شہادت کا ذکر کرنے لگا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ سے مروی ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا مجھے انسانی دل میں شیطان کی جگہ دکھا دے۔ خواب میں اس نے شیشہ کی طرح صاف شفاف ایک انسانی جسم دیکھا جو اندر باہر سے یکساں نظر آ رہا تھا۔ شیطان کو دیکھا وہ اس انسان کے بائیں کندھے اور کان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور اپنی طویل ناک سے اس کے دل میں وسوسے ڈال رہا تھا

Marfat.com

جب وہ انسان اللہ کا ذکر کرتا تو وہ فوراً ہی پیچھے ہٹ جاتا ——— اے ربّ ذوالجلال! ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں شیطانِ مردود کے تسلّط سے بچا، ہمیں حامد زبان سے نجات بخش اور اپنے ذکر و شکر کی توفیق عنایت فرما۔ (آمین. بجاہِ سید المرسلین)

کشتیٔ نوح میں شیطان کی سواری

روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے بحکمِ خداوندی پہلے ہر جنس کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کیا اور خود بھی سوار ہوئے تو آپ نے ایک اجنبی بوڑھے کو دیکھ کر پوچھا تمھیں کس نے کشتی میں سوار کیا ہے؟ اس نے کہا میں اس۔ لیے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں کے دلوں پر قبضہ کر لوں، اس وقت ان کے دل میرے ساتھ اور بدن آپ کے ساتھ ہوں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! اے ملعون نکل جا! ابلیس بولا اے نوح! پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہوں، تین تمھیں بتلاؤں گا اور دو نہیں بتلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی، آپ کہیں مجھے تین سے آگاہی کی ضرورت نہیں تو مجھے صرف وہی دو بتلا دے۔ شیطان بولا: وہ دو ایسی ہیں جو مجھے کبھی جھوٹا نہیں کرتیں اور نہ ہی کبھی ناکام لوٹاتی ہیں اور انھیں سے میں لوگوں کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک حسد ہے اور دوسری حرص ہے۔ اسی حسد کی وجہ سے تو میں راندۂ درگاہ اور ملعون ہوا ہوں اور حرص کے باعث آدم علیہ السلام کو ممنوعہ چیز کی خواہش پیدا ہوئی اور میری آرزو پوری ہو گئی۔

شیطان کا ایک راستہ انسان کا پیٹ بھرا ہونا ہے اگرچہ وہ رزقِ حلال سے ہی بھرا گیا ہو کیونکہ پیٹ کا بھر جانا شہوتوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور شیطان کا یہی ہتھیار ہے۔

حکایت

ایک مرتبہ شیطان، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنایا ہے اور آپ سے کلام فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! مگر تم کون ہو اور کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہنے لگا میں شیطان ہوں، اللہ تعالیٰ سے سوال کیجیے کہ

تیری مخلوق تجھ سے توبہ کی طالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پہ وحی کی فرمایا اس سے کہو کہ ہم نے تیری درخواست کو قبول کیا مگر ایک شرط کے ساتھ کہ آدم علیہ السلام کی قبر پہ جاکر سجدہ کرلو، جب تو سجدہ کرلے گا میں تیری توبہ قبول کرلوں گا اور تیرے گناہوں کو معاف کردوں گا موسیٰؑ نے جب شیطان کو یہ بتلایا تو وہ غصّہ سے سرخ ہوگیا اور ازراہِ کبر و غرور کہنے لگا اے موسیٰؑ! میں نے تو آدم کو جنت میں سجدہ نہیں کیا تو اب ان کی قبر کو کیسے سجدہ کرلوں۔

پیٹ بھر کر کھانا بھی انسان کو شیطان کے پھندے میں پھنساتا ہے

روایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ شیطان کو دیکھا وہ بہت سے پھندے اٹھائے ہوئے تھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ شیطان نے جواب دیا یہ وہ پھندے ہیں جن سے میں انسان کو پھانستا ہوں آپ نے پوچھا کبھی مجھ پر بھی تو نے پھندا ڈالا ہے؟ شیطان نے کہا: آپ جب بھی سیر ہوکر کھا لیتے ہیں میں آپ کو ذکر و نماز سے سست کردیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا اور کچھ؟ کہا بس! تب آپ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ کبھی سیر ہوکر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے بھی قسم کھائی، میں بھی آئندہ کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔

اولادِ آدم پر شیطان کا غلبہ

شیطان نے اللہ کہا اے اللہ! تو نے مجھے جنت سے نکالا تو آدم کے سبب اب مجھے اولادِ آدم پر غلبہ عطا فرما! رب تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے انبیاء کے سوا جن کی عصمت مسلّم ہے آدم کی اولاد پر غلبہ دیا شیطان بولا کچھ اور؟ رب نے فرمایا جتنی آدم کی اولاد ہوگی اتنی ہی تیری اولاد ہوگی۔ شیطان بولا کچھ اور؟ خداوندِ کونین نے فرمایا: میں نے ان کے سینوں کو تیرا مسکن بنایا تو ان میں خون کی طرح گردش کرے گا۔ عرض کی کچھ اور؟ فرمان الٰہی ہوا اپنے سوا اور پیادہ مددگاروں سے امداد مانگ کر انھیں مالِ حرام کی کمائی پر آمادہ کرنا، انھیں ایّام حیض وغیرہ میں مجامعت سے اولادِ حرام کا حقدار بنانا اور حرام کاری کے اسباب مہیا کرنا، انھیں مشرکانہ نام تعلیم کرنا،

Marfat.com

جیسے پیراں دتہ وغیرہ ، انھیں گندی گفتگو، بُرے افعال اور جھوٹے مذاہب کے ذریعہ گمراہ کرنا ، انھیں جھوٹی تسلیاں دینا جیسے معبودانِ باطلہ کی شفاعت ، آباؤ اجداد کی کرامتوں پر فخر۔ طویل امیدوں کے ذریعے توبہ میں تاخیر وغیرہ اور یہ سب کچھ تہدید کے طور پر تھا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ تم جو چاہو، کرو۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ ! تو نے میری اولاد پر ابلیس کو مسلط کر دیا۔ اب اس سے رہائی تیری رحمت کے بغیر کیسے ہوگی۔ رب نے فرمایا تیرے ہر ایک فرزند کے ساتھ میں محافظ فرشتے بنا دُں گا، عرض کی ابھی کچھ اور ؟ فرمانِ الٰہی ہوا ایک نیکی کا ثواب انھیں دس گنا ملے گا عرض کی ابھی کچھ اور ! فرمانِ الٰہی ہوا ان کی آخری سانس تک ان کی توبہ قبول کروں گا۔ عرض کی کچھ اور عطا فرما ! فرمان ہوا ان کے لیے بخشش عام کر دوں گا، میں بے نیاز ہوں ، آدم علیہ السلام بولے، اے میرے رب ! یہ کافی ہے۔

شیطان بولا اے اللہ ! تو نے آدم کی اولاد میں نبی بنائے، ان پر کتابیں نازل کیں میرے رسول اور کتابیں کیا ہیں ؟ جواب آیا میں تیرے رسول اور گدی ہوئی کھالیں، تیری کتابیں جھوٹ، تیری حدیثیں جھوٹ، تیرا قرآن شعر، تیرے مؤذن باجے، تیری مسجد بازار، تیرا گھر حمام خانے تیرا کھانا وہ جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو، تیرا پینا شراب اور عورتیں تیرا حال ہیں۔

حکایت : حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے شیطان کو دیکھا وہ بہت سے دام اٹھائے ہوئے تھا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہیں ؟ شیطان نے کہا یہ شہوات ہیں جن سے میں ابن آدم کو قید کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے لیے بھی کوئی پھندہ ہے ؟ شیطان بولا نہیں مگر ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا تھا جس سے آپ کو نماز میں سستی پیدا ہو گئی تھی۔ تب حضرت یحییٰ علیہ السلام بولے آئندہ میں کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ شیطان بولا اگر یہ بات ہے تو میں بھی آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

یہ اس مقدس ہستی کا حال ہے جس نے ساری عمر میں صرف ایک رات پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا

Marfat.com

اس شخص کا کیا حال ہوگا جو عمر بھر کبھی بھی بھوکا نہیں رہتا اور پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے اور اس پر وہ چاہتا ہے کہ وہ عبادت گزار بن جائے۔

حکایت

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک رات جَو کی روٹی پیٹ بھر کر کھا لی اور عبادتِ الٰہی میں حاضر نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے یحییٰ! کیا تو نے اس دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا ہے یا میرے جوارِ رحمت سے بہتر تو نے کوئی جوار پا لیا ہے، مجھے عزت و جلال کی قسم اگر تو جنت الفردوس کا نظارہ کر لے اور جہنم کو دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے خون روئے اور اس مرقع کی بجائے لوہے کا لباس پہنے۔

حضرت حسن بصری کا قول

جناب حسن بصریؒ کا قول ہے کہ دو فکریں ہیں جو انسان کے دل میں گردش کرتی رہتی ہیں، ایک حق کی فکر اور دوسری دشمنی کی فکر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرے جو اپنے عزائم کا قصد کرتا ہے جو کام اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظر آتا ہے اسے پورا کرتا ہے اور جو اسے دشمن کی طرف سے نظر آتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔

شیطان کا سوال

شیطان نے امام شافعیؒ سے پوچھا تیرا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسے چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا، اس کے بعد وہ مجھے چاہے تو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم میں بھیج دے کیا ایسا کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعیؒ نے کچھ توقف کے بعد جواب دیا اے شخص! اگر اس نے تجھے تیری منشاء کے مطابق پیدا کیا تو واقعی تو مظلوم ہے اور اگر اس نے تجھے اپنے ارادۂ قدرت کے تحت پیدا کیا تو پھر اس کی مرضی ہے جو کرے، شیطان شرم سے پانی پانی ہو گیا اور کہنے لگا یہی سوال کر کے میں نے ستر ہزار عابدوں کو ضلالت و گمراہی کے غار میں دھکیل دیا ہے۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی کا ارشاد

حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ نے بہت ہی خوب فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

الشیطان فارغٌ وانت مشغول
الشیطان یراك وانت لاتراہ
انت تنساہ وھولا ینساك
ومن نفسك للشیطان علیك
اعوان فاذالا بدمن محاربتہ
وقھرہ والافلا تامن الفساد
والھلاك ۔

شیطان فارغ ہے اور تو مشغول ہے وہ تجھے
دیکھتا ہے مگر تو اسے نہیں دیکھتا، تو نے اسے
بھلایا ہوا ہے مگر اس نے تجھے نہیں بھلایا اور
تیرے اندر بھی شیطان کے کئی یار و مددگار ہیں
اس لیے اس سے محاربہ اور اس کو مغلوب کرنا
بہت ضروری ہے ورنہ تو اس کی شرارتوں اور
ہلاکتوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی کا خواب

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں ابلیس لعین کو دیکھا۔ میرے ساتھ بہت سے لوگ تھے میں نے ابلیس کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا آپ مجھے کس گناہ کے سبب قتل کرنا چاہتے ہیں اگر تقدیر شر کے ساتھ جاری ہوتی ہے تو میں اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اسے خیر میں تبدیل کر دوں اور اگر مقدرات یہ ہیں کہ خیر کو سرفرازی نصیب ہو تو میں اسے شر میں بدل دینے کی قوت نہیں رکھتا۔ پھر میرے اختیار میں کیا ہے؟ میں نے دیکھا کہ ملعون نے ہیجڑوں کی سی شکل بنا رکھی ہے، نرمی سے آہستہ آہستہ بات کرتا تھا چہرہ لمبوترا اور ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال تھے۔ صورت مکروہ اور شکل ذلیل تھی اور خوفزدگی کی حالت میں کھسیانا ہو کر ہنس رہا تھا۔ میں نے یہ خواب ۱۲ ذی الحجہ ۴۹۱ھ کو اتوار کے دن دیکھا

حکایت

روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مبارک تیار کیا تو فرشتوں نے ایک نئی شکل و صورت دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا، اور آپ کی خوبصورتی دیکھ کر بھی خوش ہوئے۔ شیطان نے جو آپ کو دیکھا تو کہنے لگا بھلا یہ کیوں پیدا کیا گیا؟ پھر فرشتوں سے کہنے لگا: اگر خدا نے اسے ہم پر ترجیح دے دی تو تم کیا کرو گے؟ فرشتوں نے کہا ہم اپنے رب کا حکم مانیں گے۔ شیطان نے اپنے جی میں کہا۔ بخدا

Marfat.com

اگر خدا نے اسے مجھ پر ترجیح دے دی تو میں ہرگز خدا کا حکم نہیں مانوں گا بلکہ اسے ہلاک کر دوں گا پھر شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسمِ اقدس پر تھوک دیا۔ جو آپ کے مقامِ ناف پر پڑا خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ اتنی جگہ سے مٹی نکال دو۔ جبریل نے جہاں تھوک پڑی تھی اس جگہ سے تھوک سمیت مٹی نکال دی۔ خدا نے اس مٹی سے کتا پیدا فرمایا۔ کتے میں تین خصلتیں ہیں اسے آدمی سے اُنس ہے رات کو جاگتا ہے اور آدمی کو کاٹتا ہے آدمی سے اسے انس اس لیے ہے کہ مٹی حضرت آدم علیہ السلام کی ہے رات کو جاگتا اس لیے ہے کہ ہاتھ جبریل کے لگے ہیں اور آدمی کو کاٹتا اس لیے ہے کہ تھوک شیطان کی ہے۔

اللہ کے مقبولوں اور محبوبوں کا شیطان ہمیشہ سے دشمن چلا آیا ہے۔ شیطان میں انانیت و غرور بہت ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کسی اور میں بڑائی و عظمت تسلیم کی جائے۔ اسی اپنی انانیت کی وجہ سے وہ حضرت آدم علیہ السلام کا دلی دشمن بن گیا اور آپ کے جسمِ اقدس پر تھوک کر اس نے بتا دیا کہ اللہ کے مقبولوں کے حق میں گستاخی و بے ادبی کرنا میرا شیوہ ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ارشاد

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا ہے کہ سب سے اچھا وقت وہ ہوتا ہے جبکہ شیطان کی طرف سے دل میں کوئی وسوسہ اور خیال نہ ہو اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو، پھر فرمایا، جسے محبت دی گئی ہے اسے فقر و وحشت دی گئی ہے تاکہ دنیا پر فریفتہ نہ ہو جائے۔

حکایت

شیطان نے ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام کو عبادت کرتے دیکھا تو حسد کی آگ میں جلنے لگا اور بڑی کوشش کی کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کو عبادت سے روک سکے مگر ایسا نہ کر سکا۔ ایک روز خدا تعالیٰ سے کہنے لگا الٰہی! ایوب جو تمھاری اتنی عبادت کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نے اسے مال و دولت اور اولاد کثرت سے دے رکھی ہے اور اسے صحت بھی دے رکھی ہے اگر اس پر کچھ تکالیف بھی نازل ہوں تو وہ تمھاری عبادت کبھی نہ کرے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا مردود! یہ تمھارا غلط خیال ہے۔ جاؤ میں تمھیں اختیار دیتا ہوں

تم میرے ایوب کے مال وجان اور اولاد پر تصرّف کر سکتے ہو تم جو چاہو کر کے دیکھ لو۔ چنانچہ شیطان نے پہلے روز تو حضرت ایوب علیہ السّلام کی اولاد کو ہلاک کر دیا۔ حضرت ایوب علیہ السّلام اس روز صبر و شکر کر کے اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول رہے۔ پھر دوسرے دن شیطان نے آپ کے مال کو آگ لگا کر سارا مال تباہ کر دیا حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر و شکر کر کے اس روز اور بھی زیادہ عبادت کی اور یوں کہا کہ سب کچھ اللہ کی عطا اور اس کی امانت تھی، وہ اپنی چیز لے گیا پھر ہم کون جو شکوہ کریں، تیسرے روز شیطان نے حضرتِ ایوب علیہ السلام کے کے جسمِ اقدس پر پھونک ماری تو آپ کے جسم پر زخم ہو گئے اور تمام جسم زخمی ہو جانے کے بعد بھی آپ کی عبادت میں کوئی فرق نہ پڑا۔ شیطان یہ صورت حال دیکھ کر مایوس ہو گیا اور اسے ماننا پڑا کہ اللہ کے پیغمبر پر اس کا کوئی داؤ چل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے پھر حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا بھی دے دی اور مال و اولاد بھی کثرت سے عطا فرما دی۔ (روض الفائق ص ۶۰)

حکایت ایک روز شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، آپ نے اس سے دریافت فرمایا بھلا یہ تو بتلا وہ کون سا کام ہے جس کے کرنے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ اے موسیٰ! میں آپ کو تین ایسی باتیں بتاتا ہوں جن سے آپ کو ڈرتے رہنا چاہیے۔ ایک تو غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا، کیونکہ جب کوئی شخص تنہائی میں غیر محرم عورت کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا میں ہوتا ہوں، یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ اس کو فتنے میں ڈال دیتا ہوں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو اسے پورا کیا کرو کیونکہ جب کوئی اللہ سے عہد کرتا ہے تو اس کا ہمراہی میں ہوتا ہوں یہاں تک کہ اس شخص اور وفاءِ عہد کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہوں تیسرے جو صدقہ نکالا کرو اسے جاری کر دیا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقہ اور اس کے پورا کرنے کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہوں یہ کہہ کر شیطان چل دیا

Marfat.com

اور تین بار کہا ہائے افسوس ! میں نے اپنے راز کی باتیں موسیٰ سے کہہ دیں ۔ اب وہ بنی آدم کو ڈرائے گا۔ (بلیس تبیس)

حکایت حضرت زکریا علیہ السلام جب یہود کے حملہ کی وجہ سے شہر سے باہر نکلے کہ کہیں روپوش ہو جائیں اور یہود ان کے پیچھے بھاگے تو آپ نے قریب ایک درخت دیکھ کر کہا ، اے درخت ! مجھے اپنے اندر چھپا لے ۔ درخت چر گیا اور آپ اس میں روپوش ہو گئے جب یہود وہاں پہنچے تو شیطان نے انھیں ساری بات بتلا کر کہا اس درخت کو آری سے دو ٹکڑے کر دو ۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور یہ صرف اس لیے ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ذاتِ باری کی بجائے مظاہرِ قدرتِ باری سے پناہ طلب کی تھی ۔ آپ نے اپنے وجود کو مصیبت میں ڈالا اور آپ کے دو ٹکڑے کر دیے گئے ۔

کہتے ہیں کہ جب آری حضرت زکریا علیہ السلام کے دماغ تک پہنچی تو آپ نے آہ کی ، ارشادِ الٰہی ہوا اے زکریا مصائب پر پہلے صبر کیوں نہیں کیا جواب فریاد کرتے ہو اگر دوبارہ منہ سے آہ نکالی تو دفترِ صابرین سے تمھارا نام خارج کر دیا جائے گا ۔ تب حضرت نے اپنے ہونٹوں کو بند کر لیا چر کر دو ٹکڑے ہو گئے مگر اُف تک نہ کی ۔

اس لیے ہر عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصائب پر صبر کرے اور حرفِ شکوہ زبان پر نہ لائے تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کر لے کیونکہ اس دنیا میں مصائب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہی پر زیادہ وارد ہوتے ہیں ۔

حکایت نزہتہ المجالس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک روز شیطان کو دیکھا کہ پانچ گدھے ہانکے لیے جاتا ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ کہنے لگا یہ سوداگری کا مال ہے میں انھیں بیچنا چاہتا ہوں ۔ فرمایا یہ تو بتاؤ کہ یہ مال ہے کیا ؟ کہنے لگا ظلم ، تکبر ، حسد ، خیانت ، مکر ۔ ظلم تو میں بادشاہوں کے ہاتھ بیچتا ہوں اور تکبر گاؤں کے چوہدریوں کے ہاتھ اور حسد قاریوں کے ہاتھ ، خیانت سوداگروں کے ہاتھ اور

مکر عورتوں کے ہاتھ بیچتا ہوں۔

ظلم و تکبر، حسد و خیانت اور مکر پانچوں چیزیں شیطانی مال ہیں ہر مسلمان کو ان سے بچنا چاہیے خوش قسمت ہیں وہ بادشاہ جو شیطان کے ہاتھوں ظلم نہیں خریدتے اور عدل و انصاف کرتے ہیں اور بڑے ہی ناعاقبت اندیش ہیں وہ بادشاہ جو شیطان کے اس مال کو خوشی سے خریدتے ہیں۔ آج کل مغربی تہذیب نے تو شیطان کے اس ظلم والے پورے گدھے کو خرید لیا ہے نہتوں اور بے گناہوں پر چڑھ دوڑنا اور ان پر بم برسانا اسی گدھے کی دولتیاں ہیں۔ وہ چوہدری حضرات بھی خوش قسمت ہیں جو شیطان کے مالِ تکبر کو نہیں خریدتے اور تواضع اور انکسار سے رہتے ہیں اور جو لوگ شیطان کے اس مال یعنی تکبر کو خرید کر اکڑ گئے ہیں وہ بڑے ہی ناعاقبت اندیش ہیں کیونکہ اکڑ اللہ کو بڑی ناپسند ہے۔ فرعون و شداد و نمرود وغیرہ کو اسی اکڑ نے جکڑا اور عذابِ الٰہی نے انھیں آ پکڑا۔

وہ قاری حضرات بھی خوش قسمت ہیں جو حسد کے جال میں نہیں جاتے اور ایسے سوداگر بھی بڑے خوش نصیب ہیں جو شیطان کے مال "خیانت" کے گاہک نہیں اور دیانت داری سے اپنی تجارت کرتے ہیں اور وہ عورتیں بھی بڑی پاکباز ہیں جو شیطان کے مال "مکر" کی خریدار بن کر مکر کرنے والی نہیں ہیں، بلکہ رابعہ بصری کی طرح "ذکر و فکر کرنے والی ہیں۔

جو لوگ شیطان کے ان پانچوں گدھوں کے مال کے گاہک بن گئے ہیں سچ پوچھیے تو وہ بڑے بدنصیب ہیں اور برائے نام انسان ہیں، حقیقت میں گدھے ہی ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو شیطان کے ان گدھوں سے دور رہ کر شیطان کے گدھوں کی دولتیوں سے اپنے آپ کو بچا کر اپنے دین و ایمان کو ثابت و محفوظ رکھتے ہیں۔

ابلیس سے محاربہ

منہاج العابدین میں حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ ابلیس سے محاربہ کے دو طریقے ہیں

ایک وہ ہے جو بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کو دفع کرنے کے لیے صرف حق تعالیٰ سے پناہ لی جائے اس لیے کہ شیطان ایک کتا ہے جس کو حق تعالیٰ نے تم پر مسلّط کر دیا ہے اگر تم اس سے مقابلہ اور اس کو اپنے سے ہٹانے میں مشغول ہو گئے تو تنگ آجاؤ گے اور تمھارا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا اور آخر کار وہ غالب آجائے گا اور تمھیں زخمی کر دے گا اور کاٹ کھائے گا۔ اس لیے کتے کے مالک کے پاس ہی پناہ لینی بہتر ہے جو اسے تجھ سے ہٹا دے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس سے مقابلہ کیا جائے۔ اس کو ہٹائے اور اس کی مخالفت کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہا جائے۔ میں (امام غزالی) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک زیادہ مناسب اور بہتر یہ ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کیا جائے اوّل تو اس کی شرارتوں سے رب تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے جیسا کہ ہم کو حکم ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی شرارتوں سے ہمیں محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

پھر اگر تم یہ محسوس کرو کہ شیطان حق تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے باوجود تمھارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے مجاہدے، ہماری قوت اور ہمارے صبر کا امتحان مطلوب ہے۔ یعنی حق تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم شیطان سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہو جاتے ہو جیسا کہ اس نے ہم پر کفار وغیرہ کو مسلّط کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ اس پر قادر ہے کہ ہمارے جہاد وغیرہ کے بغیر ہی ان کی شرارتوں اور فتنوں کو کچل دے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ بندوں کو ان سے جہاد کا حکم کرتا ہے تاکہ آزمائے کہ کس کے دل میں جذبۂ جہاد اور شہادت کی تڑپ ہے اور کون پورے خلوص، تندہی اور صبر سے ان کا مقابلہ کرتا ہے۔

تو اسی طرح شیطان کے مقابلے میں بھی ہمیں چستی اور پوری کوشش کا حکم دیا گیا ہے پھر ہمارے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ شیطان کو مغلوب کرنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ تم اس کے حیلوں اور چالاکیوں کو معلوم کرو اور پہچانو، جب تمھیں اُسکی

حیلہ سازیوں کا علم ہو جائے تو پھر وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا جیسے چور کو جب معلوم ہو جائے کہ صاحبِ مکان کو میرا علم ہو گیا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ تم شیطان کی گمراہ کن دعوت کو ہرگز منظور نہ کرو اور تمہارا دل قطعاً اس سے متاثر نہ ہو اور تم اس کے مقابلے کی طرف توجہ نہ کرو، کیونکہ ابلیس ایک بھونکنے والے کتے کی مانند ہے اگر تم اس کو چھیڑو گے تو زیادہ شور مچائے گا اور اگر اعراض کرو گے تو وہ بھی خاموش ہو جائے گا۔

ابلیس سے حفاظت کی تیسری تدبیر یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی کثرت سے کی جائے

حُبِّ دنیا فساد کی بنیاد ہے

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح نے فرمایا ہے کہ جب دنیا میں دنیا کی محبت رکھی گئی ہے تو تمام فرشتوں نے اس بات پر زور دیا لیکن ابلیس لعین خوش ہوا اور کہا کہ آدم علیہ السلام کے فرزندوں میں فساد کی بنیاد ڈالی گئی اس واسطے کہ اس مردار کی خاطر بھائی بھائی کو ہلاک کریں گے اور رشتہ دار قطع تعلق کر لیں گے اور کئی شہر خراب ہو جائیں گے اور آدمی ایک دوسرے سے جُدا ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا برقرار رہے گی۔ اس دنیا کی محبت کو لعنتی شیطان نے بڑی تعظیم و تکریم سے سر آنکھوں پر رکھا۔ حکم ہوا اے عزازیل! تو نے یہ کیا کیا؟ کہ تو نے دنیا کی محبت کو بڑے ادب کے ساتھ سر آنکھوں پر رکھا اس نے کہا اے پروردگار! دنیا کو میں نے اس واسطے سر آنکھوں پر رکھا ہے کہ جو شخص اسے دوست رکھے گا اور اس میں مشغول رہے گا وہ میرا پیرو ہو گا اور میں اسے اور بھی اس میں مشغول کروں گا۔ یہاں تک کہ اسے تمام طاعتوں اور عبادتوں اور نیکیوں سے باز رکھوں گا۔ پس وہ گنہ گار میرا بن جائے گا اور میں اسے ہلاک کر دوں گا اور اس کا مال دوسرے لوگ کھائیں گے اور وہ درمیان سے اُٹھ جائے گا۔

Marfat.com

شیطان سے بچنے کے لیے دُعا کرو

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ مبتدی محبّت کی مشق کرتا ہے تو چار چیزیں اسے پیش آتی ہیں۔ یعنی خلق، دنیا، نفس اور شیطان۔ پس خلقت کے دور کرنے کا طریقہ گوشہ گیری ہے اور دنیا کو ترک کرنے کے لیے قناعت اور نفس اور شیطان کے دفعیے کے لیے دم بدم اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہیے چونکہ یہ دونوں قدیمی دشمن ہیں۔ اس لیے طالب کو اللہ تعالیٰ کی محبّت سے ورغلا کر غیر کی محبت میں لاڈالتے ہیں۔

باب ۳

حسد

اللہ بڑا بے نیاز ہے جسے چاہتا ہے اس پر اپنی نعمتوں کی بارش کر دیتا ہے اسے دین و دنیا میں آسودہ حال بنا دیتا ہے اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہے اس کے ہر کام میں توفیقِ الٰہی شاملِ حال رہتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جسے دل سے تسلیم کرنا تقاضا ایمان ہے لیکن دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات دیکھ کر دل میں یہ بات پیدا کرنا کہ اسے فلاں نعمت حاصل کیوں ہے؟ مجھے کیوں نہیں ملی یعنی دوسروں کی شان و شوکت کو دیکھ کر اس پر جلنا حسد ہے۔ حسد بہت ہی بُرا جذبہ ہے اور سراسر رضائے الٰہی کے خلاف ہے جسے اللہ دینا چاہتا ہے اس کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ اسے نہ ملے کہاں کی دانش مندی ہے؟ حسد اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں یہی وجہ ہے کہ حسد کو اسلام میں گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔

اہلِ تصوف کے نزدیک حسد ایک ایسی بُرائی ہے جو دوسرے نیک اعمال کو بھی لے ڈوبتی ہے اس لیے سالکانِ طریقت کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے دل میں جذبۂ حسد کو پیدا نہ ہونے دیں جو اللہ نے انھیں دے رکھا ہو اس پر قناعت اور شکر کریں اور یہ خواہش کی جا سکتی ہے کہ جو اللہ نے دوسروں پر نعمتیں کر رکھی ہیں ہم پر بھی کرے جو شخص راہِ معرفت کا طالب بھی بنے اور ساتھ حسد بھی کرے تو اس کی نیکیاں تباہ ہو جائیں گی۔ حسد سے اور بھی بہت سی برائیوں کی راہیں کھلتی ہیں اور شیطان کو موقع مل جاتا ہے تاکہ وہ راہِ حق سے گمراہ کر سکے۔ یہ ایسا بُرا مرض ہے کہ اس میں بڑے بڑے علماء بھی پھنس جاتے ہیں وہ بھی اپنے ہم مرتبہ علماء کی قدردانی اور عزت پر حسد کے شکار ہو جاتے ہیں اس لیے ہمیشہ اللہ کے حضور دُعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ اس برائی سے بچائے

Marfat.com

ولی اللہ یعنی اللہ کے دوست کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہیں کرتے ہر مسلمان کے خیر خواہ ہوتے ہیں یہی وصف ان کو لوگوں میں ممتاز کر دیتا ہے اس لیے جو شخص اللہ کے بندوں کی پیروی چاہتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے دل کو حسد وغیرہ سے خالی رکھے اور خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کی طرف رجوع کرے اور جو انعام اللہ کرے اس سے راضی رہے تو پھر اُسے قربِ الٰہی بہت جلد حاصل ہو گا۔

حسد کی بجائے رشک کرنا کوئی بُری بات نہیں اور نہ ہی ممنوع ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم صحت اور دولت یا کوئی اور ایسا انعام دے رکھا ہے اسے دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ ویسا علم یا ویسی صحت یا ویسی دولت مجھے بھی حاصل ہو جائے تو یہ رشک کہلائے گا۔ رشک اخلاقی نقطہ نظر سے کوئی برائی نہیں البتہ یہ بات حسد میں شمار ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی نعمت یعنی علم و فضل مال و دولت عزت و شہرت کے زوال کی آرزو کرے یعنی یہ خواہش کرنا کہ فلاں شخص جو دولت مند ہے غریب ہو جائے یا فلاں عزت دار ہے وہ ذلیل و خوار ہو جائے یا اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی عہدہ یا منصب دیا ہے تو اس کا عہدہ چھن جائے تو یہ تمام امور رشک کی بجائے حسد میں شمار ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسی برائی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آیاتِ مذمّتِ حسد

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

بہت سے اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں ایمان لانے کے بعد پھر انکار کی طرف پھیر دیں۔ یہ صرف حسد کی بناء پر ہے حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر بات پر قادر ہے (پ ۱ - بقرہ ۱۰۹)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت انعامات کیے ہیں۔ انھیں دولتِ ایمان سے سرفراز کیا ان میں اخوت اور محبت بھر دی۔ یہود اس بات سے حسد کرتے تھے کہ مسلمان یکجا ہو کر ایک متمدن قوم کیوں بن گئے ہیں وہ چاہتے کہ مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح ایمان سے نکلوا دیں اس لیے بعض یہودی لوگوں کو اسلام لانے سے روکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کے لیے یہ حکم دیا کہ ان کے حسد کرنے سے دل برداشتہ نہ ہوں بلکہ ان سے درگزر فرمائیے اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کی امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک اور مقام پر یوں بیان کیا ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝	کیا وہ اس چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے عطا کر رکھی ہے ہم نے تو ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انھیں بہت بڑا ملک دیا۔ (پ۵ - نسآء ۵۴)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عظیم نبوت عطا فرمائی اور آپ چونکہ عرب میں سے ہیں بنی اسرائیل میں سے نہیں ہیں۔ اس لیے یہودیوں کو اس پر بہت حسد ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا بڑا فضل کیوں کیا۔ اہلِ یہود کی یہ حاسدانہ سوچ بڑی قابلِ مذمت تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بلا چون وچرا تسلیم کر لینا چاہیے تھا۔

حسد کی مذمت کے بارے میں مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ	جب تم مالِ غنیمت لینے جاؤ گے تو پیچھے رہنے والے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں تم فرماؤ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے

Marfat.com

قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ج فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ط بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

پہلے سے ایسا ہی فرما دیا ہے پھر کہیں گے کہ تم تو ہم سے حسد کرتے ہو سوائے چند ایک کے ان میں سے سمجھتے ہی نہیں (پ ۲۶۔ فتح ۱۵)

جن لوگوں نے حدیبیہ میں اللہ کے رسول اور صحابہ کا ساتھ نہ دیا تھا پھر جب خیبر فتح ہوا تو وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو خیبر کی فتح کے موقع پر مالِ غنیمت کو اکٹھا کرتے ہوئے کہیں گے تو آرزو کریں گے کہ ہمیں بھی مالِ غنیمت میں شامل کر لو حالانکہ مصیبت کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے راحت دیکھ کر شامل ہونا چاہتے ہیں اس لیے اللہ نے حکم دیا کہ انھیں ہرگز ساتھ شامل نہ کرنا جب یہ جنگ سے دل چرائیں گے تو پھر غنیمت میں حصہ کیوں لیں۔ اللہ تعالیٰ نے خیبر کی غنیمتوں کا وعدہ اہلِ حدیبیہ سے کیا ہے نہ کہ ان سے جو کٹھن کے وقت جی چرائیں اور آرام میں شامل ہونا چاہیں۔ ان کی چاہت ہے کہ کلامِ الٰہی کو بدل دیں یعنی اللہ نے تو صرف حدیبیہ کی حاضری والوں سے وعدہ کیا ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ باوجود اپنی غیر حاضری کے خدا کے اس وعدے میں مل جائیں تاکہ وہ بھی بدلا ہوا ثابت ہو جائے۔ اللہ نے کہا ہے کہ ان کی اس آرزو کا جواب دو کہ تم ہمارے ساتھ چلنا چاہو اس سے پہلے اللہ یہ وعدہ اہلِ حدیبیہ سے کر چکا ہے اس لیے تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے اب وہ طعنہ دیں گے کہ اچھا ہمیں معلوم ہو گیا تم ہم سے حسد کرتے ہو نہیں چاہتے کہ غنیمت کا حصہ ہمارے سوا کسی اور کو ملے، اللہ فرماتا ہے دراصل یہ ان کی ناسمجھی ہے جسے بہت کم لوگ ہی سمجھیں گے۔ منافقین کی ان باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے حسد ہی کو حضرت آدم کے بیٹوں میں قربانی قبول ہونے کے سلسلے میں یوں بیان فرمایا ہے :۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط

اور انھیں آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے حالات پڑھ کر سناؤ جو سچے ہیں۔ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو قابیل کہنے لگا کہ میں

Marfat.com

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

تجھے قتل کر دوں گا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ ہی کی نیاز قبول کرتا ہے۔

(پ ۶ - مائدہ ۲۷)

∴ ∴

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جن کا نام ہابیل اور قابیل تھا ان کی دو بہنیں تھیں قابیل کی بہن خوبصورت تھی اس نے چاہا کہ میں اس سے نکاح کر لوں۔ حضرت آدم نے ایسا کرنے سے منع کر دیا آخر فیصلہ ہوا کہ اللہ کے حضور نیاز پیش کی جائے جس کی قبول ہو وہ اس سے نکاح کر لے۔ ہابیل کی نیاز قبول ہو گئی تو اس پر دونوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی جس کا انجام قتل پر ہوا پس اس قصہ سے کتنی اہم بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی قتل کی ابتداء حسد پر ہوئی اس لحاظ سے حسد کتنا خطرناک جرم اور گناہ ہے جس سے قتل بُغض سرکشی تکبر اور ظلم جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمان ایسے بُرے فعل کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیں۔

قصہ آدم اور ابلیس میں بھی حسد ہی سے شیطان حضرت آدم کا دشمن بنا جسے اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور جب ہم نے آدم کو سجدہ کرنے کے لیے فرشتوں کو حکم دیا تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ کہنے لگا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اس نے پھر کہا کہ دیکھ یہ وہی ہے جسے تو مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو میں چند لوگوں کے سوا تمام اولاد کو بہکاتا رہوں گا۔

(پ ۱۵ - بنی اسرائیل ۶۲)

∴ ∴

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت دی تو اس فضیلت سے ابلیس میں

Marfat.com

حسد پیدا ہوا کہ اسے جو فضیلت ملی ہے وہ تو مجھے ملنی چاہیے تھی کیونکہ یہ آدم مٹی سے پیدا ہوا ہے جبکہ میں آگ سے تخلیق شدہ ہوں۔ آگ چونکہ مٹی سے افضل ہے اس لیے فضیلت کا حق میرا تھا اسی وجہ سے اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی، لعین اور مردود ٹھہرا اور ہمیشہ کے لیے اولادِ آدم کا دشمن بن گیا ذرا غور کرو کہ یہ حسد ہی ہے جس بنا پر ابلیس تخلیقِ آدم سے لے کر قیامت تک انسان سے دشمنی کرے گا لہذا یہ کتنا خطرناک گناہ ہے کہ جس کا حملہ انسانیت پر پیدائش سے موت تک ہے اللہ ایسے جرم سے ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حسد سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی
الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ
اِذَا حَسَدَ ۝

آپ فرمائیے کہ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا مالک ہے۔ ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے جب وہ چھائے اور گنڈوں پر پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے۔ (پ ۳۰۔ فلق ۱-۵)

حسد پھیلتا ہے اور جن لوگوں میں حسد کی عادت پڑ جاتی ہے وہ حاسد کہلاتے ہیں وہ ہر ایک سے حسد کرتے ہیں اس لیے ان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہیے کہ یا الٰہی ہمیں حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھو۔ ان احکاماتِ الٰہی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حسد کتنا خطرناک مرض ہے جو اندر ہی اندر سے انسانی اخلاق کو تباہ و برباد کر دیتا ہے لہذا اللہ کا خالص بندہ بننے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے دل کو حسد سے پاک کیا جائے، تاکہ حصولِ معرفت میں آسانی پیدا ہو۔

آفاتِ حسد

حسد سے بچو

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو (ابوداؤد)

پہلی امتوں کی بیماری

حضرت زبیر رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! یہ خیال رکھنا کہ تم میں وہ (منحوس) چیز پیدا نہ ہونے پائے جس کے باعث تم سے پہلے کتنی ہی امتیں برباد ہو چکی ہیں اور وہ چیز حسد اور عداوت کہلاتی ہے اور قسم ہے مجھے اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، کہ تم اس وقت تک بہشت میں ہرگز داخل نہ ہو پاؤ گے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے دوستانہ محبت نہ رکھو گے اور آؤ میں تمھیں یہ بھی بتادوں کہ محبت کا جذبہ پیدا کیوں کر ہو سکتا ہے۔ سو اس کا (سیدھا سا) طریقہ یہ ہے کہ (جب بھی) ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہو تو اعلانیہ نمایاں طور پر ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔ (کنز العمال جلد ۳)

تقدیر پر غلبے کا خدشہ

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ تنگ دستی کفر ہو جائے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آجائے۔ (بیہقی)

حسد کا نیکیوں کو کھانا

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا ڈالتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا ڈالتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔ (ابنِ ماجہ)

حضورؐ کی پیش گوئی

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک ہمیشہ خیریت اور اچھی حالت میں

Marfat.com

رہیں گے جب تک کہ ایک دوسرے پر حسد نہیں کریں گے۔ (کنز العمال)

اہلِ حسد کی مذمّت

حضرت عبداللہ بن بُسر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنے والے اور چغلی کھانے والے اور کاہن (نجومی) مجھ کو ان لوگوں سے اور ان لوگوں کو مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (کنز العمال)

ایک دوسرے سے حسد مت کرو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر حسد مت کرو اور ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! تم آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری)

تین باتیں

ایک حدیث میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ: تین باتیں ایسی ہیں کہ کوئی انسان ان سے خالی نہیں ہوتا یعنی (۱) بدگمانی (۲) حسد اور بدشگونی اور میں تمھیں بتاتا ہوں کہ ان کا علاج کیونکر ممکن ہو سکتا ہوں (اور وہ یوں ہے کہ) جب بدگمانی پیدا ہو جائے تو دل میں اس کے بارے میں تجسّس اور کرید سے کام نہ لو (یعنی دل کو اس سے فارغ رکھو تاکہ کینہ کی صورت پیدا نہ ہو) اور کسی بدشگونی یا فالِ بد کا سامنا ہو تو اس پر اعتماد ہی مت کرو اور جب حسد ظہور پذیر ہو تو زبان کو قابو میں رکھو اور ہاتھوں سے کوئی انتقامی کارروائی سرزد نہ ہونے دو تاکہ معاملہ طُول نہ کھینچے۔ (کیمیائے سعادت)

حساب سے پہلے دوزخ میں جانیوالے لوگ

ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چھ قسم کے لوگ چھ باتوں کی وجہ سے قیامت کے دن حساب سے پہلے ہی دوزخ میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: میرے[۱] بعد آنیوالے حکام ظلم کی وجہ سے اور عرب[۲] لوگ عصبیت کی وجہ سے۔ دہقان[۳] لوگ تکبّر کی وجہ سے، تاجر[۴] لوگ خیانت کی وجہ سے، دیہاتی لوگ جہالت[۵] کی وجہ سے، اہلِ علم[۶] حسد کی وجہ سے یعنی ایسے

علماء جو طلبِ دنیا میں ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں لہذا مناسب ہے کہ طالب علم آخرت کے لیے علم حاصل کرے اس صورت میں نہ یہ کسی پر حسد کرے گا نہ کوئی دوسرا اس پر حسد کرے گا اور اگر طلبِ علم دنیا کے لیے ہوگا تو باہمی حسد بھی ہوگا جیسا کہ علمائے یہود کے بارے میں وارد ہے

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۔	یا یہ دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ۔

چونکہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر حسد کرتے تھے اور بطور اعتراض کہا کرتے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے تو انھیں اتنے نکاحوں کی کب فرصت ہوتی، اس پر اللہ پاک نے آیتِ بالا میں جواب دیا کہ وہ حسد کی وجہ سے ایسا کیا کرتے ہیں۔

(تنبیہ الغافلین)

جنت میں اعلیٰ درجہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بہشت میں تمھارا درجہ مثل پیغمبروں کے درجہ کے ہو تو حسد کسی سے مت کرو۔

رشک کرنا کن سے جائز ہے

عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوائے دو شخصوں کے کسی سے رشک (حسد) جائز نہیں ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے ہر وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے علم دیا ہو اور وہ اس کے ذریعے فیصلہ کرتا اور اسکی تعلیم دیتا ہو۔ (ابنِ ماجہ)

رشک کے لائق دو باتیں

حضرت ابن عمر کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی سے حسد جائز نہیں ایک وہ شخص جسے اللہ نے قرآن عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو اور

Marfat.com

اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ رات دن اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ (ابن ماجہ)

حسد گناہ کی جڑ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہر گناہ کی جڑ ہیں ان سے ڈرو اور ان سے بچو، تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہی نے ابلیس کو اکسایا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کر۔ حرص سے بچو کیونکہ آدم کو حرص ہی نے درخت کا پھل کھانے پر مجبور کیا اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو حسد ہی نے برانگیختہ کیا کہ اپنے بھائی کو قتل کرے

(رسالہ قشیریہ)

حضورؐ کی دُعا

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جبرئیلِ امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور معلوم کیا کہ آپ علیل ہیں سرکار نے فرمایا: ہاں! تو جناب جبریل نے کہا میں اللہ کا نام لے کر دم کرتا ہوں ہر اس چیز کے لیے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے ہر فرد کی برائی یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں۔ (مُسلم)

عجیب ماجرا

ایک روز ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے ایک عجیب ماجرا دیکھا کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا جب ہم نے اس کا جنازہ اٹھایا تو اس کا جنازہ ہمارے کندھوں سے علیحدہ ہو کر خود چلتا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دو چیزیں نہ ہوں گی ایک غرور دوسرا حسد اور اس کا جنازہ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔

حضورؐ کی بشارت

جنابِ انسؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ دیکھو اہلِ بہشت میں سے ایک صاحب آرہے ہیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ انصار میں سے ایک شخص چلے آرہے ہیں

Marfat.com

کہ اپنے جوتے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے ہیں اور پانی کے قطرے اس کی داڑھی سے گر رہے ہیں اگلے دن بھی ایسا ہی ہوا یعنی حضورؐ نے وہی الفاظ دہرائے اور وہی شخص اسی حالت میں دکھائی دیتا اور جب تیسرے دن بھی اسی بات کا اعادہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرو العاص کو یہ معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی کہ آخر وہ کون سا عمل ہے جو اس شخص کے ہاتھوں انجام پاتا ہے (کہ حضورؐ ہر بار اسے اہلِ بہشت میں سے بتلاتے ہیں) چنانچہ اس کے پاس گئے اور کہا "میری اپنے باپ سے ناراضگی ہے اس لیے میری خواہش ہے کہ تین راتیں تمھارے ساتھ گزاروں، اس نے کہا بڑی اچھی بات ہے چنانچہ پہلی رات شب بھر غور کرتے رہے لیکن سوائے اس کے کوئی بات دیکھنے میں نہ آئی کہ جب بھی اس شخص کی آنکھ کھلتی تو وہ اللہ کا نام لے لیتا تھا۔ آخر آپ نے اسے صاف بتا دیا کہ مجھے باپ سے کوئی ناراضگی وغیرہ نہیں ہے بلکہ میں تو صرف حضورؐ کے ان الفاظ سے متاثر ہو کر تمھارے پاس چلا آیا تھا اور تمھارے اس خاص عمل سے آگاہ ہونا چاہتا تھا۔ اس نے کہا بس یہی عمل تھا جو تو نے ملاحظہ کر لیا۔ اس کے بعد جب آپ وہاں سے چلنے لگے تو اس شخص نے دوبارہ آواز دی اور کہا .... ایک بات اور بھی ہے جس سے میں تمھیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے کبھی کسی کو حسد کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا ہاں ٹھیک ہے جبھی تو اس مرتبہ پر فائز ہو۔

ایک بلند مرتبہ شخص

موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ عرشِ معلیٰ کے سایے تلے کھڑا ہے آپ (اس قدر متاثر ہوئے کہ) اس درجہ تک رسائی کے آرزومند ہوئے اور کہا کہ یہ کون ہے۔ جسے حق تعالیٰ کے نزدیک اتنا بلند مقام حاصل ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ آپ کو اس کا نام تو نہ بتایا گیا لیکن (حق تعالیٰ کی طرف سے) یہ ارشاد ہوا کہ اس کے فعلِ نیک سے آگاہ کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس شخص نے کبھی کسی سے حسد نہ کیا، ماں باپ کی عدول حکمی نہ کی اور نہ کبھی کسی کی چغلی کھائی۔

Marfat.com

حضرت زکریا علیہ السّلام کا ارشاد

حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی سے حسد کرتا ہے وہ نعمت کا دشمن ہے (کیونکہ وہ حسد کسی نعمت سے جلن کا نتیجہ ہوتا ہے) اور اس کا حسد درحقیقت میرے خلاف غضب ناکی کا مظاہرہ ہوتا ہے (کیونکہ عطائے نعمت میری طرف سے ہوتی ہے) گویا وہ میری تقسیم جسے میں اپنے بندوں کے درمیان روا رکھتا ہوں، اس کے نزدیک ناپسندیدہ ہوتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ میرے نیک بندوں کی عنیت نہ کرنا اور میرے بندوں میں سے کسی سے حسد نہ کرنا تو سلیمان علیہ السّلام نے عرض کی اے میرے رب! میرے لیے اسی قدر کافی ہے۔

حکایت

نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے شیطان کو دیکھا کہ چار گدھے لدے ہوئے لے جا رہا ہے آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا یہ مالِ تجارت ہے ایک تو ظلم ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کون خریدے گا؟ کہا کہ سلاطین شیطان نے کہا کہ دوسرا خیانت ہے۔ آپ نے پوچھا اسے کون خریدے گا؟ جواب دیا تجار۔ اور تیسرا مکر ہے پوچھا کہ اس کا خریدار کون ہے؟ جواب ملا عورتیں۔ چوتھا حسد ہے اور اس کے خریدار جان نثار علماء ہیں۔ پس حسد ایسی بلا ہے جو علماء کو بھی نہیں چھوڑتی۔

ایمان اور حسد

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کسی بندہ کے قلب میں ایمان و حسد دونوں جمع نہیں ہو سکتے (ابن حبان و بیہقی)

بھلائی کا راز

حضرت ضمرۃ بن ثعلبہ رضؓ سے روایت ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ہمیشہ بھلائی اور خیر سایہ فگن رہے گی جب تک وہ باہمی حسد نہ کریں۔ (طبرانی)

Marfat.com

حسد نہ کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو حسد کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (طبرانی)۔

حسد کا نقصان

حضرت عبداللہ بن کعب روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جس قدر حرص اور حسد دونوں مسلمانوں کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔" (زرّیں)

دوزخ میں لے جانے والے کام

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے چھ آدمی ایسے ہیں جو بدون حساب ایک سال پیشتر ہی جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے کسی نے دریافت کیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں فرمایا (۱) امرا و سلاطین بہ سبب ظلم کے (۲) اہلِ عرب بہ سبب عصبیت (قومی تفاخر) کے۔ (۳) دہقان کاشتکار بہ سبب تکبر کے۔ (۴) تجّار بہ سبب خیانت کے۔ (۵) گاؤں کے لوگ بہ سبب جہالت کے (۶) اور علماء بہ سبب حسد کے۔ (زواجر)۔

حاسد مجھ سے نہیں

حضرت عبداللہ بن بشیرؓ بیان فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حاسد، چغل خور اور کاہن یہ تینوں نہ میرے ہیں نہ میں ان کا ہوں"۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حسد کرے، کہانت کا کام کرے یعنی لوگوں کو غیب کی خبریں بتائے اور چغل خور۔ یہ تینوں میرے نہیں ہیں اور نہ میں ان کا ہوں۔"

(طبرانی)

Marfat.com

اقوالِ حسد

حضرت عمر فاروق رضؓ کا قول

حضرت عمر فاروق رضؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر اپنی کوئی نعمت پوری کرنا چاہے کر کے رہتا ہے حاسد خواہ کتنا ہی حسد کیوں نہ کریں۔

ایک مرتبہ آپ ہی نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری کی طرف لکھا کہ اپنے رشتہ داروں کو کہہ دو کہ وہ گاہے بگاہے آپ سے ملتے رہیں لیکن پاس نہ رہیں کہ پاس رہنے سے حسد جنم لیتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضؓ کا ارشاد

حضرت عثمان غنی رضؓ کا ارشاد ہے کہ حاسد کو تمھاری خوشی سے افسوس ہوتا ہے یہ اس کے لیے کافی ہے یعنی تمھیں بدلہ لینے کی ضرورت نہیں وہ خود ہی اپنی آگ میں جلے گا۔

حضرت علی رضؓ کا فرمان

حضرت علی رضؓ کا فرمان ہے کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ حق سے زیادہ کسی کی تعریف چاپلوسی ہے اور استحقاق سے کم عاجزی یا حسد۔

جسم کی صحت کا انحصار

حضرت علی رضؓ ہی کا قول ہے کہ جسم کی صحت کا انحصار حسد کی کمی پر ہے۔ حاسدوں کی اس حالت پر تعجب ہے کہ وہ تندرست کیسے ہیں؟۔

تمھارا سردار کون ہے

ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی قبیلہ کے ایک آدمی سے پوچھا تمھارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا اے امیر المومنین میں ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا تو جھوٹا ہے اگر تو سردار ہوتا تو یہ نہ کہتا۔

اسی طرح امام مالکؒ فرماتے تھے کہ اوس بن حارجہ سے پوچھا گیا تمھارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا حاتم طائی۔ پھر پوچھا گیا تو اس کے مقابلہ میں کس درجہ کا ہے؟ اس نے جواب دیا

Marfat.com

میں اس کا خادم ہونے کے بھی قابل نہیں۔ پھر حاتم طائی سے سوال ہوا کہ تمھارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا اوس بن خارجہ! پھر پوچھا گیا تو اس کے مقابل میں کیسا ہے۔ اس نے کہا میں اس کے مملوک ہونے کا بھی قابل نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے فقہاء اس امر میں کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

حاسد کی علامت

ابن سماکؒ فرماتے ہیں حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے لیکن اپنی بدخلقی اسے تجھ سے دُور کرتی ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے اقرباء اور ہمسائے ہوتے ہیں کیونکہ وہ انعامات دیکھتے ہیں اور ان پر حسد کرتے ہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے جو دور ہوں۔

احنف بن قیس کا قول ہے کہ حاسد کے لیے راحت نہیں اور بدخلق کے لیے سیادت نہیں۔

میمون بن مہران رح فرماتے تھے اگر تو حاسد کی شرارت سے بچنا چاہے تو اس سے اپنے کام مخفی رکھ۔

محمد بن سیرین رح فرماتے ہیں میں نے کسی کے دین یا دنیا پر کبھی حسد نہیں کیا اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

فرقد السنجی رح فرماتے تھے کہ ترک حسد کی دوا دنیا میں زہد ہے لیکن جو شخص دنیا کی طرف راغب ہو اس کو حسد لازم ہے خواہ وہ مانے یا نہ مانے۔

حاسد کو معذور جانو

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کسی نعمت پر محسود اس شخص سے اچھا ہے جس کے پاس کوئی نعمت نہ ہو کہ جس پر حسد کیا جائے پس وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور حاسد کو معذور جانے۔

حسد سے بچو

وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں کہ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں میں سب سے پہلے اسی گناہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے اور یہی پہلا گناہ ہے

Marfat.com

جس سے زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی۔

حاسد بدفہم ہوتا ہے

سفیان ثوری رح فرماتے ہیں حاسد بدفہم ہوتا ہے۔ جو شخص خوش فہمی کا خواہش مند ہو اس کو کسی پر حسد نہ کرنا چاہیے میں نے کئی دفعہ نئے کپڑے اس خوف سے پہننے چھوڑ دیے کہ میرے ہمسایہ وغیرہ کو حسد پیدا نہ ہو۔

نصیحت کا حق

فضیل بن عیاض رح نے سفیان ثوری سے کہا خوب سمجھ لو کہ اگر تم لوگوں کو اتنی نصیحت کرو یہاں تک کہ وہ دین میں تمھارے جیسے ہو جائیں تو بھی تم سے نصیحت کا حق ادا نہیں ہوگا۔ پس جب وہ تمھاری حالت کو نہ پہنچیں نصیحت کا حق کیونکر ادا ہوگا۔

مسعر بن کدام رح فرماتے تھے کہ سلف اپنے دوستوں کو وفورِ شفقت سے پند و نصیحت کرتے تھے لیکن آجکل نصیحت عداوت کے مانند ہے میں کسی کو نصیحت کرتا ہوں تو وہ میرے عیوب کی تلاش کرتا ہے اور میری نصیحت پر عمل کرنا بھول جاتا ہے۔

حضرت شفیق بلخی کا قول

شفیق بلخی رح فرماتے تھے کہ اگر تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن سے تیرا دشمن تجھ سے ڈرے تو تجھ میں نیکی کا نام و نشان نہیں ہے چہ جائیکہ تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی ڈرتا رہے اور یقین جانو کہ جو شخص لوگوں کی برائیوں کی جستجو کرے اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا اور جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ لوگوں سے محفوظ رہے گا اور جو لوگوں کی چغلی کرے وہ دین و دنیا میں محتاج ہوگا اور ابلیس کے خادموں میں سے ہوگا۔

حسد کا اثر

ابو درداء رض نے کہا ہے کہ جو موت کو بہت یاد کرے گا وہ خوشی کے موقع کی خوشی نہ کرے گا نہ حسد۔

کسی کا قول ہے حسد کا اثر دشمن میں ظاہر ہونے سے پہلے خود تجھ میں ظاہر ہو جاتا ہے

Marfat.com

نیز کہا گیا ہے اگر تو حاسد سے بچنا چاہے تو اپنے امور کو اس سے مشتبہ بنا کر رکھو۔
کہا جاتا ہے کہ حسد کرنے والا ایسا ظالم ہوتا ہے جو نہ کسی چیز کو باقی رکھتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حاسد کو دوست بنانے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف نہ دو کیونکہ وہ تمھارا احسان قبول نہ کرے گا۔

کہتے ہیں کہ حاسد اس شخص پر غضب ناک ہوتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں اور جو چیزیں اس کی ملکیت میں بھی نہیں ہیں اس پر بخل کرتا ہے۔

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں شکر ہے اس خدا کا کہ اس نے میرے امیر کے دل میں وہ بات ڈالی جو میرے حاسد کے دل میں ہے۔

کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر ایسا دشمن مسلّط کرنا چاہتا ہے جو اس پر رحم نہ کرے تو اس پر حسد کرنے والے کو مسلّط کر دیتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں: میں نے حاسد سے بڑھ کر کسی ظالم کو مظلوم کے ساتھ زیادہ مشابہ نہیں دیکھا کیونکہ حاسد کو ہمیشہ غم رہتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حاسد جب کسی کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمت دیکھتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے اور اس شخص سے کوئی لغزش دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔

حضرت مغویہؓ فرماتے ہیں میں ہر انسان کو راضی کر سکتا ہوں سوائے حاسد کے، کیونکہ وہ تو بغیر اس کے کہ یہ نعمت مجھ سے زائل ہو جائے، راضی نہیں ہونے کا۔

کسی کا قول ہے کہ حاسد (حسد کرنے والا) جامد (انکار کرنے والا) ہے۔ اس لیے کہ وہ واحد (اللہ تعالیٰ) کی قضا پر راضی نہیں ہوتا۔ یوں بھی کہا گیا ہے حاسد سردار نہیں بن سکتا۔

حسد کی نشانی

کہا جاتا ہے کہ حسد کرنے والے کی نشانی یہ ہے کہ وہ جب تمھارے سامنے آئے تو چاپلوسی کرے اور جب چلا جائے تو غیبت کرے اور

اور جب (محسور پر) مصیبت نازل ہو تو وہ خوش ہو۔

اصمعی کہتا ہے کہ میں نے ایک بدوی کو دیکھا جس کی عمر کے ایک سو بیس سال گذر چکے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ تمھاری عمر کس قدر لمبی ہے۔ جواب دیا۔ میں نے حسد ترک کر دیا لہذا میں بچا رہا۔

ایک شخص کسی بادشاہ کے پاس رہتا تھا ہر روز کھڑے ہو کر کہتا کہ محسن کے احسان کا بدلہ کر اور بُرے سے برائی نہ کر کیونکہ بدخو آدمی کو اس کی خوئے بد کافی ہے۔

ایک ولی کی بادشاہ کو نصیحت

عون بن عبداللہؒ ایک بادشاہ کو نصیحت کر رہے تھے کہ .... تکبّر سے دور رہ کر اوّلین گناہ جو حضورِ حق میں کیا گیا وہ تکبّر ہی تھا کہ ابلیس کا سجدے سے انکار کبر ہی کا نتیجہ تھا اور حرص و ہوا سے دور رہ کر اسی حرص نے آدم علیہ السّلام کو جنّت سے نکلوایا تھا اور حسد سے دور رہ کر انسان کے ہاتھوں انسان کا خون پہلی بار حسد ہی کی وجہ سے بہایا گیا تھا۔ جب کہ فرزندِ آدم نے اپنے بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور جب صحابہ کرام کی بات چلے تو خاموش رہ، حق تعالیٰ کی صفات کا بیان ہو تو بھی چُپ رہ اور علمِ نجوم وغیرہ کا ذکر چلے تو بھی سکوت اختیار کر اور ہر سہ صورت میں زبان کو قابو میں رکھ (مبادا کسی بھی موضوع پہ کوئی غلط بات تیری زبان سے نکل جائے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی مناجات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یاروں میں سے ایک نے انتقال کیا، تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کی روح کا استقبال کریں۔ حضرت عیسیٰ نے مناجات کی کہ اس کو کس وجہ سے اس مرتبہ پر پہنچایا۔ حکم ہوا کہ پانچ کاموں کی وجہ سے۔ ایک یہ کہ کینہ نہیں رکھتا تھا، دوئم سخی تھا، سوئم یہ کسی کی غیبت نہیں کرتا تھا۔ چہارم یہ کہ طمع نہیں رکھتا تھا، پنجم یہ کہ حسد نہیں کرتا تھا۔

حضرت مالک بن دینار کا ایثار

مالک بن دینار سے منقول ہے کہ میں قاریوں کی شہادت تمام مخلوق پر قابلِ قبول سمجھتا ہوں۔ البتہ

Marfat.com

باہم ایک دوسرے پر ان کی شہادت کو قابلِ قبول نہیں سمجھتا۔ کیونکہ میرا مشاہدہ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں اور ان کی اکثریت ایسی ہی ہے۔

پانچ عذاب

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ حسد کرنے والے پر پانچ عذاب ہیں۔ اوّل غم میں مبتلا ہونا۔ دوم مصیبت پر اجر نہ ملنا۔ سوم مذمت کی بلا میں گرفتار، چہارم اللہ تعالیٰ کا اس پر غُصّہ ہونا، پنجم اس پر رزق اور توفیق اور خیر کے دروازے بند ہونا۔ ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کر کے اپنے آپ کو تباہ کیا کہ نافرمانی اللہ کے حکم کی کی۔ اور ملعون ہوا اور لعنت کا طوق گلے میں ڈالا۔

حسد کی آٹھ آفتیں

زبدۃ الواعظین میں لکھا ہے کہ حاسد کے لیے آٹھ طرح کی آفتیں ہیں۔ (۱) عبادت کا ضائع ہونا کیونکہ حسد اس طرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ کا شعلہ خشک لکڑی کو اور حاسد کو کفر تک پہنچا دیتا ہے (۲) گناہوں کا مرتکب ہونا کیونکہ حاسد غیبت اور گالی اور دوسروں کی برائی اور چغل خوری بس نہیں کرتا۔ (۳) شفاعت پیغمبری سے محروم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حاسد چغل خور کاہن مجھ سے کسی طرح کا علاقہ نہیں رکھتا اور نہ میں اس سے سروکار رکھوں۔ (۴) علماءِ حسد کے باعث دوزخ میں جائیں گے۔ گنوار جہل کے باعث، تاجر خیانت کی وجہ سے، زمیندار تکبّر کی وجہ سے، عرب اپنی قوم کی بے جا حمایت کی وجہ سے، حاکم ظلم کے سبب سے۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے جس طرح شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم کیا ہے اسی طرح حاسد کے حسد سے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (۶) بلا فائدہ رنج و غم اور گناہ کا بوجھ لینا۔ ابن سماک کا قول ہے کہ میں نے حاسد سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا جو ظالم ہو کر ذلیل و خوار نہ ہوا ہو (۷) دل کا اندھا ہونا حتیٰ کہ خدائے احکام میں سے کسی حکم کو نہیں پہچان سکتا۔ (۸) سفیان رح کا قول ہے اگر تجھے سید القوم بننا منظور ہے تو حاسد نہ بن حاسد کسی قوم کا سردار نہیں بنا کرتا اور نہ دشمن پر فتح پاتا ہے۔

Marfat.com

حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

میں نے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرے تو اللہ عزوجل مومنوں کے قلوب کو اس کی محبت میں خالص کر دیتا ہے لیکن جس شخص کی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن سے مطلع کر دیتا ہے لہذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی اور جب آدمی کی نیکیاں ضائع ہو جائیں تو اس کی سیادت بھی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ یا تو گنہ گار ہوگا یا درمیانی حالت میں ہوگا کہ نہ اس کی کوئی نیکی ہوگی نہ بدی اور یہ تو معلوم ہے کہ سیادت و تعظیم اس شخص کو ہوتی ہے جس کو اعمال و اخلاقِ صالحہ میں تمام لوگوں پر فوقیت ہو۔

پہلی غلطی

بعض متقدمین کا قول ہے کہ اوّل خطا جو واقع ہوئی وہ حسد تھی، یعنی ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے رتبہ پر حسد کر کے سجدہ سے انکار کر دیا اور صرف حسد ہی کے باعث خدا کی نافرمانی میں مبتلا ہوا۔

ایک پُر اثر نصیحت

اور روایت ہے کہ عون بن عبداللہ فضل بن مہلب کے پاس اس زمانہ میں تشریف لے گئے کہ وہ واسطہ کے حاکم تھے اور یہ کہا کہ میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو تکبّر سے بچنا کیونکہ اوّل نافرمانی خدا تعالیٰ کی اسی کی بدولت ہوئی، چنانچہ تصدیق اس کی کلام مجید میں موجود ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (اور جب فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو پس انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے تکبر کیا اور ہو گیا کافروں میں سے) دوم یہ کہ حرص سے محترز رہنا یہ وہ بلا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب خداوند کریم نے جنت میں جگہ دی جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور سب چیزوں کے کھانے کی اجازت دی صرف ایک درخت سے منع کر دیا تو انھوں نے حرص کی بدولت اس میں سے کھایا

Marfat.com

اور جنت سے نکالے گئے حکم ہوا کہ اِھبطو منھا جمیعًا بعضکم لبعض عدوّ (نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے)۔ تیسرے یہ کہ حسد سے بچنا یہ وہ چیز ہے کہ قابیل نے اسی کے باعث ہابیل کو مارا تھا۔

بعض حکماء کا قول

بعض حکماء کا قول ہے کہ حسد ایک زخم ہے کہ کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اس کو وہی کافی ہے اور ایک اعرابی کا قول ہے کہ میں نے کسی ظالم کو مظلوم کے مشابہ سوائے حاسد کے نہیں دیکھا کہ جب دوسرے کی نعمت دیکھتا ہے گویا اس کے چھریاں لگتی ہیں۔

حکایت

نقل ہے کہ حضرت حوّا ہر بار جب حاملہ ہوتیں تو ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتی اور قابیل اور ان کی بہن اقلیمیا پیدا ہوئی پھر ہابیل اور ان کی بہن پیدا ہوئی اور حضرت آدمؑ کی شریعت کے بموجب حکم خدا سے یوں مقرر تھا کہ ایک پیٹ کی بیٹی اور دوسرے پیٹ کا بیٹا آپس میں بیاہے جاتے تھے۔ اس واسطے حضرت آدم نے فرمایا کہ میں یہ نکاح بموجب حکم خدا کرتا ہوں اور فرمانبرداری خدا کی بندوں پر لازم ہے قابیل نے حکم باپ کا قبول نہ کیا تب آدم علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی کرو جس کی قربانی مقبول ہو اقلیمیا اس کے نکاح میں آئے اور اس زمانہ میں قربانی کا دستور یہ تھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑتے تھے تو وہ دونوں اپنی اپنی قربانیاں پہاڑ پر رکھتے تھے اور ایک آتش سفید بے دودھ (نمود) آسمان سے آتی تھی اور حقدار کی قربانی کو نابود کرتی تھی۔ جب دونوں بھائی راضی ہوئے تو ہابیل نے ایک مینڈھا موٹا تازہ پیش کیا اور قابیل ایک ٹوکرا گیہوں کا لے جا کر رکھ آیا۔ خدا کی قدرت ایک آگ آسمان کی طرف سے آئی ہابیل کی قربانی کو لے گئی اور کچھ نشان باقی نہ چھوڑا اور قابیل کی قربانی پر کچھ اثر نہ کیا اس سبب سے حسد کینہ اور بغض قابیل کے دل میں پیدا ہوا اور ہابیل کو ڈرایا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھ کو مارے گا تو میں تجھ کو نہ ماروں گا۔ قابیل سنگدل نے وقت فرصت کا

Marfat.com

پاکر ہابیل مظلوم کے سر پر شیطان کی تعلیم سے ایسا پتھر مارا کہ ہابیل جاں بحق تسلیم ہو کر شہید اکبر ہوا اور قابیل کی گردن پر یہ گناہِ کبیرہ تا قیامت باقی رہا۔ قابیل حسد کی وجہ سے آج تک عذاب میں گرفتار ہے قابیل کو مبتلائے عذاب دیکھنے کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ

ایک دفعہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا ناگاہ قدرتِ خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا میں طوفان آگیا اور وہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تباہ ہو گیا سب آدمی ڈوب کر مر گئے مگر ایک شخص فضلِ الٰہی سے بچ گیا اور تختے پر بہہ گیا زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا کہ اتفاقاً قدرتِ خدا سے وہ تختہ بہتا بہتا کسی ٹاپو میں جا لگا یہ جھٹ کنارے پر جا لگا اور خدا کا شکر بجالایا۔ آگے جا کر دیکھا ایک مکان میں ایک آدمی بیٹھا ہے اس سے سلام علیک ہوئی اس نے کہا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے اس شخص نے اپنی ساری سرگزشت بیان کی۔ اس نے پوچھا تو کس کی اُمت ہے؟ کہا کہ میں امت محمد سے ہوں پھر وہ شخص کہتا ہے میں نے پوچھا تو کس کی امت ہے؟ کہا امت موسیٰ سے ہوں ہم دو بھائی تھے رات دن عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اتفاقاً قضائے الٰہی سے وہ مر گیا میں تنہا رہ گیا تیرا جی چاہے تو بخوشی یہاں رہ کہ میں اور تو دونوں باقی عمر عبادت الٰہی میں بسر کریں اس نے کہا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ مدت تک وہ وہیں رہا ایک مرتبہ تقریباً وہ جنگل میں پھر رہا تھا ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا اس کے کنارے کنارے چلا گیا۔ اتفاقاً ایک مقام پر جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کنارہ پر زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوا میں معلق کھڑا ہے اور شدت پیاس سے واویلا کرتا ہے اسے دیکھ کر کہنے لگا للہ مجھ کو ذرا سا پانی پلا دو۔ جب وہ اس کے منہ تک پانی لے گیا تو زنجیریں اوپر کو کھنچ گئیں۔ تین مرتبہ یہی معاملہ گزرا پھر اس نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا میں قابیل ہوں اپنے بھائی ہابیل کو میں نے ناحق قتل کیا تھا اس کے بدلے اس عذاب میں گرفتار رہوں اور قیامت تک گرفتار رہوں گا اور جو کوئی کسی کو ناحق قتل کرے گا اس کا بھی میرے ہی نامہ اعمال میں مرقوم ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی نیک بات کی بنا کرے گا تا قیامت اس کی بھلائی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔

حضرت توکّل شاہ نقشبندی کا قول

آپ نے فرمایا ہے کہ فقیر کو ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے بہت ایسے ہیں کہ دن بھر یادِ خدا تعالیٰ کی اور رات کو کسی کی غیبت کر کے تمام نیکیاں ہلاک کر دیں اور کسی نے رات بھر عبادت کی اور جاگا ؛ صبح کو دنیا کے لوگوں میں گیا اور کسی کی برائی کی، حسد کیا اور نیکیوں کو برباد کر دیا تو چاہیے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی نگہداشت رکھے ضائع نہ ہونے دے۔ یعنی سحر کے وقت اپنے تمام اعمال کا محاسبہ کرے کہ اس قدر نیکیاں ہیں اور اتنی برائیاں۔ نیکیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے ان پر شکر بجالائے اور برائیوں کو اپنے نفس کی طرف منسوب کر کے استغفار پڑھے۔

حکایت

بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ بادشاہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور ہر روز اس کے سامنے کھڑا ہو کر یہی الفاظ دہراتا کہ ... "نیکوں کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور بدوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ ان کی بدکرداری بجائے خود ان کے لیے کافی ہے اور اس کی اسی بات نے اسے بادشاہ کا منظورِ نظر بنا رکھا تھا۔ ایک حاسد کی رگِ حسد جو پھڑکی تو اس نے بادشاہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ (حضور والا) آپ کا وہ منظورِ نظر کہا کرتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے کہا ... تمھارے اس بیان کے صحیح ہونے کا کیا ثبوت ہے ؟ اس نے کہا کہ اب کے اسے اپنے ذرا قریب بٹھا کر دیکھ لیجیے تو ملاحظہ فرمائیے گا کہ وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھے رہے گا تاکہ بدبو سے بچا رہے (بادشاہ کے کان بھرنے کے بعد) پھر وہ حاسد اس نیک آدمی کے پاس گیا اور اسے کھانا کھلایا جس میں لہسن کی بو خاصی تیز تھی۔ اتنے میں بادشاہ نے اسے بلوا بھیجا۔ اس مردِ نیک نے اس خیال سے کہ لہسن کی بو بادشاہ تک نہ پہنچے واقعی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ تب تو بادشاہ کو اس حاسد کی بات کا پوری طرح یقین ہو گیا۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ اپنے ہاتھ سے خلعت و انعام کا فرمان تحریر کرنے کے علاوہ کبھی کچھ نہ لکھتا تھا لیکن اس روز (انتہائی غصّہ کے تحت)

اپنے ایک عامل کو لکھا کہ حامل فرمانِ ہذا کا سر کاٹ کر اور اس کی کھال میں بھُس بھروا کر میرے پاس بھیج دو"۔ یہ حکم لکھ کر اس پر مہر ثبت کر دی اور بند لفافہ اس مردِ خدا کے حوالے کر دیا۔ وہ بادشاہ سے رخصت ہو کر وہاں سے باہر آیا تو حاسد نے پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے"۔ اس نے کہا کہ خلعت کا فرمان ہے۔ حاسد نے کہا یہ مجھے دے دو کہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ اس نے وہ فرمان اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ حاسد اُسے لیے ہوئے عامل کے پاس پہنچا اس نے پڑھنے کے بعد کہا کہ اس میں یہ حکم درج ہے کہ میں تمھارا سر قلم کر کے تمھاری کھال میں بھس بھروا دوں۔ حاسد نے کہا یہ حکم کسی اور کے لیے ہے، تم بے شک بادشاہ سے دوبارہ معلوم کروالو۔ عامل نے کہا کہ شاہی فرمان کی مکرّر تصدیق نہیں کروایا کرتے یہ کہہ کر حاسد کا سر قلم کر دیا۔ وہ مردِ نیک دوسرے دن بھی حسبِ معمول بادشاہ کی خدمت میں جا حاضر ہوا اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفاظ پھر ایک مرتبہ دہرائے۔ بادشاہ اسے صحیح سلامت دیکھ کر بے حد متعجب ہوا اور پوچھا کہ وہ خط کہاں گیا؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں شخص نے مجھ سے لے لیا تھا۔ بادشاہ نے کہا یہ تو تم اسی شخص کا کہہ رہے ہو جس نے مجھے بتایا تھا کہ تم میرے خلاف یوں کہا کرتے ہو۔ وہ بولا میں نے کبھی ایسے الفاظ اپنے منہ سے نہیں نکالے۔ بادشاہ نے کہا کہ (اگر تو نے نہیں کہے تھے تو) پھر تمھیں منہ اور ناک پر ہاتھ رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے کہا کہ اس حاسد نے مجھے کھانے میں اس قدر لہسن کھلا دیا تھا کہ خود میرے منہ سے بُو آ رہی تھی (اور میں نے احتیاطاً منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا) بادشاہ نے کہا کہ تو جو ہر روز کہا کرتا ہے کہ بدکردار کے لیے اس کی بدکرداری ہی کافی رہتی ہے، آج واقعی دیکھ لیا کہ اس بدکردار کی بدی ہی اس کے آگے آ گئی۔

حکایت تین حاسد راستے میں ہم سفر ہوئے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تمھارے وطن چھوڑنے اور سفر کرنے کا سبب کیا ہے؟ دونوں نے بیان کیا کہ ہم سے دوسروں کا احسان کرنا نہیں دیکھا جاتا اس لیے وطن چھوڑ کر چلے گئے کہ نہ یہاں رہیں گے نہ طبیعت کے خلاف باتیں دیکھنے میں آئیں گی۔ تیسرے نے کہا کہ میں بھی اسی دکھ میں مبتلا ہوں۔ غرض کہ تینوں

Marfat.com

بالاتفاق روانہ ہوئے راستے میں ان کو ایک لوٹا اشرفیوں سے بھرا ہوا ملا آپس میں کہنے لگے کہ اس کو بانٹ لیں آخر حسد کے جوش نے بانٹنے نہیں دیا ہر شخص چاہتا تھا کہ میں لوں۔ غرض کہ ایک رات ان کو کھائے پیئے بغیر اس جھگڑے میں گزر رے۔ دوسرے دن اس ملک کا بادشاہ وہاں آ نکلا حال دریافت کیا۔ سب نے سچ مچ بیان کر دیا۔ بادشاہ نے کہا ہر ایک اندازہ حسد کا بیان کرے کہ موافق اس کے مرتبے کے یہ چیز بانٹ دی جائے۔ ایک نے کہا کہ میرا حسد اس وجہ سے ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کے حق میں احسان کروں جس سے کہ وہ خوش ہو اور دوسرے نے کہا کہ میرا حسد اس درجہ ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کے ساتھ نیکی کروں تیسرے نے کہا کہ مجھ کو حسد اس قدر ہے کہ کوئی مجھ سے نیکی نہ کرے۔ بادشاہ یہ سن کر حیران ہوا اور کہا کہ تمھارے قول سے یہ زر تم کو نہ دیا جائے، ہر ایک کو موافق ان کے حسد کے سزا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حسد کے سبب سے سب اشرفیوں سے محروم ہوئے۔

علاجِ حسد

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ حسد دل کی بیماری ہے اس لیے اس کا علاج علم اور عمل سے کرنا چاہیے۔

۱۔ علمی علاج علمی علاج سے یہ مراد ہے کہ حاسد اس حقیقت کو پہچان لے کہ دنیا میں کیا اور آخرت میں کیا حسد اس کے اپنے ہی لیے نقصان دہ اور ضرر رساں ثابت ہوگا اور محسود (جس پر حسد کیا جا رہا ہو) کے لیے اس میں نفع ہی نفع ہے دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی اور آخرت کے لیے بھی۔ اور (حاسد کے لیے) دنیاوی نقصان یہ ہے کہ ہمیشہ رنج و غم، اندوہ و صدمہ اور عذاب و اضطراب میں مبتلا رہے گا اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس رنج و عذاب سے چھٹکارا نصیب نہ ہوگا کیونکہ (قدرت کی طرف سے) ہر لحظہ کسی نہ کسی کو مال و نعمت عطا ہوتی ہی رہتی ہے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جس رنج و غم میں وہ اپنے دشمنوں (یعنی اصحابِ نعمت) کو دیکھنا چاہتا ہے

Marfat.com

ان میں (ان کو تو کیا دیکھے گا) خود اپنے آپ کو ہی مبتلا پائے گا اور غم حسد ایسا غم ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی غم ہو نہیں سکتا تو پھر ایسی احمقانہ بات ہے کہ اپنے آپ کو اپنے دشمن کی وجہ سے مبتلائے عذاب رکھا جائے۔ خصوص درآنحالیکہ دشمن کا کچھ بھی بگڑ نہ رہا ہو کہ حق تعالیٰ نے جو نعمت کسی کے لیے مقدر کر دی ہے وہ تو خاص میعاد کے لیے ہے کہ جس سے قبل اس میں کسی طرح کی تبدیلی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس نعمت کا وجود اور وجوبِ تقدیرِ الٰہی کا مرہونِ منت ہے (نہ کہ کسی انسان کا؟) بعض لوگ اسے ستاروں کی برکت و سعادت سے بھی تعبیر کیا کرتے ہیں تاہم (تقدیرِ ازل کہہ لیجیے یا ستاروں کی برکت) اس بات پر بہرکیف سب کا اتفاق ہے کہ اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی گنجائش قطعی نہیں ہوتی اور یہی سبب تھا کہ انبیاءِ کرام میں سے ایک نبی علیہ السلام اس بات سے بہت رنجور ہوئے کہ سلطنت کی باگ ڈور ایک عورت کے ہاتھ میں تھی اور حق تعالیٰ سے شکوہ کیا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ بذریعہ وحی جواب ملا کہ ..... "اس کے سامنے ہی کیوں جاتے ہو؟ اگر ایسا ہی ہے تو اس) سے کہیں بھاگ جائیے تا آنکہ اس کی مدتِ حکومت پوری ہو جائے"۔ کیونکہ روزِ اوّل اس کی جو میعاد مقرر کر دی گئی تھی۔ اس میں تو کمی ہونے سے رہی۔ اسی طرح ایک پیغمبر علیہ السلام ایک سخت بلا میں گرفتار ہو گئے۔ بڑی گریہ وزاری کی (بے حد آہ و فغاں کرتے رہے) بڑے خضوع و خشوع سے دعائیں مانگا کیے (غرض کیا کیا درخواستیں نہ کیں) لیکن وحی نازل ہوئی تو فقط یہ بتلانے کے لیے کہ روزِ اوّل جب ہم نے زمین و آسمان کی تقدیر بنائی تھی تو تیرے حصے میں یہی کچھ مقدر ہوا تھا۔ اب تیرا یہ خیال کہ محض تیری خاطر پوری تقسیم از سرِ نو کیا کریں؟ (یہ تو بہرحال نہیں ہونے کا) پس حاسد اگر یہ چاہے کہ (اس کے حسد کی وجہ سے) کسی کی نعمت نذرِ زوال ہو جائے تو (کسی کی نعمت کو تو خیر کیا زوال آئیگا) البتہ اپنی نعمت سے ہاتھ بے شک دھو بیٹھے گا بلکہ کافروں کی نعمت پہ تو حسد کرنے سے (دولتِ دنیا ہی کیا) دولتِ ایمان سے بھی محروم ہو جائے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ ..... "دل سے چاہتے ہیں بعض لوگ اہلِ کتاب میں سے اس امر کو کہ تم کو (دینِ حق سے) گمراہ کر دیں"۔ پس حسد کا عذاب

Marfat.com

اگر کسی کو ہے تو صرف حاسد کی اپنی ذات ہی کو ہے اور آخرت میں خسارہ بھی حاسد ہی کو برداشت کرنا ہوگا اور یہ نقصان دنیاوی نقصان سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ یہ غصّہ (اہلِ نعمت پر تو نہ ہوا بلکہ یہ) قضائے الٰہی کے خلاف ہوا اور یہ انکار تو اس تقسیم و تقدیر کے صحیح ہونے پر ہوا، جو حق تعالیٰ نے اپنے کمالِ حکمت و دانائی سے کی ہے اور اس کا بھید محض اپنی ذاتِ واحد تک محدود رکھا ہے (کسی اور کو اس راز سے آگاہ کیا ہی نہیں) اور اس سے بڑھ کر توحید میں کیا جنایت ہو سکتی ہے اور پھر حاسد مسلمانوں کی نصیحت و شفقت سے بھی تو دستبردار ہو بیٹھتا ہے کیونکہ وہ ان کا بدخواہ جو ٹھہرا اور اس طرح ابلیس کا ساتھی بھی ہوا اور اس سے بڑی شومئی قسمت اور کیا ہوگی اور محسود کو جو فائدہ دنیاوی طور پر اس سے پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے اور کیا چاہیے کہ اس کا حاسد ہمیشہ مبتلائے عذاب رہے اور اس سے بڑا عذاب اور کیا ہوگا کہ خود مظلوم ظالم کی طرح قابلِ نفرت دکھائی دے اور یہ صورت حاسد کی ہے کہ بظاہر مظلوم ہوتا ہے لیکن دراصل ظالم (کیونکہ اس کا ظلم اپنے اور اپنے ہاتھوں ہی تو ہوتا ہے) اور حاسد کی تو موت کی خبر بھی محسود کے لیے باعثِ مسرّت نہیں ہوتی (جیسے کہ دشمن کی موت ہوا کرتی ہے) کیونکہ وہ تو چاہتا ہی یہ ہے کہ اس کا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب میں گرفتار رہے اور اس کی نعمت اس کے لیے باعثِ عذاب بنی رہے اور دینی لحاظ سے محسود کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ دراصل وہ مظلوم ہوتا ہے (کیونکہ حاسد کو ظالم کا درجہ لامحالہ حاصل ہے) اور عین ممکن ہوتا ہے کہ (جوشِ حسد میں) حاسد زبان و عمل سے واقعی کوئی ظلیم بھی اس پر کر بیٹھے اور اس وجہ سے اس کی (حاسد کی) نیکیاں اس کے (محسود کے) حساب میں لکھ دی جائیں اور محسود کی بدیاں اور گناہ حاسد کے حساب میں منتقل کر دیے جائیں گویا حاسد کی غرض تو یہ تھی کہ محسود سے دنیا کی نعمتیں چھن جائیں لیکن اس خواہش میں حاسد اسے دنیا کی نعمتوں سے محروم کرتے کرتے آخرت کی نعمتیں بھی اسی کے حوالے کر بیٹھا اور خود دنیا میں تو رنج و عذاب مول لیا ہی تھا آخرت کا عذاب بھی اپنے سر لے لیا۔ پس اس کا خیال تو یہ تھا کہ اپنا سجن اور محسود کا دشمن ہوں۔ لیکن عملاً اگر غور کرے تو معلوم ہو کہ وہ دوست ہے تو محسود کا ہے

اور دشمن ہے تو فقط اپنی جان کا، جسے اس نے اپنے ہاتھوں مبتلائے عذاب کر رکھا ہے اور (محسود کے علاوہ) اگر کسی کو خوش کرتا بھی ہے تو ابلیس کو جو (نہ صرف اس کا بلکہ) تمام مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے اور ابلیس کی عادت ہی ہے کہ جب کسی کو علم، پرہیزگاری اور جاہ و مال سے محروم دیکھتا ہے تو اس تصوّر سے لرز جاتا ہے کہ کہیں یہ شخص صابر و شاکر نہ بن بیٹھے اور یوں آخرت کا ثواب نہ حاصل کر لے۔ چنانچہ وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ محروم دنیا محروم آخرت بھی کیوں نہ رہے اور حاسد اس کی بات مان کر اس کی یہ کوشش بھی کامیاب بنا دیتا (حالانکہ ابلیس کی کامیابی اس کی اپنی ناکامی کی دلیل ہے) کیونکہ جو شخص اہلِ علم اور اہلِ دین کو دوست رکھتا ہے اور ان کے جاہ و حشم پر راضی ہوتا ہے وہ کل کو (قیامت کے دن) انھی کے ساتھ رہے گا (یعنی بہشت میں، مطلب یہ کہ دنیا میں ان جیسا نہ سہی لیکن ان کی دوستی سے قیامت میں تو ان جیسا ہو جائے گا اور یہ رضامندی سعادت کی دلیل ہوئی) کیونکہ کہا گیا ہے کہ ثواب تو انھی کو ہے جو عالم ہوں یا طالب علم ہوں یا کم سے کم عالموں کے دوست ہوں اور حاسد کا چونکہ ان میں سے کسی گروہ سے تعلق نہیں ہوتا اس لیے وہ ثواب سے بالکل محروم اور تہی دست رہتا ہے۔ دراصل حاسد کی مثال تو اس شخص کی سی ہے کہ غُصّہ سے مغلوب ہو کر پتھر اٹھائے اور اپنے دشمن پر دے مارے لیکن وہ دشمن کو نہ لگے اور الٹا اسی کو آ لگے اور اس کی اپنی ہی دائیں آنکھ پھوٹ جائے اور پھر (بھی عبرت نہ پکڑے بلکہ) اور بھی زیادہ غُصّے میں آ کر دوبارہ اس پر پتھر پھینکے اور اب کے وہ خود اسی کو آ لگے اور بائیں آنکھ بھی جاتی رہے اور پھر وہ ایک اور پتھر مارے اور اپنا ہی سر پھوڑ بیٹھے یہاں تک کہ (پتھر مار مار کر) اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتا چلا جائے (اور اپنی ہڈی پسلی ایک کر ڈالے) جبکہ دشمن صحیح سلامت مزے سے کھڑا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے دشمن بھی اس کا تماشہ دیکھ رہے ہوں اور مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو رہے ہوں۔ پس یہی حال حاسد کا ہوتا ہے کہ شیطان اس کا مذاق اڑاتا ہے (اور وہ اسے اپنے لیے درست سمجھتا ہے) تو یہ ہیں حسد کی آفات اور اگر بات اس سے بھی آگے بڑھ جائے اور حسد کے ساتھ ساتھ دست و زبان سے بھی غیبت پر اتر آئے

اور جھوٹ بول بول کر حق وصداقت کا منکر بھی ہو بیٹھے تو اس کا مظلمہ اور بھی زیادہ ہو جائے گا پس جو شخص اس حقیقت کو پہچان لے کہ حسد محض زہرِ قاتل ہے (جس سے سوائے ہلاکت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا) تو یوں عقل سے کام لے کر وہ حسد کی بلائے عظیم سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔

۲۔ عملی علاج

عملی علاج یہ ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے حسد کے اسباب کو دل سے یوں دور کر دے جیسے کسی چیز کی جڑ اکھیڑ دی جاتی ہے اور حسد کے اسباب میں تکبّر، غرور، عداوت، کینہ اور محبتِ جاہ وجلال ہی تو شامل ہیں اور ان چیزوں کو ریاضت و محنت سے جڑ سے اکھیڑ پھینکنا ہی اس کا علاج ہے اور یہ اس کا مسہل ہے کہ حسد کا نام ونشان تک باقی نہ رہے اور پھر بھی اگر کبھی حسد پیدا ہونے لگے تو اس کی تسکین کرے (اس کی فرمانبرداری سے نہیں بلکہ اس کی مخالفت سے) یعنی حسد جو مشورہ بھی دے اس کی خلاف ورزی کرے اور عملاً وہی کچھ کرے جو حسد کی خواہش کے متضاد اور مخالف ہو مثلاً حسد کا یہ تقاضا ہو کہ محسود پہ لعنت کرو اور برا بھلا کہو تو اس کے برعکس اس کی مدح وستائش کرنے لگے اور اگر اس کا مشورہ ہو کہ تکبّر و غرور اختیار کرو تو اس کے الٹ کرے یعنی عاجزی وانکساری سے کام لے اور اگر خواہش یہ ہو کہ اس کی نعمت کو زائل کرنے کے لیے کوشش کرو اور اس کے دشمن بن جاؤ تو اس کے برخلاف اس سے محبّت اور دوستی کا مظاہرہ کرے اور اس سے بہتر کوئی علاج نہ ہوگا کہ اس کی غیر حاضری میں اس کی تعریف کیا کرے اور اس کے کارو کردار کو بلند درجہ قرار دیتے ہوئے سراہے تاکہ وہ سنے تو اسے دلی مسرّت حاصل ہو اور اس کی خوشی کا پرتو خود حاسد کے دل پر بھی یقیناً پڑے گا اور اس طرح عداوت ونفرت کا سلسلہ از خود منقطع ہو جائے گا جیسا کہ ارشاد ہوا کہ:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط	اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا	کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت
الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ	اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں

Marfat.com

عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ اور تم میں دشمنی تھی وہ تمھارا گرم جوش دوست ہے

(حٰمٓ سجدہ ۳۴)

اور یہ وہ موقع ہوتا ہے جبکہ شیطان اسے یہ کہہ کر اکسانے کی کوشش کرتا ہے کہ دیکھو اگر تم اس کے سامنے عاجزی و فروتنی سے کام لوگے اور اس کی مدح و ستائش کرنے لگو گے تو بزدل اور کم حوصلہ کہلاؤ گے (تو پھر تمھاری کیا عزت باقی رہے گی)۔ پس (اے مخاطب) تجھے اختیار ہے کہ چاہے تو احکامِ الٰہی کا تابع ہو جا اور چاہے تو شیطان کی غلامی قبول کر لے اور اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھ کہ دوا بے حد مفید اور نفع بخش ہے لیکن ہے ذرا کڑوی اور صبر سے اس کا پی جانا دشوار ضرور ہے۔ مگر علم کی قوت حاصل ہو تو یہ تلخی بھی (آسانی سے) برداشت کی جا سکتی ہے اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ دین و دنیا کی نجات اسی تلخی کو برداشت کر لینے میں ہے۔ جبکہ حسد میں دنیا کی ہلاکت اور دین کی تباہی کے سوا کچھ بھی پڑا نہیں ہے اور پھر وہ کون سی دوا ہے جس میں کڑواہٹ نہ ہو اور جسے بلا تکلیف استعمال کیا جا سکے، چنانچہ اس بات کی تو توقع ہی نہ رکھنی چاہیے کہ دوا تلخ نہ ہوگی کہ بیماری جب آجاتی ہے تو وہ (کون سی لذت اپنے ساتھ لے کر آتی ہے وہ) بھی تو اپنے ساتھ تکلیف اور دکھ ہی لے کر آتی ہے اور اس کا علاج جو کیا جاتا ہے تو اسی لیے کہ شفا کی امید ہوتی ہے ورنہ (بغیر علاج) بیماری ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ رنجِ مرگ بہرحال رنجِ تلخی سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

یاد رکھ کہ اگر تو بہت مجاہدہ و ریاضت سے کام لے تو اغلب یہی ہے کہ دوست اور دشمن (جس نے تجھے ستایا ہو) میں دل سے فرق کر سکے اور دونوں کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر نہ ہو بلکہ دشمن کی نعمت تیرے لیے باعثِ کراہت ہو اور اس کراہت سے طبعاً گریز تکلف سے ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ طبیعت سے زور گردانی ہو بھی کیسے سکتی ہے کہ اس پر تیرا اختیار نہیں ہے البتہ دو چیزوں کا تکلف تجھ سے ممکن ہو سکتا ہے ایک تو یوں کہ قول و فعل سے کراہت کا اظہار نہ کرے اور ساتھ ہی عقل سے اسے مکروہ جانے اور اس صفت کا دل سے منکر رہے اور اس بات کا خواہاں رہے

Marfat.com

کہ اس کا خاتمہ ہی ہو جائے تو بہتر ہے اگر یوں کرے گا تو حسد کے جنجال سے چھوٹ جائے گا لیکن اگر قول و فعل سے اس کراہت کا اظہار نہ کرے اور دل سے بھی اس صفت کو مکروہ نہ جائے (اور اسے بدستور موجود پائے) تو اس صورت میں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قابلِ مواخذہ نہ ہوگا لیکن درست یہی ہے کہ قابلِ مواخذہ ہوگا کہ جب حسد حرام ہے تو ماخوذ کیسے نہ ہوگا؟ اس لیے کہ یہ عمل دل کا ہے نہ کہ جسم کا؟ (یعنی زبانی کلامی حسد نہ کرنا اور دل سے حاسد رہنا تو حسد سے دُور رہنا نہ ہوا) اور جس شخص کے لیے کسی مسلمان کی تکلیف باعثِ مسرّت اور اس کی خوشی باعثِ رنج ہو تو لازمی طور پر وہ ماخوذ ہو کر رہے گا پس سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اس صفت کو (نہ صرف بظاہر بلکہ) دل سے مکروہ جانے کہ صرف اسی صورت میں حسد کے وبال سے رہائی مل سکتی ہے اور حسد سے مکمل نجات تو صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جس پر توحید کا غلبہ ہو اور اس کا نہ کوئی دشمن ہو اور نہ دوست بلکہ ہر کوئی برابر ہو اس لیے کہ وہ خدا کی مخلوق ہے اور خدا ہی کی طرف آنکھ لگائے رکھے تاکہ کارخانۂ عالم کا ہر کام اسے اسی کی طرف سے ظہور پذیر ہوتا ہوا دکھائی دے لیکن (افسوس کہ) اس کیفیت کا اظہار اور اس حالت کا طاری ہونا شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتا ہے یہ بجلی کی طرح اس کی چمک سی دکھائی دے جاتی ہے اور پھر غائب ہو جاتی ہے اور اکثر و بیشتر یہی ہوتا ہے کہ اسے ثبات حاصل نہیں ہو پاتا اور اصل حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔

حکایت ایک شخص غلام خلیل نامی بزرگانِ دین کا بڑا مخالف تھا اور بزرگوں کے خلاف ہر وقت بکتا رہتا تھا اس زمانہ میں بغداد شریف میں حضرت سمنون رحؒ کی ولایت کا بڑا چرچا تھا غلام خلیل حضرت سمنون کے خلاف تھا اور چاہتا تھا کہ کوئی ایسی بات ملے جس سے میں انھیں بدنام کر سکوں۔ اتفاقاً ایک مال دار عورت حضرت سمنون کے پاس آئی اور اس سے درخواست کی کہ حضرت سمنون اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت سمنون نے اس بات سے انکار کر دیا وہ عورت غلام خلیل کے پاس پہنچی اور انتقام لینے کی خاطر اس نے حضرت سمنون پر الزام لگا دیا غلام خلیل تو اس تاک میں تھا ہی فوراً خلیفہ وقت کے پاس پہنچا اور حضرت سمنون کے خلاف

Marfat.com

بہت کچھ کہہ کر خلیفہ کو بھڑکا دیا یہاں تک کہ خلیفہ نے حضرت سمنون کو بلا کر حکم دیا کہ کل انھیں قتل کر دیا جائے رات کو جب وہ سویا تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے خبردار! اگر سمنون کو قتل کیا تو تیرا ملک برباد ہو جائے گا۔ خلیفہ جب بیدار ہوا تو فوراً سمنون کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہی اور بڑی عزت کے ساتھ رہا کر دیا۔ غلام خلیل نے یہ بات دیکھی تو مارے حسد کے اور بھی جلنے لگا اور آخر عمر میں مرض کوڑھ میں مبتلا ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت ابوایوبؒ کا قول

ابوایوب سختیانی رح نے اپنے دوستوں کو ان کے دین کی کمی پر شفقت کر کے سب سے بڑھ کر نصیحت کرنے والے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان اللہ سے غافل اور نافرمان لوگوں پر بہت رحم آتا ہے آپ کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت یا بلا نازل ہوتی تو آپ اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتے اور بیماروں کی طرح آپ کی عیادت کی جاتی پھر جب وہ مصیبت زائل ہو جاتی تو آپ بھی اسی وقت تندرست ہو جاتے، (میں کہتا ہوں) جو شخص اس مقام کو پالیتا ہے وہ کسی طبیب کا معالجہ نہیں کراتا کیونکہ طبیب کو اس مرض میں مطلقاً دخل نہیں۔

بندے کے عیب

ایک روز عبدالملک بن مروان رح نے حجاج بن یوسف سے کہا! اے حجاج! ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے اور اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہوتی پس تو اپنے عیب مجھے بتلا۔ حجاج نے عرض کی اے امیرالمومنین مجھے اس بات سے معاف کیجیے۔ عبدالملک نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ضرور بتلاؤ۔ تب حجاج نے کہا میرے عیوب میں سے چند یہ ہیں کہ میں سخت جھگڑالو، حاسد اور کینہ ور ہوں۔ عبدالملک نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے۔ شیطان میں بھی تیرے بیان کیے ہوئے عیوب میں سے زیادہ نہیں ہیں۔

حکایت

ایک دفعہ میں نے ایک سپاہی کے نوخیز فرزند کو دیکھا کہ کمال درجے کا ذہین اور فطین تھا۔ بچپن ہی سے برائی کے آثار اس کی پیشانی سے ظاہر تھے ؎

Marfat.com

بالائے سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی

اس کے سر پر ہوش مندی کی وجہ سے بڑائی کا ستارہ چمک رہا تھا

بادشاہ نے اس غیر معمولی ذہانت اور فراست کا چرچا سنا تو اس کو اپنے دربار میں ایک اعلیٰ مرتبہ پر فائز کر دیا دوسرے درباری اس سے حسد کرنے لگے اور بادشاہ کی نظروں سے اس کو گرانے کے لیے ایک دن اس پر خیانت کی تہمت لگا دی لیکن ع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

جب دوست مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ یہ لوگ تم سے کیوں ناراض ہیں؟ نوجوان نے عرض کی، کہ جہاں پناہ جب سے یہ غلام آپ کے زیر سایہ آیا ہے میں نے ہر شخص کو راضی کر لیا ہے۔ البتہ حاسدوں کو میں خوش نہ کر سکا کیونکہ ان کا دل تو اسی وقت ٹھنڈا ہو سکتا ہے جب حضور مجھے ذلیل کر کے اپنے در سے دھتکار دیں گے۔

تو انم انیکہ نیازارم اندروں کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج : درست
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیت
کہ از مشقتِ او جز بمرگ نتواں رست

میں یہ تو کر سکتا ہوں کہ کسی کی دل آزاری نہ کروں لیکن حاسد کا کیا کروں وہ تو یوں ہی جل رہا ہے اے حاسد تو مر جا کہ جلنا کڑھنا تو ایسا ہے کہ اسکی تکلیف سے صرف موت ہی تجھے نجات دلا سکتی ہے۔

حکایت ایک بادشاہ کے کئی لڑکے تھے ان میں سے ایک شہزادہ پست قد اور معمولی شکل وصورت کا تھا اور اس کے دوسرے بھائی قد آور اور وجیہہ تھے ایک دفعہ بادشاہ نے اپنے کم رُو فرزند کو نفرت اور حقارت سے دیکھا، شہزادہ اپنی خداداد فراست سے

Marfat.com

باپ کے رویے کا سبب سمجھ گیا۔ اس نے کہا ابّا جان! چھوٹے قد والا عقل مند بلند قامت احمق سے بہتر ہے جو چیز قد و قامت میں چھوٹی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ قیمت میں زیادہ ہو جیسا کہ اَلشَّاۃُ نَظِیْفَۃٌ وَ الْفِیْلُ جِیْفَۃٌ (بکری حلال ہے اور ہاتھی حرام)

باپ ہنس پڑا اور سلطنت کے امراء وزراء نے اس خیال کو پسند کیا البتہ اس کے بھائی اس بات پر بہت رنجیدہ ہوئے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد ایک طاقتور دشمن نے بادشاہ پر چڑھائی کر دی جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لڑائی کے لیے پَر تولے تو سب سے پہلا جو شخص میدانِ رزم میں آیا وہ وہی پست قد شہزادہ تھا اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشتِ من
آن منم گر درمیان خاک و خوں بینی سرے
کانگہ جنگ آرد بخوں خویش بازی می کند
روز میدان وانکہ بگریزد بخوں لشکرے

(میں وہ نہیں ہوں کہ لڑائی کے دن تو مجھے بھاگتے ہوئے دیکھے میں تو وہ ہوں کہ تو جس کے سر کو خاک اور خون میں لتھڑا ہوا پائے گا جو شخص جنگ لاتا ہے وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے اور جو میدان سے بھاگتا ہے وہ اپنی فوج کے خون سے کھیلتا ہے)۔

یہ شہزادہ دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑا اور اس کے کئی بہادروں کو مار گرایا جب باپ کے پاس واپس آیا تو زمین بوس ہو کر کہا کہ آپ نے جب تک میرے ہنر کو اچھی طرح سے نہ دیکھ لیا مجھے حقیر جانا۔ سچ تو یہ ہے کہ دبلا پتلا سبک رفتار گھوڑا لڑائی کے دن کام آتا ہے نہ کہ موٹا تازہ بیل۔ کہتے ہیں کہ دشمن کی فوج بہت زیادہ تھی اس کے مقابلے میں بادشاہ کی فوج تھوڑی تھی ایک گروہ اپنی کم تعداد دیکھ کر جی چھوڑ بیٹھا اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ بہادر شہزادہ ان کے

Marfat.com

تیور بھانپ گیا اور اس نے للکار کر کہا "اے بہادرو ہمّت سے کام لو اور عورتوں کا لباس مت پہنو"
شہزادے کے جوش دلانے پر سواروں کے حوصلے بڑھ گئے اور انھوں نے مرنے مارنے کا تہیہ کر کے دشمن پر بڑے زور کا حملہ کیا ۔ دشمن اس ہولناک یلغار کا مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ بادشاہ نے فرطِ مسرّت سے شہزادے کے سر آنکھوں کو چوما گلے سے لگایا اور اس کے بعد اس پر بے حد مہربان ہو گیا یہاں تک کہ اسے اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔ اس کے بھائیوں کو حسد پیدا ہو گیا اور ایک موقع پا کر اس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ شہزادے کی بہن نے کھڑکی سے ان کی یہ حرکت دیکھ لی شہزادے نے جوں ہی زہر آلود کھانے کا لقمہ اٹھایا اس نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ شہزادہ متنبہ ہو گیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا "یہ مشکل ہے کہ اہلِ ہنر مر جائیں اور بے ہنراں کی جگہ لے لیں ؎

کس نیاید بزیر سایۂ بوم در ہما از جہاں شود معدوم

(اگر ہما دنیا سے معدوم ہو جائے تو پھر بھی کوئی شخص اُلّو کے سایے تلے نہیں آئے گا)۔

بادشاہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے حاسد بھائیوں کو طلب کیا اور انھیں مناسب سزا دی پھر ہر ایک کے لیے آس پاس کے علاقوں میں سے ان کی مرضی کے مطابق حصّہ مقرر کر دیا تاکہ فساد کی جڑ کٹ جائے اور جھگڑے کا احتمال نہ رہے کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ "وہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" یعنی دس درویش ایک گدڑی میں سو سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے"۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا قول

آپ نے فرمایا ہے کہ عالموں کا حسد اچھا نہیں خصوصًا مسلمان کے لیے بعض عالموں کا قول ہے کہ حسد دل سے نکال دینا چاہیے جب حسد کو دل سے نکال دیں گے تو بہشت میں جائینگے پھر فرمایا کہ عالموں کا حسد زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا کی بابت حسد نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی چیز کی

Marfat.com

نسبت حد کرتے ہیں جس کے دیکھنے میں نقصان نہیں ہے۔

حکایت کہتے ہیں یمن میں ایک بادشاہ تھا جو بڑا فراخ حوصلہ اور سخی تھا۔ غریبوں اور محتاجوں کے لیے وہ ایسے ابرِ کرم کی حیثیت رکھتا تھا جس سے سوکھی کھیتیاں ہری ہوجاتی ہیں اس کے ہاتھ سے درہم دینار بارش کی طرح برستے تھے اور یہ ناممکن تھا کہ کوئی حاجتمند اس کے دروازے سے خالی ہاتھ چلا جائے لیکن اتنی خوبیوں کے باوجود اس میں یہ عیب تھا کہ حاتم سے حسد کرتا تھا۔ اسے یہ پسند نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سامنے حاتم کی سخاوت کا نام لے۔ وہ کہتا تھا کہ حاتم جیسا مفلس آدمی کیا سخاوت کرسکتا ہے کہ جس کے پاس نہ ملک ہے نہ خزانہ۔ ایک دفعہ اس نے شاہی جشن منایا اور اس موقع پر مخلوق خدا کے منہ سیم و زر سے بھر دیے۔ اتفاق سے دربار میں کسی شخص کے منہ سے حاتم کی تعریف نکل گئی بادشاہ کا خون غصّہ سے کھول اُٹھا اور اس نے سمجھ لیا کہ جب تک حاتم زندہ رہے گا لوگ میری داد و دہش کا ذکر نہیں کریں گے اور میرا نام دنیا میں روشن نہیں ہوسکے گا اس نے ایک شخص کو خلوت میں بلایا اور حکم دیا کہ جاؤ حاتم کا سر کاٹ کر لاؤ تمھیں منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ اس شخص نے اس کام کی حامی بھر لی اور قبیلہ طے کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچا تو راستے میں ایک خوش خلق اور وجیہہ جوان سے ملاقات ہوئی وہ جوان نہایت محبت اور احترام کے ساتھ اس شخص کو اپنے گھر لے گیا اور ایسے خلوص سے اس کی خاطر مدارت کی کہ وہ شاہی دعوتوں کے مزے بھول گیا۔ صبح ہوئی تو اس نے جوان کا شکریہ ادا کیا اور رخصت کی اجازت طلب کی۔ جوان نے بڑی لجاجت سے اصرار کیا کہ چند روز میرے غریب خانے میں قیام فرمائیے اور مجھے خدمت کا موقع دیجیے۔ مہمان نے کہا کہ یوں تو مجھے یہاں چند روز اور ٹھہرنے میں عذر نہیں ہے لیکن میں ایک ضروری کام کے لیے نکلا ہوں اس لیے جس قدر جلدی ہوسکے میرا یہاں سے چل دینا بہتر ہے۔

جوان نے کہا ایسا بھی کیا کام ہے اگر تم میرے خلوص پر اعتماد کرو اور یہ کام مجھے بتا دو تو شاید میں بھی تمھاری کچھ مدد کرسکوں۔

Marfat.com

مہمان نے کہا میں یہ راز تمھیں اس شرط پر بتاتا ہوں کہ تم اس کو کسی صورت میں فاش نہیں کرو گے تم ایک بہادر آدمی ہو اور بہادر پردہ پوش ہوتے ہیں۔ سنو میں یہاں حاتم طائی کو قتل کرنے آیا ہوں اس کا سر شاہِ یمن نے مانگا ہے اور میں اسی مقصد کے لیے حاتم کی تلاش میں ہوں اگر اس کی قیام گاہ تک میری راہنمائی کرو تو یہ تمھاری مہربانی ہو گی۔

یہ سن کر جوان ہنس پڑا اور کہا کہ حاتم تو میں ہوں۔ یہ سر حاضر ہے اسے میرے تن سے کاٹ لو اور فوراً یہاں سے نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ دن زیادہ چڑھ جائے اور تجھے کوئی نقصان پہنچائے یا میرے قبیلے کے لوگ تیری راہ میں حائل ہو جائیں۔

حاتم کی بات سن کر اس شخص پر رقت طاری ہو گئی اور وہ بے اختیار حاتم کے پاؤں پر گر پڑا۔ اس نے رو رو کر معافی مانگی اور کہا کہ اگر میں تیرے جیسے جوانمرد کے جسم پر ایک پھول بھی ماروں تو میں مرد نہیں ہوں بلکہ مردوں کی شریعت میں عورت ہوں۔

اس کے بعد اس نے فرطِ عقیدت و محبت سے حاتم کی آنکھوں پر بوسہ دیا اور اس سے بغل گیر ہو کر یمن کا راستہ لیا۔ بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو اس نے غضب ناک ہو کر پوچھا کہ تو خالی ہاتھ کیوں آیا ہے۔ اس نے زمین بوس ہو کر سارا قصہ سنایا اور کہا کہ عالم پناہ میں پختہ ارادہ کے ساتھ حاتم کو قتل کرنے گیا تھا لیکن حاتم کے احسان اور بلند ہمتی کی تلوار نے مجھے ذبح کر ڈالا۔

جواں مرد صاحب خرد دید مش
بمردانگی فوق خود دید مش
مرا بار لطفش دو تا کرد پشت
بشمشیر احسان د فضلم بکشت

(میں نے حاتم کو جوانمرد اور صاحبِ عقل پایا اس کو میں نے مردانگی میں اپنے سے بڑھ کر دیکھا۔ اس کی نوازشات کے بوجھ نے میری کمر دوہری کر دی اور اس نے احسان اور بڑائی کی تلوار سے مجھے مار ڈالا۔)

Marfat.com

بادشاہ یہ قصہ سن کر بہت متاثر ہوا، اس کے دل میں حاتم سے نفرت کی بجائے محبت پیدا ہوگئی اور حاتم کی عظمت کے اعتراف میں بے اختیار اس کی زبان سے نکلا ؎

مراد را رسد گر گواہی دہند
کہ معنی و آوازہ اس ہمر ہند

(اس کو حق ہے اگر لوگ گواہی دیں کہ حاتم فی الحقیقت ویسا ہی ہے جیسی اس کی شہرت ہے)۔

حاسد کا منہ کالا

ایک بادشاہ کا وزیر بڑا نیک سیرت تھا اور بادشاہ کا انتہائی وفادار اور خیر خواہ تھا وہ ہر کام میں پہلے رضائے الٰہی کو مدنظر رکھتا تھا۔ اور پھر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کو ہر چیز پر مقدم رکھتا تھا۔ بادشاہ اس کی خوبیوں کا دل سے قدردان تھا اور یہ بات وزیر کے دشمنوں کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی وہ ہمیشہ ایسے موقع کی تاک میں رہتے تھے کہ نیک سرشت وزیر کو بادشاہ کی نظروں سے گرا سکیں۔ ایک دفعہ ان حاسدوں کو یہ خبر ملی کہ وزیر نے کئی لوگوں کو اس شرط پر قرض دے رکھا ہے کہ جب بادشاہ مر جائے گا تو یہ قرض ان سے وصول کر لیا جائے گا۔

ایک حاسد بادشاہ کے پاس گیا اور کہا کہ جہاں پناہ یہ وزیر آپ کا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس نے لوگوں کو اس شرط پر قرض دے رکھا ہے کہ آپ کے وفات پانے پر ان سے واپس لیا جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی موت کا خواہاں ہے تاکہ آپ کے بعد لوگوں سے روپیہ واپس لے کر گلچھرے اڑائے۔ بادشاہ نے وزیر کو بلایا اور یہ پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ عالم پناہ یہ سچ ہے کہ میں نے اس شرط پر لوگوں کو روپے دیے ہوئے ہیں لیکن میں نے یہ بات خیر خواہی سے کی ہے بدخواہی سے نہیں۔ میری غرض تو یہ ہے کہ بے چارے مقروض ہمیشہ آپ کی زندگی اور سلامتی کے لیے دعا کرتے رہیں تاکہ انھیں قرض واپس کرنے کی نوبت نہ آئے ؎

Marfat.com

غنیمت شمارند مرداں دعا
کہ جوشن بود پیش تیرِ بلا

(عقل مند آدمی دعا کو غنیمت جانتے ہیں تاکہ مصیبت کے تیر کے سامنے زرہ کا کام دے)۔

بادشاہ کو وزیر کا جواب بہت پسند آیا اس نے حاسدوں کو سزا دی اور وزیر کا رتبہ اور بھی بڑھا دیا۔

Marfat.com

باب ۴

فتنہ کثرتِ مال

مال کی کمی باعثِ تکالیف اور ذلّت ہے اور اس کی کثرت بموجب فتنہ ہے اس لیے اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا درس دیا ہے یعنی ضرورت کے مطابق مال حاصل کیا جائے جو بچ جائے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے اس طرح انسان کی دنیا اور آخرت مال کے فتنوں سے محفوظ رہے گی۔ مال و دولت اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی اہم نعمت ہے کیونکہ اس کے بغیر انسانی زندگی کی گزر اوقات ناممکن ہے مگر اس کی کثرت اللہ تعالیٰ سے غفلت پیدا کرتی ہے اور بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کرتی ہے اس لیے صوفیاء نے اللہ کا راستہ اختیار کرنے کے لیے مال کی کثرت کے فتنوں سے بچنے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ بہت زیادہ مال کو پا کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق خرچ کرنا بہت مشکل ہے۔ کسی نہ کسی بات سے انسان اصل راہ سے اتر ہی جاتا ہے اس اللہ کے طالبوں نے صرف اتنے مال پر اکتفا کیا جس سے کھانا پینا لباس اور رہائش کی گزر اوقات ہو سکے کیونکہ ان کے بغیر زندہ رہنا مشکل ہے مگر مال کی کثرت خطرات سے خالی نہیں کیونکہ اگر کھانے پینے کی چیزیں کثرت سے ہوں گی تو نفس زیادہ لذّت میں مبتلا ہو کر عیش و عشرت کی راہ اختیار کر لے گا جس سے انسان کی آخرت خراب ہو جائے گی ایسے ہی اگر لباس اور دیگر ضروریات کی چیزیں کثرت سے ہوں گی تو وہ انسان کو جاہ و حشمت میں مبتلا کر کے گناہوں کی طرف دھکیل دیں گے ایسے ہی اگر انسان کے پاس رہائش کے لیے بہت سے مکانات ہوں گے تو ان کی بحالی انسان کے لیے باعث پریشانی ہو گی۔ ان تمام پریشانیوں اور نحوستوں سے بچنے کے لیے اہلِ تصوّف نے یہ راہ اختیار کی۔

مال و دولت کو صرف ضرورت کے مطابق حاصل کیا جائے جس سے میانہ روی کے ساتھ زندگی بسر ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی تنبیہ

عقبہ

اللہ تعالےٰ نے فتنہ مال کو عقبہ کہا ہے کیوں کہ ارشادِ باری تعالےٰ ہے کہ

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝

مگر وہ فتنہ مال کی گھاٹی سے نہ گزرا تمھیں کیا معلوم کہ وہ مشکل گھاٹی کیا ہے۔ کسی گردن کو غلامی سے آزاد کرانا یا فاقے کے وقت کھانا کھلانا (پ ۳۰ بلد ۱۱-۱۴)

عقبہ کا مطلب دشوار گزار راستہ ہے جو بلندی کی طرف پہاڑوں سے ہوتا ہوا جائے۔ پس عقبہ سے مراد یہ ہے کہ انسانی زندگی جس میں مال کی کثرت ہو وہ بڑی دشوار گزار ہے۔ صاحب حیثیت ہو کر اپنے آپ کو عیش و عشرت سے بچانا بڑا مشکل ہے ایسے ہی مال کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرتی ہے غرضیکہ مال دشوار گزار گھاٹی کی مانند ہے جو اس کی آزمائش سے بچ کر نکل جائے وہی بلندی پر پہنچ جائے گا۔

فتنہ مال و اولاد

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اے ایمان والو! تمھارا مال اور اولاد تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے پس جو ایسا کرے گا وہی خسارے میں رہے گا (پ ۲۸۔ منافقون ۹)

مال اور اولاد یادِ الٰہی سے غفلت کا باعث بنتی ہے اس لیے اولاد کی طرف حد سے زیادہ

Marfat.com

رغبت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ایسے ہی مال و دولت کو ضرورت سے زیادہ حاصل کرنا اچھا نہیں تاکہ انسان یادِ الٰہی میں مگن رہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ کثرت کے لالچ نے تجھے برباد کر دیا، یہاں
حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ تک کہ قبرستان جا پہنچے۔ پس عنقریب جان
كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ لوگے۔ (پ۳۰۔ تکاثر ۱-۳)

دنیا کے مال و دولت کو بڑھانے کے لالچ نے انسان کو نیک اعمال سے غافل کر رکھا ہے حتیٰ کہ اسی لالچ میں انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ قبرستان جا پہنچتا ہے ایک قول ہے کہ دنیا دار کی پہچان یہ ہے کہ دنیا دار مال اور اولاد کی کثرت کی ہوس میں موت تک کو بھول جاتا ہے اللہ کی معرفت صرف اسی کو حاصل ہوتی ہے جو مال کے لالچ کو دل سے نکال پھینکتا ہے۔ مال کی ہوس انسان میں حلال و حرام کی تمیز ختم کرا دیتی ہے۔ دولت کا لالچ انسان کی عاقبت کو تباہ کر دیتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ ہر عیب والے غیبت والے کے لیے خرابی ہے
الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا، خیال کرتا
يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔
(پ۳۰۔ ہمزہ ۱ تا ۳)

مال و دولت کو جمع کر کے رکھنا تاکہ کثرت رہے حکمِ الٰہی کے سراسر خلاف ہے انسان کی یہ سوچ کہ جمع شدہ مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا بڑی خام ہے کیونکہ دولت ہمیشہ کسی ایک کے پاس نہیں رہتی۔ آج کسی کے پاس اور کل کسی اور کے پاس۔ جس طرح سایہ آ کے چلا جاتا ہے ایسے ہی دولت بھی آ کے چلی جاتی ہے لہذا جو چیز آ کے چلی جاتی ہے اسے لالچ کے ساتھ جمع رکھنے کی خواہش رکھنا صوفیاء سوچ کے منافی ہے۔ صوفیانہ سوچ یہی ہے کہ ضرورت کے مطابق لے لو اور اگر دولت زیادہ مل جائے تو اسے اللہ کی راہ میں دے دو۔

Marfat.com

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝

جس نے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری اور مال جمع کر کے رکھا اسے جہنم کی آگ پکارتی ہے۔

(پ ۲۹ ۔ معارج ۱۷ ۔ ۱۸)

∴ ∴ ∴

کثرتِ مال باعثِ عذاب ہوگا مرنے کے بعد قیامت تک یعنی عالمِ برزخ میں بھی عذاب ہوگا اور قیامت کے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کے جہنم کا عذاب ہوگا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف دولت کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہ اپنے لیے خود عذابِ الٰہی خریدتے ہیں لہٰذا جو لوگ مال کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ضروری احکام میں بھی خرچ نہیں کرتے انھیں یومِ قیامت کے بعد جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا اللہ اس عذاب سے بچائے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ط نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ط وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

کیا یہ تمھارے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں ہم نے دنیا میں ان کے لیے معیشت کو تقسیم کر دیا ہے ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے بہت بہتر ہے

(پ ۲۵ ۔ زخرف ۳۲)

مال و دولت سے اللہ کی رحمت بہت بہتر ہے انسان بہت زیادہ مال حاصل کر کے یہ خیال کرتا ہے کہ اس نے دنیا کی وہ چیز حاصل کر لی کہ جس سے ہر چیز حاصل ہو سکتی ہے لیکن انسان کا یہ خیال بہت ہی ناقص ہے کیونکہ اللہ کی بہت سی نعمتیں ایسی بھی ہیں جو دولت سے حاصل نہیں ہو سکتیں خاص کر اللہ کا روحانی فضل جسے ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ دولت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کی ایسی خاص رحمت ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور وہ مال و دولت سے خرید کر حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ کی خاص رحمت مال و دولت سے ہر لحاظ سے بہتر ہے

جس کے حاصل ہونے سے ہر چیز حاصل ہو سکتی ہے۔

مذمّتِ مال

مال کسی کا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اسے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو (مسند امام احمد)

دو داغ

حضرت ابوامامہ رضؓ سے روایت ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا اور اس نے ایک دینار چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک داغ ہے پھر دوسرا فوت ہوا اور دو دینار چھوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دو داغ ہیں۔

(بیہقی شعب الایمان)

ہر اُمّت کی آزمائش

حضرت کعب بن عیاض رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہر امت کے لیے آزمائش کی کوئی چیز ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش کی چیز مال ہے۔ (ترمذی)

دشوار گذار گھاٹی

حضرت اُمّ درداء سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو درداء رضؓ کی خدمت میں عرض گزار ہوئی: کیا بات ہے کہ آپ اس طرح مال تلاش نہیں کرتے جیسے فلاں تلاش کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمھارے سامنے ایک دشوار گھاٹی ہے، بھاری بوجھ والے اس سے گزر نہیں سکیں گے میں یہی چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی میں ہلکے بوجھ سے گزروں۔ (بیہقی)

ضرورت کیمطابق مال لو

حضرت معاویہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ماموں جان حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضؓ کی عیادت کے لیے گئے تو حضرت ابوہاشم رو پڑے۔ کہا کہ ماموں جان! آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ تکلیف نے مضطرب کیا یا دنیا کے لالچ نے؟

Marfat.com

فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پکا عہد لیا تھا مگر میں اس پر قائم نہ رہ سکا۔ کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سارے مال سے تمھارے لیے ایک خادم اور ایک گھوڑا جہاد کے لیے کافی ہے جبکہ میرے خیال میں اس سے میں نے زیادہ جمع کیا ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابنِ ماجہ)

پانچ چیزوں کے متعلق پوچھ

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز آدمی کے قدم آگے نہیں بڑھیں گے یہاں تک کہ اس پانچ چیزوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے۔ عمرؔ کن کاموں میں ختم کی۔ جوانی کن باتوں میں برباد کی۔ مالؔ کہاں سے کمایا اور کہاںؔ خرچ کیا۔ جو جانتا تھا اس پر کہاں تک عمل کیا۔ (ترمذی)

وسعتِ دولت کا انجام

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جب کسی قوم پر دنیا کی دولت وسیع ہوئی تو اس میں بغض وعداوت کا بیج ڈال دیا گیا"۔ (احمد)

مال بڑھانے کا نقصان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دنیا کو حلال طریقے سے تلاش کرے سوال سے بچنے، اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے اور ہمسایے پر احسان کرنے کے لیے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے یوں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور جو دنیا کو حلال طریقے سے تلاش کرے لیکن مال بڑھانے، فخر کرنے اور دولت مندی دکھانے کے لیے تو اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ وہ ناراض ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء)

قربِ قیامت میں آنیوالی قوم کی علامت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب تمھارے بعد ایک قوم آنیوالی ہے جو دنیا کی خوشرنگ نعمتیں کھائیں گے، خوش قدم

Marfat.com

گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ بہترین، حسین وخوبرو عورتوں سے نکاح کریں گے، بہترین رنگوں والے کپڑے پہنیں گے ان کے معمولی پیٹ کبھی نہیں بھریں گے، ان کے دل کثیر دولت پر بھی قناعت نہیں کریں گے۔ صبح وشام دنیا کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کریں گے، اسے اپنا رب سمجھیں گے اسی کے کاموں میں مگن اور اسی کی پیروی میں گامزن رہیں گے جو شخص ان لوگوں کے زمانہ کو پائے اسے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وصیت ہے کہ وہ انھیں سلام نہ کرے، بیماری میں انکی عیادت نہ کرے، ان کے جنازوں میں شامل نہ ہو اور ان کے سرداروں کی عزت نہ کرے اور جس شخص نے ایسا کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان سے تعاون کیا۔ (حاکم)

دل کی منافقت

حضرت ابوسعید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال وجاہ کی بدولت دل میں منافقت اس طرح پیدا ہوجاتی ہے جیسے پانی سے سبزہ اگ آتا ہے۔ (طبرانی)

مال و دولت کی محبت

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بھوک سے بیتاب دو بھیڑیے اگر بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ اتنی تباہی نہیں مچا سکتے جتنی کہ مال و دولت کی محبت ایک مسلمان کے دل میں مچا سکتی ہے۔ (ابن حبان)

بدترین اُمتی

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے بدترین امتی کون لوگ ہیں؟ فرمایا: اہلِ مال و دولت! (احیاء العلوم)

دولت باعثِ ہلاکت ہے

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیادہ دولت مند ہلاک ہوگئے مگر جنھوں نے بندگانِ خدا پر بے اندازہ خرچ کیا (وہ ہلاکت سے محفوظ رہے) اور ایسے لوگ کم ہیں۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں ہے کہ دنیا دنیا داروں کے لیے چھوڑ دو جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ دنیا لے لی اس نے بے خبری میں اپنے لیے ہلاکت لے لی۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرا مال میرا مال

فرمانِ نبویؐ ہے کہ انسان میرا مال میرا مال کرتا ہے مگر تمھارے مال سے وہ ہے جو تو نے کھا لیا اور وہ ختم ہو گیا اور جو پہن لیا وہ پرانا ہو گیا جو راہِ خدا میں خرچ کیا وہی باقی رہا۔ (مکاشفۃ القلوب)

ذخیرۂ آخرت کیا ہے

کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور میں کیا کروں کہ میرے پاس کسی کا توشہ مرگ (زادِ آخرت) نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: تمھارے پاس مال ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ تم اس مال کو اپنے آگے بھیج دو یعنی صدقہ کر دو کہ انسان کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اگر اس نے مال کو چھوڑ دیا تو وہ دنیا میں رہے گا (اس کے لیے ذخیرۂ آخرت نہیں بن سکے گا) اور اگر (صدقہ و خیرات سے) اپنے آگے بھیج دیا ہے تو وہ خدا کے پاس رہے گا۔

شیطان کا حربہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان کہتا ہے کہ مالدار مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا تین باتوں میں سے ایک نہ ایک میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہے یا مال کو حرام سے حاصل کرتا ہے یا بے جا اور غیر حق میں خرچ کرتا ہے یا صحیح جگہ خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔ (طبرانی)

تین دوست

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "آدمی کے تین قسم کے دوست ہیں ایک تو وہ دوست ہے کہ اس کی موت تک اس سے وفاداری کرتا ہے ایک وہ جو لب گور تک اور ایک قیامت تک اس کے ساتھ وفاداری کرے گا وہ جو موت تک ساتھ رہتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک ساتھ رہتا ہے رشتہ دار ہے اور وہ جو قیامت تک ساتھ رہتا ہے اس کا عمل ہے۔ (احیاء العلوم)

انسان نے کیا چھوڑا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے

Marfat.com

تو لوگ پوچھتے ہیں کیا چھوڑا؟ اور فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ اپنے آگے کیا بھیجا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے مزید ارشاد فرمایا کہ زمین اور باغات مت لو کہ یہ دنیا کی محبّت کا باعث ہوگا۔

(کیمیائے سعادت)

ابلیس کا غلام کون ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب دینار و درہم کے سکّے بنائے گئے تو ابلیس نے ان کو آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہا کہ جو تجھے پیار کرے گا اور محبوب رکھے گا وہ میرا غلام ہے"۔ (کیمیائے سعادت)

کثرتِ مال کا روزِ قیامت میں نقصان

حضرت سلمان فارسی رضؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ کو لکھا کہ اے بھائی خود کو اتنی دنیا جمع کرنے سے بچاؤ جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار دولت مند اپنا مال لیے قیامت میں آئیگا، وہ پلصراط سے گزرنے لگے گا تو اس کا مال کہیگا گذر جا کیونکہ تو نے میرا حق ادا کر دیا تھا اور جب گنہگار دولت مند آئے گا اور پلصراط سے گذرنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے میرے بارے میں اللہ تعالےٰ کے مقرّر کردہ حقوق پورے نہیں کیے تھے پس اسے ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا۔

(مکاشفۃ القلوب)

قلیل مال کا فائدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص کا مال قلیل ہو کنبہ زیادہ ہو، نماز اچھی اور عمدہ ہو، کسی مسلمان کی غیبت نہ کرتا ہو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ یوں مل کر آئے گا اور آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو جمع کر کے اشارہ فرمایا۔ (تنبیہ الغافلین)

ایک سوال کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کے حواریوں نے پوچھا کہ آپ پانی پر چل سکتے ہیں (ہم میں یہ طاقت و قدرت نہیں ہے) اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ مال و زر تمھاری نظر میں کیسا ہے؟ انھوں نے کہا

Marfat.com

کہ بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ میری نظر میں خاک اور زر دونوں برابر ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پر چلنے کی قدرت و قوت عطا کی ہے

(کیمیائے سعادت)

مالداروں کے پاس کم جاؤ

حضرت عبداللہ بن الشخیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مالداروں کے پاس کم جایا کرو ورنہ خدا کے احسانات کی قدر جاتی رہے گی"۔ (حاکم)

مال کا بندہ ہلاک ہو

حضرت ابوہریرہؓ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا کا بندہ، روپے پیسے کا بندہ، لباس کا بندہ ہلاک ہو، دنیا مل جاتی ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور نہیں ملتی تو خفا ہوتا ہے۔ ایسا بندہ ہلاک ہو سرنگوں ہو، اس کے کوئی کانٹا چبھے تو نکالا نہ جائے" (بخاری)

دوزخ میں مالدار

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دوزخ میں دیکھا تو اکثر اہلِ نار مالداروں اور عورتوں کو پایا"۔ (احمد)

تھوڑا مال کافی ہے

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تھوڑی دنیا جو انسان کی ضرورت کے لیے کافی ہے وہ بہتر ہے اس سے کہ انسان بہت سا سامان حاصل کرے اور وہ مال انسان کو خدا کی یاد سے غافل کر دے"۔ (احمد)

حضرت معاذؓ کو نصیحت

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن زار و نزار روتا ہوا خدمت میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا۔ فرمایا کس چیز نے تجھے رُلایا؟ عرض کیا یا رسول اللہؐ! ڈرتا ہوں کہیں آفاتِ لذاتِ دنیا میں گرفتار ہو کر دولتِ آخرت سے محروم نہ ہو جاؤں اور متاعِ ایمان کو اس مقامِ گمنامی میں گم نہ کر جاؤں

Marfat.com

کچھ نصیحت فرمائیے کہ حُبِّ دنیا جی سے جائے اور حُبِّ عقبیٰ جی میں سمائے۔ ارشاد کیا اے معاذؓ! ذاتِ پروردگار بے شک بے نیاز ہے۔ ہر دم گناہ سے بچتا رہ اور لذّاتِ گناہ سے بھاگتا رہ کہ کہیں تجھ کو مغرور کر کے نعمتِ جنت سے محروم نہ رکھے اور مستحق عذاب آخرت کا کرے۔ عذاب آخرت ایسا ہے کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اس کی تاب نہ لا سکے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان اس وقت تک صالح نہیں ہوتا جبتک کہ اس کے نزدیک سونا اور مٹی یکساں نہ ہو۔

حضرت زینبؓ بنت جحش کا واقعہ

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُمّ المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی خدمت میں کچھ رقم بھیجی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عمرؓ نے آپ کی خدمت میں رقم بھیجی ہے۔ آپؓ بولیں اللہ تعالیٰ عمرؓ پر رحمت فرمائے پھر ایک پردہ لے کر اس کے چند ٹکڑے کیے اور اس کی تھیلیاں بنا کر ان میں رقم ڈال کر تمام کی تمام رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیں اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے الہ العالمین! قبل اس کے کہ میرے پاس آئندہ سال حضرت عمرؓ کی ایسی ہی رقم آئے مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلی زوجہ محترمہ تھیں جنھوں نے سب سے پہلے انتقال فرمایا۔

حضرت علی رضؓ کا قول

حضرت علیؓ ایک درہم دستِ مبارک پر رکھ کر فرمانے لگے کہ اے درہم! تو وہ چیز ہے کہ جب تک میرے پاس سے نہیں جائے گا مجھے کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتا۔"

حضرت ابودرداءؓ کی سوچ

نقل ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابوالدرداءؓ کو تکلیف پہنچائی آپ کو ناگوار گزرا اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی اے اللہ! جس نے مجھے بُرا کہا ہے اس کے جسم کو تندرست رکھ، اس کو طویل زندگی اور کثیر مال و منال عطا کر دے گویا انھوں نے تندرستی اور طویل زندگی کے ساتھ مال و دولت کی فراوانی کو بھی بُرا

اور اسے راہِ راست سے ہٹنے والا سمجھا۔

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

حضرت عطار بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے پاس کچھ عطیہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے اسے واپس کر دیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کیوں اسے واپس کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے مجھ سے یوں نہیں فرمایا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک کے لیے بھلائی اس بات میں ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہ لیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے سوال کرنے کو کہی تھی لیکن جو کچھ کہ بلا سوال کے آئے وہ، وہ رزق ہے جو اللہ پاک نے تم کو دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے میں کبھی کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا اور جب کبھی میرے پاس کوئی چیز بغیر مانگے آئے گی اسے ضرور لوں گا۔

آثارِ صوفیاء

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے "خدا کی قسم! جو مال و زر کو عزیز رکھے گا حق تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار کرے گا"۔

حضرت سمیط بن عجلانؒ کا قول ہے "روپیہ پیسہ منافقوں کی ایسی مہاریں ہیں، جو انھیں جہنم میں لے جاتے ہیں"۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو عبدربہ سے کہا اے برادر اپنی اولاد کے لیے برائی نہیں بلکہ بھلائی چھوڑ کر جائیے تو انھوں نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم نکالے۔

دنیا کی زینت

حضرت علاء بن زیاد کہتے ہیں میرے سامنے دنیا تمام زینتوں سے مزین ہو کر آئی تو میں نے کہا میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ دنیا نے کہا اگر تم میرے شر سے بچنا چاہتے ہو تو روپے پیسے سے دشمنی رکھو۔ کیونکہ دولت اور روپے پیسے کو حاصل کرنا دنیا کو حاصل کرنا ہے جو ان سے الگ تھلگ رہے وہ دنیا سے بچ جاتا ہے

Marfat.com

کہتے ہیں جب روپیہ پیسہ بنتا ہے تو سب سے پہلے شیطان انھیں اٹھا کر ماتھے سے لگا کر چومتا ہے اور کہتا ہے جس شخص نے تم سے محبت کی وہ یقیناً میرا بندہ ہے۔

حضرت یحییٰ معاذ کا قول

حضرت یحییٰ بن معاذ رح کا قول ہے کہ روپیہ پیسہ بچھو ہیں اگر تمھیں اس کے کاٹے کا منتر نہ آتا ہو تو اسے ہاتھ نہ لگاؤ، اگر اس نے تجھے ڈنک مار دیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کر دے گا پوچھا گیا اس کا منتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حلال سے کمانا اور صحیح کام میں خرچ کر دینا۔

روایت

روایت ہے کہ جناب محمد بن کعب القرظی رح کو کہیں سے بہت سی دولت مل گئی، ان سے کہا گیا کہ اپنی اولاد کے لیے کچھ جمع کر دیجیے، آپ نے فرمایا میں اسے اپنے لیے اللہ کے ہاں جمع کروں گا اور اپنے رب کو اپنی اولاد کے لیے چھوڑ جاؤں گا۔

دو مصیبتیں

حضرت یحییٰ بن معاذ رح کا قول ہے کہ دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ ان جیسی مصیبتیں اگلے پچھلے لوگوں نے نہیں سنی تھیں۔ وہ ہے موت کے وقت بندے کا مال پر افسوس، پوچھا گیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا اس سے تمام دولت چھن جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ اسے تمام دولت کا حساب اللہ کو دینا پڑتا ہے۔

عالم کی تکمیل

علاء بن زیاد رح فرماتے ہیں کہ عالم اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دنیا اور عورتوں سے پرہیز نہ کرے۔

حضرت عمر رض بن عبدالعزیز کا وقت مرگ

مروی ہے کہ جناب عمر رض بن عبدالعزیز کو موت کے وقت مسلمہ بن عبدالملک نے آکر کہا امیرالمومنین! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے حکمرانوں نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو تنگدست چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت عمر رض بن عبدالعزیز کے تیرہ بچے تھے، آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا تم نے یہ کہا ہے کہ میں نے ان کے لیے مال و دولت نہیں چھوڑی ہے۔ میں نے کبھی ان کا حق نہیں روکا اور نہ کبھی انھیں دوسروں کا حق دیا ہے اگر یہ اطاعت گزار رہیں گے تو

اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتیں پوری کرے گا وہی نیکوں کا سرپرست ہے اور اگر یہ بدکار نکلے تو مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

حکایت

حضرت خواجہ محمد بندہ نواز گیسو دراز کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک دن میں نے ایک درویش کو ایک مقام پر ایک بزرگ کے باطنی ملاقات کے لیے بھیجا اور اس سے کہا کہ جو کچھ وہاں دیکھو مجھے بتاؤ۔ وہ درویش وہاں گیا اور جا کر دیکھا کہ بڑے باعظمت بزرگ ہیں لیکن ان کی قبر کے اندر ایک بہت بڑا سیاہ سانپ بھی موجود ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یا حضرت! اس بزرگی اور عظمت کے باوجود یہ سانپ کیوں قبر میں موجود ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ کیا کروں حق تعالیٰ نے مجھے کثرت سے مال و دولت دیا تھا لیکن میں نے اسے بے جا خرچ کیا اس کی جزا مجھے یہ ملی ہے کہ یہ سانپ میرا مصائب بنا دیا ہے۔ جب تک میں اس قبر میں ہوں یہ بھی ساتھ رہے گا۔ سبحان اللہ! ان حقائق و معارف اور مقامات و مراتب قرب کے باوجود یہ بلا بھی نازل کر دی گئی۔

حضرت سفیان ثوری کا ارشاد

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں جب درہم حرام گھر کے دروازہ سے داخل ہوتا ہے تو سچائی تابدان سے نکل جاتی ہے۔ کسی نے کہا کہ حضرت اگر تابدان بند کر دیا جائے تو پھر؟ انھوں نے فرمایا وہ جہاں سے ملک الموت آتا ہے وہاں سے نکل جاتی ہے۔

کامل فقیر کی علامت

ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کامل فقیر دنیا کو ترک کرنے اور دنیا کے بارے میں اپنے بھائیوں کو اپنے نفس پر مقدم رکھنے سے ہوتا ہے بجز اس صورت کے کہ اس کو ان سے زیادہ اس کی ضرورت ہو۔ ایک آدمی نے ابراہیم بن ادہمؒ سے ان کی صحبت میں رہنے کی خواہش کی انھوں نے فرمایا مگر شرط یہ ہے کہ تیرے مال میں تیرا حق مجھ سے زیادہ نہ ہوگا اس نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں اور یہ کہہ کر چلا گیا۔

⁂ ⁂ ⁂

حضرت شقیق بلخی کا قول

شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں جو شخص حصولِ دنیا سے خوش ہو وہ منافق ہے اس سے وہ شخص مراد ہے جو لوگوں میں دنیا سے بے رغبتی کا اظہار کرتا ہو لیکن جو اس کا اظہار نہیں کرتا وہ منافق نہیں۔

درہم بچھو کے مانند ہیں

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں اے لوگو! جان لو کہ درہم بچھو ہیں جس کو ان کا منتر نہیں آتا اس کو ان کا زہر مار ڈالتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کا منتر کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ان کو حلال طریق سے حاصل کرے اور انکے محل پر خرچ کرے۔

درہم و دینار کی مذمّت

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اِنّی وجدت فلا تظنو غیرہ ان التورع عند ھذا الدرھم
فاذا قدرت علیہ ثم ترکتہ فاعلم بان اتقاک تقوی المسلم

(ترجمہ) میں نے معلوم کر لیا ہے پس تم بھی اس کے خلاف نہ سمجھو، یقیناً پرہیزگاری اسی مال میں ہے یعنی اگر تم اس کو حاصل کر کے چھوڑ دو تو جان لو کہ تمھارا تقویٰ مسلمانوں کا تقویٰ ہے۔

کہمش بن حسن درہم و دینار کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے بخدا میں گنیوں سے بھری ہوئی تھیلی مجھے سونے کی تھیلی سے زیادہ پسند ہے۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بھوکے اور ننگے درویش کے پاس سے گزرے۔ اس نے عرض کی یا حضرت دعا کریں کہ اللہ مجھے آسودہ کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی اور چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ پھر اسی جگہ سے گزرے دیکھتے کیا ہیں کہ درویش کو سپاہیوں نے گرفتار کیا ہوا ہے اور اس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اس شخص نے شراب پی کر لوگوں سے دنگا فساد کیا اور ایک آدمی کو قتل کر ڈالا اب اسی جرم میں گرفتار ہے۔ ؎

Marfat.com

آنکس کہ توانگرت نمی گرداند
او مصلحتِ تو از تو بہتر داند

(جو خدا تمھیں مالدار نہیں بناتا ، وہ تیری بہتری تجھ سے بہتر جانتا ہے)

اہل زر کا انجام

روایت ہے کہ قیامت کے دن زمین اگل دے گی بڑے بڑے شہتیر اور ستون سونے چاندی کے پس وہ لوگ جنھوں نے مال مارا یا مال والوں کو مارا یا مال چرایا یا بطور دغا و فریب کے اوروں کا مال کھایا وہ کفِ افسوس ملیں گے اور آتشِ حسرت سے جلیں گے پھر آتشِ دوزخ کا مزہ چکھیں گے۔

حکایت

نقل ہے کہ بی بی رابعہ بصریہ ایک رات تہجد کی نماز پڑھ کر سوئیں۔ خواب میں دیکھا کہ بڑا عظیم الشان درخت ہے جس کی صورت نہایت عمدہ تھی جس کی خوشبو پاکیزہ جس کے پھل سورج اور چاندی کی طرح چمکتے تھے حیرت میں آکر پوچھا کہ یہ کس کا درخت ہے جواب ملا آپ ہی کا اور یہ آپ کی تہجد کی نماز کا ثواب ہے۔ یہ سن کر بی بی رابعہ نہایت خوش ہو کر اس درخت کے نیچے تشریف لے گئیں۔ یک بیک جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سارے درخت کے پھل نیچے گرے ہوئے پائے جو سونے کی طرح زمین پر پڑے ہوئے چمکتے تھے۔ افسردہ خاطر ہو کر فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ یہ پھل اس درخت پر لگے رہتے جواب ملا یہ پھل درخت پر لگے ہوئے تھے لیکن تمھاری وجہ سے نیچے گرے ہیں اور وجہ یہ ہے کہ رات کو آپ نے تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے عین نماز کے اندر یہ خیال کیا تھا کہ وہ جو میں نے آٹا گوندھ کر رکھا ہے خدا جانے وہ خمیر ہو گیا یا نہیں اس خیال کے آتے ہی سارے پھل درخت کے نیچے گر گئے۔ ذرا سا خیال دنیا کا آنے سے ان کو متنبہ کیا گیا کہ دنیا کے امور کا خیال بھی نہ کرو، سچ ہے ؎

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

حکایت

نقل ہے کہ ایک بزرگ لکڑیاں خریدنے جاتے تھے راستہ میں مسجد آئی، مسجد میں اذان ہوئی فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسجد کے راستہ میں ایک تھیلی اشرفیوں کی پڑی

Marfat.com

ہوئی دکھائی دی۔ اس بزرگ نے کہا اس کی طرف توجہ کرنے سے نماز میں حرج ہوگا تکبیرِ اولیٰ رہ جائے گی یہ شیطانی روک ہے اسی ذریعہ سے لوگوں کو روکتا ہے جلد جلد قدم اٹھائے مسجد میں چلے گئے نماز پڑھی اور بعد نماز کے لکڑیاں خرید کر گھر کی راہ لی۔ آتے جاتے اس مال کا کچھ خیال نہ کیا جب مکان میں پہنچے اور لکڑیاں کھول کر ڈالیں تو وہ بھتیلی لکڑیوں کے اندر سے برآمد ہوئی حیرت میں آکر بولے الٰہی یہ بھتیلی کہاں سے آئی؟ آواز آئی تو نے ہمارے لیے دنیا کو چھوڑا ہم نے تیرے لیے بھتیلی کو تیری لکڑیوں سے باندھ دیا

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے مال و جائیداد عطا کرے اور تو اس مال کے باعث خدا کی عبادت و اطاعت سے روگردانی اختیار کرے تو خدا تجھے دنیا و عقبیٰ میں اپنے قرب سے دُور و محجوب کر دے گا اور ممکن ہے کہ غفلت و معصیت کے باعث وہ مال و جائیداد تجھ سے چھین لے اور تجھے محتاج و پریشان حال کر دے۔ منعم سے غافل ہو کر سراسر نعمت میں محو و مشغول ہونے کی یہی سزا ہے لیکن اگر تم با ثروت ہوتے ہوئے بھی اطاعتِ الٰہی میں مگن رہے تو یہ دولت تمھارے لیے اللہ کی طرف سے ہبہ کر دی جائے گی اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ ہوگی تم مولا کے خادم ہو گے تو دولت تمھاری خادم ہوگی۔ اس حیثیت میں نعمتوں سے مستفید ہوتے ہوئے فراغت سے زندگی بسر کرو گے اور آخرت میں بھی خوشحالی اور مکرمت کے ساتھ صدّیقین، شہداء اور صالحین کی معیت سے سرفراز کیے جاؤ گے۔

حضرت خواجہ شمس الدّین سیالویؒ کا قول

ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی خدمتِ اقدس میں مولوی سراج الدین نے عرض کیا کہ اس سے پہلے میں کھیتی باڑی کرتا تھا، اب ضعفِ بدن اور منافع نہ ملنے کی وجہ سے میں نے اس پیشے کو چھوڑ دیا ہے کوئی چیز ارشاد فرمائیں جس سے میرے کنبے کی معیشت کی کوئی صورت نکل آئے۔ فرمایا: صوفیوں کی کاشت کاری اہلِ دنیا سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اہلِ دنیا مال اور غلہ

Marfat.com

حاصل کرنے کے لیے کھیتی باڑی کرتے ہیں لیکن صوفیائے کرام اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات رہے کہ یہ بھی اہلِ دنیا میں سے ہیں۔

حضرت امام غزالی کا نظریہ

ایسا شخص جو ایمان پر اتنا ثابت قدم ہو کہ مفلسی اور محتاجی میں بھی وہ خدا سے راضی رہے (شکایت اس کے لب پر نہ آئے) اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ اس مفلسی میں اس کی بہتری اور بھلائی ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں تو بہتر یہی ہے کہ مال بقدرِ ضرورت انسان کے پاس موجود ہو، اس لحاظ سے مال کا پاس رہنا محمود اور پسندیدہ ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام بزرگوں کا مقصود و مطلوب آخرت کی سعادت ہے اور اس سعادت کا حصول تین طرح کی نعمتوں سے ممکن ہے ایک نعمت تو دل میں ہے جیسے علم اور اخلاق (حسنہ) اور دوسری نعمت جسمانی ہے یعنی جسم کی صحت اور سلامتی اور تیسری نعمت جسم کے باہر سے متعلق ہے یعنی دنیا داری لیکن صرف ضرورت کے لائق۔

بزرگانِ دین نے مال کو سب سے کم درجہ کی نعمت میں شمار کیا ہے اور مال میں سب سے کم مرتبہ سیم وزر (نقدی) ہے اور اس میں سوا اس کے اور کچھ منفعت نہیں ہے کہ مال کو غذا اور لباس کی فراہمی پر صرف کیا جائے، کیونکہ کھانا اور کپڑا جسم کی سلامتی کے لیے ہے اور جسم ہو اس کی نگہداشت کے لیے ہے اور حواس حصولِ عقل کا ذریعہ ہیں اور عقل دل کا چراغ اور نور ہے تاکہ اس نور کے واسطے سے بارگاہِ الٰہی کا مشاہدہ کرے اور اس کی معرفت حاصل کرے اور معرفتِ الٰہی سعادت کا تخم ہے (اس کے ذریعہ سعادت اخروی جو مقصود ہے حاصل ہو سکتی ہے) پس مقصود ان تمام باتوں کا حق تعالیٰ ہے، اوّل و آخر وہی ہے اور تمام موجودات کی ہستی اس کی ذات سے ہے (ہمہ از وست) جو یہ بات سمجھ لے گا وہ دنیا کے مال سے صرف اتنا ہی لے گا جو دین کے راستے میں کام آئے اور باقی مال کو وہ اپنے لیے زہرِ قاتل سمجھے گا اچھا مال وہی ہے جو مردِ صالح کے ہاتھ میں ہو۔

Marfat.com

پس جس شخص نے اس بات کو معلوم کر لیا اور اس حقیقت کو پا گیا وہ ہرگز مال کو دوست نہیں رکھے گا کیونکہ جو شخص ایک چیز کو اپنے کسی مطلب یا مقصد کے لیے ڈھونڈتا ہے وہ اس مطلب یا مقصد کو دوست رکھتا ہے نہ کہ اس چیز کو، پس جو شخص نفسِ مال کو دوست رکھتا ہے وہ اندھا ہے اس نے اس کی حقیقت کو نہیں پہچانا ہے

حصولِ مال کا ضابطہ

حضرت سعید ابن المسیبؒ کا قول ہے کہ اگر تیرا دین سلامت رہے تو دنیا کے اموال کے تھوڑے سے حصّے پر بھی خوش رہو جس طرح زیادہ دنیا حاصل کرنے والے دین برباد کر کے خوش ہوتے ہیں۔ فقر اور سلامتی دین غناء اور غفلت سے بہتر ہیں۔ جب فقیر اپنے دل پر نظر کرتا ہے تو اسے اور حصول دنیا کی ہوس نہیں ہوتی اپنے ہاتھ کو دیکھتا ہے تو اسے قناعت کی دولت نظر آتی ہے۔ صاحب غنا اپنے دل میں زیادہ سے زیادہ ہوس کو جاگزیں پاتا ہے اس کے ہاتھ میں دولتِ دنیا ہوتی ہے اور وہ بھی مشتبہ۔ رضائے دوستانِ حق بہتر ہے۔ رضائے اہلِ غفلت سے جو دنیائے پُرغرور و آفت و حسرت پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ندامت بہتر ہے ذلت و سیہ کاری سے۔ جب کوئی مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے تو اہلِ غفلت کہتے ہیں شکر ہے ہماری جان محفوظ رہی۔ دوستانِ حق کہتے ہیں شکر ہے ہمارا دین محفوظ رہا۔ دل میں دوست کا جلوہ ہو تو جسمانی مصیبت باعثِ راحت ہوتی ہے۔ دل غفلت میں مبتلا ہو تو جسم ہزار راحت کے باوجود راحت سے ناآشنا ہوتا ہے۔ فی الحقیقت مال و متالِ دنیا کی قلّت پہ راضی ہونا کثرتِ مال و متال کا باعث ہے اور کثرت کی ہوس قلّت کا باعث

حکایت

نقل ہے کہ کسی جگہ ایک درویش صاحبِ کمال رہا کرتا تھا اس کے ساتھ بہت سے مرید بھی تھے۔ بادشاہ کے ہاں سے ان کا وظیفہ مقرر تھا جو ہمیشہ ان کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ ایک دفعہ وزیر نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ان درویشوں کو وظیفہ دینے سے ملک یا بادشاہ کو کوئی فائدہ نہیں۔ اگر یہ عبادت کرتے ہیں تو اپنے واسطے۔ ملک یا بادشاہ کو کیا فائدہ؟ بہتر ہے کہ ان کا وظیفہ بند کر کے اس وظیفہ سے فوج بڑھائی جائے۔ بادشاہ نے اس کی صلاح پر عمل کر کے

ان کا وظیفہ بند کر دیا اور ان کو خبر کرنے کے واسطے آدمی بھیجا کہ تمھارا وظیفہ بند ہو گیا ہے۔ اپنے گزارہ کی تم خود صورت کرو۔ درویش صاحب نے کہا کہ کہاں سے ہمارا وظیفہ بند ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے یا بادشاہ کے ہاں سے۔ اس نے کہا کہ بادشاہ کے ہاں سے بند ہوا ہے۔ انھوں نے فرمایا کچھ پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بند نہ ہو۔ خیر درویش اپنا گزارہ آپ کرنے لگ گئے۔ چند روز بعد بادشاہ کے پیٹ میں درد ہوا اور ہوا بالکل رُک گئی گو زہر گز نہ آتا تھا۔ اس نے بہت سے معالجے کرائے مگر کسی سے آرام نہ ہوا جب تکلیف حد سے زیادہ ہوئی کسی نے عرض کیا کہ حضور ان درویش صاحب سے دعا کرائیں شاید آرام ہو جائے۔ اس نے وہاں نوکر بھیجا کہ ان کو بلا لاؤ، درویش صاحب نے جواب دیا کہ اب ہم جس بادشاہ کے دروازے پر پڑے ہیں وہاں سے ہم کو آنے کی فرصت نہیں۔ آخر خود بادشاہ چارپائی پر پڑا ہوا وہاں پہنچا اور درویش سے عرض کیا۔ درویش صاحب نے کہا کہ اگر تم راضی ہو جاؤ اور تمھاری یہ تکلیف جاتی رہے تو کیا دو گے؟ بادشاہ نے کہا کہ جو حضور فرمائیں وہی دے دوں گا۔ مجھے کسی طرح کا عذر نہیں مگر میری جان بچ جائے۔ انھوں نے فرمایا کہ اچھا ساری بادشاہی دے دو۔ اس نے منظور کر لیا۔ درویش صاحب نے کہا کہ اچھا لکھ دو اور وزیر اور امراء وغیرہ کے اس پر دستخط کرا دو۔ اخیر بادشاہ نے اپنے قلم سے یہ اقرار لکھ دیا کہ اگر اس بزرگ کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ مجھے شفا بخشے تو تمام سلطنت اس بزرگ کی مِلک ہے اور میں اس کا وظیفہ خوار رہوں گا اور اس پر سب کے دستخط کرا کے درویش صاحب کے حوالہ کیا۔ درویش نے ہاتھ پر کچھ پڑھ کر بادشاہ کے پیٹ پر پھیرا تو بڑے زور سے اسی وقت اس کو ایک گوز آیا اور تمام تکلیف جاتی رہی۔ بعد آرام ہو جانے کے درویش صاحب نے فرمایا کہ کہیے اب کیا ارادہ ہے؟ بادشاہ نے تخت و تاج ان کے حوالے کیا اور کہا اپنا ملک سنبھالیے۔ اب میرا کچھ واسطہ نہیں گزارہ دیتے رہیں۔ درویش نے کہا کہ تیرا یہ ملک و مال اور تخت و تاج صرف اس ایک پاد کی قیمت ہے اور اس ایک پاد کے بدلے تو نے یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ بیچ دیا تو جو شے ایسی ذلیل چیز کی قیمت ہو وہ ہمارے مصرف کی نہیں اور جو ایک گوز کا مرتبہ رکھتی ہے اس کو لے کر ہمیں کیا کرنا ہے؟

حکایت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں بہت بڑے جوہری تھے۔ قسم قسم کے موتی اور جواہرات کی آپ تجارت کرتے اور بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس جواہرات تحفہ میں لے جاکر پیش کرتے تھے ایک دفعہ کچھ جواہرات ہرقل بادشاہِ روم کے پاس لے کر گئے پہلے وزیر سے ملے اور اپنے آنے کا اور بادشاہ کی خدمت میں تحفہ لانے کا حال بیان کیا۔ وزیر نے کہا کل تو بادشاہ کو ایک نہایت ضروری کام ہے، اصلاً فرصت نہ ہوگی اور وہ کام دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت حسنؓ نے کہا میں ضرور دیکھوں گا۔ وزیر نے حضرت حسن کو لے جاکر ایک جگہ میدان میں ٹھہرایا جس میدان میں ایک خیمہ زری قائم تھا اس کے آس پاس اعلیٰ درجہ کی مخمل کا فرش تھا۔ خیمہ کی طنابیں زری کی تھیں۔ اس کی چوبیں چاندی کی تھیں میخیں سونے کی تھیں، نہایت قابلِ دید منظر تھا۔ وزیر نے حضرت حسن کو خیمہ کے عقب میں چلمن کے پیچھے کھڑا کیا کہ جس جگہ سے حسن بصریؒ نے سارا تماشا دیکھ لیا لیکن وہ خیمہ دراصل شاہِ ہرقل کے عزیز اور فرزند کی قبر پر کھڑا تھا اور آج اس کے عُرس کا دن تھا بادشاہ سالانہ رسمِ تعزیت ادا کرنے یہاں آیا تھا۔ حضرت حسنؒ نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعت مقدس عیسائی لوگوں کی خیمہ کے اندر آئی اور قبر کے پاس کھڑی ہوکر کچھ پڑھ کر روتی ہوئی چلی گئی اس کے بعد ایک جماعت طبیبوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی آئی۔ یہ لوگ بھی ننگے سر قبر کے پاس روتے رہے اور تھوڑی دیر بعد نکل کر چلے گئے۔ ان کے بعد فوج کے افسروں کی جماعت ننگی تلواریں لے کر خیمہ کے اندر آئی۔ وہ بھی قبر کی سلامی اتار کر ناکام واپس گئی۔ فوجی لوگوں کے بعد ایک پرا کا پرا نوجوان حسین عورتوں کا آیا جن کے سر کے بال کھلے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کی تھیلیاں تھیں جن میں موتی اور جواہرات بھرے تھے ان عورتوں نے قبر کا طواف کیا اور بہت سا رو کر یہ بھی خیمہ سے باہر چلی گئیں۔ ان سب کے بعد خود بادشاہ خیمہ کے اندر آیا اور قبر کے پاس کھڑا ہوکر کہنے لگا اے فرزند! تو مجھے دنیا میں سب سے زیادہ پیارا تھا مگر افسوس کہ تو مر گیا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان لی ہے وہ راہبوں اور عابدوں کی

Marfat.com

سفارش سے اور ان کی دعا کی برکت سے تیری جان کو واپس کر دے تو یہ بڑے بڑے راہب اور عابد اس کام کے لیے تیرے پاس حاضر ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ان کی دعا سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ عقل مند یا طبیبوں کی تدبیر کرنے سے تیری جان بچھے خدا بخش دے گا تو یہ بہت بڑی جماعت طبیبوں کی اور دنیا بھر کے عقل مندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے اور تیری رہائی کی تدبیر کرنے کو موجود ہے مگر میں جانتا ہوں کہ تجھے ایسے زبردست نے مارا ہے کہ اس کے سامنے کسی کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ کثیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانے کو تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے قید کیا ہے وہ ایسا زبردست خدا ہے کہ کوئی قوم اس کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تجھے مارا ہے وہ حسین اور خوبصورت عورتوں کا طالب ہے اور حسین لوگوں کو لے کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ خوبصورت عورتوں کی جماعت حاضر ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ نہ حسین عورتوں کا طالب ہے نہ مال و جواہر کا خواستگار ہے اور اب وہ تجھے کسی طرح نہ چھوڑے گا اس لیے اب میں تجھ سے پھر ایک سال کیلیے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر قیصر خیمہ سے باہر نکل آیا اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہوئے

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو دیکھ کر میری طبیعت یک لخت دنیا سے ہٹ گئی اور آئندہ میں نے دنیا کے جواہرات بیچنے چھوڑ کر آخرت کے جواہرات خریدنے شروع کر دیے۔

Marfat.com

باب ۵

ظلم

کسی کے جائز حق کو اپنی طاقت یا اختیار کی بنا پر چھین لینا ظلم کہلاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں ظلم زیادتی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ انسانیت کا تقاضا ہے کہ کسی کے حقوق پر دست درازی نہ کی جائے اور نہ ہی انسان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کریں۔ درحقیقت اسلام عدل و انصاف کا علمبردار ہے اس لیے اسلام میں امارت، قوت، نسلی برتری، حکومت، صاحب اختیار ہونے کی صورت میں دوسروں کے حقوق کو غصب کرنے کا کوئی جواز نہیں بلکہ کتاب و سنت میں اس کی ممانعت اور مذمت کی گئی ہے بیشمار لوگوں کو ظلم کی بنا پر اسی جہان میں سزا مل جاتی ہے قرآن شاہد ہے کہ بہت سے ظالموں کی بستیوں کو ان کے ظلم کی نحوست کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

ظلم سے بچنے کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے یعنی کسی کا جائز حق اپنی طاقت یا اختیارات کے بل بوتے پر نہ چھینا جائے۔ اسلام نے مخلوقِ خدا کے ساتھ ظلم کی بجائے رحم کا درس دیا ہے۔ ظالم دوسرے پر بلاوجہ سختی کرتا ہے اور اس کی حق تلفی کرتا ہے۔ اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے اور اسے گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والے کو بالکل پسند نہیں کرتا اور نہ ہی ظالموں کو نجات دے گا قیامت کے روز ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار۔

صابروں کو آزمانے کے لیے اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دے دیتا ہے مگر جب کسی کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور اسے نیست و نابود کر دیتا ہے

Marfat.com

گویا کہ ظلم کرنے والوں کے لیے دنیا میں بھی ہلاکت اور بربادی ہے اور آخرت میں بھی اِن کے لیے دردناک عذاب ہے اس لیے ظلم سے ہر ممکن طریقے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ممانعت ظلم از روئے حکم خداوندی

ظلم کھلی گمراہی ہے، گمراہی کا مطلب ہے اللہ کی راہ سے ہٹ جانا۔ ظلم انسان کو راہِ حق سے بہت دور کر دیتا ہے اس لیے اسے گمراہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ ظلم کو گمراہی قرار دینے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔ (پ ۱۶۔ مریم ۳۸)

پھر ارشادِ الٰہی ہے کہ:۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (پ ۳۔ البقرہ ۲۵۸)

ہدایت اسے ملتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا اطاعت گزار ہو ظالم چونکہ اطاعت گزاری میں نہیں ہوتا اس لیے اسے ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ ظلم گناہ ہے ہدایت سراپا نیکی ہے۔ ظلم تاریکی ہے ہدایت اُجالا ہے۔ ظلم دوزخ میں لے جانے والا فعل ہے جبکہ ہدایت یافتہ لوگ اہلِ جنت ہیں۔ اس لیے یہ دو متضاد چیزیں ایک آدمی میں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں پھر ارشادِ الٰہی ہے کہ:۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے، تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ
النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ (الشوریٰ ۴۰)

ان پر کچھ مواخذہ کی صورت نہیں ہے۔ مواخذہ تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظالموں کو اللہ پسند نہیں کرتا جو ظلم کو برداشت کرلے اور اس کا بدلہ نہ لے یعنی درگذر فرمائے تو وہ شخص اللہ کو بہت پسند ہے کیونکہ ظلم برداشت کرنا بڑی بہادری کا کام ہے اس کے باوجود جو لوگ ظلم میں مبتلا رہتے ہیں ان کے لیے آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ :۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ
الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ط وَكَانَ اللّٰهُ
سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی ظاہراً کسی کو بُرا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے (پ۶۔ نسآء ۱۴۸)

مزید فرمانِ الٰہی ہے کہ :۔

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا
مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ
فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝

بے شک ان ظالموں کے لیے عذاب کی باری مقرر ہے جیسا کہ ان کے ساتھیوں کی باری تھی پس انھیں جلد عذاب طلب نہیں کرنا چاہیے۔
(پ۲۷۔ ذاریٰت ۵۹)

ان آیات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے حقوق مقرر کیے ہیں۔ پہلا حق خدا کا ہے کہ اس خالقِ کائنات کی فرمانبرداری کی جائے اور ہر لحاظ سے اطاعت کی جائے، دوسرا حق انسان کے جسم کا اپنا حق ہے کہ اپنی جان کو اس راہ پر نہیں چلاتا بلکہ غلط راستہ اختیار کرتا ہے تو ایسا کرنا اپنی جان کے ساتھ ظلم ہوگا، تیسرا حق دوسری مخلوق کا ہے اگر انسان دوسروں کی حق تلفی

کرتا ہے تو وہ دوسرے کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ دنیاوی معاملات میں عموماً تیسری قسم کا ظلم عام ہے جس سے دوسری مخلوقات کی خصوصاً حق تلفی ہوتی ہے۔ ظلم خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو آخرت میں اسکی سزا ضرور ملے گی۔ حاکم وقت کی کرسی پر بیٹھ کر رعایا کے حقوق ادا نہ کرنا ظلم ہے۔ انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر انصاف نہ کرنا ظلم ہے۔ جانور رکھ کر ان کی خوراک کا بندوبست نہ کرنا ظلم ہے۔ نوکر رکھ کر ان کے ساتھ انسانی تقاضوں کے مطابق حقوق ادا نہ کرنا ظلم ہے جو لوگ ظالم بن جاتے ہیں ان کی فلاح نہ ہوگی۔ ظالم کو دین و دنیا میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ترک ظلم کی ترغیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گناہِ کبیرہ سے بچنے کے لیے بہت تاکید کی ہے ظلم کی مذمت کے متعلق آپ کے کچھ ارشادات حسبِ ذیل ہیں۔

ظلم معاف کرواؤ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو آبرو ریزی کر کے یا کسی اور طرح تو اس روز سے پہلے اس سے معاف کرا لے جبکہ اس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوئے تو اس ظلم کے برابر اس سے لے لیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے۔ (بخاری)

گناہوں کے دفتر

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہوں کے دفتر تین قسم کے ہیں۔ ایک دفتر والوں کو نہیں بخشے گا وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے (۴ : ۴۸) دوسرے دفتر والوں کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ جنھوں نے بندوں پر ظلم کیا ہوگا یہاں تک کہ ایک کا دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا تیسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ کی پرواہ نہیں کہ وہ بندوں کا ظلم ہے اور وہ بندوں اور اللہ کے درمیان ہے

Marfat.com

پس یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے کہ چاہے اسے عذاب دے اور چاہے تو اس سے درگذر کرے (بیہقی)

ظالم کو مہلت

حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اور "تمھارے رب کی پکڑ اسی طرح کی ہے جبکہ اس نے بستی والوں کو پکڑا اور وہ ظالم تھے۔ (مسلم)

تین باتوں کی تاکید

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو تین باتوں کی تاکید فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ موت کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ اور باتوں کا دھیان نہ رہے۔ دوسرے اللہ پاک کا شکر خوب کرو کہ اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور دعا کا خوب التزام کرو کہ کیا جانیں کب قبول ہو جائے اور تین باتوں سے منع فرمایا کہ عہد مت توڑو اور نہ ہی نقضِ عہد میں کسی کا تعاون کرو۔ دوسرے کسی پر ظلم کرنے سے بہت ہی بچو کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد فرماتے ہیں۔ تیسرے مکر و فریب سے پرہیز رکھو کہ اس کا وبال اپنے اوپر ہی پڑتا ہے۔

بُرا بندہ

حضرت اسماء بنت عمیس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو اپنے آپ کو اونچا سمجھے۔ اکڑ دکھائے اور خدائے بزرگ و برتر کو بھول جائے۔ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو ظلم و زیادتی کرے اور خدائے جبار و اعلیٰ کو بھول جائے۔ لہو و لعب میں پھنسا رہے اور قبروں کو اور گل جانے کو بھول جائے۔ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو غرور کرے اور حد سے بڑھ جائے اور اپنی ابتدا و انتہا کو بھول جائے۔ بُرا بندہ وہ ہے جو دنیا کو دین کے ذریعے دھوکہ دے۔ برا بندہ وہ ہے جو دین کو شبہات سے بگاڑے۔ بُرا بندہ وہ ہے جس کو طمع کھینچتی پھرے۔ بُرا بندہ وہ ہے جس کو نفسانی خواہش گمراہ کرے۔ بُرا بندہ وہ ہے جس کو خواہشات ذلیل کر دیں۔ (ترمذی)

Marfat.com

ظالموں کی مزاقات سے بچو

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حجر کے پاس سے گزرے تو فرمایا ان لوگوں کے گھروں میں جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا داخل نہ ہونا کہیں تمھیں بھی ویسا ہی عذاب نہ پہنچ جائے جو انھیں پہنچا تھا۔ پھر آپ نے سر کو جھکا لیا تیزی سے چلنے لگے اور وادی سے گزر گئے (بخاری)

مظلوم کی بددُعا سے بچو

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددُعا سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق دار کو اس کا حق لینے سے نہیں روکتا۔ (بیہقی)

ظالم کا ساتھ نہ دو

حضرت اوس بن شرجیلؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا جو ظالم کے ساتھ اسے تقویت دینے کے لیے چلا اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی)

ظلم کی وضاحت

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "جو ایمان لائے اور وہ اپنے ایمانوں میں ظلم نہیں ملاتے" (۶ : ۸۲) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس پر بہت سٹپٹائے اور عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جو اپنی جان پر ظلم نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات یوں نہیں ہے کیا تم لقمان کا قول نہیں سنتے کہ اپنے بیٹے سے کہا: "اے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کر بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے" (۳۱ : ۱۳) اور اس روایت میں وہ بات نہیں جو تمھارا خیال ہے بلکہ وہ بات ہے جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہی تھی۔ (مُسلم)

ظالم کا نقصان

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا ظالم نہیں نقصان کرتا مگر اپنی جان کا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ خدا کی قسم! ظالم کے ظلم کے باعث تو بٹیریں بھی اپنے گھونسلوں میں دُبکی ہو کر مر جاتی ہیں۔ (بیہقی)

Marfat.com

ظلم کا اندھیرا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ظلم قیامت کے روز اندھیرا ہوگا۔ (مسلم شریف)

بلّی پر ظلم کا عذاب

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت دیکھی جس کو اس کی بلّی کے باعث عذاب دیا جارہا تھا جس کو باندھا ہوا تھا نہ کھانا کھلاتی اور نہ چھوڑتی کہ زمین کے کیڑوں میں سے کھاتی یہاں تک کہ وہ بھوکوں مرگئی اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے وہ پہلا شخص ہے جس نے سانڈ چھوڑا تھا (مسلم)

حضرت معاذؓ کو وصیت

حضرت معاذؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (حکمران بنا کر) بھیجا تو فرمایا: تم اہلِ کتاب کے پاس جارہے ہو انھیں اس بات کی گواہی کی طرف بلانا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اگر وہ یہ بات مان جائیں تو انھیں بتانا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر یہ بات مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر فقراء میں تقسیم کردی جائے گی اگر وہ یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مالوں سے احتراز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ (بخاری)

ظلم سے زمین حاصل کرنیکا عذاب

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بالشت زمین بھی ناحق طور پر لے گا (قیامت کے دن) اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا (مسلم)

ظالم کی مدد کی مذمت

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی ظالم کی باطل پر مدد کی تاکہ حق کو مٹائے تو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ایسے شخص سے بری ہے"۔ (طبرانی)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا اعلان

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے عزت اور جلال کی میں جلدی یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا۔ (ابوالشیخ)

اہلِ مدینہ پر ظلم نہ کرو

حضرت سائب بن خلادؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ جو کوئی اہلِ مدینہ پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو تو اس کو ڈرا اور ایسے موذی پر خدا کی لعنت ہو، خدا کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو ایسے نالائق کا نہ فرض قبول ہو نہ نفل"۔

ظالم امراء کی حمایت نہ کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگ ظالم امراء کی حاشیہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں ان کا انجام سخت خراب ہوگا نہ تو مسلمانوں میں ان کا شمار ہوگا نہ وہ میرے حوض پر آئیں گے خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں" (اہلِ سنن)

مظلوم کی بددعا کا اثر

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مظلوم کی بددعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں کے اوپر اٹھالی جاتی ہے۔ آسمانوں کے دروازے اس دعا کے لیے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کروں گا، اگرچہ کچھ وقفہ سے ہو"

(احمد۔ ترمذی)

قربِ قیامت کے امیر لوگ

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ سے فرمایا خدا تجھے امارت سفہاء سے بچائے۔ انھوں نے کہا سفہاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: میرے بعد کچھ امیر ہوں گے جو نہ میری ہدایت پر چلیں گے، نہ میری سنت پر عمل کریں گے، جس نے ایسے امراء کی تصدیق کی انکے

ظلم میں ان کی امداد کی تو ایسا شخص نہ ہمارا ہے نہ ہم اس کے ہیں۔ یہ شخص میرے حوض پر قیامت کے دن نہ آسکے گا" (ابوداؤد)

مفلس کون ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔ فرمایا وہ مفلس نہیں ہے بلکہ مفلس وہ ہے جو قیامت میں روزہ، نماز اور زکوٰۃ کا ڈھیر لے کر آئے لیکن اس نے دنیا میں کسی پر ظلم کیا تھا، کسی کو گالی دی تھی کسی پر تہمت لگائی تھی کسی کو قتل کیا تھا یا اور کسی کو تکلیف پہنچائی تھی تو قیامت میں اس کی تمام نیکیاں مظلوم کو دلوا دی گئیں اور مظلوم کے گناہ اس کی گردن پر رکھ دیے گئے اور پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا گیا۔ حقیقی مفلس یہ ہے اور اس سے بڑھ کر کون مفلس ہو سکتا ہے (مسلم، ترمذی)

شفاعت سے محرومی

حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم میری شفاعت سے محروم ہے۔

ظلم سے بچو

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو ظلم قیامت کے دن ایک اندھیرا ہے" (مسلم)

ظالم کی نیکیوں کا مظلوم کو ملنا

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم کی نیکیاں مظلوم کو مظلوم کے گناہ ظالم کو دلوائے جائیں گے۔ (احمد طبرانی)

عشر وصول کرنے پر ظلم نہ کرو

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عشر وصول کرنے والے جو ظلم کرتے ہیں وہ شعبان کی پندرہویں شب کو نہیں بخشے جاتے۔ (بیہقی)

ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی

Marfat.com

نہ اس کی طلب سے بارش ہوتی ہے نہ خدا کی جانب سے امداد نازل ہوتی ہے (طبرانی)

کسی پر ظلم مت کرو

حضرت ابوذرؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے لیے ظلم کو حرام کیا ہے تم پر بھی ظلم حرام ہے دیکھو کسی پر ظلم مت کرنا۔
(ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ)

ظالم کو مہلت دینا

حضرت ابو موسیٰؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ پھر یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝

ظلم بدتر ہے

حضرت ابوبریرہؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے "گھڑی بھر ظلم کرنا ساٹھ سال کے گناہوں سے بدتر ہے (اصفہانی)

ظالم کی نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظالم امیر کی نماز قبول نہیں ہوتی"۔ (حاکم)

ظالم بادشاہ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاضرورت قسمیں کھا کھا کر مال بیچنے والا، متکبر فقیر، بوڑھا زناکار، ظالم بادشاہ ان چاروں کا اللہ تعالیٰ دشمن ہے۔ (نسائی)

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مخلوق کا بدترین دشمن خدا کے نزدیک ظالم بادشاہ ہے" (ترمذی)

ظالم حاکم کا کلمہ قبول نہیں ہوتا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے (طبرانی)

ظالم امام

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں تین شخصوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا۔ ایک وہ جس نے کسی نبی کو قتل کیا دوسرے وہ جو کسی نبی کے ہاتھ سے قتل ہوا تیسرے ظالم امام۔ (طبرانی)

ظالم حاکم کا ٹھکانا جہنم ہے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں ظالم حاکم سے اس کی رعایا جھگڑا کرے گی اور حجت و دلائل بحث و مباحثے سے اس پر غالب آجائے گی تو اس ظالم کو حکم ہوگا کہ جاؤ جہنم میں ایک گوشہ تمھارے لیے خالی ہے اسے پُر کرو۔ (بزاز)

قیامت کے دن اعلان

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا پکارے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت! میرے حقوق جو تمھارے ذمہ تھے وہ میں نے تمھیں معاف کردے البتہ تمھاری باہمی ظلم زیادتیاں باقی ہیں وہ ایک دوسرے کو معاف کرکرا لو اور میری رحمت کی بدولت جنت میں جاؤ۔

ظلم کا بدلہ لیا جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو ناحق ایک چابک مارتا ہے قیامت کے دن اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

خود کو مظلوم کی بددُعا سے بچاؤ

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم اپنے آپ کو مظلوم کی بددُعا سے بچاؤ۔ اس لیے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی حق والے کے حق کو نہیں روکتا۔

گلے کا طوق

حضرت یعلیٰ بن مُرّہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے بالشت بھر زمین بھی ظلم سے حاصل کی تو اللہ تعالیٰ اسے

مجبور کرے گا کہ ساتویں زمین تک اسے کھودے پھر قیامت تک وہ اس کے گلے کا طوق رہے گی یہاں تک کہ لوگوں کا حساب کتاب ہو جائے۔ (احمد)

بنجر زمین کو آباد کرنا

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے اور کسی ظالم شخص کا اس میں کوئی حق نہیں۔ (احمد، ترمذی)

دس آدمیوں کے امیر کا حال

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دس آدمیوں کا بھی امیر ہو وہ قیامت کے روز طوق پہنا کر لایا جائے گا یہاں تک انصاف اسے چھڑا دے گا یا ظلم اسے ہلاک کر دے گا۔ (دارمی)

تین چیزوں کا ڈر

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں: برجوں سے بارش مانگنا، بادشاہ کا ظلم کرنا، اور تقدیر کا انکار کرنا (احمد)

پانچ آدمیوں پر اللہ کا عذاب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو دنیا میں انھیں غضب کا نشانہ بنا دے ورنہ آخرت میں انھیں جہنم میں ڈالے گا۔ حاکم[1] قوم جو خود تو لوگوں سے اپنے حقوق لے لیتا ہے مگر انھیں ان کے حقوق نہیں دیتا اور ان سے ظلم کو دفع نہیں کرتا۔ قوم[2] کا قائد لوگ جس کی پیروی کرتے ہیں اور وہ طاقت ور اور کمزور کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکتا اور خواہشاتِ نفسانی کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔ گھر[3] کا سربراہ جو اپنے گھروں اور اولاد کو اللہ کی اطاعت کا حکم نہیں دیتا اور انھیں دینی امور کی تعلیم نہیں دیتا۔ ایسا آدمی[4] جو اجرت پر مزدور لاتا ہے اور کام مکمل کروا کے اس کی اجرت پوری نہیں دیتا اور وہ آدمی[5] جو اپنی بیوی کا حق مہر دبا کر اس پر زیادتی کرتا ہے۔

Marfat.com

قیامت کے روز لوگوں کی حالت

حضرت عبداللہ بن انیسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں، سیاہ چہروں کے ساتھ اٹھیں گے پس منادی ندا کرے گا جس کی آواز ایسی ہوگی جو دور و نزدیک یکساں طور پر سنی جائے گی میں بدلہ دینے والا مالک ہوں کسی جنتی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں جائے باوجودیکہ اس پر کسی جہنمی کی داد خواہی رہتی ہو چاہے وہ ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ہو یا اس سے زیادہ ہو اور کوئی جہنمی جہنم میں نہ جائے درآنحالیکہ اس پر کسی کا حق رہتا ہو چاہے وہ ایک تھپڑ ہو یا اس سے زیادہ ہو اور تیرا رب کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیسے ہو سکے گا حالانکہ ہم تو اس دن ننگے بدن، ننگے پاؤں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: نیکیوں کے ساتھ اور برائیوں کے ساتھ بدلہ دیا جائے گا اور تمہارا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرے گا۔

مظلوم کو ظالم کے تمام اعمالِ صالحہ دیے جائیں گے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے دن میری اُمت میں مفلس کون ہوگا؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور متاع نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت میں مفلس وہ ہوگا جو نماز روزہ زکوٰۃ اور حج لے کر حاضر ہوگا پھر ایک آدمی آئے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی، ایک آئے گا کہ جس کا اس نے مال کھایا ہوگا اور کوئی ہوگا جس کا خون کیا ہوگا، دوسرا ہوگا جسے اس نے مارا ہوگا، پس ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی پھر اگر اس کی نیکیاں ادائے حقوق سے پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اللہ کے لعنت شدہ لوگ

حضرت عائشہ صدیقہؓ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: چھ شخص ایسے ہیں جن پر اللہ نے

Marfat.com

لعنت کی ہے اور ہر نبی نے لعنت کی۔ (۱) تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا (۲) اللہ کی کتاب میں اپنی جانب سے زیادتی کرنے والا (۳) وہ شخص جو ظلم و جور سے کسی قوم کا بادشاہ بن بیٹھے تاکہ عزت داروں کو ذلیل کرے اور کمینوں کی حمایت کرے (۴) اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے والا (۵) میرے اہلِ بیت پر وہ باتیں جاری کرنے والا جن کو اللہ نے حرام کر دیا ہے (۶) میری سنت کا تارک یعنی میری سنت کی تحقیر کرے اور اس کو ہلکا سمجھ کر چھوڑ دے اور میرے اہل بیت پر ظلم کرے

(ابنِ حبان، حاکم)

حضورؐ کا اسوۂ حسنہ

حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک مہاجر صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کام تھا جسے وہ تنہائی میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ ایک سنگلاخ وادی میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ تمام رات چکر لگاتے صبح نمودار ہوئی تو واپس تشریف لاتے اور نماز ادا فرمائی اس رات صبح تک چکر لگاتے رہے ناگاہ سواری سامنے آئی آپ سوار ہوئے اور نماز پڑھانے کے لیے چلے تو اس شخص نے آپ کی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ ارشاد فرمایا مجھے جانے دو۔ انشاء اللہ کام ہو جائے گا مگر اس شخص نے اونٹنی کی مہار نہ چھوڑی تو آپؐ نے ایک ہلکا سا دُرّہ اسے لگایا اور نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ فجر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے، وہ آپ کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ آپ نے پکار کر فرمایا وہ شخص کہاں ہے جسے ابھی میں نے دُرّہ لگایا تھا آپ نے بات کو دہراتے ہوئے فرمایا وہ شخص موجود ہو تو کھڑا ہو جائے وہ شخص گھبرا کر

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ بِرَسُوْلِہٖ	میں اللہ تعالیٰ اور پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ چاہتا ہوں

کے کلمات پڑھنے لگا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے قریب سے قریب تر کرنے لگے۔ حتیٰ کہ جب وہ پاس آیا تو اس کے سامنے بیٹھ کر فرمانے لگے یہ کوڑا پکڑ اور مجھ سے بدلہ لے لے وہ شخص عرض کرنے لگا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوڑا ماروں۔ آپ نے

Marfat.com

پھر فرمایا کوئی حرج نہیں کوڑا پکڑ لو اور اپنا بدلہ لے لو۔ اس نے پھر یہی عرض کیا کہ خدا کی پناہ میں اللہ کے نبی کو کیسے کوڑا ماروں مگر آپ نے اصرار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نہ مارنے کی ایک صورت ہے کہ تو معاف کر دے تو اس شخص نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جو شخص بھی کسی مومن پر ظلم کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا بدلہ دلائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن مظلوم لوگ یقیناً کامیاب ہوں گے۔

حضرت خبابؓ بن الارت روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ بیت اللہ کے سایے میں چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے۔ ہم نے کفار کے مظالم کی شکایت کی اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے اور ہمارے لیے اس کی نصرت کی درخواست کیجیے آپ اٹھ بیٹھے، رنگ سرخ ہو گیا اور فرمانے لگے تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ایک آدمی لایا جاتا اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اس کے سر پر آرا چلا کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا مگر پھر بھی یہ مظالم ان کو دین سے نہ پھیر سکے۔

فرمودات و احوال

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بھائیو! میرا دل و دماغ بھی تم جیسا ہی ہے تم دیکھو کہ اگر میں سیدھے راستے پر چل رہا ہوں تو میری مدد کرو جب مجھے غصہ میں دیکھو تو میرے پاس سے ہٹ جاؤ تاکہ خدانخواستہ میں تم پر ظلم نہ کر سکوں"۔

خالد بن ولید کے نام آپ ہی کا فرمان ہے اگر تم سے کوئی ظلم ہو تو مظلوم کو خود سے پورا پورا حق لینے کا موقع دو۔

Marfat.com

حضرت علی کا قول

امیر المومنین حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ درحقیقت کوئی شخص کسی پر ظلم یا کسی سے برائی نہیں کرتا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (جو کوئی نیک عمل کرے وہ اپنے لیے کرتا ہے اور جو کوئی برا عمل کرے وہ بھی اپنے اوپر کرتا ہے)۔

اللہ کا غضب

عبداللہ بن مسعود رضؓ فرمایا کرتے تھے جس نے ظالم کی اس کے ظلم پر امداد کی یا اسے ایسی بات سکھلائی جس سے وہ کسی مسلمان کا حق باطل کر سکے تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا۔

جمعہ کے دن کی فضیلت

کعب احبار رضؓ نے ایک شخص کو جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتے دیکھا تو فرمایا تو لوگوں پر اس دن بھی ظلم کرنے سے نہیں ڈرتا جو قیامِ قیامت کا دن ہے اور جس دن تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

ظالم بننے والے کام

حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے کہ مومن کے ظالم ہونے کو تین باتیں کافی ہیں۔

۱۔ کہ جو کام خود کرتا ہے دوسروں کو اس کا الزام دیتا ہے اور عیب لگاتا ہے۔

۲۔ نیز دوسروں میں ایسے عیوب دیکھتا ہے جو اپنے اندر نہیں دیکھ پاتا۔

۳۔ اپنے ہم نشین کو لایعنی باتوں میں ایذا پہنچاتا ہے۔

سب سے بڑا جاہل کون

حضرت عمر رضؓ حضرت احنف بن قیس رضؓ سے پوچھنے لگے سب سے بڑا جاہل کون ہے۔ حضرت احنف رضؓ نے جواب دیا جو شخص اپنی آخرت دنیا کے عوض بیچ ڈالے۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بھی بڑھ کر جاہل نہ بتاؤں عرض کیا امیر المومنین ضرور بتلایئے۔ فرمایا جو شخص اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے عوض بیچ ڈالے۔

ظالم کی مدد نہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی مقدمہ میں کسی ظالم کی مدد کرے وہ تو ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا۔ یہاں تک کہ اس سے

الگ ہوجائے۔

حضرت میمونؒ کا قول

میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے نفس کو برا کہتا ہے لیکن اسے خبر نہیں ہوتی۔ لوگوں نے عرض کی یہ کیسے؟ انھوں نے فرمایا وہ نماز میں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پڑھتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے نفس پر گناہوں کے ذریعے ظلم کرتا ہے اور لوگوں پر ان کا مال کھانے اور ان کی بے آبروئی کرنے سے ظلم کرتا ہے۔

مرضِ موت میں حضرت یحییٰؒ کا ارشاد

لوگ یحییٰ بن معاذؒ کی عیادت کو آئے اور ان کا حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا میں نے دنیا میں ظالمانہ زندگی بسر کی ہے۔

ظلم کی وجہ سے عذاب

حضرت امام عبدالوہاب سعرانی نے فرمایا ہے کہ اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے ہیں کہ مبادا وہ ان کو اپنے نفوس پر ظلم کرنے اور لوگوں پر ظلم کرنے کے باعث عذاب دے اگرچہ اس ظلم کا تعلق کسی کا خلال یا سینے کی سوئی استعمال کرنے سے ہی ہو۔ بالخصوص جب کسی کو اپنے نیک اعمال حقیر نظر آتے تو اسے اس خیال سے اور بھی زیادہ خوف و قلق ہوتا کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں جو قیامت کے روز مدعیوں کو دے سکے اور ممکن ہے کوئی مظلوم قیامت میں اتنا بخل کرے کہ وہ ایک ظالم کے بدلے جو خواہ مال یا عزت سے متعلق ہو یا ایک طمانچہ ہی ہو ظالم کے تمام اعمالِ صالحہ لے کر بھی راضی نہ ہو۔

حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی کا ارشاد

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ظلم سے مراد خواہشات نفسانی کی اطاعت ہے میں بھتیں کہتا ہوں کہ ہمیشہ خوف و امید کے درمیان رہو۔

∴ ∴ ∴

Marfat.com

ضعفِ ایمان کی علامت

ظالموں اور فاسقوں کے ظلم اور فسق کی وجہ سے ان کو دشمن نہ رکھنا ضعفِ ایمان کی علامت ہے یہ حضرت شقیق بلخی رح کا قول ہے۔

حضرت امام شافعی

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اہلِ علم کا علم نہ سکھانا ظلم ہے۔

مظلوم کی مدد نہ کرنے کا انجام

ابو میسرہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو قبر میں دفن کیا گیا تو منکر نکیر کوڑا لیے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم تجھے سو کوڑے لگائیں گے۔ مردہ نے کہا کہ میں ایسا نہ تھا، ایسا نہ تھا، فرشتوں نے دس کی کمی کر دی یہ معذرت کرتا رہا اور وہ کمی کرتے رہے حتیٰ کہ ایک کوڑے پر بات آ پہنچی اور انھوں نے کہا کہ ایک کوڑا تو ہم ضرور لگائیں گے چنانچہ ایک کوڑا جب لگایا تو تمام قبر آگ سے بھڑک اٹھی۔ یہ پوچھنے لگا کہ تم نے مجھے کس بنا پر مارا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا جس نے تجھ سے مدد چاہی تھی مگر تو نے اس کی مدد نہ کی۔ یہ اس شخص کا حال ہے جو مظلوم کی مدد نہیں کرتا تو سوچو کہ ظالم کا کیا حال ہوگا۔

عدل، فضل یا ظلم

حضرتِ نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہے کہ خلق کے ساتھ تو حق تعالیٰ کے معاملے کی تین قسمیں ہیں اور خلق کے ایک دوسرے کے ساتھ تین قسمیں ہیں حق تعالیٰ کا خلق کے ساتھ معاملہ یا تو عدل ہے یا فضل لیکن خلق کا ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ یا عدل ہے یا فضل۔ اگر خلق ایک دوسرے کے ساتھ عدل یا فضل کا معاملہ کرتی ہے تو حق تعالیٰ ان پر فضل کرتا ہے اگر خلق ایک دوسرے پر ظلم کرتی ہے تو حق تعالیٰ ان کے ساتھ عدل کرتا ہے جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ عدل کرے گا وہ عذاب میں ماخوذ ہوگا۔

اللہ کی طرف ظلم منسوب نہ کرو

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کا قول ہے کہ بعض اوقات انسان زمانہ کے نشیب و فراز اور حالات کی نامساعدت سے

اکتا کر اللہ تعالیٰ کے خلاف اظہار ناخوشی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میری التجا و عرض کو نہیں سنتا اور مصائب رفع نہیں کرتا میں تجھ سے دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم و فرمان کے تحت تو آزاد ہے یا غلام۔ اگر تو کہے کہ میں آزاد ہوں تو کافر ہو گیا۔ کیونکہ یہ دستورِ شریعت کی اطاعت سے انکار ہے اور اگر تو کہے کہ میں غلام ہوں تو یہی بندۂ مومن کو کہنا چاہیے تو پھر تجھ سے تقاضا کیا جائے گا کہ ایمان و توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھ اور پے در پے اس کی درگاہ میں حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے درخواست کر۔ اس نے اپنے بندوں سے ان الفاظ میں عہد فرمایا ہے کہ میری درگاہ میں اپنی حاجات و ضروریات عرض کرو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔ پس تجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نصرت و اعانت پر ہرگز شک و شبہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ کبھی مصیبت کے رنج و اضطراب میں ظلم و زیادتی کو اس کی ذاتِ مقدس سے منسوب کرنا چاہیے بعض اوقات بندہ کی التجاؤں کی قبولیت اور حاجت روائی اور مقصد برآری میں تاخیر بھی ہو جائے تو اس میں کوئی مصلحتِ خداوندی ہوتی ہے لہذا تجھے بے چینی میں اس پر تہمت و الزام نہیں لگانا چاہیے کیونکہ اس عقیدہ سے اللہ کی طرف ظلم منسوب ہوتا ہے اور یہ صریحاً کفر ہے حالانکہ وہ اپنے بندوں پر ہمیشہ رحم و کرم فرماتا ہے اور ذرہ برابر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اللہ اپنی مخلوق پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا"۔ نیز سابقہ تباہ و برباد ہو جانے والی قوموں کے متعلق فرمایا: ہم نے تو ان لوگوں پر ہرگز ظلم نہیں کیا بلکہ وہ لوگ اپنے شرک و کفر اور فسق و فجور سے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کرتے رہے اور انھیں جو عذاب پہنچا وہ ان کی اپنی ہی بدعملی اور کجروی کا نتیجہ تھا پس میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے اور اس کے خلاف زبانِ شکوہ و شکایت کھولنے سے احتراز کر اور اس کے افعال پر اعتراض ہرگز نہ کر۔ شکر نعمت اور موافقت رضائے الٰہی کا طریقہ اختیار کر اور ان خواہشاتِ نفسانی کی اتباع چھوڑ دے جو خدا کے غضب اور خفگی کا باعث ہیں بلکہ صدق و خلوص کے ساتھ اللہ کے حضور عرضِ حاجات کر۔ اور تحمل کے ساتھ اس کے فضل و کرم کا امیدوار رہ۔ ہر حال میں نفس کی موافقت و اطاعت سے پرہیز کر۔ اس لیے کہ نفس تیرا

Marfat.com

اور اللہ کا دشمن ہے پس اللہ کی طرف ظلم کو منسوب کرنے سے یہ طرزِ عمل تیرے لیے بہت زیادہ مفید ہوگی کہ تو ظلم و زیادتی کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرے اور پھر اپنی بے اعتدالیوں کی اصلاح میں کوشاں ہو لہذا تقویٰ اختیار کر، اللہ کے اوامر و نواہی کا مطیع ہو جا، حدود شریعت کا احترام کر، توکل علی اللہ سے کبھی دست بردار نہ ہو اور نفس کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلقین کر کہ "اللہ تمھیں عذاب کیوں کرے گا اگر تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ" نیز یہ ارشاد خداوندی بھی پیشِ نظر رکھ "جو عذاب بھی بندوں پر آتا ہے وہ ان کی اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہوا کرتا ہے بے شک اللہ اپنے بندوں پر جابر و ظالم ہرگز نہیں ہے"۔ اس موضوع پر جو دیگر آیات و احادیث ہیں وہ بھی نفس کو تلقین کر۔ پس اللہ کی اطاعت و رضامندی کے لیے نفس کا مخالف ہو جا اور اس کی بُری ترغیبات سے نفرت و انکار کر۔ کیونکہ اللہ کے دشمنوں میں شیطان کے بعد نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے جو اسے صراطِ مستقیم سے منحرف کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کتب سماوی میں تمام انبیاءِ کرام کو تاکید فرمائی کہ وہ اپنی امتوں کو نفسِ امارہ کے اتباع سے منع کریں کیونکہ یہ شرکِ خفی اور جہل و ضلالت کا بدترین محرک ہے۔

حکایت ایک بزرگ شیخ عبداللہ شافعیؒ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں، ایک دفعہ شہر بصرہ سے نکل کر قریہ کو جا رہا تھا، ایک رفیق نے خبر دی کہ راہ میں ایک راہزن رہتا ہے مسافروں کو لوٹ لیتا ہے یہ کہہ کر اس نے ہر چند مجھے آگے جانے سے منع کیا لیکن میں نے انکے کہنے پہ کچھ التفات نہ کیا کوئی دو سو قدم آگے بڑھا ہوں گا کہ یکایک سامنے ایک زبردست مہیب صورت مرد ظاہر ہوا۔ رہزن نے آتے ہی ہم دونوں پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں میرے رفیق کو قتل کر ڈالا پھر میری طرف لپکا۔ میں نے نہایت عاجزی سے گڑگڑانا شروع کیا اور جو کچھ روپیہ پیسہ میرے پاس تھا سب اس کے حوالہ کر دیا۔ راہزن نے مال لے کر مجھ کو چھوڑ دیا۔ لیکن دونوں ہاتھوں کو مضبوط رسی سے باندھ کر زمین پر ڈال دیا۔ گرمیوں کے ایام تھے، دوپہر کا وقت تھا آفتاب کی حرارت اور دھوپ کی شدت سے حال تباہ تھا۔ غرض بہزار دقت و مشقت خود اپنے

Marfat.com

ہاتھوں کو کسی طرح میں نے کھول لیا اور اس بیابان کو طے کرنے لگا، دن بھر چلا پھر بھی کہیں رستہ کا پتہ نہ چلا، پھر رات کٹی ہوگی کہ آگ کی روشنی دکھائی دی اور میں اسی طرف چلا۔ آگ کے پاس پہنچا تو وہاں ایک خیمہ دیکھا پیاس سے بے تاب تھا خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر میں نے زور سے پانی مانگا قسمت کی بات کہ یہ خیمہ اسی راہزن کا تھا جس کے ظالم ہاتھوں سے میں نے دن کو رہائی پائی تھی۔ راہزن میری آواز سن کر بجائے پانی کے برہنہ تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکلا اور چاہا کہ ایک وار میں میرا کام کر دے۔ آمادۂ قتل دیکھ کر اس کی رحمدل عورت نے دور سے غل کرنا شروع کر دیا کہ غریب کا خون اس میدان میں نہ گراؤ اگر مارنا ہے تو اس خیمہ کے پاس سے دور ہٹا کر لے جا کر مارو۔ بی بی کی یہ فریاد سن کر راہزن گھسیٹتا ہوا مجھ کو دوسرے سنسان مقام پر لایا سینہ پر چڑھ بیٹھا اور گردن پر تلوار رکھ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ یکایک سامنے کے جنگل سے ایک ہیبت ناک شیر بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ رہزن خوف کے مارے دور جا گرا اور ہنوز سنبھلا نہیں تھا کہ شیر نے جھپٹ کر چیر پھاڑ ڈالا۔ شیر کی صورت دیکھ کر رہزن سے پہلے میں بے ہوش ہو گیا تھا دیر کے بعد جب ہوش آیا اس سنسان میدان میں سوائے اس کی مردہ نعش کے کوئی اور چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیر کے بعد سب واقعات مجھ کو یاد آئے۔ پھر کیا تھا شکرِ الٰہی بجا لا کر حمد و ثنا خدا کی کرتا ہوا رہزن کے خیمہ پر آیا۔ اس کی خوبصورت بی بی میری صحبت سے خوش تھی۔ آخر میں نے اس سے نکاح کیا اور راہزن کا کل مال و متاع میرے ہاتھ آیا اور اللہ نے مجھ کو اسی وقت سے فقر و فاقہ سے نجات دی، کسی نے سچ کہا ہے کہ "چاہ کن را چاہ در پیش" اس کا ظلم اسی کی طرف لوٹ آیا۔

حکایت کسریٰ نے اپنے بیٹے کے لیے ایک استاد مقرر کیا جو اسے تعلیم دیتا تھا اور ادب سکھاتا۔ جب وہ بچہ مکمل طور پر علم و فضل سے بہرہ ور ہو گیا تو استاد نے اسے بلایا اور بغیر کسی جرم اور بغیر کسی سبب کے اسے انتہائی دردناک سزا دی اس لڑکے نے استاد کے اس رویہ کو بہت ہی برا سمجھا اور دل میں اس کی طرف سے عداوت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ وہ

Marfat.com

جوان ہوگیا اس کا باپ مرگیا اور باپ کے بعد وہ بادشاہ بن گیا۔ بادشاہی سنبھالتے ہی اس نے استاد کو بلا کر پوچھا آپ نے فلاں دن بغیر کسی جُرم اور بغیر کسی سبب کے مجھے اتنی دردناک سزا کیوں دی تھی ؟ استاد نے کہا اے بادشاہ ! جب تو علم وفضل کے کمال تک پہنچ گیا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ باپ کے بعد تُو بادشاہ بنے گا۔ میں نے سوچا تجھے سزا کا ذائقہ اور ظلم کی تکلیف سے موافق کردوں تاکہ تو اس کے بعد کسی پر ظلم نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور پھر ان کا وظیفہ مقرر کردیا اور ان کے اخراجات کی ادائیگی کا حکم صادر کردیا۔

حکایت وہب بن منبہؒ کہتے ہیں، کسی ظالم بادشاہ نے شاندار محل بنوایا۔ ایک مفلس بڑھیا آئی اور اس نے محل کے پہلو میں اپنی کُٹیا بنالی جس میں وہ سکون سے رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ظالم بادشاہ نے سوار ہوکر محل کے اردگرد چکر لگایا تو اسے بڑھیا کی کُٹیا نظر آئی اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا یہ ایک بڑھیا کی ہے اور وہ اس میں رہتی ہے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اسے گرادو لہذا اسے گرادیا گیا۔ جب بڑھیا واپس آئی تو اس نے اپنی منہدم کُٹیا دیکھ کر پوچھا کہ اسے کس نے گرادیا ہے ؟ لوگوں نے کہا اسے بادشاہ نے دیکھا اور گرادیا۔ تب بڑھیا نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ ! اگر میں حاضر نہیں تھی تو تُو کہاں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ محل کو اس کے رہنے والوں پر اُلٹ دو اور ایسا ہی کیا گیا۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کو کسی مجوسی نے گرفتار کرلیا اور انھیں میں سے کسی جابر وظالم مجوسی نے آپ سے کہا کہ میرا قلم بنادیجیے آپ نے فرمایا کہ میں ہرگز نہیں بنا سکتا اور جب اس نے قلم نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ محشر میں فرشتوں سے کہا جائے گا کہ ظالموں کو ان کے معاونین کے ہمراہ اٹھاؤ لہذا میں ایک ظالم کا معاون نہیں بن سکتا۔

حضرت سفیان ثوری کا ارشاد سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں جو شخص ظالم کو خندہ پیشانی سے ملے یا اس کو مجلس میں جگہ دے یا اس سے کوئی

Marfat.com

عطیہ قبول کرے اس نے اسلام کے دستے توڑ دیے اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا اسلام کے دستے توڑنے سے مراد یہاں قواعد سلف کی مخالفت ہے۔

خلوت اختیار کرنے کی وجہ

حضرت طاؤس رح اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے جب ان سے کہا گیا تو فرمانے لگے کہ میں نے حکام کے ظلم، رعیت کی خرابی اور سنت کے رخصت ہو جانے کے سبب یہ بات اختیار کی کیونکہ جس شخص نے حق کے قائم کرنے میں اپنے بیٹے اور غلام میں فرق کیا وہ ظالم ہے۔

اللہ کے ناخوش ہونے والے فعل

ابن سماک رح فرماتے ہیں جب تم ایسے فعل کرتے ہو جن پر اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے تو جس طرح اس وقت عذر کرتے ہو کہ اللہ نے یوں ہی مقدر کیا تھا ایسے ہی تم اپنے حاکموں کو معذور خیال کرو کیونکہ ان کی تقدیر میں بھی تم پر ظلم لکھا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ تم میں سے کسی پر ظلم کرے لیکن تمھارے اعمال ہی تم پر ظلم ہونے کا سبب ہو جاتے ہیں۔

حاکم کے ظلم کا اثر

وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں کہ بادشاہ جب ظلم کا قصد کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی مملکت میں خلل ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ بازاروں، پیداوار، زراعت، باغات اور جانوروں کے دودھ وغیرہ میں کمی آجاتی ہے

حکایت

نقل ہے مالک دینار سے کہ میں ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا ناگاہ راہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کوا منہ میں روٹی لیے ہوئے ایک طرف اڑا جا رہا تھا۔ اتفاقاً جی میں آیا دیکھوں یہ کہاں جاتا ہے تھوڑی دور جا کر ایک مقام پر بیٹھا دیکھا تو وہاں ایک شخص ہاتھ پیر کٹا پڑا ہے اور وہ کوا اس کے سینے پر بیٹھا پنجہ سے ٹکڑا توڑ کر کھلا رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اڑ گیا اور منہ میں پانی لایا پھر اس کو پلایا اسی طرح کئی مرتبہ کیا پھر اس کو کئی مرتبہ کھلا پلا کر اڑ گیا۔ میں سخت حیران ہو گیا اور قدرتِ خدا کا تماشہ دیکھنے لگا۔ پھر میں نے اس شخص سے جا کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ میری عقل گم ہے۔ کہا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا۔ ناگاہ قذاق دوڑ پڑے

اور سب قافلے کو قتل کر گئے اور سب سامان لوٹ کر لے گئے اور اس لوٹ مار میں میرے ہاتھ پیر کٹ گئے تھے مجھ کو ہاتھ پیر کٹا جان کر چھوڑ گئے ہیں۔ تین دن کا بھوکا پیاسہ تڑپتا رہا پانی منہ میں نہ گیا جب جاں بلب ہوا اور زندگی سے مایوس ہوا تو جنابِ باری میں گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے میرے کریم! تیرے سوا اس خوار وزار کا خبر لینے والا کون ہے۔ بھوک پیاس کی مصیبت سے چھڑا اور نہ اپنے پاس بُلا۔ پس دعا اس بے کس کی اس فریادرس نے قبول کی چنانچہ اس وقت سے یہ کوّا دونوں وقت کھلاتا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا۔ سبحان اللہ! اے اللہ سوا تیرے کون ہے جو مظلوم کی دادرسی کرے اور بے دست وپا کو رزق پہنچائے۔

حکایت ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا۔ طرح طرح کی بنیاد ظلم کی ڈالتا تھا چنانچہ ایک مکان بنانا شروع کیا۔ ملازمان کو حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے اینٹ گارا ڈلواؤ اور جلد تیار کراؤ۔ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے اس کو پکڑا ہر چند اس نے عذر کیا کہ مجھ کو ذرا مہلت دو کہ میں جننے کے درد سے نجات پاؤں پھر میں تمہارے کام میں مستعد رہوں گی۔ ملازمان ظالم نے نہ مانا بلکہ اس کو مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اس مصیبت زدہ کو دکھ درد سے اٹھنا بیٹھنا ہی دشوار تھا سر پہ بوجھ اٹھانے کا کیا ذکر۔ آخرکار جب اس کو ہر طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی اس کو اپنی زندگی پہاڑ ہو گئی۔ جان سے تنگ آکر جنابِ الٰہی میں بکمالِ نالہ وآہ رو کر کہنے لگی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت وآفت میں گرفتار ہے، اس حال سر پا وبال میں سوا تیرے کون اس کا غمگسار ہے کیا تو اس حال سے خبردار نہیں ہے ایسی زندگی سے موت بھلی ہے۔ پھر یکایک قہر الٰہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب دربار کے فوراً زمین میں دھنس گیا۔

حکایت ایک قزاق راہ لوٹتا اور مسافروں کو ناحق قتل کرتا تھا یہاں تک کہ حاجیوں کو بھی نہ چھوڑتا تھا۔ ناگاہ ایک غریب مسافر ناواقف اس راہ سے گزرا قزاق نے اس کے گھوڑے کو پکڑ کر کہا کہاں جاتا ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اس راہ سے کوئی جان سلامت

Marfat.com

نہیں لے جاسکتا۔ کہا برائے خدا سب سامان لے لے اور مجھے جان سے چھوڑ دے۔ کہا سبحان اللہ اپنے پیر سے گور میں جانا اور مرگ کے ہاتھ سے شور مچانا پھر زندگی سے مایوس ہو کر کمال خوشامد سے دو رکعت کی مہلت لی اور بعد نماز کے سجدہ میں بکمال گریہ وزاری دعا کی کہ اے کریم تیرے سوا اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچانے اور چھڑانے والا ہے اور زار و نزار روتا اور چشمہ تر سے دریا بہاتا اور حمد و ثنا میں کہتا تھا حسبِ حال اپنے ؎

وقت تنگ آمد مرا در یک نفس　　بادشاہے کن مرا فریاد رس

ناگاہ اسی وقت ایک سوار آیا اور اس قزاق کو مار گرایا اور اس کو اس کے ہاتھ سے بچایا پھر اس سوار کی خدمت میں اس نے عرض کی برائے خدا سچ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو کہ میں تمھاری تابعداری میں جاں نثاری کروں کہ تم نے میری جان بچائی کہا میں دس ہزار برس سے نزدیک عرشِ معلّٰی کے حاضر رہتا ہوں۔ جب کوئی فریاد کرتا ہے۔ حسب الحکم حاکمِ حقیقی سے فوراً اس کی داد دیتا ہوں اور ظالم اور سرکش سے بدلہ لیتا ہوں اور ہر دم تیار سوار کھڑا رہتا ہوں۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کا پیر کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک بڑھیا ہے کہا گیا کس طرح سے؟ آپ نے کہا کہ ایک روز میں توحید اور شوق کے ایسے جوشوں میں تھا کہ کسی اور چیز کی بال برابر بھی گنجائش نہ تھی میں بے خود ہو کر جنگل میں چلا گیا ایک بڑھیا ملی جو اپنے سر پر بوجھ لیے ہوئے آرہی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میرے وزن کو اٹھاؤ میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں اِدھر میری یہ حالت تھی کہ میں خود کو نہیں اٹھا سکتا تھا پھر اس کے اٹھانے کی کہاں تاب تھی۔ میں نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا وہ آیا میں نے وہ بوجھ شیر کی پشت پر رکھ دیا اور اس بڑھیا سے کہا کہ تو شہر میں جائے تو اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے۔ لیکن بڑھیا نے کہا میں نے ایک ظالم اور ایک رعنا کو دیکھا۔ میں نے کہا کہ کس طرح؟ وہ کہنے لگی کہ اے بایزید! کیا یہ شیر مکلّف ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں ہے اس نے کہا کہ جس کو خدا نے تکلیف نہیں دی، تو

Marfat.com

اس کو تکلیف دے رہا ہے کہ یہ ظلم نہیں ہے میں نے کہا کہ بے شک ظلم ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تو باوجود اس ظلم کے چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ جان جائیں کہ شیر بھی تیرے مطیع ہیں اور تو صاحب کرامت ہے۔ کیا رعنائی یہ نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں اس فعل سے۔ اس بات کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔

مظلوموں کی دُعا مستجاب ہے

ابو العالیہؒ ایک دن ہارون الرشید کے پاس گئے اور اسے فرمانے لگے کہ مظلوموں کی بددُعا سے خائف ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ فاجر ہی کی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ کافر ہی کی ہو۔

مظلوم کیلئے استغفار کرو

میمون بن مہرانؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے اور اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد مظلوم کے لیے استغفار کرے کیونکہ اس طرح سے وہ اس ظلم سے سبکدوش ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

فضیل بن عیاض کا قول

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی بندے کو کوئی تحفہ دینا چاہتا ہے تو اس پر ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے ظالم پر بددعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا۔ یحییٰ بن معاذؒ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم کرے اور میں اس سے بدلہ نہ لوں تو یہ مجھے بہت پسند ہے۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک تاجر کچھ سامان تجارت کشتیوں کے ذریعے اپنے ملک میں لایا جب گھاٹ پر کشتیاں آئیں تو حکومت کے کارندوں نے روک لیا اور بے جا ٹیکس کا مطالبہ کیا یعنی جتنے کا مال بنتا تھا اس سے دوگنا ٹیکس مانگ لیا۔ اب تاجر بیچارہ نہ ٹیکس دینے کے قابل تھا اور نہ اس حال میں تھا کہ مال چھوڑ کر چلا جائے کافی دیر تک حکومت کے

Marfat.com

کارندے ٹیکس کا مطالبہ کرتے رہے۔ اس سوچ میں کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے آخر ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اس علاقے میں ایک مشہور بزرگ مالک بن دینار رہتے ہیں ان کے پاس چلے جاؤ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ سارا بغداد ان کا احترام کرتا ہے وہ بے نواؤں کے وارث اور بے سہاروں کے سہارا ہیں تو ان کی خدمت میں جا کر فریاد کر۔ یقیناً وہ تیری مشکل کا کوئی نہ کوئی حل تلاش کر دیں گے۔ تاجر بے چارا حضرت مالک بن دینارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں اپنی داستانِ الم سنائی۔ ایک لمحے کا توقف نہ ہوا اور حضرت مالک بن دینار تاجر کو ساتھ لے کر گھاٹ پر پہنچ گئے۔ گھاٹ والوں نے تاجر کو مالک بن دینار کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے بڑھ کر استقبال کیا۔ عرض کی حضور کیوں آپ نے تکلیف فرمائی؟ ہمیں ہی طلب کر لیا ہوتا ہم تو تابعدار ہیں۔ مالکؒ نے فرمایا واجبی ٹیکس لے کر اس کی کشتی کا مال اس کے حوالے کر دو انھوں نے فوراً کشتی تاجر کے حوالے کر دی۔ حضرت مالک بن دینار جب چلنے لگے تو سب نے مل کر دست بستہ عرض کی حضور ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔ جناب مالک نے اس صندوقچی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس میں وہ روپیہ رکھتے تھے فرمایا کہ اس صندوقچی سے کہو کہ یہ تمھارے لیے دعا کرے بھلا جن لوگوں کے لیے روزانہ مظلوم بددعا کر رہے ہوں انھیں اکیلے مالک کی دعا کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے ظلم سے بچو کہ ظلم ظلمات ہے۔

ظلم کے نتائج

میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی قرآن پڑھتا تھا اور اپنے اوپر لعنت کرتا ہے پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا خود ظالم ہوتا ہے اور زبان سے

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

کی آیت پڑھتا ہے۔ فقیہ فرماتے ہیں کہ کوئی گناہ بھی ظلم سے بڑھ کر نہیں کیونکہ جو گناہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے معاف بھی فرما دیتے ہیں مگر تیرے جس گناہ کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے اس میں اپنے ساتھی کو راضی کیے بغیر چارہ نہیں۔ لہٰذا ظالم کو جہاں اپنے ظلم سے توبہ کرنی چاہیے دنیا میں مظلوم سے بھی معاف کروا لینا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے

Marfat.com

معاف نہ کروا سکے تو اس کے لیے دعا و استغفار کرتا رہے۔ امید ہے کہ وہ اس کی وجہ سے معاف کر دے گا۔

میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی پر اگر ظلم کر بیٹھے پھر اس سے معاف کرانے کا تقاضا پیدا ہو مگر کسی وجہ سے ناکام رہا البتہ نماز کے بعد اس کے لیے استغفار کرتا رہا تو یہ شخص اپنے ظلم سے اُمید ہے بری ہو جائے گا۔

ایک ظالم بادشاہ کا ظالمانہ حکم

ایک درویش نے ایک بادشاہ کے سامنے سچی بات کہہ دی۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ اس درویش کے ایک دوست نے اسے کہا کہ بادشاہ کے سامنے یہ بات کہنی مناسب نہ تھی۔ درویش نے جواب دیا کہ حق بات کہنا عبادت ہے۔ میں قید و بند سے نہیں ڈرتا کیوں کہ یہ تھوڑی دیر کے لیے ہے۔

کسی نے بادشاہ سے جا کر کہا کہ درویش کہتا ہے کہ میری قید و بند تھوڑی دیر کے لیے ہے۔ بادشاہ نے طنز سے ہنس کر کہا کہ اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔ اب موت ہی اس کو قید خانہ سے چھٹکارہ دلائے گی۔

بادشاہ کے غلام نے یہ پیغام درویش کو پہنچایا تو اس نے کہا کہ اے غلام بادشاہ سے جا کر کہہ دے کہ یہ زندگی چند روزہ ہے اور دنیا تھوڑی دیر کے لیے ہے۔ درویش کے نزدیک غم اور خوشی کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگر تو میری دستگیری کرے تو خوش نہیں ہوں گا اور اگر میرا سر قلم کر دے تو میرے دل میں غم نہ آئے گا۔ اگر آج تیرے پاس لشکر، خزانہ اور حکومت ہے اور میں اہل و عیال سے دور مصیبت میں مبتلا ہوں تو غم نہیں۔ کل جب ہم موت کے دروازے میں داخل ہوں گے تو ایک ہفتے میں دونوں برابر ہو جائیں گے میں بھی کیڑوں کی غذا بن جاؤں گا اور تو بھی۔ اس چند روزہ دولت سے دل نہ لگا اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن نہ بنا۔

Marfat.com

چناں ذی کہ ذکرت بتحسین کنند
چو مردی نہ برگور نفرین کنند
عروسی بود نوبت ماتمت
گرت نیک روزی بود خاتمت

اس طرح زندگی گزار کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں جب تو مرے تو قبر پر لعنت نہ بھیجیں۔ تیرا ماتم (موت) کا وقت بھی شادی ہے۔ اگر تجھے بہتر خاتمہ میسّر آجائے۔

اہل ایمان کو تکلیف دینا

حضرت یزید بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ساحل سمندر کی طرح جہنم کے بھی کنارے ہیں جن میں بختی اونٹوں جیسے سانپ اور چچروں جیسے بچھو رہتے ہیں۔ اہل جہنم جب عذاب ہلکا ہونے کی فریاد کریں گے تو انھیں حکم ہوگا کہ کناروں سے باہر ہو جاؤ وہ نکلنے لگیں گے تو وہ سانپ انھیں ہونٹوں اور چہروں سے پکڑ لیں گے اور ان کی کھال تک اتار دیں گے وہ لوگ وہاں سے بچنے کے لیے پھر آگ کی طرف بھاگیں گے پھر ان پر کھجلی مسلّط ہو جائے گی کہ کھجلاتے کھجلاتے ہڈیاں تک ننگی ہو جائیں گی۔ پوچھنے والا پوچھے گا او فلاں! کیا تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے وہ کہے گا ہاں۔ تو کہا جائے گا یہ اس تکلیف کا عوض ہے جو تو اہل ایمان کو دیتا تھا۔ آیت کریمہ

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ۔

اور ہم بڑھاتے رہیں گے ان کا عذاب پر عذاب اس وجہ سے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے۔

میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

حکایت

عجم کا ایک بادشاہ بڑا ظالم تھا رعیت پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا اور بے شمار لوگوں کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ ایک دفعہ اس کے بدن پر ایک موذی پھوڑا نکل آیا جو کسی طرح ٹھیک ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اس کی تکلیف سے بادشاہ سوکھ کر

Marfat.com

کانٹا بن گیا ایک درباری نے اس کو بتایا کہ جہاں پناہ اس شہر میں ایک خدا رسیدہ بزرگ ہیں ان کی دعا سے بگڑے کام بن جاتے ہیں اگر آپ ان سے دعا کرائیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے گا۔ بادشاہ نے ان کو بلا بھیجا اور دعا کے لیے درخواست کی۔ انھوں نے بادشاہ کو خشمناک ہو کر کہا کہ اے بادشاہ! میری دعا تیرے لیے کب مفید ہوگی جب کہ بے گناہ لوگ تیرے ہاتھوں قید و بند کی سختیاں جھیل رہے ہیں اور ان کی بد دعائیں تیرا پیچھا کر رہی ہیں۔ جب تک تو ان مظلوموں پر رحم نہیں کرے گا خدا تجھ پر رحم نہیں کرے گا۔ بادشاہ پر بزرگ کی باتوں کا بڑا اثر ہوا اور اس نے حکم دیا کہ سب قیدیوں کو رہا کر دیا جائے جب سب لوگ رہا ہو گئے تو اللہ کے اس نیک بندے نے بارگاہِ الٰہی میں نہایت عاجزی سے دُعا کی کہ الٰہی تو نے اس کو نافرمانی میں پکڑا اب اس نے اطاعت اختیار کی ہے تو تو بھی اس پر رحم فرما۔ ابھی ان کی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو شفا دے دی۔ اس نے حکم دیا کہ ان کے سر پہ زر و جواہر نچھاور کیے جائیں۔ بزرگ نے زر و جواہر پر ٹھوکر مار کر کہا کہ اے بادشاہ مجھے ان کی حاجت نہیں ہے ہاں تو پھر ایسے کام نہ کرنا کہ یہ بیماری عود کر آئے جب تو ایک بار گرا ہے تو اب قدم جما کر رکھ کہ دوبارہ نہ پھسلے۔

حکایت ایران کے بادشاہوں میں سے ایک کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے ظلم کا ہاتھ رعیت کے مال و دولت پر بڑھا رکھا تھا اور اس کے ظلم و ستم سے لوگوں کا ناک میں دم آگیا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی ایذا رسانی سے بچنے کے لیے ملک سے بھاگنے لگے، جب رعایا کم ہو گئی تو لامحالہ اس کا اثر حکومت کی آمدنی پر پڑا اور شاہی خزانہ خالی ہو گیا۔ دشمن موقع کی تلاش میں تھے انھوں نے ہر طرف سے یلغار کر دی۔

مصیبت کے انھی دنوں میں ایک دن بادشاہ کی محفل میں شاہنامہ فردوسی پڑھا جا رہا تھا اس میں ضحاک کی بادشاہی کے زوال اور فریدوں کے زمانے کا ذکر آیا ہے تو وزیر نے بادشاہ سے پوچھا "آپ کو معلوم ہے کہ فریدوں کے پاس نہ خزانہ تھا نہ لاؤ لشکر (نہ شان و شوکت) پھر اس نے سلطنت کیسے حاصل کر لی۔

Marfat.com

بادشاہ نے جواب دیا "جیسا کہ تو نے سنا لوگ ضحاک سے نفرت کی وجہ سے فریدوں کے گرد جمع ہو گئے اور اس کی حمایت کرنے لگے اس طرح وہ بادشاہ بن گیا۔

وزیر نے کہا جہاں پناہ! جب رعایا کا جمع ہو جانا بادشاہت کا سبب ہے تو آپ مخلوق خدا کو کیوں پریشان کرتے ہیں کیا آپ کو حکمرانی کی خواہش نہیں ہے۔

بادشاہ نے پوچھا کہ فوج اور رعیت کو اپنے گرد کیسے جمع کیا جا سکتا ہے۔

وزیر نے کہا کہ "بادشاہ کو بخشش سے کام لینا چاہیے اور رعیت کو لطف و کرم سے خوش کرنا چاہیے تاکہ وہ اس کی حکومت کے سایے میں آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرے اور آپ میں ان میں سے کوئی بھی صفت نہیں ہے۔

بادشاہ کو اس دانا وزیر کی نصیحت پسند نہ آئی اس نے برہم ہو کر وزیر کو قید خانے میں ڈال دیا زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بادشاہ کے چچیرے بھائیوں نے سلطنت پر اپنا حق جتایا اور بادشاہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ جو لوگ بادشاہ کے ظلم سے تنگ آ کر منتشر ہو چکے تھے۔ وہ سب اس کے چچیرے بھائیوں کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور بادشاہ پسپا ہو کر بابل دیا۔ وہ تابِ مقاومت نہ لا سکا اور ملک اپنے ہاتھ سے گنوا بیٹھا۔ اس طرح اس کے ظلم و ستم سے تنگ آئے ہوئے لوگوں کی مدد سے اس کے چچیرے بھائی حکمران بن گئے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک شکارگاہ میں نوشیرواں عادل کے لیے اس کے غلام کباب بنا رہے تھے نمک نہ تھا ایک غلام کو گاؤں کی طرف دوڑایا کہ وہاں سے لے آئے۔ نوشیرواں نے کہا کہ نمک کی قیمت دے کر لانا تاکہ قیمت ادا کیے بغیر چیز لینے کی رسم نہ پڑ جائے اور گاؤں اجاڑ نہ ہو جائے۔ ملازمین شاہی نے عرض کی کہ جہاں پناہ ایک چٹکی بھر نمک لینے میں کیا حرج ہے؟ نوشیروان نے کہا کہ ظلم کی بنیاد دنیا میں پہلے تھوڑی تھی جو کوئی بعد میں آیا وہ اس میں اضافہ کرتا گیا۔ حتیٰ کہ وہ انتہا کو پہنچ گیا ہے

Marfat.com

اگر زباغِ رعیت ملک خورد سیبے
برآورند غلامان او درخت از بیخ
بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد
زنند لشکر یانش ہزار مرغ بہ سیخ

(اگر بادشاہ رعیت کے باغ سے ایک سیب توڑ لے تو اس کے ملازم درخت کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے اور اگر بادشاہ پانچ (تھوڑے سے) انڈے مفت کھالے تو اس کے سپاہی ہزار مرغ لوگوں سے بجبر چھین کر سیخ پر چڑھائیں گے۔

تین چیزیں ایمان سے محروم کر دیتی ہیں

ابوبکرؒ الوراق فرماتے ہیں کہ بندوں پر ظلم کرنا اکثر سلبِ ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ابوالقاسم حکیمؒ سے کسی نے پوچھا کہ کوئی گناہ ایسا بھی ہے جو بندے کو ایمان سے محروم کر دیتا ہے۔ فرمایا ہاں تین چیزیں ہیں جو آدمی کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں۔

۱۔ پہلی نعمتِ ایمان پر شکر نہ کرنا۔
۲۔ دوسری اسلام کے جاتے رہنے کا کوئی خوف و خطر محسوس نہ کرنا۔
۳۔ اور تیسری اہلِ اسلام پر ظلم کرنا۔

حکایت

یعقوب بن لیث امیر خراسان کو ایک بیماری لاحق حال ہوئی تمام طبیب اس کا علاج کرنے سے قاصر و عاجز ہو گئے کسی نے اس یعقوب بن لیث کو کہہ دیا کہ آپ کی حکومت میں ایک خدا کا نیک بندہ موجود ہے جن کا اسمِ گرامی سہل بن عبداللہ ہے اور اگر آپ ان کو اپنے پاس بلائیں تو آپ کے لیے دعا کریں گے۔ مجھے امید واثق ہے کہ آپ کو صحت کامل عطا ہو گی۔ پس امیر خراسان نے ان کو طلب کر کے کہا میرے لیے دعا کرو۔ حضرت سہلؒ نے فرمایا۔ میری دعا تیرے حق میں کس طرح قبول ہو سکتی ہے حالانکہ تو ہمیشہ ظلم کرتا رہتا ہے۔ یہ سن کر یعقوب (امیر خراسان) نے توبہ کی نیت کی، ظلم کو ترک کرنے کا عہد کیا۔ رعیت کے ساتھ

حسنِ سلوک کا عہد کیا اور قید خانے سے تمام مظلوموں کو آزاد کر دیا۔ پھر حضرت سہل رضؓ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

"اے منعم حقیقی جس طرح تو نے اس کو گناہوں کی وجہ سے ذلّت دکھائی تھی،
اب اس کو طاعت کی وجہ سے عزّت دکھا کر اور اس کی مشکل کو دُور کر"!

پس وہ اسی وقت شفایاب ہوا اور انسی طرح بشاش نظر آتا تھا۔ جیسا کہ کسی کے غموں کا عقدہ کھل جاتا ہے پھر حضرت سہل کی خدمت میں بہت سا مال بطور نذرانہ پیش کیا لیکن انھوں نے قبول نہ کیا جب آپ واپس آئے تو راستے میں کسی نے عرض کیا کہ کاش آپ وہ پیش کردہ مال لے کر فقیروں میں تقسیم کر دیے پھر آپ نے اس میدان کے کنکروں کی طرف نظر کی تو وہ تمام جواہرات بن گئے پھر فرمایا جو مال تم چاہتے ہو تمھارے سامنے موجود ہے جتنا چاہو لے لو پھر فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ سے ایسے خزانے بخش دے وہ امیر خراساں یعقوب بن لیث کا محتاج کب ہو سکتا ہے۔

حکایت ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بادشاہ نے رعایا پر ظلم و تعدّی کر کے ملک کو برباد کر رکھا تھا اور بڑی تکلیف دیتا تھا مدت بعد اسی بادشاہ کو بغداد میں کنکری مسجد کے پاس کھڑے ہوئے دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں۔ پہلی حالت بالکل بدل چکی ہے اور بدن پر خاک ڈالی ہوئی ہے ایک شخص نے اسے پہچان کر پوچھا کہ تو وہی بادشاہ ہے جو کہ میں لوگوں پر ظلم و تعدی کرتا تھا شرمندہ ہو کر جواب دیا تو نے مجھے کس طرح پہچانا؟ کہا میں نے تجھے اس دن نعمت و دولت میں دیکھا ہے جب تو خلقِ خدا پر رحم نہیں کرتا تھا بلکہ الٹا ظلم و تعدی کرتا تھا۔ کہا ہاں! اس وقت میں بے سبب خلقِ خدا کو تکلیف پہنچاتا تھا اور ان پر ظلم کرتا تھا۔ اس واسطے اپنا کیا پالیا۔

Marfat.com

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ ملے اسی پر قناعت کرو حتیٰ کہ نوشتۂ تقدیر کی معینہ مُدّت پوری ہو اور تمھیں بہترین اور ارفع مقام پر فائز کیا جائے اور تمھیں مبارک باد دی جائے اور اسی نقیبس مرتبے پر تمھیں بحال رکھتے ہوئے دنیا و آخرت کی سختیوں بُرے انجام اور حد سے بڑھے بغیر اسی حال میں تمھیں حفاظت کے ساتھ باقی رکھا جائے پھر تمھیں اس منزل سے مزید ترقی دے کر اس مقام کی طرف منتقل کر دیا جائے گا جو اس سے زیادہ خوشگوار اور زیادہ خنک ہوگا اور یاد رکھو کہ اگر طلب نہ کرو گے تو بھی تمھارا حصّہ ضائع نہیں ہوگا اور جو شے تمھاری قسمت میں نہیں وہ کسی طلب، کوشش یا لالچ سے نہیں مل سکے گی۔ اس لیے صبر کو شعار کر لو اور جس حالت میں بھی ہو اس پر راضی رہو اور دینے لینے کے عمل میں اپنی تدبیر سے کام نہ لو، حکمِ خداوندی کے پابند رہو، اپنی کسی حرکت میں اپنے ارادے کو دخل نہ دو، آرام نہ لو ورنہ شامتِ اعمال سے بدتر مخلوق جیسے ہو جاؤ گے اس لیے کہ اپنی سعی و طلب کے باعث تم اپنی جان پر ظلم کرتے ہو اور ظالم کو معاف نہیں کیا جاتا خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ظالموں کو بعض کے حوالے کر دیا کرتے ہیں۔

تم بادشاہ کے محل میں ہو وہ بادشاہ جو بڑی شوکت والا ہے، اس کا لشکر بہت بڑا ہے اور اس کا حکم چلتا ہے اور غالب ہے اس کا ملک باقی رہنے والا ہے، اس کا فرمان ہمیشہ جاری رہے گا ہر چیز اس کے علم میں ہے اسکی حکمت کامل و نادر ہے وہ ہر حکم عدل سے جاری کرتا ہے اس کیلیے زمین و آسمان کا کوئی ذرّہ بھی پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر ظالم کے ظلم کو دیکھتا ہے اور دوسرے ظالموں سے تمھارا گناہ زیادہ ہے کیونکہ تم نے اپنی ذات اور مخلوقات کے حوالے سے اپنی خواہش سے تصرّف کیا ہے جو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا اور مشرک کے علاوہ دوسرے گناہگاروں میں سے جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ شرک سے بچو، اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔

باب ۶

بخل

اللہ تعالیٰ ہر شخص کو مال اور وسائل عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کا انداز نرالا ہے جسے چاہے کم دے اور جسے چاہے زیادہ دے اور یہ وہی جانتا ہے کہ وہ کسی کو کم یا زیادہ کیوں دیتا ہے بہرکیف تقاضا شریعت یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ضرورت سے زائد مال و دولت عطا کر رکھا ہو انھیں چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کریں لہذا اللہ کے دیے ہوئے رزق سے ضرورت کے مطابق خرچ نہ کرنا بخل ہے اور بخل کرنے والے کو بخیل کہا جاتا ہے۔ بخیل مال کو جمع تو کرتا ہے لیکن خرچ نہیں کرتا۔ بخل نہایت ہی قابلِ مذمت اخلاقی برائی ہے کیونکہ اس سے اور بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں، بغض عناد، بددیانتی اور تنگ نظری جیسے بُرے اخلاق اسی سے جنم لیتے ہیں، حرص طمع، لالچ، کم ہمتی وغیرہ بخل ہی کی شاخیں ہیں اس لیے اسلام میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے تاکہ اس برائی کا قلع قمع ہوتا رہے۔

بخل کے بظاہر جو بڑے فائدے نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت فائدے نہیں بلکہ نقصان ہیں انسان سوچتا تو یہ ہے کہ دولت اکٹھی کرنے سے امیر ہو جائے گا، عیش و عشرت کی زندگی بسر کرے گا مگر بخیل مال تو اکٹھا کرتا رہتا ہے لیکن سکھ اس کی قسمت میں نہیں ہوتا تو الٹا اس کا بخل اس کے لیے دکھوں اور مصیبتوں کا سبب بنتا ہے کیونکہ اس کی سوچ ہر وقت دولت کو اکٹھا کرنے پر مرکوز رہتی ہے اس لیے اس میں حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور جب وہ ناجائز ذریعوں سے دولت اکٹھا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پریشانیوں میں گھر جاتا ہے، کیونکہ کثرتِ دولت میں سوائے ذہنی پریشانیوں کے اور کچھ نہیں۔

اس کے علاوہ بخیل دولت کو اکٹھا کر کے رکھنے میں یہ سوچتا ہے کہ یہ اس کی دولت کا اضافہ ہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک جو دولت اللہ کی راہ میں خرچ کی جائے وہ بڑھتی ہے اور جو اکٹھی کر کے رکھی جائے وہ کم ہوتی ہے کیونکہ تصرف میں آنے والی دولت سے بہت سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور جو ایک جگہ پڑی رہے گی اس سے دوسروں کو فائدہ نہیں ہوگا تو اس کا پھیلاؤ رکا رہے گا اس لیے بخل کا نتیجہ اضافہ رزق نہیں نکلتا۔ بلکہ تنگیٔ رزق ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ کا بندہ اور دوست بننے کے لیے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز کی محبت اور چاہت کو پسِ پشت ڈال کر اللہ کی محبّت کو اپنایا جائے اور اسی سے اظہارِ محبّت کا اظہار کیا جائے لہذا حبِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ کسی اور چیز سے اس کے مقابلے میں چاہت نہ رکھی جائے مگر بخیل چونکہ دولت سے محبّت رکھتا ہے لہذا اسے جمع کر کے رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اس لیے وہ اللہ سے محبّت نہیں رکھ سکتا کیونکہ محبّت کی انتہا ایک طرف ہی قائم ہوتی ہے خواہ اللہ کی طرف قائم کر لو یا دنیا سے دل لگا لو۔ بخیل نے چونکہ دنیا کے مال و دولت سے دل لگایا ہوتا ہے اس لیے اس کے دل میں اللہ کی محبّت اعلیٰ اور ارفع مقام پر پہنچ نہیں سکتی دنیا حبِّ الٰہی کے مقابلے میں ہیچ ہے لہذا اللہ کا بندہ بننے کے لیے بخل کو مکمل طور پر ترک کیا جائے ورنہ اللہ کا بندہ نہیں بن سکتا جو مال کو جمع کر کے رکھنے پر یقین جمائے ہو تو اس کا پھر اللہ پر ایمان پختہ نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کے بعد ضرورت کے لیے اور رزق عطا فرمائے گا یہ ایمان کی کمزوری ہے مگر حصولِ روحانیت کے لیے ایمان کو بڑا مستحکم کرنا پڑتا ہے اس کے پیشِ نظر اللہ کے بندے ہمیشہ سخی ہوتے ہیں بخیل نہیں ہوتے لہذا تصوف کو عملی طور پر اختیار کرنے کے لیے سب سے پہلے اپنے دل کو بخل سے جو نہایت ہی مرضِ مہلک ہے پاکیزہ کیا جائے تب منازلِ سلوک آسان ہو جائیں گی اور اللہ کی معرفت جلد حاصل ہو گی۔

ترکِ بُخل کی ترغیب

بُخل شر ہے

بُخل کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ شر ہے اس لیے اللہ نے اسے ترک کرنے کے بارے میں یوں فرمایا ہے :

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔

اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے انھیں مال دیا ہے اس سے بخل کرتے ہیں اور اس بخل کو اچھا تصور نہ کریں بلکہ وہ بخل ان کے لیے برائی ہے وہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

(پ ۴ ۔ آلِ عمران ۱۸۰)

مال و رزق اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اللہ کے فضل میں سے اللہ کے لیے کچھ دے دینا بڑی بات نہیں مگر اس کے باوجود بعض لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ بخل کی بنا پر اپنے مال کو جمع رکھتے ہیں ایسا کرنا بہت بڑی بُرائی ہے کیونکہ اس کا انجام بہت بُرا ہوگا لہٰذا اہلِ معرفت کے لیے اس برائی کو اپنے دل سے پاکیزہ کرنا بہت ضروری ہے بخل باعثِ نقصان ہے اس لیے شر ہے اور خیر نہیں بلکہ اس سے بہت سی دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں ۔

بُخل کا نقصان

بخل کا نقصان درحقیقت بخل کرنے والے ہی کو ہوتا ہے بخیل سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں نہ دینے سے مال کو جمع کرے گا اس کی یہ سوچ خام ہے کیونکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے جو اضافہ ہونا تھا وہ رُک جائے گا لہٰذا اس کا نقصان اسے ہی ہوا کہ مزید مال و دولت نہ ملا ۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں واضح کیا ہے

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

خبردار ہو جاؤ کہ تم جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو سو تم میں سے کوئی وہ بھی ہے جو بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرے وہ اپنی جان پر بخل کرتا ہے اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمھارے سوا اور لوگ بدل دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

(پ ۲۶ ۔ محمد ۳۸)

اللہ غنی ہے اور انسان محتاج ہے اور جو اس کی راہ میں نہیں دیتا اللہ اس کی جگہ پر دینے والا آدمی ۔لے آتا ہے لہذا اللہ نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ میری راہ پر دینے والے بنو۔

فرمانِ الٰہی ہے کہ دل تو بخل کی طرف رغبت کرتے ہیں اگر تم نیکی اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں سے باخبر ہے۔ (پ ۵ ۔ نسآء ۱۲۸)

اللہ بخیلوں کو پسند نہیں کرتا

اللہ کو بخیل پسند نہیں بلکہ سخی پسند ہے، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

جو لوگ بخل کریں اور لوگوں سے بخل کرنے کو کہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(پ ۵ ۔ نسآء ۳۷)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے کہ :۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

وہ لوگ جو خود بخل کریں اور دوسروں کو بخل کرنے کا حکم دیں اور جو منہ پھیرے تو اللہ بے نیاز ہے

Marfat.com

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ — سب سے زیادہ تعریف کیا گیا ہے۔ (پ۲۷۔ حدید ۲۴)

ترکِ بخل کا حکم

قرآن پاک میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے بخل کی مذمت کرتے ہوئے اسے ترک کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝

آپ فرمائیے کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انھیں بھی خرچ ہونے کے خوف سے روک لیتے اور انسان بڑا ہی کنجوس ہے (پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۰)

دنیا داروں کی ایک فطرت کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ اگر انسان کے پاس اللہ کی رحمت کے بیش بہا خزانے بھی آجائیں تو وہ اسے روک لینے کی سوچے گا جس کا خسارہ اُسے ہی ہوگا اس لیے اللہ کے بندے کنجوسی کی بجائے سخاوت سے کام لیتے ہیں۔

مزید ارشادِ الٰہی ہے کہ:۔

وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا ۝ — جب اسے بھلائی پہنچتی ہے تو وہ بخیل بن جاتا ہے (پ۲۹ معارج ۲۱)

ایک اور مقام پر فرمانِ الٰہی ہے کہ:۔

وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ۝ — اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا خواہشمند ہے۔ (پ۳۰ عادیات ۸)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ — استطاعت کے مطابق اللہ سے ڈرو سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو تمھارے لیے بہتر ہے جو اپنے آپ کو بخل سے بچائے گا وہ فلاح پانیوالوں

Marfat.com

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

میں سے ہوگا۔ (پ۲۸۔ تغابن ۱۶)

بخیلوں کو عذاب

بخل کا انجام عذابِ الٰہی ہے اس لیے قیامت کے بعد بخیلوں کو شدید عذاب ہوگا۔ اس کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے کہ:۔

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝

جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا، اور اچھی بات کو جھٹلایا۔ پس بہت جلد اس کے لیے آسانی ہوگی اور جب وہ ہلاکت میں پڑے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔

(پ۳۰۔ لیل ۸ تا ۱۱)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

اے ایمان والو! بے شک بہت سے یہودی علماء اور راہب ناحق لوگوں کا مال کھاتے اور اللہ کی راہ سے روکتے اور وہی لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تھے، ان کے لیے دردناک عذاب کی خبر ہے ان کا جمع شدہ مال دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں، کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا یہ ہے جو تم نے بخل سے جمع کیا تھا اب اسے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (پ۱۰۔ توبہ ۳۴۔۳۵)

سونا و چاندی مال و دولت جو بھی انسان بخل کی بنا پر جمع کر کے اپنے پاس رکھتا ہے اور

Marfat.com

ضرورت کے وقت، اللہ کے لیے خرچ نہیں کرتا۔ قیامت کے روز اسی دولت سے اسے ایسا دردناک عذاب دیا جائے گا کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے اللہ کا خاص بندہ بننے کے لیے بخل کی عادت کو ترک کر کے سخاوت کی عادت ڈالنی چاہیے۔

مذمّتِ بخل از روئے احادیث

بھرا آدمی کون ہے

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھیں لوگوں میں سے بدتر آدمی کا پتہ نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا بتائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ اس کو نہ دے۔ (احمد)

دو فرشتوں کا نزول

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو اس کا اجر عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کے مال کو تلف فرما دے۔ (بخاری شریف)

بُخل باعث ہلاکت ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اس امت کے اگلے لوگ یقین اور زُہد کی وجہ سے نجات پا جائیں گے اور اس اُمّت کے پچھلے لوگ بخل اور حرص کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ (کنز العمال)

خصائلِ مومن

حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ایک مردِ مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بخل اور بدخلقی۔ (ترمذی شریف)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہلاکت خیز ہیں ان میں سرِفہرست تو بخل ہے کہ جس کی مخالفت چھوڑ کر اس کی غلامی اختیار کر لی جائے، اور

Marfat.com

دوسری وہ جھوٹی خواہش جس کے تو پیچھے پڑ جائے اور تیسری نخوت و غرور۔

جنت سے محرومی

حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہتے ہو کہ بخیل ظالم کی نسبت معذور تر ہوتا ہے (یعنی قابلِ معافی) لیکن حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر (یعنی بخل سے بڑھ کر) کون سا ظلم ہو سکتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت و عظمت کی قسم کھا کر کہا ہے کہ کسی بخیل کو بہشت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ بخل کو پسند نہیں کرتا

ابو سعید خدری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک اونٹ کی قیمت کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے ادا کر دی جب باہر چلے گئے تو حضرت عمرؓ کے سامنے شکر ادا کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ کیفیت پوچھی اور کہا کہ فلاں شخص اس سے زائد لے گیا اور شکر ادا نہ کیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص مجھ سے گڑگڑا کر کچھ طلب کرے وہ آگ ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر یوں ہے تو آپ دیتے ہی کیوں ہیں؟ فرمایا۔ اس لیے کہ وہ گڑگڑاتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ بخل سے کام لوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ بخل کو ناپسند کرتا ہے۔

ظلم، فحش اور بخل سے بچو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرا بن جائے گا اور فحش سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فاحش اور متفحش دونوں ناپسند ہیں اور بخل سے بھی بچنا چاہیے کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، ان کو بخل نے جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے کو کہا تو ظالم ہو کے قطع رحم کے لیے ابھارا تو ویسے ہی ہو گئے (حاکم)

بخل و صدقہ کی مثال

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جن کے جسم پر لوہے کی زرہیں ہیں۔ ان کے ہاتھ چھاتیوں اور گردنوں کے ساتھ

Marfat.com

باندھ دیے گئے پس صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو اس کے ہاتھ کھل جاتے ہیں اور بخیل جب صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے حلقے اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)۔

بخیل جنت سے دُور ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی شخص اللہ تعالیٰ سے قریب جنت سے قریب، لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دور ہے۔ جبکہ بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور اور بندگانِ خدا سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے (ترمذی)

بخیل جنّت میں نہیں جائیگا

حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں مکار، بخیل اور احسان جتانے والے داخل نہ ہوں گے۔

بُخل دوزخ کا درخت ہے

حضرت ابوہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کا ایک درخت ہے سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور شاخیں اس کو جنت میں داخل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گی۔ اسی طرح بخل بھی دوزخ کا ایک درخت ہے پس جو بخیل ہوتا ہے وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اس کو دوزخ میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑیں گی۔ (بیہقی)

بُخل سے پناہ کی دُعا

حضرت سعدؓ (بن ابی وقاص) اپنے بیٹے کو یہ کلمات سکھاتے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ نماز کے بعد اللہ سے پناہ طلب کرتے تھے۔ خداوندا بیشک میں پناہ طلب کرتا ہوں جان کے خوف (کم ہمتی) سے اے اللہ میں بخل اور عمر کی اس زیادتی سے جو سببِ اذیت ہو پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے مالک و مولیٰ میں دنیا کے فتنوں اور عذابِ قبر سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں (بخاری)

بدترین خصلتیں

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ انسان میں دو بدترین خصلتیں ہیں، انتہائی بخل اور انتہائی بزدلی۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ بخل اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

بخل سے بچو

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے احتراز کرو کیونکہ ہر ظلم قیامت کے دن تاریکی ہوگا اسی طرح بخل سے بچو کیونکہ اس نے اس سے پہلے بہت لوگوں کو اس طرح ہلاک کیا کہ پہلے ظلم پر اکسایا اور انھوں نے خونریزی کی اور حرام کو حلال سمجھا۔ (مسلم)

بخل ہلاک کرتا ہے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بخل مہلکات میں سے ہے" (طبرانی)

بخل سے پناہ مانگو

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ مانگی ہے۔ (مسلم)

جنت سے محرومی

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔ (طبرانی)

بخل باعثِ نقصان ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بخل جتنا اسلام کو مٹاتا ہے اتنی اور کوئی چیز نہیں مٹاتی۔ (طبرانی۔ ابویعلی)

اللہ کے تین دشمن

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے۔ بوڑھا زناکار، بخیل، متکبر۔ (ابنِ حبان)

بخیل جہنم کے قریب ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل جنت سے دُور، اللہ سے دُور

Marfat.com

اور لوگوں سے دور ہے مگر جہنم سے قریب ہے"۔ (ترمذی)

بخل سے بچو

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ "بخل سے بچو، بخل نے تم سے پہلوں کو بھی ہلاک کیا ہے"۔ (مسلم)۔

بخیل جہنم میں جائے گا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ نے یہ بات اپنے اوپر واجب کرلی ہے کہ وہ سخی کو جنت میں اور بخیل کو جہنم میں بھیجے گا"۔

مسلمان کے خصائل

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "دو خصلتیں مسلمان میں جمع نہیں ہوسکتیں ایک بخل دوسرے کذب"۔

بخل باعثِ فساد ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخل کی وجہ سے خونریزی ہوتی ہے بخل کی وجہ سے لوگ حرام کو حلال کرلیا کرتے ہیں۔ بخل کے سبب فسق و فجور پھیلتا ہے"۔

(ابوداؤد، ابنِ حبان)

فرشتوں کی دُعا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دو فرشتے ہر صبح کے وقت دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جو شخص تیرے راستہ میں صدقہ کرے اس کو اس کے مال کا عوض عنایت کر۔ دوسرا کہتا ہے الٰہی جو شخص بخل کرے اس کا مال تلف کردے۔ (بخاری)

فرمانِ نبوی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس ذات نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے اس کی قسم جو شخص اپنے مفلس قرابت داروں کو نہیں دیتا اور دوسروں کو دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کا صدقہ قبول نہیں کرتا

Marfat.com

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے خدا ایسے بندہ کی طرف قیامت میں دیکھنا بھی پسند نہ کرے گا جو اپنے غریب قرابت داروں کو کچھ نہیں دیتا لیکن دوسروں کو دیتا ہے۔ (نسائی شریف)

بخیل جنّت میں داخل نہیں ہوگا

ایک حدیث میں آیا کہ اللہ جل شانہ نے جنتِ عدن کو اپنے دستِ مبارک سے بنایا پھر اس کو آراستہ اور مزین کیا۔ پھر فرشتوں کو حکم فرمایا کہ اس میں نہریں جاری کریں اور پھل اس میں لٹکائیں جب حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کی زیب وزینت کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: کہ میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم میرے عرش پر بلندی کی قسم تجھ میں بخیل نہیں آسکتا۔ (کنز اعمال)

بُخل اچھا نہیں

حضرت ابنِ عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جود اللہ تعالیٰ کی جود سے ہے تم جود کرو کہ خدائے تعالیٰ تم پر جود کرے گا۔ جان رکھو کہ خدائے تعالیٰ نے بخشش کو ایک درخت کی صورت پر پیدا کیا اور اس کی جڑ درخت طوبیٰ کی جڑ میں مستحکم کی اور اس کی ٹہنیوں کو سدرۃ المنتہیٰ کی شاخوں میں بستہ کیا اور بعض ٹہنیوں کو دنیا میں لٹکا دیا پس جو شخص اس کی شاخ سے لپٹ گیا جنت میں داخل ہوگیا۔ جان رکھو کہ سخاوت ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں جائے گا اور خدائے تعالیٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا۔ اس کی جڑ دوزخ کے درخت زقوم یعنی سٹیر کی جڑ میں داخل ہے اور اس کی کچھ ٹہنیوں کو دنیا میں جھکا دیا جو کوئی اس کی شاخ پکڑ لیتا ہے دوزخ میں جاتا ہے یاد رکھو بخل کفر کا ٹکڑا ہے اور کفر دوزخ میں جاوے گا۔ (احیاء العلوم)

بخل دوزخ کا درخت ہے

ایک حدیث میں ہے کہ سخاوت وہ درخت ہے جو جنت میں اگتا ہے پس جنت میں وہی داخل ہوگا جو سخی ہوگا اور بخل وہی درخت ہے جو دوزخ میں جمتا ہے تو دوزخ میں وہی داخل ہوگا جو بخیل ہوگا۔

⁂

Marfat.com

حکایت ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ کعبہ شریف کا حلقہ تھامے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ "اے پروردگار! اس گھر کی حرمت و عزت کے صدقے میرا گناہ بخش دے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے شخص تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا، میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ میں اسے اپنے لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر ہوں، فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین؟ اس نے کہا میرا گناہ۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اس نے کہا میرا گناہ۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا میرا گناہ۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالیٰ؟ اس نے کہا حق تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ فرمایا بس کہو کہ تمھارا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے لیکن جوں ہی کوئی سائل مجھے دُور سے دکھائی دیتا ہے مجھے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ بس آگ (چلی آ رہی) ہے جو مجھے جلا کر راکھ کر دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے دور رہ کہ تیری آگ کہیں مجھے بھی نہ پھونک ڈالے۔ قسم ہے مجھے اس پاک پروردگار کی، جس نے مجھے سیدھی راہ دکھانے کے لیے اس دنیا میں بھیجا ہے کہ اگر تو رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال تک نماز پڑھتا رہے اور اس قدر گریہ وزاری کرے کہ تیرے آنسوؤں سے ندیاں بہنے لگیں اور ان کی وجہ سے درخت پیدا ہو جائیں لیکن تیری موت اسی حالتِ بخیلی میں ہو تو تیرا ٹھکانا پھر بھی دوزخ اور صرف دوزخ ہی رہے گا، تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ بخل کفر میں ہے اور کفر کا مادہ آتش ہے۔ اے وائے تو نے یہ بھی نہ سنا کہ حق تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور تو نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی نہ سنا کہ "جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

قصہ سخی اور بخیلوں کا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بنی اسرائیل میں سے تین شخص تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے۔ اس نے کہا اچھا رنگ، خوبصورت جسم

اور اس چیز کا دور ہو جانا جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ نے یہ سن کر اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا، اس کا کوڑھ جاتا رہا، رنگ اچھا نکل آیا اور جلد خوشبو رنگ ہو گئی، اس کے بعد فرشتہ نے کہا تجھ کو کس قسم کا مال پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ! حضورؐ فرماتے ہیں اس کو خواہش کے مطابق اس کو حاملہ اونٹنیاں دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو یہ دعا دی کہ خدا تیرے لیے ان میں برکت عطا فرمائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور دریافت کیا تجھ کو کون سی چیز زیادہ پسند ہے، اس نے کہا خوبصورت بال اور اس چیز کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں (یعنی گنج) آپ نے فرمایا کہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اس کا سر ٹھیک ہو گیا اور خوبصورت بال عطا کیے گئے۔ پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا گائیں۔ چنانچہ اس کو حاملہ گائیں عطا کر دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو دعا دی کہ خدا تیرے اس مال میں برکت دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے اس نے کہا صرف یہ کہ خدا تعالیٰ میری بینائی مجھ کو واپس مرحمت فرما دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا نے اس کی بینائی اس کو واپس مرحمت فرما دی۔ پھر فرشتہ نے دریافت کیا کس قسم کا مال تجھ کو پسند ہے اس نے کہا بکریاں، چنانچہ اس کو زیادہ بچے دینے والی بکریاں دے دی گئیں۔ پس ان تینوں کے مال میں خدا نے برکت دی اور کوڑھی و گنجے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں منظر آنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ اپنی اسی شکل و صورت میں جس میں پہلے آیا تھا کوڑھی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرا سامان کا سفر جاتا رہا ہے بس اب منزلِ مقصود تک پہنچنا خدا کی مہربانی سے ہو سکتا ہے یا تیرے سبب سے۔ پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر کہ جس نے تجھ کو اچھا رنگ، اچھی جلد اور مال عطا فرمایا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤں۔ کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا میں تجھ کو پہچانتا ہوں

Marfat.com

میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں یعنی بہت سے حقدار ہیں ان کی موجودگی میں تجھ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ فرشتہ نے اس کے جواب میں کہا میں تجھ کو پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی نہیں ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور تو فقیر تھا۔ خدا نے تجھ کو مال دیا۔ کوڑھی نے اس کے جواب میں یہ کہا یہ مال مجھ کو نسلاً بعد نسلاً اپنے خاندان سے ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ پھر فرشتہ اپنی اسی صورت میں گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ پس فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ایسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد فرشتہ اپنی اسی شکل میں اندھے کے پاس پہنچا اور کہتا ہے کہ میں ایک مردِ مسکین اور مسافر ہوں میرا سامانِ سفر جاتا رہا ہے۔ بس اب منزلِ مقصود تک پہنچنا خدا کی عنایت سے ممکن ہے یا تیرے ذریعہ سے۔ پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو دوبارہ بینائی بخشی ہے، ایک بکری مانگتا ہوں۔ اندھے نے یہ سن کر کہا میں اندھا تھا خدا نے میری بینائی مجھ کو واپس بخشی۔ پس تجھ کو جس قدر مال چاہیے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا۔ قسم ہے خدا کی میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا۔ اس چیز کو واپس کرنے کی حمد تو لے گا۔ فرشتہ نے یہ سن کر کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ۔ تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا اور تیرے ساتھیوں سے خدا ناراض ہوا۔ (بخاری و مسلم)

حکایت

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ میں تجھ کو حضرت خضر کا حال سناؤں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم خوشی سے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن حضرت خضر بنی اسرائیل کے بازار میں ٹہل رہے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جو مکاتب تھا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کے آقا نے اس کی آزادی کو روپیہ کی ایک خاص تعداد پر موقوف کر دیا ہو) اس غلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے خدا کے نام پر سوال کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا

Marfat.com

میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں لیکن میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس نے کہا میں تجھ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ کو کچھ دے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اگر تو چاہے تو یہ ممکن ہے کہ مجھ کو غلام بنا کر فروخت کر دے۔ میں غلامی کو اختیار کر لیتا ہوں لیکن اللہ کے نام کو بے قدر نہیں کر سکتا۔ اس سائل نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضرت خضر علیہ السلام کو ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور قیمت اس شخص نے وصول کر لی جس نے حضرت خضرؑ کو فروخت کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک بوڑھا آدمی سمجھ کر حضرت خضرؑ کی توقیر کی اور کوئی کام ان کو نہیں بتایا حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے آقا سے کہا آپ مجھے کوئی کام بتائیے لیکن آقا نے کہا میں تم کو تکلیف دینی نہیں چاہتا۔ مگر جب حضرت خضر علیہ السلام نے بار بار تقاضا کیا تو اس نے پتھروں کا ڈھیر بتایا اور کہا ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیجیے۔ یہ کہہ کر آقا سفر میں چلا گیا اور جب سفر سے لوٹ کر آیا تو اس نے دیکھا کہ حضرت خضرؑ اس کام سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس نے دیکھ کر تعجب کیا کیونکہ اس نے جو کام بتایا تھا وہ چھ آدمیوں کی طاقت و محنت سے بھی زائد تھا۔ حضرت خضرؑ نے مزید خدمت کا مطالبہ کیا تو پھر آقا نے کہا میں تجھ کو محنت میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تم مجھ کو کچھ نصیحت کر دیا کرو میں تجھ کو خدمت کا اہل نہیں سمجھتا۔ لیکن جب حضرت خضرؑ نے اصرار کیا تو اس نے مجبوراً ایک مکان بنانے کی خدمت سپرد کی اور خود سفر میں چلا گیا۔ جب دو تین دن میں واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ مکان تیار ہو چکا تھا اب اس سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں سچ بتائیے آپ کون ہیں؟

حضرت خضرؑ نے کہا اس نام کی عزت کے لیے میں نے غلامی اختیار کی تھی تو نے پھر اسی کے نام کا واسطہ دیا۔ پھر حضرت نے پورا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ اے میرے آقا جس شخص سے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کیا گیا اور اس نے باوجود قدرت کے سائل کو رد کر دیا تو وہ قیامت میں ایسی حالت کے ساتھ آئے گا کہ نہ اس کے جسم پر گوشت ہو گا اور نہ چمڑا۔ آقا ان تمام واقعات سے سخت متاثر ہوا اور حضرت خضرؑ سے دریافت کیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت خضرؑ نے صرف آزادی کی

Marfat.com

خواہش کی اور آقا نے آپ کو آزاد کر دیا۔

احوال و آثار

حضرت کعب رضؓ کا قول

حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لیے روزانہ دو فرشتوں کو مقرر کیا جاتا ہے جو (دن بھر) یہی منادی کرتے رہتے ہیں کہ "بار خدایا! جو شخص مال کا ذخیرہ کرتا رہے اس کا مال تباہ و برباد کر دے اور جو خرچ کرتا رہے اس کو اس کے عوض مزید مال عطا فرما دے"۔

بخیل کو عادل نہ مانو

امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمہ کا ارشاد ہے کہ میں بخیل کو عادل نہیں تسلیم کرتا اور اس کی گواہی کی سماعت کے لیے تیار نہیں کیونکہ اس کا بخل ہمیشہ اس سے یہی تقاضا کرتا رہتا ہے کہ کسی طرح اصل حق سے زیادہ مال ہاتھ آجاوے۔

حکایت

ایک حکایت ہے کہ محمد بن یحییٰ برمکی بخیل اور بدصورت تھا کسی شخص نے اس کے رشتہ دار سے جس سے اس کو کمال الفت تھی اس کے دسترخوان کا حال پوچھا اس نے کہا دسترخوان چار انگشت مکسر ہوگا اور پیالے ایسے چھوٹے ہیں کہ گویا خشخاش کھود کر بنائے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایسے دسترخوان پر کون لوگ کھاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ کراماً کاتبین کھاتے ہیں پھر فرمایا کہ محمد بن یحییٰ کے ساتھ آخر کوئی کھاتا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا مکھیاں البتہ کھاتی ہیں۔ کہا کہ تم تو اس کے مخصوصوں میں سے ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ تمھارے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے سوئی میسر نہیں کہ اس سے درست کر لوں اور زیادہ تو کیا کہوں اگر بالفرض محمد بن یحییٰ کے ملک میں ایک کوٹھہ بغداد سے لے کر تو یہ تک لمبا سوئیوں سے بھرا ہوا ہو اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے ساتھ آکر اس کوٹھے میں سے ایک سوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کے ٹانکے کے لیے جو پیچھے سے پھٹ گیا تھا

مانگیں تو محمد بن یحییٰ کبھی نہ دے گا۔

حکایت روایت ہے کہ ایک اعرابی کسی شخص کی تلاش میں نکلا وہ انجیر کھا رہا تھا جس کو عربی میں تین کہتے ہیں، جب اعرابی کو دیکھا اس کو چادر تلے چھپا دیا۔ پھر اعرابی سے کہا کہ تم کچھ قرآن مجید میں سے پڑھو۔ اس نے کہا بہتر اور پڑھا والزیتون وطور سینین اس نے کہا کہ اس کے شروع میں والتین کہاں گیا۔ اعرابی نے جواب دیا کہ وہ آپ کی چادر کے نیچے ہے۔

بخیل کا مفہوم کیا ہے متعدد علماء سے سوال کیا کہ دانش مند، دولت مند، بخیل، دانا درویش کا مفہوم کیا ہے اور سب نے یہی جواب دیا کہ دانشور وہ ہے جو قضا و قدر پر مطمئن رہے۔ دانا وہ ہے جو فریبِ دنیا میں مبتلا نہ ہو سکے۔ درویش وہ ہے جو زیادہ طلب نہ کرے اور بخیل وہ ہے جو دولت کو مخلوق سے زیادہ عزیز تصور کرتے ہوئے کسی کو ایک حبّہ نہ دے۔

حکایت روایت ہے کہ نوشیرواں عادل کے پاس دو حکیم ہند اور روم سے آئے اس نے ہندی حکیم سے کہا کچھ کہو، اس نے کہا آدمیوں میں بہتر وہ ہے جو ملاقات میں سخی ہو اور غصّہ میں ہوشیار اور کہنے میں متامل اور رفعت میں تواضع کرنے والا اور سب قرابت داروں پر شفقت کرنے والا۔ پھر حکیم رومی نے کہا کہ بخیل کا مال اس کے دشمن کو پہنچتا ہے اور جو شخص شکر گزار کم ہے اس کا مطلب نہیں ملتا اور دروغ گو مذموم ہوتے ہیں اور جغل خور فقیر ہو کر مرتے ہیں اور جو شخص کسی دوسرے پر رحم نہیں کرتا خدائے تعالیٰ اس پر ایسے کو مسلّط کرتا ہے جو اس پر رحم نہ کرے بصرہ میں ایک بخیل مالدار تھا کسی ہمسایہ نے اس کی دعوت کی اور قیمہ انڈوں کے ساتھ پکا ہوا سامنے رکھا وہ بہت سا کھا گیا پھر پانی بار بار پینے لگا یہاں تک کہ پیٹ پھول گیا اور کرب کے مارے مرنے اور پیچ و تاب کھانے لگا۔ جب بُرا حال ہوا تو اس کی کیفیت طبیب سے بیان کی گئی طبیب نے کہا کوئی مضائقہ نہیں قے کر ڈال۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے مرنا قبول ہے مگر جو غذا میں نے

Marfat.com

ہیں نے کھائی ہے وہ کبھی قے نہ کروں گا۔

حضرت عمرؓ کا قول

حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے اور جنت سے دور ہو جاتا ہے مگر دوزخ کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کا فرمان

آپ ہی کا ایک اور ارشاد ہے کہ بخیل دشمنِ خدا ہے اگرچہ کتنا بڑا زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

بخیل دنیا میں مفلسوں اور قلاشوں جیسی زندگی بسر کرے گا مگر آخرت میں امیروں جیسا حساب وکتاب دے گا۔

آپ ہی کا ایک اور فرمان ہے کہ صاحبِ مال اکثر بخیل ہوتے ہیں۔

شیطان پیارا شخص کون

حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ شیطان کو سب سے پیارا بخیل مسلمان ہے اور ناپسندیدہ گنہگار سخی ہے۔

حضرت امام حسینؓ کا ارشاد

آپ کا ارشاد ہے کہ بخیل ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتا ہے دنیا میں اس لیے ذلیل ہوتا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت خرچ نہیں کرتا اور آخرت میں اس لیے ذلیل ہوگا کہ اسے ذلت آمیز عذاب ملے گا۔

حضرت یحییٰ برمکی کا قول

حضرت یحییٰ برمکی نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا اللہ کی راہ میں دے دینا ٹھہرا لیا ہو پھر اس کے دینے میں دیر کرنا غایت درجے کا بخل ہے۔

آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ جس میں فیاضی اور علم تکبّر کے ساتھ ہو اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ اس میں بخل اور جہل علم کے ساتھ ہو۔

بخل کا انجام

بخل کا انجام غم دینا اور تباہ کرنا ہے۔

(مؤلف)

Marfat.com

حکایت ایک دفعہ دمشق میں ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ ہر طرف پریشان حال لوگ بھوک سے ایڑیاں رگڑتے نظر آتے۔ کھیتیاں اور باغ اُجڑ گئے یہاں تک کہ کنوؤں اور چشموں کا پانی بھی سوکھ گیا۔ دمشق میں میرا ایک دوست تھا جسے اللہ نے ہر قسم کی نعمتیں با افراط رکھی تھیں۔ اس کے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی۔ قحط کے دنوں میں اس سے میری ملاقات ہوئی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ دوست تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے کہ سوکھ کا کانٹا ہو گئے ہیں۔

اس نے خشم آلود ہو کر جواب دیا کہ تمھیں دکھائی نہیں دیتا کہ خلقِ خدا کس مصیبت میں گرفتار ہے۔ آخر جان بوجھ کر انجان بننے سے کیا فائدہ؟

میں نے کہا کہ بھائی قحط کا حال تو مجھے معلوم ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کا اثر تجھ جیسے آسودہ حال آدمی پر کیسے پڑ سکتا ہے زہر اس جگہ ہلاک کرتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے۔ قحط سے تو نادار ہی مرتے ہیں جن کو اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہے ان پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے آخر بطخ کو پانی کے طوفان سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

میرے دوست نے رنجیدہ ہو کر میری طرف ایسے دیکھا جیسے ایک عالم جاہلِ مطلق کو دیکھتا ہے اور پھر کہا کہ اے دوست انسان کنارے پر ہو لیکن اس کے دوست دریا میں ڈوب رہے ہوں تو اس کو کیسے چین آ سکتا ہے۔ میرا چہرہ بے سروسامانی کی وجہ سے زرد نہیں ہے بلکہ بے کس لوگوں کی مصیبت اور غم نے میرا دل توڑ دیا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روٹی کے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہیں تو میرے حلق میں لقمہ زہر بن جاتا ہے۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ لوگ روکھی سوکھی روٹی کو ترسیں اور میں مرغن کھانے کھاؤں۔ خدا نے مجھے دولت اس لیے نہیں دی کہ اپنا جسم پالتا رہوں اور محتاجوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لوں۔ ایسے دولت مند پر لعنت ہے جو اپنی دولت اللہ کے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے پر صرف نہیں کرتا۔

* * *

Marfat.com

حکایت حضرت سفیان ثوریؒ کے بارے میں حکایت ہے کہ ایک آدمی نے آکر ان سے صرف نصف دینار کا سوال کیا۔ لیکن حضرت سفیان ثوریؒ نے انھیں پورا دینار دے دیا۔ جب اس عمل پر ان سے پوچھا گیا تو سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ اس مانگنے والے کا اپنا ظرف اور عزتِ نفس تھی۔ اگر اس میں مانگنے اور طلب کرنے کا حوصلہ تھا تو میں کیوں اپنی عزتِ نفسی کی پاسداری نہ کرتا۔ اگر اس سائل نے اپنے نفس کی حفاظت اور صیانت کو توڑ دیا تو میں کیوں بخل سے کام لوں۔

حکایت شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے سنا کہ روم کے نواح میں ایک خدا رسیدہ بزرگ ہے جو نہایت پاک طینت اور عبادت گزار ہے۔ مجھے اس کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ کچھ دوسرے لوگوں کو میرے ارادہ کا علم ہوا تو وہ بھی میرے ساتھ دینے پہ آمادہ ہو گئے اور ہم سب اس بزرگ کی زیارت کے لیے روانہ ہو پڑے۔ طویل اور پر صعوبت سفر کے بعد ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے اس وقت ہماری بری حالت تھی تھک کر چور ہو گئے تھے اور بھوک سے جان لبوں پر آئی ہوئی تھی اس بزرگ نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ ہر ایک کے ہاتھوں اور سر آنکھوں کو چوما اور نہایت وقار اور عزت سے بٹھایا۔ اس کے جاہ وحشم کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا سونے چاندی کی ریل پیل تھی۔ ہر طرف مستعد خدام دوڑے پھرتے تھے اور حد نظر تک اس کے کھیت اور باغ پھیلے ہوئے تھے۔ بایں ہمہ اس کا چولہا ٹھنڈا تھا اور اس نے ہمیں کھانا کھلانا تو درکنار اس کے بارے میں ذکر تک نہ کیا البتہ خندہ جبینی اور شیریں زبانی کا یہ عالم تھا کہ بات بات پہ بچھا جاتا تھا اور اہلاً وسہلاً مرحبا کہتے اس کی زبان نہ تھکتی تھی بھلا خالی خولی باتوں سے ہمارے پیٹ کی آگ کیسے بجھ سکتی تھی۔ دل ہی دل میں کڑھتے تھے اور سوچتے تھے کہ یہ بزرگ تو بے پھل کے درخت کی طرح بے فیض ہے رات ہوئی تو اس نام نہاد بزرگ نے مصلیٰ پکڑ لیا اور تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو گیا۔ اس نے ساری رات اللہ اللہ کرتے گزار دی اور پلک تک نہ جھپکائی۔ ادھر ساری رات ہم بھوک کے مارے انگاروں پر

Marfat.com

لوٹتے رہے اور اس کی جان کو روتے رہے۔ صبح ہوئی تو اس بزرگ نے عبادت سے فارغ ہو کر پھر میٹھی میٹھی باتیں شروع کر دیں۔ لیکن کیا مجال کہ اپنی گفتگو میں کھانے کا ذکر تک آنے دے۔

میرے ساتھیوں میں ایک جوان نہایت خوش طبع اور لطیفہ گو تھا وہ نہ رہ سکا اور اس عابد شب زندہ دار سے کہا کہ حضرت ہمیں آپ کا بوسہ نہیں توشہ چاہیے۔ آپ کی شیریں کلامی اور محبت ہمارے کس کام کی؟ بہتر ہوگا کہ آپ ہمارے سر پہ جوتے مار لیں اور کھانے کو کچھ دے دیں۔

باایثار مرداں سبق بردہ اند
نہ شب زندہ دارانِ دل مردہ اند
کرامت جوانمردی و نان و ہمیت
مقالات بیہودہ طبلِ تہیت

لوگوں کو ایثار کی بدولت بڑی (سبقت) حاصل ہوئی ہے۔ شب زندہ داروں کا دل مردہ نہیں ہوتا۔ شرافت، سخاوت اور روٹی دینا ہے۔ بے ہودہ اور لایعنی باتیں محض خالی ڈھول ہیں۔

حکایت ایک خدا رسیدہ درویش اپنی کسی ضرورت کے لیے ایک دولت مند آدمی کے دروازے پر گئے۔ یہ شخص سخت بخیل اور متکبر تھا۔ اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا درویش نے بہتیری صدائیں دیں لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ قریب ہی ایک اندھا رہتا تھا اس نے سنگ دل امیر کے دروازے پر سائل کی صدائیں سنیں تو لاٹھی سے راستہ ٹٹولتا ہوا باہر آیا اور سائل کے پاس آکر نہایت عجز سے کہا کہ میرے غریب خانہ پہ قدم رنجہ فرمائیے اور مجھ مسکین کا نان و نمک قبول فرمائیے۔ درویش نے نیک اندھے کی درخواست قبول کر لی اور کھانا کھا کر دعا کی الٰہی اس کی آنکھوں کو روشن کر دے۔ اندھا رات کو سویا تو اس کی آنکھوں سے پانی کے چند قطرے نکلے صبح اس نے آنکھ کھولی تو اس کی بصارت عود کر آئی۔ یہ خبر آناً فاناً سارے شہر میں پھیل گئی جب اس بخیل کے کانوں میں اس کی بھنک پڑی تو کفِ افسوس ملتا ہوا بینائی کی دولت پانے والے

Marfat.com

پاس گیا اور پوچھا کہ اے نیک بخت! بتا یہ دولت تجھے کیسے مل گئی اس نے جواب دیا کہ تو کم نظر اور بے عقل تھا کہ دنیا کی لالچ میں ایک بزرگ پر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا کیا تجھے معلوم نہیں کہ بزرگوں کی پابوسی کرنے سے بصیرت بھی ملتی ہے اور بصارت بھی۔ یہ سن کر بدبخت بخیل بصد حسرت یہ کہتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا ؎

کہ شہباز من صید دام تو شد
مرا بود دولت بنام تو شد

ہائے افسوس کہ یہ شہباز میرا تھا لیکن تیرے جال میں پھنس گیا۔ یہ دولت میرے گھر میں آئی تھی لیکن میں بدبختی کی وجہ سے محروم رہا اور تجھے مل گئی۔

حکایت ایک دولت مند بخیل کا لڑکا سخت بیمار تھا۔ اس کے بہی خواہوں نے اس سے کہا کہ قرآن مجید کا ختم کرو۔ ایک قرآن مجید پڑھ کر اس کی صحت یابی کے لیے دعا کرو یا قربانی (صدقہ) دے۔ بخیل سوچ میں پڑ گیا اور پھر کہنے لگا کہ قرآن ختم کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ قربانی کے جانوروں کا ریوڑ بہت دور ہے۔ ایک صاحب دل نے سنا تو کہا قرآن ختم کرنا اسے اس لیے پسند آیا ہے کہ قرآن تو اس کی نوکِ زبان پر ہے اور روپیہ اس کی جان میں اٹکا ہوا ہے

دریغا گردن طاعت نہادن
گرش ہمراہ بودے دست دادن
بدینارے چو خرو رگل بخانند
ور الحمدے بخواہی صد بخوانند

عبادت الٰہی (اکثر لوگوں اور بالخصوص بخیلوں پر) بہت گراں گزرتی اگر اس کے ساتھ ہاتھ سے دینے کی شرط بھی ہوتی۔

بخیلوں کو ایک دینار بھی خرچ کرنا پڑے تو وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے گدھے کی مانند بن جاتے ہیں ہاں اگر الحمد للہ پڑھواؤ تو سو بار پڑھ جاویں۔

Marfat.com

محبوب تک رسائی کا اصول

حضرت خواجہ شمس الدین رح نے فرمایا ہے:۔
"محبوبِ حقیقی کے حضور میں پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جب تک انسان حرص و بخل سے بالاتر نہ ہو لے محبوب تک رسائی ممکن نہیں۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

گل توحید نروید بہ زمینے کہ دارد
خار شرک و حسد و کبر و ریا و کین است

ترجمہ:۔ توحید کا پھول ایسی سرزمین میں چٹک کر نہیں مہک سکتا جو سراسر شرک و حسد فخر و تکبر اور بغض و ریا کے کانٹوں سے اَٹی پڑی ہو۔

Marfat.com

باب ۷

غُصّہ

اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسان کو آگ، پانی، مٹی اور ہوا سے بنایا ہوا ہے اس لیے غصہ اسکی سرشت میں شامل ہے۔ غُصّہ کا تعلق آگ سے ہے آگ کا اثر چونکہ انسانی خمیر میں شامل ہے اس لیے انسان میں غصّہ لازمی طور پر موجود ہوتا ہے خواہ زیادہ ہو یا کم۔ غُصّہ بالکل تو ختم نہیں ہوتا۔ البتہ غُصّے کو پی جانا اہلِ تصوّف کا وصف ہے۔ غصّہ جب غالب آتا ہے تو یہ سخت قابلِ مذمت ہوتا ہے کیونکہ غصّہ کی بنا پر انسان سے گناہ ہو سکتے ہیں اس لیے طالبانِ معرفت کے لیے اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

شدتِ جذبات کے اظہار کا نام غُصّہ ہے اور یہ دل میں پیدا ہوتا ہے اور یہ غیرت کا حصّہ بھی ہے۔ مگر عام معمولاتِ زندگی میں غصّہ اچھی چیز نہیں۔ ایسے ہی بات بات پر غُصّہ کرنا اچھا نہیں۔ غُصّہ کرنے والا انسان بھائی چارے میں اچھا انسان ثابت نہیں ہوتا بلکہ غُصّے کی حالت میں بہت سے بنے ہوئے حالات بھی بگڑ جاتے ہیں تو بعض اوقات تو غُصّہ ایمان پر بھی اثر انداز ہو جاتا ہے کیونکہ غُصّے کی حالت میں انسان اکثر اوقات اپنے آپ سے باہر ہو جاتا ہے اور عقل کے تقاضوں کو بھی پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔ اس طرح شیطان کو راہِ راست سے گمراہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

اہلِ تصوّف کا نظریہ ہے کہ غُصّہ کی نسبت شیطان سے منسوب ہے۔ شیطان چونکہ آگ سے بنا ہے اور آدم مٹی سے۔ آگ کی کیفیت چونکہ اضطرابی ہے اور مٹی کا وصف سکون ہے اس لیے جب انسان میں غُصّہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جذبات آگ کی طرح بڑھکتے ہیں اور اس وقت

شیطان کو پھسلانے کا موقع مل جاتا ہے کیونکہ غصے میں شیطان انسان پر غالب آجاتا ہے اس لیے جب غصّہ آئے تو اسے پی جانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غصّہ کو بہت ہی ناپسند کیا ہے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن ترغیب دی ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ غصّہ انسان میں اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اس کا ہتھیار بن جائے تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنے آپ سے مضرت اور نقصان کو دور کر سکے اور خواہش (شہوت) کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ جو چیز مفید ہو اس کو اپنی طرف کھینچ لے۔ انسان کو ان دو چیزوں سے گریز ناممکن ہے لیکن جب ان میں افراط پیدا ہوتی ہے تو وہ خطرے اور اس آگ کی مانند ہے جو دل میں بھڑکتی ہے اور اس کا دھواں دماغ تک پہنچتا ہے اور عقل کے محل کو وہ دھواں تیرہ و تاریک کر دیتا ہے کہ عقل کو کوئی اور اچھی بات نہ سوجھ سکے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک غار میں اتنا دھواں پیدا ہو جائے کہ اس کے اندر کوئی جگہ نظر نہ آئے۔ یہ بہت ہی خرابی کی بات ہے اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ غصّہ عقل کے حق میں شیطان ہے اور اس کا بالکل کم ہو جانا بھی اچھا نہیں ہے کہ عزت اور دین کی حفاظت کے لیے قتال اور کافروں سے جنگ و جدال اسی جذبہ کی بدولت ہو سکتا ہے۔

غصّہ میں نہ افراط ہو نہ تفریط بلکہ اعتدال ہو اور عقل و دین کے حکم سے ہو۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ریاضت سے مطلب یہ ہے کہ غصّہ کی قطعی بیخ کنی ہو جائے ایسا خیال کرنا غلط ہے کیونکہ غصّہ تو بمنزلہ ہتھیار کے ہے انسان کو اس سے گریز ناممکن ہے۔ غصہ کا نابود ہونا جب تک انسان زندہ ہے ناممکن ہے جس طرح شہوت کا استیصال یا اس کا نابود ہونا ممکن نہیں ہے، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ بعض کاموں اور بعض اوقات میں غصّہ ظاہر نہ ہو بالکل پنہاں ہو جائے اور لوگ سمجھیں کہ غصّہ بالکل ختم ہو گیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص ہماری ضرورت کی چیز ہم سے چھین لینا چاہتا ہے تو اس سے غصہ پیدا ہوتا ہے لیکن جب حاجت نہ ہو تو غصہ نہیں آئے گا مثلاً کسی کے پاس ایک کتا ہے اور اس کو اس کی حاجت نہیں ہے اب اگر اس کو کوئی لے گا یا کسی نے اس کو مار ڈالا تو غصّہ نہیں آئے گا۔ کھانا، کپڑا، گھر، صحت و تندرستی یہ تمام چیزیں ضرورت کی

Marfat.com

ہیں پس اگر کسی نے زخم لگایا جس سے جان کو اذیت پہنچی یا اس کی خوراک یا کپڑا چھین لیا تو یقیناً غصہ آئے گا۔ اب اس کی جس قدر زیادہ حاجت ہوگی اسی قدر غُصّہ میں شدت پیدا ہوگی۔

محتاج شخص بہت عاجز اور لاچار رہتا ہے کیونکہ محتاج نہ ہونے ہی میں آزادی ہے، جتنی زیادہ حاجت ہوگی اسی قدر بندگی اور غلامی میں اضافہ ہوگا۔ پس ریاضت سے یہ بات ممکن ہے کہ انسان ضروری چیز کا حاجت مند رہے۔ جاہ و مال اور دنیا طلبی کا خیال دور ہو جائے۔ پس غصہ جو اسی حاجت کا نتیجہ ہے ختم ہو جائے گا کیونکہ جو شخص طالبِ جاہ نہیں ہے اس شخص پر جو اس سے برتر مقام پر پہنچنا چاہتا ہے یا اس سے مقدّم بننا چاہتا ہے غصہ نہیں کرے گا، اس معاملہ میں مخلوق کے مابین بہت ہی تفاوت ہے کیونکہ اکثر غصہ جاہ و مال کی فراوانی کے سبب سے ہوا کرتا ہے یہاں تک کہ بعض سبک مایہ چیزوں پر بھی لوگ فخر کرتے ہیں۔ مثلاً شطرنج، نردبازی کبوتر بازی اور شراب خوری، یا مثلاً کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص اچھا شاعر ہے اور شراب کم پیتا ہے یہ سن کر وہ غصہ میں آتا ہے ایسی صورت میں ریاضت اور توبہ سے اس جال سے رہائی پا سکتا ہے لیکن جو چیز آدمی کی ضرورت ہے اس معاملہ میں غُصّہ نابود نہیں ہوگا۔ اور نابود ہونا بھی نہیں چاہیے لیکن خشم اور غصہ کو قابو میں رکھنا چاہیے یہ نہ ہو کہ غصہ میں آپے سے باہر ہو جائے اور عقل و شرع کے خلاف غصہ اس پر غلبہ پا لے پس ریاضت کرنے سے غصہ کو اس درجہ پر لا سکتے ہیں۔

غصّے سے بچنے کا حکم

اللہ والوں کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ غُصّے سے بچتے ہیں۔ ان کے اس وصف کے بارے میں کلام الٰہی میں ہے کہ :۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ

جو لوگ اللہ کی راہ میں خوشحالی میں اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غُصّے کو پی جاتے ہیں اور

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ -

لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔
(پ ۴ ۔ آلِ عمران ۱۳۴)

اولیاء اور صوفیاء کے اوصاف میں سے ہے کہ وہ بڑے سخی ہوتے ہیں اور غصہ آنے پر غُصّے کو دبا لیتے ہیں یعنی اسے ظاہر نہیں ہونے دیتے اگر کسی سے زیادتی ہو جائے تو اس سے درگذر فرماتے ہیں اس لیے اللہ کی معرفت کے طالبوں کو غُصّہ دبانا چاہیے ۔ ایک روایت میں ہے کہ اے ابنِ آدم اگر غصہ کے وقت تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا یعنی اس کے حکم کے مطابق غُصّے کو پی جائے گا تو اللہ تعالیٰ بھی تجھے ہلاک ہونے سے بچا لے گا ۔ ایک اور مقام پر غصّے کے وقت معاف کرنے کے بارے میں فرمایا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝

اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آجائے تو معاف کر دیتے ہیں ۔ (پ ۲۵ ۔ شوریٰ ۳۷)

سکون کی حالت میں کسی سے درگزر کر لینا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ غصہ کی حالت میں جب کہ انسان قابو سے باہر ہو جاتا ہے کسی کو معاف کر دینا بڑا مشکل ہو جاتا ہے مگر اللہ کا بندہ وہی ہے جو شدید غُصّے کی حالت میں بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور معاف کر دے لہٰذا اللہ کے طالبوں کو چاہیے کہ وہ اپنی عادت بنا لیں کہ غصّے اور غضب میں بھی معاف کرتے رہیں ۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنی ذاتی رنجش کا بدلہ نہیں لیا البتہ اگر کسی حکم خداوندی کا مسئلہ ہوتا تو جو اللہ حکم کرتا وہی کرتے ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ بہت غصہ کی حالت میں بھی آپ کی زبان مبارک سے اس کے سوا اور کچھ الفاظ نہ نکلتے کہ فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے اس کے ماتھے خاک آلود ہوں ۔

حضرت یونس علیہ السلام کے قصّہ میں اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر کیا ہے :-

Marfat.com

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق صلے اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ج صلے

اور مچھلی والے کو یاد کرو جب وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر غصّے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکیں گے۔ آخر اندھیرے میں اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک مجھ سے بے جا ہوا۔

(پ ۱۷۔ انبیاء ۷۸)

حضرت یونس علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں علاقہ موصل میں کسی آبادی کی طرف پیغمبر مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس قوم کو راہِ حق کی دعوت دی مگر وہ قوم ایمان نہ لائی اور الٹا آپ کو بہت تنگ کیا آپ اس قوم سے دل برداشتہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ راہِ حق کو نہیں مانتے لہٰذا انھیں عذاب میں مبتلا کر دے آخر ایک روز غصے میں آکر بستی سے چل دیے اور قوم پر جب عذاب کے آثار پیدا ہوئے تو اس قوم نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی اور سچے دل سے توبہ کر لی ادھر حضرت یونس علیہ السلام دریائے دجلہ پار کرنے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہوئے تو لوگوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور آپ مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے اور وہاں اللہ کے حضور توبہ کی کہ اے اللہ تو پاک ہے میں ہی تیری حکمت پا نہیں سکا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا اور پھر اسی بستی میں آخری دم تک رہے۔

القصہ یہ کہ حضرت یونس علیہ السّلام کو غُصّہ کی وجہ سے بہت مشقّت اٹھانا پڑی۔

مذمّت غصّہ از روئے احادیث

غصّہ روکنے کا صِلہ

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غُصّہ کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لیتا ہے اور جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے عیوب

Marfat.com

چھپا لیتا ہے۔ (طبرانی)

غصّہ ختم کرنے کا طریقہ

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کو غُصّہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اگر غُصّہ چلا جائے تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔ (ترمذی)

غصّہ آئے تو وضو کرو

حضرت عطیہ بن عروہ سعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے لہذا جب تم میں کسی کو غُصّہ آئے تو وضو کر لیا کرے۔ (ابُوداؤد)

غُصّہ ایمان کو خراب کرتا ہے

بہز بن حکیم، ان کے والد ماجد، ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جیسے الیوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی)۔

روزِ قیامت میں سرداری

سہل بن معاذ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے غُصّے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے مطابق کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے سرداروں میں بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔ (ابُوداؤد)

غُصّہ پی جانے کی فضیلت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصے کے گھونٹ سے افضل کوئی گھونٹ نہیں پیا جس کو وہ رضائے الٰہی کے لیے پیئے۔ (احمد)

غُصّے میں نہ آیا کرو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گذار ہوا کہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ غُصّہ میں نہ آیا کرو اور اسی کو بار بار دہرایا کہ غُصّے میں نہ آیا کرو۔ (بخاری)

Marfat.com

غصّہ روکنے سے عذاب رکتا ہے

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے زبان کو روکا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا جس نے غصّہ کو روکا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا اور جس نے اللہ کے لیے عذر قبول کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا۔ (بیہقی)

غُصّہ روکنے سے رضائے الٰہی کا ملنا

حضرت ابوامامہ باہلی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غُصّہ کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے تقاضے کو پورا کر سکتا تھا مگر پھر بھی دبا گیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

غصّے میں فیصلہ نہ کرو

حضرت ابوبکرہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: غُصّے کی حالت کے اندر کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔ (بخاری)

غصّے کی وجہ سے دو اشخاص کا جھگڑا

عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان بن صرد رضؓ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دو شخص آپس میں جھگڑے، ان میں سے ایک شخص کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور اس کے گلے کی رگیں پھول گئیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے وہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ہے۔ اس شخص نے کہا کیا مجھے پاگل سمجھتے ہو؟ (ابوداؤد)

جہنم کا ایک دروازہ

حضرت عبداللہ بن لسبرؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم کا ارشاد ہے جہنم میں ایک دروازہ ہے اس سے وہی لوگ داخل ہوں گے جن کا غصہ کسی گناہ ہی کے بعد ٹھنڈا ہوتا ہے (ابن ابی الدنیا)

Marfat.com

پہلوان کون ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ محبوبِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "پہلوان وہ نہیں ہے جو زیادہ بوجھ اٹھائے یا لوگوں کو پچھاڑتا پھرے بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غُصّہ کو ضبط کرے اور غصہ کی وجہ سے خدا کی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو۔ (مسلم شریف)

حارث بن سوید نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے میں پہلوان کس کو شمار کرتے ہو؟ عرض گزار ہوئے کہ کوئی جس کو پچھاڑ نہ سکے فرمایا بلکہ پہلوان وہ ہے جو غُصّے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (ابوداؤد)

غصّہ شیطان کی طرف سے ہے

ابو وائل قاصّ کا بیان ہے کہ ہم عروہ بن محمد سعدی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک آدمی نے ان سے ایسی بات کی کہ انھیں غصہ آگیا۔ انھوں نے اٹھ کر وضو کیا اور فرمایا کہ مجھ سے میرے والدِ ماجد نے میرے جدامجد حضرت عطیہ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی کو بجھائی جاتی ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غُصّہ آئے تو وضو کرے۔ (ابوداؤد)

غصّے میں شیطان سے پناہ مانگو

عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ ان میں سے ایک کو بہت غُصّہ آیا یہاں تک کہ میں سمجھا کہ غصّے کے مارے اس کی ناک پھٹ جائے گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ اسے کہے تو اس کا غصّہ جاتا رہے۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: کہے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں شیطانِ مردود سے راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاذ اسے حکم کرنے لگے تو اس نے انکار کر دیا اور اس کا غُصّہ بڑھتا ہی رہا۔ (ابوداؤد)

اللہ کے غضب سے بچنے کیلیے غصّے میں نہ آؤ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی چیز ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچا سکتی ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ "غصہ میں نہ آیا کرو" پھر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا مختصر سا کام بتا دیجیے جس سے مجھے نیک انجام کی امید بندھ جائے۔ فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو" اور جتنی مرتبہ ابنِ عمرؓ نے پوچھا، حضورؐ نے ہر سوال کا یہی ایک جواب دیا کہ "غصہ نہ کرو"۔ (احیاء العلوم)

غصّے میں قابو رکھنے کا اجر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص غصّے پر قابو رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اور عذاب سے پناہ میں رکھتا ہے اور اس کی خطائیں بخش دیتا ہے اور جو شخص زبان کو اپنے بس میں رکھتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کی شرم و حیاء کو محفوظ رکھتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

غصّے میں خلافِ شرع کام کرنیکی سزا

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو غصّہ کے تحت شرع کی خلاف ورزی کیا کرتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

نورِ ایمان

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گھونٹ تو ہر شخص پیا ہی کرتا ہے لیکن اللہ کے نزدیک مقبول ترین گھونٹ وہ ہے، جسے غصے کا گھونٹ کہتے ہیں اور جسے پی لیا جائے کہ جو شخص غصے پر صبر و تحمّل سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورِ ایمان سے معمور کر دیتا ہے۔ (احیاء العلوم)

غصّہ شیطان سے وسوسہ ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک آدمی نے بُرا بھلا کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے چُپ رہے اور ابوبکرؓ بھی چُپ رہے۔ جب وہ آدمی خاموش ہوا تو ابوبکرؓ نے جواب دینا شروع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چل دیے۔ ابوبکرؓ نے پیچھے سے جا کر

Marfat.com

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص نے مجھے بُرا بھلا کہا اور آپ خاموشی سے بیٹھے رہے جب میں نے کچھ کہنا شروع کیا تو آپ اٹھ کر چل دیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو چُپ تھا تو فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا اور جب تو نے بولنا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ بیٹھا اور مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ میں کسی مجلس میں شیطان کا ہم نشیں بنوں۔ (تنبیہ الغافلین)

غصّہ آئے تو صبر کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگ (اپنی اپنی قبروں سے) اٹھیں گے تو منادی والا آواز دے گا کہ وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جن کا اجر حق تعالیٰ پر ہے۔ اس پر ہزاروں لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور بلا محاسبہ جنت میں جا داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو اس دنیا میں خلق خدا کو (ان کی خطاؤں پر) معاف کر دیا کرتے تھے۔ معاویہؓ کہتے ہیں کہ غصّہ آجائے تو صبر کرو کہ فراغت میسّر آجائے اور جب یہ چیز میسّر آچکے تو بدلے پر قادر ہونے کے باوجود (فریقِ ثانی کو) معاف کر دے۔

(کیمیائے سعادت)

غصّے کی بجائے نرمی اختیار کرو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نرمی کی صفت سے سرفراز کر دے اسے دین میں کامیابی حاصل ہو گئی اور جس کو اس سعادت سے محروم رکھا وہ دین و دنیا کی نیکیوں سے محروم ہو گیا۔

اور فرمایا کہ حق تعالیٰ رفاقت کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص دوسروں کو رفیق رکھے اسے اللہ کی رفاقت حاصل ہوتی ہے اور انسان کے لیے نرمی اور رفاقت سے جو کچھ حاصل کرنا ممکن ہوتا ہے وہ سختی و انتقام سے حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ہر کام میں رفاقت و حلیمی کو ملحوظ رکھا کرو، کیونکہ نرمی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے اور جہاں نرمی مفقود ہو وہاں خرابی اور خلل کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(کیمیائے سعادت)

Marfat.com

حضورؐ نے اپنے کام کیلیے کبھی غصّہ نہیں کیا

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے کام کے واسطے کسی پر غصّہ کیا ہو پر جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا کام ترک کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت ناراض ہوتے تھے اور جب آپ کو ان دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دیا جاتا تو آپؐ وہ بات اختیار فرماتے جو مخلوق پر آسان ہوتی بشرطیکہ اس میں معصیت نہ ہوتی (امت کے لیے آسانی کے پہلو کو پسند فرماتے)۔ حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "کیا میں تجھے خبر دوں کہ بہترین خلق دنیا اور دین میں کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ کوئی تجھ سے قطع محبت کرے اور تو اس سے دوستی کرے اور جو کوئی تجھے محروم کرے تو اس کو عطا کرے اور جو کوئی تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر دے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے خداوند تعالیٰ سے دریافت کیا کہ الٰہی تیرے بندوں میں کون تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ بندہ جو انتقام کی قدرت کے باوجود معاف کر دے"۔ حضور اکرمؐ نے جب مکہ فتح کیا اور ان کفارِ قریش پر آپ غالب آ گئے جنھوں نے آپ کو حد سے زیادہ ستایا تھا اور اس وقت ڈر رہے تھے اور سب کو اپنی جانوں کا خوف تھا۔ حضورؐ کعبہ کے دروازے پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے کو نصرت عطا فرمائی اور دشمن کو شکست دی۔ تم اپنے بارے میں (اے کفارِ قریش!) کیا سمجھتے ہو اور کیا کہتے ہو؟ کفار قریش کہنے لگے یا رسول اللہؐ! سوائے خیر کے ہم کیا کہیں، ہم آپ کے کرم کے امیدوار ہیں۔ آج آپ کو سب کچھ اختیار ہے تب حضور اکرمؐ نے فرمایا میں وہ بات کہوں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں پر قابو پا کر کہی تھی۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یعنی آج تم پر سرزنش نہیں ہے) یہ فرما کر آپ نے سب کو فکر سے آزاد کر دیا اور فرمایا کسی کو تم سے تعارض اور سروکار نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ؑ کی خدمت میں ابلیس آ کر کہنے لگا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے اور ہم کلامی کا شرف بخشا ہے اور میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا ایک فرد ہوں توبہ کا ارادہ رکھتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ وہ میری توبہ قبول فرمائیں۔ حضرت موسیٰ ؑ بہت ہی خوش ہوئے پانی منگوا کر وضو کیا۔ حسب توفیق کچھ نماز پڑھی پھر دعا کرنے لگے کہ یا اللہ ابلیس بھی تو تیری ہی مخلوق میں سے ہے وہ توبہ کی درخواست کرتا ہے قبول فرما لیجیے۔ جواب ملا موسیٰ وہ توبہ کرنے کا نہیں عرض کی یا اللہ وہ تو خود درخواست کرتا ہے وحی آئی اے موسیٰ اسے کہو کہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کر دے اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام خوش خوش واپس ہوئے اور ابلیس کو ماجرا سنایا۔ لعین سنتے ہی غضب ناک ہو گیا۔ اکڑ کر کہنے لگا وہ زندہ تھا تو میں نے سجدہ نہ کیا اب جبکہ مر چکا ہے تو اس کی قبر کو سجدہ کیسے کر دوں؟ پھر کہنے لگا اے موسیٰ چونکہ آپ نے اپنے رب کے ہاں میری سفارش کی ہے اس کی حق ادائیگی کے لیے میں نے آپ کو تین باتوں کی تاکید کرتا ہوں۔ مجھے تین موقعوں پر یاد کر لیا کریں۔

۱۔ جب کبھی غصہ آئے تو مجھے یاد کریں۔ میں آدمی کے قلب میں یوں گردش کرتا ہوں، جیسے خون گردش کرتا ہے۔

۲۔ کبھی دشمن کی اکثریت سے سامنا ہو جائے تو مجھے یاد کریں میں ایسے وقت میں انسان کے پاس آ کر بیوی بچے اور مال و دولت کی یاد دلاتا ہوں حتیٰ کہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ جاتا ہے۔

۳۔ ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی کرنے سے بچو جو تمھاری محرم نہیں کیونکہ اس وقت میں دونوں کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں۔

اقوال و واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ارشاد

حضرت سیدنا ابوبکر رضؓ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام

Marfat.com

اور اہل اسلام کو غُصّہ اور شدّتِ غضب سے پاکیزہ رہنے کی توفیق عطا کر رکھی ہے۔ لہٰذا حالتِ غصّہ میں اپنے نفس کو قابو رکھے۔

فرمودۂ حضرت عثمان غنی رضؓ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

حضرت علی رضؓ کا فرمان

حضرت علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مومن اپنے بھائی کو غصہ دلائے تو گویا اس نے اسے چھوڑ دیا۔

حضرت علی رضؓ کا ایک اور قول ہے کہ جب کوئی تم بُرا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو اور اس کا جواب نہ دو کیونکہ اس کے کہنے والے کے پاس اور بھی کلمات ہیں جو جواب کہے تو تمھیں اس پر غصہ آجائے جس سے جھگڑا پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوگا۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو کوئی ایک بُرا کلمہ برداشت کرتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

حضرت فضیلؒ کا طرزِ عمل

فضیل بن عیاض رحؒ کو جب کہا جاتا کہ فلاں شخص آپ کی بدگوئی کرتا ہے تو فرماتے بخدا میں اس کے فعل سے ابلیس کو ناراض کروں گا۔ پھر فرماتے اے اللہ! اگر وہ سچا ہے تو مجھے معاف کر دے اور اگر وہ کاذب ہے تو اس سے درگذر کر۔

بُردباری کیا ہے

مالک بن دینار رحؒ فرماتے تھے وہ شخص بردبار نہیں جو اپنا غصہ گدھے یا بلّی پر نکالے۔ نیز فرماتے تھے کہ بیوقوف آدمی کو اس کی بات کا جواب نہ دینا یا اس کے کہنے پر کسی اثر کا اظہار نہ کرنا سخت بُرا معلوم ہوتا ہے۔

حُزن اور غضب میں فرق

ابن مقنع رحؒ فرماتے تھے غصّہ کو پی جانا عذر کرنے کی ذلت سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے حزن اور غضب میں فرق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا حزن تو تجھ سے کسی بڑے آدمی کا تیری آرزو کے خلاف

ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور غضب کمزور آدمی کا تیری آرزو کی مخالفت کرنے سے۔

گالیوں پر غصّہ نہ کرو

ایک آدمی نے بکر بن عبداللہ المزنی رح کو بہت سی گالیاں دیں۔ آپ خاموش رہے۔ کسی نے آپ سے کہا آپ اسے کیوں گالیاں نہیں دیتے جس طرح اس نے آپ کو گالیاں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس کی کوئی برائی نہیں جانتا جس کی وجہ سے میں اسے برا کہہ سکوں اور بہتان لگانا مجھے جائز نہیں۔

حضرت امام حسینؓ کا طریقِ عمل

حضرت امام حسین بن علی رض کو جب کوئی گالی دیتا تو فرماتے اے بھائی! اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اللہ تجھے تیری سچائی کا بدلہ دے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ سخت بدلہ لینے والا ہے۔ ایک مرتبہ ایک آدمی نے آپ کے منہ پہ طمانچہ مارا۔ آپ ناراض نہ ہوئے بلکہ پوچھا کہ یہ کس نے مقدر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ نے فرمایا تو تم مجھے تقدیر الٰہی کا لوٹانے والا خیال کرتے ہو؟

حضرت مالک رضؓ بن دینار کا اخلاق

ایک عورت نے مالک بن دینار رح سے کہا، اے ریاکار! تو آپ نے فرمایا کہ اے فلانی! تو نے میرا وہ لقب معلوم کر لیا جسے اہل بصرہ نہیں جانتے تھے یعنی آپ غُصّے میں نہ آئے۔

ابو معاویہ الاسود رح سے اگر کوئی کچھ بُرا بھلا کہتا تو آپ اس کے لیے دعا فرماتے کیونکہ دعا دینا تو نیکی ہے اور غصہ کر لینا تو اپنی آخرت کو برباد کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

سردارِ جنّت کون؟

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن رضؓ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے۔ خادمہ آش گرم گرم کاسے میں بھرا ہوا مجلس میں لائی۔ اتفاقاً اس کا پیر کانپا اور کاسہ آپ کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا۔ امام حسن رضؓ نے تادیب کی نظر سے اس کی طرف دیکھا، اس نے کہا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ آپ نے فرمایا میں نے غصہ کو روکا اس نے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا اس نے کہا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

Marfat.com

آپ نے فرمایا بتھے میں نے اللہ کی راہ میں آزاد کیا یہ لوگ تھے جنھوں نے غصہ کو روکا، سردارِ جنت ہوئے۔ ادریس علیہ السلام کا قول ہے کہ تین نیکیوں سے بہترین ہیں۔ غصہ کے وقت بردباری، تنگدستی کے وقت سخاوت، قدرت کے وقت درگذر۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد

آپ نے فرمایا جس طرح شہوانی جذبات کی تسکین اس کے جائز محل کے بغیر حرام ہے اسی طرح غصہ آنا بھی بغیر اس کے محل کے حرام ہے اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر ایک شخص دوسرے پر ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے اور دوسرا تحمل و بردباری سے کام لیتا ہے تو یہ اس شخص کی خوبی ہوگی جو کہ تحمل و بردباری کرتا ہے نہ کہ اس کی جو غضب میں آتا ہے۔

ایک نبی اللہ نے اپنی جماعت کے لوگوں سے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو اس بات کا کفیل ہو کہ وہ غصہ نہیں کرے گا وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا اور بہشت میں میرے ساتھ رہے گا۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں، اس نے اس بات کو قبول کر لیا دوسری بار پھر انھوں نے دریافت کیا تو پھر اس نے جواب دیا کہ میں قبول کرتا ہوں چنانچہ اس نے اس عہد کو پورا کیا اور وہی شخص ان کا جانشین ہوا۔ اسی کفالت اور ذمہ داری کے باعث ان کا نام (لقب) ذوالکفل رکھا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو غصہ اور شدتِ غضب سے پاکیزہ کر دیا ہے۔

حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز

ایک شخص نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کو برا بھلا کہا، آپ نے سر جھکا دیا اور فرمایا کہ تو نے تو یہی کوشش کی تھی کہ طیش میں آجاؤں اور شیطان سے مغلوب ہو کر اپنے آپ میں نہ رہوں اور تجھے اپنے غصے کا شکار بناؤں تاکہ کل قیامت کو تو میرا دامن پکڑ سکے، لیکن مجھے ایسا کرنے کی کیا پڑی ہے اور یہ کہہ کر چپ ہو رہے۔

Marfat.com

غُصّہ ضبط کرنے کا واقعہ

ایک شخص کو خلیفہ ہشامؒ کے پاس پکڑ کر لائے جس پر کسی گناہ کا الزام تھا وہ شخص (اپنی صفائی میں) حُجّت پیش کرنے لگا۔ ہشام نے کہا تو میرے سامنے دلائل و مناظرہ پہ کیوں اتر آیا؟ وہ کہنے لگا کہ اس آیت شریف کی رُو سے... "جس روز ہر شخص اپنی ہی طرفداری میں گفتگو کرے گا"۔ تو دلیل و گفتگو کا حق بندے کو اللہ تعالیٰ کے روبرو بھی حاصل ہے تو پھر تمھارے سامنے دلیل و حجت پیش کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس پہ ہشام نے کہا کہ اچھا بھائی سامنے آؤ اور کہہ کیا کہنا چاہتے ہو؟

حضرت ابن مسعودؓ کا واقعہ

ابن مسعودؓ کے ہاں سے کوئی چیز چوری ہو گئی لوگ اس چور پر لعنت ملامت کرنے لگے آپ نے فرمایا: بارخدایا! اگر وہ چیز چور اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لے گیا ہے تو اسے وہ چیز مبارک ہو اور اگر اس کا یہ فعل محض لذتِ گناہ کی خاطر ہے تو میری یہ دعا ہے کہ اس کا یہ گناہ آخری ہو۔ (یعنی تو اسے راہِ ہدایت دکھا دے تاکہ وہ پھر کوئی گناہ نہ کرے)۔

غصّہ شیطان کا سب سے بڑا مکر ہے

شیطان لعین نے یحییٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ میرا سب سے بڑا مکر غصّہ ہے جس کے سبب میں لوگوں کو قید کرتا ہوں اور جنّت کے راستے سے روکتا ہوں۔

خلیفہ مروان کا واقعہ

ایک مرتبہ قیدیوں کے ایک گروہ کو (پابہ زنجیر) خلیفہ مروان بن عبدالملک کے روبرو پیش کیا گیا اس وقت وہاں ایک بزرگ بھی موجود تھے وہ عبدالملک سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ تیرا مقصد تو پورا ہو چکا کہ تو نے انھیں مسخر کر کے اپنا اسیر بنا لیا اب بہتر یہی ہے کہ تو وہی کچھ کر جو حق تعالیٰ کو پسند ہے اور وہ یہی ہے کہ عفو و درگذر سے کام لے۔ خلیفہ نے ان سب کو رہا کر دیا۔

غصے میں عفو سے کام لو

انجیل میں مذکور ہے کہ جو شخص اپنے آپ پر ظلم کرنے والے کیلیے دعائے خیر کرتا ہے شیطان اس سے دُور بھاگتا ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

آدمی کو چاہیے کہ جب کبھی غصہ آنے لگے تو عفو و درگذر سے کام لے تاکہ غصہ آنے ہی نہ پائے (اور شیطان دُور سے دُور تر رہے)۔

حضرت فضیل کا واقعہ

فضیلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ محوِ طواف ہے اور زار و قطار رو رہا ہے اور اس کا مال چوری ہو گیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تجھے اپنے مال کے چوری ہونے کا صدمہ ہے جو یوں گریہ زاری کر رہا ہے اس نے کہا نہیں رونا اس بات کا نہیں ہے کہ میرا مال جا رہا بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ کل قیامت کے دن جب وہ چور میرے ساتھ (جوابدہی کے لیے) کھڑا ہو گا اور اس سے کوئی عذر نہ بن پڑیگا تو اس کی حالت کتنی قابلِ رحم ہو گی؟ پس اس تصوّر میں بے اختیار مجھے رونا آ گیا۔

کیفیت غُصّہ

غصے کی جڑ باطن سے اکھیڑنا ممکن نہیں ہے لیکن یہ عین ممکن ہے (اور درست بھی ہے) کہ کسی شخص پر بعض احوال یا بیشتر احوال میں توحید اس طرح غالب آجائے کہ اسے جو کچھ دکھائی دے حق تعالیٰ ہی سے دکھائی دے اور اس کا غصہ (باقی رہنے کے باوجود) اس توحید میں پوشیدہ ہو جائے اور اس کا اظہار کسی بھی صورت میں نہ ہو۔ مثلاً کسی کو پتھر ماریں اور اسے کسی طرح بھی پتھر پر غصہ نہ آئے حالانکہ غُصّہ اس کے باطن میں موجود ہو لیکن اس کے نزدیک وہ قصور نہ پتھر کا ہوتا ہے نہ اس شخص کا ہوتا ہے جس نے وہ پتھر مارا ہو اسی طرح اگر بادشاہ کی طرف سے کسی ایسے شخص کے قتل کا حکم صادر کیا جائے تو اسے تلوار پر غصہ نہیں آتا کہ وہ جانتا ہے کہ تلوار مسخر ہے اور اس کی حرکت بھی اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہے کسی اور کے ہاتھ میں ہے اور خود اس کے اختیار میں بھی نہیں ہے غرض جس شخص پر بھی توحید کا غلبہ ہو وہ لازمی طور پر اس حقیقت کو پہچانتا ہے کہ تمام خلق سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے (یا جو کچھ اس پر گذرتی ہے) وہ اس میں بے اختیار ہے۔ اگرچہ حرکت بند قدرت میں ہوتی ہے لیکن وہ قدرت عزم و ارادہ کی مقیّد ہے اور ارادہ آدمی کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ ارادہ اس پر مسلط کر دیا گیا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے اور جب ارادہ مسلّط کر دیا گیا اور کرنے یا نہ کرنے کی قدرت بھی اسے دے دی گئی تو ظاہر ہے کہ فعل پر بھی اسے قادر کر دیا گیا

پس اس کی اپنی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ جسے اس پر پھینکا جائے اور اس پتھر سے اسے زخم پہنچے اور تکلیف حاصل ہو، لیکن اسے غصہ نہ آئے۔ پس ایسے کسی موحد کے پاس اگر کوئی بکری ہو اور اس کی روزی اسی بکری سے وابستہ ہو اور پھر وہ بکری مر جائے تو اسے غصہ نہیں آتا اور اگر (وہ بکری اپنی طبعی موت نہ مرے اور) کوئی دوسرا شخص اسے مار ڈالے تو (عام آدمی کو اس پر غصہ آئے گا لیکن) جس پر توحید غالب ہو گی، اسے اس پر بھی غصہ نہیں آئے گا لیکن غلبہ توحید اِس انتہائی حد تک دوام حاصل نہیں کر سکتا (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی حالت میں نہیں رہتا) بلکہ بشریت کے تقاضوں کے تحت اور مختلف اسباب کی بناء پر کبھی کبھی اس کا (یعنی غُصّے کا) اظہار بھی ہوتا رہتا ہے اور بہت سے لوگ بعض احوال میں ایسے ہی رہے ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ غصے کی جڑ وہ اکھیڑ چکے ہوتے ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ ان باتوں کو کسی شخص کی طرف سے نہیں سمجھتے (یعنی امرِ ربّی خیال کرتے ہیں) اس لیے غصّہ ان میں پیدا نہیں ہوتا جیسے کہ مثلاً ان پر لگنے والا پتھر (کسی کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ امرِ ربّی ہوتا ہے) بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگرچہ توحید کا غلبہ نہ ہو لیکن اس کا دل کسی ایسے عظیم فعل میں مشغول ہو کہ اسی کی وجہ سے وہ غصّہ (جو آنا چاہیے تھا) پوشیدہ رہے اور ظاہر نہ ہونے پائے۔

کسی شخص نے حضرت سلمانؓ کو گالی دی انھوں نے فرمایا کہ (اے شخص) قیامت کے دن اگر (ترازوئے عدل میں) میرا گناہوں کا پلڑا بھاری نکلا تو جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں اس سے بھی بدتر ہوں لیکن اگر وہ پلڑا ہلکا نکلا (یعنی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا) تو تیرے یوں کہنے کی مجھے پرواہ ہی کیا ہے؟ اسی طرح ربیع بن خثیمؒ کو کسی نے گالی دی تو انھوں نے کہا کہ (اے شخص) میں تو اس گھاٹی کے طے کرنے میں مشغول ہوں جو میرے اور بہشت کے درمیان حائل ہے۔ اگر میں کامیاب رہا تو تیری بات کا مجھے کوئی ڈر نہیں اور اگر ناکام رہا تو جو کچھ تو نے کہا، وہ بھی بہت کم ہے (کہ پھر تو میں اس سے بھی بدتر ہوں) اور یہ دونوں بزرگ غمِ آخرت میں اس درجہ مستغرق رہتے تھے کہ گالیوں پر انھیں غصّہ نہ آیا۔ کسی نے جنابِ ابوبکرؓ کو گالی دی تو فرمایا کہ (تو نے تو کچھ بھی نہیں کہا

کیونکہ) جوکچھ ہمارے بارے میں تجھ سے پوشیدہ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے (جو تم نے کہا) پس اپنی اسی مشغولیت کے باعث انھیں غصہ نہ آیا۔ مالک دینارؒ کو ایک بڑھیا نے "ریاکار" کہا تو آپ نے فرمایا، مجھے کسی نے نہ پہچانا مگر تو نے (خوب پہچانا)۔

جنابِ شعبی کو کسی شخص نے کوئی (بُری) بات کہی، فرمایا: اگر تو سچ کہتا ہے تو خدا مجھے معاف کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے بخش دے۔

پس یہ تمام احوال اس امر کے شاہد ہیں کہ ان احوال میں غصہ مغلوب ہو جاتا ہے اور یہ درست بھی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں جو غصے کو ضبط کر لینے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے تو اس لیے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں وہ غصہ پوشیدہ ہو جاتا ہے جیسے کہ مثلاً کسی شخص کا کوئی معشوق ہو اور اس کے بیوی بچے اس پر جفا کریں اور وہ یہ جانتے ہوئے کہ اس پر جفا ہی ہونی چاہیے اس جفا پر خاموش رہے تو یہ غلبۂ عشق ہے جو اسے جفا کو جفا سمجھنے ہی نہیں دیتا اور اسے غصہ آتا ہی نہیں۔ پس لازم ہے کہ آدمی ان اسباب میں سے کسی نہ کسی سبب کے تحت ایسا ہو جائے کہ اپنے غصے کو مار ڈالے یا اگر مار نہ سکے تو کم از کم اس کی قوت و غلبہ کو اس حد تک تو توڑ ڈالے کہ خلافِ عقل و شرع حرکات اس سے سرزد نہ ہونے پائیں۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے پاس ایک درویش بیٹھا تھا اس کی زبان سے نکلا کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ کے لینے میں اختیار دیں تو میں دوزخ کو پسند کروں گا کیونکہ میری تمام عمر نفس کی مخالفت میں گذری ہے اور بہشت نفس کی خواہش ہے اس لیے میں نہ نفس کی خواہش اپناؤں گا اور نہ میں محبوب کی خواہش اختیار کروں گا حضرت خواجہ نے اس درویش کی اس کلام کی تردید کی اور فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا کام جہاں دوست بھیجے وہیں چلا جائے اور جہاں اس کو ٹھہرائے وہیں ٹھہر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے کہا کہ ایسے شخص پر شیطان کا بھی قابو ہوتا ہے یا نہیں۔ فرمایا جب اس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اس پر قابو پاتا ہے لیکن جو سالک فنا نفس کو پہنچ چکا ہے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اس کو

Marfat.com

غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور یہ صفت اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو خدائے پاک کے راستہ پر چلتا ہو اور کتاب اللہ کو داہنے ہاتھ میں اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لیے ہوئے ہو ان دونوں کی روشنائی میں راستہ چلے اور راہ نہ بھولے اور سلوک اس کے سیدھے راستہ پر قاعدہ کے مطابق ہو۔ (حضرت القدس)

حکایت ایک بردبار شخص نے ایک سادھو کا امتحان لینا چاہا کہ دیکھیں یہ سادھو کتنے پانی میں ہے، اگر واقعی یہ کسی قابل ہوا تو میں اس کا چیلا بن جاؤں گا چنانچہ وہ اس سادھو کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو وہ اپنی کٹیا میں بیٹھا تھا اس شخص نے کہا۔ مہاراج تھوڑی سی آگ دو۔ سادھو نے کہا بھائی آگ میری کٹیا میں نہیں ہے۔ دراصل آگ تھی بھی نہیں لیکن اس شخص کا مقصود تو کچھ اور تھا اس لیے اس نے پھر کہا کہ مہاراج! آگ تھوڑی سی دے دیجیے تب سادھو نے منہ بنایا اور غضب ناک ہو کر کہا کہ چلا جا کیسا آدمی ہے ہم کہہ رہے ہیں کہ آگ نہیں ہے اور یہ مانتا ہی نہیں اور مانگے چلا جاتا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ مہاراج دھوآں تو اٹھتا ہے تھوڑی ہی دے دیجیے۔ اب تو سادھو کو اس قدر غصہ آیا کہ مارے غضب کے آنکھیں سرخ ہو گئیں اور سونٹا اٹھا کر مارنے کو دوڑا۔ اس شخص نے ہاتھ جوڑے اور کہنے لگا مہاراج! اب تو آگ اچھی طرح جلنے لگی، معاف کیجیے سادھو نے کہا تو مجھ سے بار بار آگ کیوں مانگتا ہے۔ اس نے کہا مہاراج میں نے آپ کی خاکساری کی جانچ کی تھی جو غصہ آپ کو پہلے آیا تھا وہ آگ کا سلگنا اور دھوئیں کا اٹھنا تھا اور جو غصہ بعد میں پیدا ہوا وہ گویا آگ کا پورے طور پر بھڑک اٹھنا تھا یہ آگ آپ کے دل سے پیدا ہوئی اور منہ کے راہ نکلی۔ یہ آگ پہلے آپ کو اور پھر دوسرے کو جلاتی ہے۔ اگر آپ میں خاکساری ہوتی تو یہ آگ کبھی پیدا نہ ہوتی جیسے کہ خاک میں آگ نہیں لگتی۔

غصہ ایک ایسی خطرناک آگ ہے جس سے آدمی خود بھی جل جاتا ہے اور دوسروں کو بھی جلا دیتا ہے، اللہ کے نیک بندوں میں خاکساری و تواضع ہوتی ہے وہ کچھ بھی ہو جائے غصہ میں نہیں آتے اور غصہ آ بھی جائے تو اسے پی جاتے ہیں۔

Marfat.com

حکایت ایک دفعہ ہارون الرشید کا ایک بیٹا غصّے میں بھرا ہوا باپ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں سپاہی کے لڑکے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ ہارون الرشید نے ارکان دولت سے پوچھا کہ ایسے آدمی کو کیا سزا دینی چاہیے۔ ایک نے زبان کاٹنے کی رائے دی اور ایک دوسرے نے جائیداد کی ضبطی اور ملک بدر کرنے کی سزا تجویز کی اور ایک نے اس کے قتل کا مشورہ دیا۔ ہارون الرشید نے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بیٹے! اگر تو اسے معاف کر دے تو تیری مہربانی ہے اور اگر نہیں کر سکتا تو تو بھی اس کو ماں کی گالی دے لے۔ لیکن حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ پھر تیری طرف سے ظلم ہوگا اور دوسرے کی طرف سے دعویٰ ؎

نہ مرد ست آں بنزدیک خرد مند — کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس ست از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

عقل مند کے نزدیک مرد وہ نہیں ہے جو مست ہاتھی سے لڑے ہاں تحقیق کی رُو سے مرد وہ ہے کہ جب اس کو غصہ آئے تو واہی تباہی نہ بکے۔ (حکایاتِ سعدی)

حکایت حضرت خالد بن ولید رضؓ سو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ماہان ارمنی کے دربار میں تشریف لے گئے۔ ماہان ارمنی کے پاس دس لاکھ فوج تھی اس نے دربار میں ریشم کا فرش بچھایا ہوا تھا۔ حضرت خالد وہاں پہنچے تو آپ نے اس کے فرش کو اٹھا دیا۔ ماہان نے پوچھا اے خالد! میں نے تو تمھاری عزت کے لیے یہ فرش بچھایا تھا مگر تم نے اٹھا دیا؟ حضرت خالد نے جواب دیا خدا تعالیٰ کا بچھایا ہوا فرش تیرے فرش سے بہت اچھا ہے۔ ماہان نے کہا: اے خالد! میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنا بھائی بنالوں۔ حضرت خالد نے فرمایا بڑی خوشی کی بات ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لو تاکہ میرے بھائی بن جاؤ۔ ماہان نے کہا یہ بات نہیں ہو سکتی۔ حضرت خالد نے فرمایا: یہی کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ سے تو ہم نے اپنے حقیقی بھائیوں کو بھی چھوڑ دیا ہے پھر تمھیں کیسے بھائی بنالوں۔

پھر حضرت خالدؓ نے فرمایا: ماہان! تو مسلمان ہو جا ورنہ وہ دن قریب ہے کہ تو امیر المومنین

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے سامنے اس طرح حاضر کیا جائے گا کہ تیرے گلے میں رسی ہوگی اور تجھ کو ایک شخص گھسیٹتا ہوگا۔ ہامان نے یہ بات سنی تو غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ پکڑ لو ان لوگوں کو۔ حضرت خالد فوراً کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے خبردار! اب ایک دوسرے کو مت دیکھنا اب انشاء اللہ حوضِ کوثر پر ملاقات ہو گی اور فوراً تلواریں کھینچ لیں۔ یہ صورت دیکھ کر ہامان ڈر گیا اور کہنے لگا کہ خالد میں تو مذاق کر رہا تھا۔ حضرت خالد وہیں بیٹھ گئے۔

(تاریخ اسلام ص ۷۷)

حکایت ایک دن ابلیس نے حضرت موسیٰؑ سے التجا کی اور کہا اے موسیٰؑ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ آپ کے ہمکلام ہوا اور میں گنہگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ توبہ کروں میرے لیے شفاعت فرمائیے تاکہ توبہ میری حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰؑ دعا میں مشغول ہوئے جنابِ الٰہی سے حکم ہوا کہ توبہ اس کی شفاعت تیری سے قبول فرمائی مگر یہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو تقصیر ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ بات ابلیس سے کہی۔ اس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا سجدہ نہیں کیا اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں۔ پھر ابلیس نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میرے اوپر تمھارا حق ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی۔ میں بھی تم کو ایک بات فائدہ کی بتاتا ہوں تاکہ اپنی اُمت کو سمجھائیں کہ میری شرارت سے تین حالتوں میں بہت خبردار ہوں کہ ان تین آدمیوں کو خراب کرتا ہوں۔ اوّل حالت غصہ کی کہ اس وقت آدمی کے اندر بجائے خون کے میں دوڑتا ہوں اور آنکھ کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں، آدمی کو اس کے اختیار سے باہر نکالتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اس سے کراتا ہوں۔ اور دوسری حالت جہاد کے کافروں کے ساتھ میں کہ اس وقت خیال گھر بار اور عورت و فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں اور اس کو ایسے ایسے خیالات یاد دلا کر لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں۔ تیسرے وقت خلوت نامحرم عورت کے ساتھ اس وقت میں کٹتا پن رنگ بزرگ کا ظاہر کرتا ہوں اور دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے فریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا یہ دونوں کریں۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ شجاعت و سخاوت ہر وقت درکار نہیں ہر آدمی

Marfat.com

ان سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا مگر غصہ کو روکنا اور حلم بردباری اور خوش خوئی کی ہر وقت اور ہر آدمی کو ضرورت ہے اور ہر شخص کو اس سے نفع پہنچتا ہے۔

حکایت شاہ یمن کسی بزرگ کی ملاقات کو تشریف لے گئے اور اس بزرگ سے نصیحت کی استدعا کی۔ ان بزرگ نے کہا کہ یہ خصلت بادشاہوں کے غصہ کو روکنا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ غصہ کو روکنا بہت مشکل ہے اس کی کچھ تدبیر تبلائیے۔ اس بزرگ نے تین رقعے بادشاہ کو دیے۔ اس سے پہلے رقعہ کو دیکھ لو اور اگر اس سے غصہ رفع نہ ہوا تو دوسرا رقعہ پڑھو اگر اس سے بھی غصہ کی آگ نہ بجھے تو پھر تیسرے رقعہ کو پڑھے۔ پہلے میں لکھا تھا کہ باوجود قدرت کے اپنا اختیار نفسِ امارہ کو مت دے وہ تیرا دشمن ہے وہ تجھے جہان میں خراب کرے گا دوسرے میں یہ لکھا تھا کہ غصہ کے وقت زبردستوں پر رحم کر جو تجھ سے زبر ہیں وہ تجھ پر رحم کریں گے اور تیسرے رقعہ میں یہ تھا کہ ہر بات میں انصاف کر۔ اور شریعت کی حد سے زیادہ نہ بڑھ۔ ؎

مباش مزہ بہ بستان سرائے دولت خویش کہ عنقریب ازو بگذری و بگذاری

بادشاہ یہ سن کر واپس آیا اور غصہ کے وقت ان رقعوں کو دیکھ لیا کرتا تھا اس واسطے اس کو شاہ کو رقاع کہا کرتے تھے۔ اتفاق سے بادشاہ ایک حرم پر عاشق تھا اور بادشاہ بیگم ہمیشہ بادشاہ سے جلا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے مشاطہ کو بلا کر یہ کہا کہ یہ زہر ہلاہل کاجل میں ملا کر اس حرم کے رخسار پر لگا دے جب بادشاہ بوسہ لے گا زہر کی تاثیر سے فوراً مر جائے گا۔ اتفاقاً یہ حال غلام بادشاہ سن رہا تھا اس مشاطہ نے ایسا ہی کیا۔ ہر چند غلام نے چاہا کہ بادشاہ کو مطلع کرے لیکن موقع ہی نہیں ملا۔ آخر بادشاہ نے موافق عادت کے وہیں آرام کیا۔ غلام موقع پاکر اندر چلا گیا اور بادشاہ کو غافل پاکر آہستہ آستین سے خال زہر آلود کو پونچھ دیا۔ اس حرکت سے بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ غلام کی یہ حرکت دیکھ کر بادشاہ شمشیر برہنہ لے کر پیچھے دوڑا۔ جب اس حالتِ غصہ سے باہر آیا معتمد شاہ نے پہلا رقعہ دکھایا، غصہ کم نہ ہوا دوسرا دکھایا اس سے بھی فائدہ نہ ہوا تیسرا دکھایا اس سے غصہ فرو ہوا تب بادشاہ نے اس غلام کو بلا کر پوچھا کہ سبب اس گستاخی کا کیا تھا؟ غلام نے مفصل بیان کیا

Marfat.com

جب بادشاہ نے بخوبی تحقیقات کی تو بادشاہ نے قبول کیا۔ بادشاہ بیگم اور مشاطہ کو سخت سزا ہوئی اور غلام کو خطِ آزادی لکھ دیا۔ خلاصہ اس حکایت کا یہ ہے کہ غصّے میں آپے سے باہر نہ ہو جائے اور کام جلد نہ کر بیٹھے۔

ایک عابد کا قصّہ

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ شیطان نے اسے بہکانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ عابد ایک دن کہیں باہر گیا۔ شیطان بھی اس تاک میں اس کے ساتھ ہو لیا کہ شاید کوئی موقعہ ملے۔ چنانچہ شہوت اور غضب کے ذریعہ اسے بہکانا چاہا مگر ناکام رہا۔ پھر ڈرانے کی صورت اختیار کی اور پتھر کی ایک چٹان اس کے سر کے قریب کر دی۔ عابد نے اللہ کا نام لیا وہ دور ہٹ گئی پھر یہ شیر اور درندوں کی شکلوں میں ظاہر ہونے لگا۔ مگر عابد اللہ کے ذکر میں لگا رہا اور ادھر دھیان تک نہ دیا۔ پھر اس نے سانپ کی شکل بنائی عابد نماز پڑھتا تھا یہ اس کے پاؤں سے لپٹنے لگا۔ حتیٰ کہ جسم پر سے ہوتا ہوا سر تک پہنچ گیا۔ وہ سجدہ کا ارادہ کرتا یہ اس کے چہرہ پر لپٹ جاتا، وہ سجدہ کے لیے سر جھکاتا یہ لقمہ بنانے کے لیے منہ کھول دیتا مگر وہ اسے ہٹا کر سجدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہوا تو شیطان کہنے لگا کہ یہ سب حرکتیں تیرے ساتھ میں نے ہی کی ہیں مگر میں کسی میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اب تو میرا ارادہ ہے تیرے ساتھ دوستی لگا لوں اور آج کے بعد تجھے بہکانے کا خیال تک بھی دل میں نہ لاؤں۔ عابد نے کہا ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نہ تو پہلے تیرے ڈرانے پر مجھے کوئی خوف ہوا اور نہ ہی آج تیری دوستی کی مجھے حاجت ہے۔ شیطان کہنے لگا کہ اپنے اہل و عیال کا حال مجھ سے پوچھ کہ تیرے بعد ان پر کیا گزرے گی۔ عابد نے جواب دیا کہ میں تو اس وقت مر چکا ہوں گا۔ شیطان کہنے لگا کہ پھر یہی پوچھ لے کہ میں بنی آدم کو کیسے گمراہ کرتا ہوں۔ عابد نے کہا ہاں یہ بتا دے کہ انھیں گمراہ کرنے میں تو کیسے کامیاب ہوتا ہے۔ کہنے لگا تین چیزوں سے بخل سے، غُصّہ سے اور مدہوشی سے۔ ایک انسان جب بخیل ہوتا ہے تو ہم اس کا مال اس کی نگاہوں میں قلیل دکھاتے ہیں جس سے وہ حقوقِ واجبہ میں صرف کرنے سے رُک جاتا ہے اور لوگوں کے مال میں رغبت کرنے لگتا ہے اور جب کوئی

آدمی غصہ کا مریض ہو تو ہم اسے اپنی جماعت میں یوں گھماتے اور چکر دیتے ہیں۔ جیسے بچے کھیل کے دوران گیند کو اِدھر اُدھر پھینکتے اور گھماتے ہیں۔ ایسا شخص خواہ اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ کرنا بھی جانتا ہو مگر ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے وہ جو چاہے بنالے ہم ایک ہی کلمہ سے اسے بگاڑ دیں گے اور جب کوئی شخص مدہوش ہوتا ہے تو ہم اسے ہر برائی کی طرف پکڑ کر یوں لے جاتے ہیں جیسے کوئی بکری کو کان سے پکڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔

اس گفتگو میں شیطان نے یہ بات بتائی ہے کہ غضب ناک آدمی شیطان کے ہاتھ میں یوں ہوتا ہے جیسے گیند بچوں کے ہاتھ میں۔ لہذا غصّہ والے شخص کو چاہیے کہ صبر و تحمل سے کام لے تاکہ شیطان کے ہاتھوں اسیر نہ ہو اور وہ اس کے اعمال کو ضائع کر کے رکھ دے۔

حضرت لقمان کی نصیحت

جناب لقمان حکیمؒ سے منقول ہے کہ اے بیٹے تین شخص تین موقعوں پر پرکھے جاتے ہیں۔ حلیم و بُردبار آدمی غصّہ کے وقت، بہادر آدمی لڑائی کے وقت اور بھائی احتیاج کے وقت۔ کہتے ہیں کہ ایک تابعی کی ایک آدمی نے ان کے سامنے تعریف کی۔ یہ کہنے لگے اے اللہ کے بندے! تو نے میری تعریف کس وجہ سے کی ہے کیا تو نے مجھے غصّہ کی حالت میں بردبار پایا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ تو کیا تو نے کسی سفر میں میرا تجربہ کیا ہے؟ اور مجھے اچھے اخلاق والا دیکھا ہے؟ وہ بولا نہیں کہنے لگے تو کیا پھر کوئی امانت رکھ کر میرا تجربہ کیا ہے اور مجھے امین پایا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا نہیں۔ فرمانے لگے پھر تو بہت افسوس کی بات ہے کسی شخص کو دوسرے کی تعریف اس وقت تک زیبا نہیں جب تک ان تین باتوں میں اس کو پرکھ نہ لے۔

حکایت

جب قباچہ اوچ اور ملتان کا حاکم تھا اور سلطان شمس الدین دہلی میں تھا تو ان دونوں کے درمیان نزاع پیدا ہوگیا۔ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ اور قاضیٔ ملتان ہر دو نے سلطان شمس الدّین کو اس بارے میں خط لکھے۔ یہ دونوں خط قباچہ کے ہتھے چڑھ گئے قباچہ بگڑ گیا اس نے قاضی کو قتل کرا دیا اور شیخ کو اپنے کاشانے پر طلب کیا۔ شیخ بہاؤالدینؒ اسیطرح

گئے جس طرح پہلے بارہا بے خوف وہراس جایا کرتے تھے اور جا کے حسبِ دستور قباچہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ قباچہ نے ان کا خط ان کے ہاتھ میں دیا۔ شیخ نے اسے پڑھا اور کہا کہ ہاں یہ میرا ہی خط ہے میں نے ہی لکھا ہے اور یہ میری ہی تحریر ہے۔ قباچہ نے کہا کہ یہ آپ نے کیوں لکھا۔ شیخ نے کہا جو کچھ میں نے لکھا ہے مبنی بر حق لکھا ہے اور تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر، آخر تو کر ہی کیا سکتا ہے تیرے ہاتھ ہی میں کیا ہے؟ قباچہ نے جب یہ بات سنی تو سوچ میں پڑ گیا اور اس نے کھانا لانے کا اشارہ کیا۔ شیخ کا دستور تھا کہ وہ کسی کے گھر میں کھانا نہیں کھاتے تھے قباچہ کا مقصد یہ تھا کہ شیخ چونکہ کھانا کھانے سے انکار کر دیں گے اس بناء پر میں انھیں اذیت پہنچاؤں گا۔ الغرض جب کھانا سامنے لایا گیا اور ہر کسی نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو شیخ نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور کھانا شروع کر دیا۔ قباچہ نے جب یہ دیکھا تو اس کا تمام غصّہ جاتا رہا اور وہ شیخ سے کچھ نہ کہہ سکا اور شیخ بہ سلامت اپنے گھر واپس آ گئے۔

حکایت ایک امیرزادہ کو بادشاہ نے بہت غُصّے کے ساتھ لاہور سے طلب کیا تھا کہ اسکے آتے ہی اس کو ہاتھی کے پیر میں روند دیا جائے کیونکہ اس نے سخت قصور کیا تھا وہ امیرزادہ جب سرہند پہنچا تو حضرت مجدّد الف ثانی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ آپ کے آستانے میں جبہ سائی کرنے لگا تاکہ اس کی جان بخشی ہو جائے، آپ تھوڑی دیر کے لیے مراقب ہوئے پھر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ انشاءاللہ تم کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ شاہانہ الطاف سے سرفراز ہو گے۔ امیرزادہ سخت اضطرار کی وجہ سے عرض کرنے لگا کہ حضرت آپ لکھ کر دے دیں تاکہ میرے پریشان دل کو تسلّی ہو سکے۔ آپ نے اسکی تسلّی کے لیے لکھ دیا کہ "چونکہ فلاں شخص بادشاہ کے غضب کے خوف سے اللہ کے در کے فقیروں سے رجوع ہوا ہے۔ اس لیے اس فقیر نے اس کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اس لیے اس کو اس مصیبت سے رہائی دے دی ہے"۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد کسی نے خبر دی کہ بادشاہ اس امیرزادہ پر برہم ہوا اور ایسا ایسا ہوا"۔ آپ نے فرمایا کہ میری نظر میں صبح کی روشنی کی طرح واضح ہے

Marfat.com

کہ وہ امیرزادہ، بادشاہ کی طرف سے لطف اور عنایت حاصل کر رہا ہے اور وہ خبر صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ دو تین دن کے بعد حضرت کے ارشاد کے مطابق لگاتار خبریں آئیں کہ جب بادشاہ نے امیرزادہ کو دیکھا تو مسکرایا اور نصیحت کے طور پر چند باتیں کہیں اور نہایت مہربانی سے خلعتِ خاصہ پہنا کر مقررہ خدمت پر روانہ کر دیا۔

علاجِ غصّہ

غصّے کا علاج کرنا اور اس کو قابو میں رکھنے کے لیے ریاضت و مشقت سے کام لینا ہر کسی پر فرض ہے کیونکہ بیشتر آدمی غصہ کی وجہ ہی سے دوزخ میں چلے جاتے ہیں اور سب کے سب فسادات تو ہمیشہ غصّہ کے سبب ہی رونما ہوا کرتے ہیں اور اس کا علاج دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ ایک علاج تو مسہل کی مانند ہے کہ غصّے کو نکال باہر کرے اور دوسرا علاج سکنجبین سے مشابہ ہے کہ (غصّہ کی) حدت کی تسکین تو کر دے لیکن اس کی جڑ باقی رہے اور اس کا مادہ بدستور موجود رہے۔ پس مسہل یہ ہے کہ آدمی یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جو اسے غصے میں مبتلا کر دیتے ہیں اور پھر ان اسباب (یعنی اس کی جڑ) کو نکال باہر کرے اور ان اسباب کی تعداد پانچ ہوتی ہے۔

۱۔ پہلا سبب تکبّر ہوتا ہے کیونکہ متکبّر آدمی ذرا سی بات پر جو اس کے (نزدیک) خلافِ تعظیم ہو، غضب ناک ہو جاتا ہے اور اس تکبّر کا علاج یہ ہوتا ہے کہ عجز و انکساری سے اس کے زور کو توڑ دیا جائے اور سمجھے کہ میں بھی تو آخر دوسرے آدمیوں کی طرح ہوں (اور انھی کا ہم جنس ہوں) اور فضیلت کا انحصار آدمی کے اخلاقِ نیک پر ہے نہ کہ تکبّر پر جو بداخلاقی میں شامل ہے، جسے عاجزی کے سوا کسی طرح باطل نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ دوسرا سبب عُجب یعنی شان گھارنا اور اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کو پہچاننے کی کوشش کرے اور تکبّر و عجب کا مکمل علاج اپنی اپنی

Marfat.com

جگہ بیان کیا جا چکا ہے۔

۲۔ تیسرا سبب مزاح یعنی ہنسی مذاق ہوا کرتا ہے کیونکہ ٹھٹھا مخول عموماً غصہ و غضب پر ہی ختم ہوا کرتا ہے اور (بطور علاج) لازم ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کارِ آخرت میں اس درجہ مشغول رکھے اور اخلاقِ نیک کے حصول میں اس طرح منہمک رکھ کر مزاح سے دور رہ سکے۔ اسی میں کسی کی ہنسی اڑانا اور تمسخر وغیرہ بھی شامل ہے اور یہ بھی غُصّے کا باعث ہوتا ہے اور اس سے بچنا بھی انسان کا فرض ہے کیونکہ استہزا کرنے والے کو بھی جواب میں استہزا سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اس طرح دوسروں کو خوار کرنے والا خود بھی خوار ہو کر رہتا ہے۔

۴۔ چوتھا سبب ملامت کرنا ہے، یعنی کسی کے عیب نکالنا، اور یہ بھی غصہ کو حرکت میں لانے کا سبب ہوتا ہے اور اس کا علاج یہ ہوتا ہے کہ آدمی اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھے کہ جب تک انسان خود بے عیب نہ ہو اس وقت تک اسے دوسروں کے عیب نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ بے عیب ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

۵۔ پانچواں سبب حرص اور لالچ ہے تاکہ جاہ و مال میں زیادتی ہو سکے اور یہ وہ چیز ہے کہ جس شخص میں پائی جائے اس کی جا جتیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو شخص اس کے ساتھ ہی بخیل بھی ہو وہ ایک پیسے کا نقصان بھی برداشت نہیں کر سکتا اور فوراً آپے سے باہر ہونے لگتا ہے کیونکہ اسے ایک لقمہ کے کم ہو جانے کا بھی اس قدر ملال ہوتا ہے کہ وہ غُصّے میں آجاتا ہے اور یہ جملہ امور اخلاقِ بد میں داخل ہوں اور غصّے کی جڑ ہیں اور ان کا علاج بھی جہاں از روئے علم ہو سکتا ہے وہاں عمل کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے اور علمی علاج یہ ہے کہ اس حقیقت کو پہچانے کہ غصّے کی آفت اور فساد اس درجہ نقصان دہ ہے کہ اس کے لیے نہ صرف اس دنیا میں بلکہ اگلے جہان میں بھی انتہائی طور پر ضرر رساں ثابت ہو گی۔ اس حقیقت کا علم اسے غصہ سے نفرت دلاتا رہے گا اور یہ علم ہی اسے عملی علاج کی طرف لے جائے گا اور وہ یوں کہ وہان صفات کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے گا کہ تمام اخلاقِ بد کا علاج یہی ہے کہ ان کی مخالفت کی جائے جیسا کہ ریاضتِ نفس کے بیان میں ہم واضح کر چکے ہیں اور

Marfat.com

غصہ سے مغلوب ہونے کا سب سے بڑا سبب ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنا ہوتا ہے جو غصہ کے بالکل اسیر و مسخر ہوتے ہیں (اور ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ بات بات پر آگ بھبھوکا ہو جاتے ہیں) اور دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم بڑے دلیر نڈر اور بہادر ہیں اور اس نام نہاد شجاعت پر فخر کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور اس قسم کے قصے بڑی شان سے سنایا کرتے ہیں کہ فلاں آدمی نے فلاں آدمی کو قتل کر دیا اور اس کی جان کے ساتھ ساتھ اس کے مال و اسباب کا بھی صفایا کر دیا لیکن کسی مائی کے لعل کو یہ ہمت نہ پڑی کہ اس کا ہاتھ پکڑ سکتا اور کوئی روک بھی کیسے سکتا تھا کہ اس کی شجاعت کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرأت ہی کہاں ہے؟ (حالانکہ وہ شجاعت نہیں بلکہ غنڈہ گردی ہوتی ہے) اور پھر اسے مردانگی اور دلیری قرار دیتے ہیں اور تحمل و برداشت اور حلیمی و بردباری جو اخلاقِ پیغمبری کا حصہ ہیں، ان کے نزدیک نامردی میں شامل ہیں اور وہ غصہ جو کتوں کی عادت ہے اسے وہ شجاعت و بہادری سے موسوم کرتے ہیں اور شیطان کا کام یہ ہے کہ حکنی چڑی باتوں سے ایسے لوگوں کو اپنے دامِ فریب میں پھانس لیتا ہے اور بداخلاقی کی طرف بلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن عقل مندوں کو اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر مردانگی اور دلیری غصے ہی کا نام ہے تو پھر چاہیے کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں میں غصہ نہ ہوتا اور بیمار بھی اس سے دور رہتے (کہ وہ کمزور و بے طاقت ہوتے ہیں) لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سب کے سب نسبتاً زیادہ غصیل ہوتے ہیں (کہ انھیں تو غنڈوں سے بھی زیادہ غصہ جلدی آجاتا ہے)۔ پس بڑی سے بڑی مردانگی درحقیقت یہی ہے کہ آدمی اپنے غصے پر غالب آجائے اور یہی صفت انبیاء علیہم السلام میں ہمیشہ موجود رہتی ہے اور وہ دوسری صفت (غصہ سے مغلوب ہو جانا) دراصل جانوروں اور درندوں کی صفت ہے پس تجھے غور کرنا چاہیے کہ تیری فضیلت اس میں ہے کہ تو انبیاء کے نزدیک رہے یعنی انکی صفات اختیار کرے یا اس بات میں ہے کہ تو بے عقلوں اور احمقوں کے مشابہ کہلائے؟ (کیمیا)

غصے کی آگ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی مجلس میں غصے کی مذمت کا موضوع شروع ہوا کسی شخص نے عرض کیا مجھ میں غصہ بہت زیادہ ہے اور جب میرے اندر

Marfat.com

غصے کی آگ بھڑکتی ہے تو میں آپے سے باہر ہوکر کوئی نقصان کر بیٹھتا ہوں اور اس کے بعد پشیمان ہوجاتا ہوں۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا: کہ تم اب بوڑھے ہو چکے ہو تمھیں غصہ کرنا زیب نہیں دیتا بلکہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو ہر ایک کو فائدہ پہنچاتا ہے، خوش دل کرتا ہے اور مسلمانوں کے نقصان سے پرہیز کرتا ہے اور کسی کو رنجیدہ خاطر نہیں کرتا اسی میں سعادت دارین ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

حکایت ایک روز خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ! میری طرف سے فرعون سے کہو کہ کیا تم مجھ سے صلح کر لینے خواہش رکھتے ہو؟ اگر رکھتے ہو تو تم نے ساری عمر اپنے نفس کی پیروی میں گزار دی اب اگر ایک سال بھی تم ہماری مرضی پر چلو تو ہم تیرے عمر بھر کے گناہ معاف کر دیں گے اور اگر تم سے اس قدر نہ ہو سکے تو صرف ایک مہینہ ہی ہماری اطاعت کرو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک روز ہی سہی۔ یہ بھی نہیں تو ایک سانس میں لآ الٰہ الاّ اللہ کہہ لو تو ہماری تمھاری صلح ہو جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیغام حق فرعون تک پہنچایا تو وہ ظالم غصے میں آگیا، اور سارے لشکر کو جمع کر کے بر سرِ دربار کہنے لگا کون ہے میرے سوا دوسرا کوئی رب؟ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔ فرعون کا یہ متکبرانہ اعلان سن کر زمین و آسمان لرز اٹھے اور اس کے ہلاک کیے جانے کی خدا تعالےٰ سے دعا کی۔ حکم ہوا کہ فرعون کتے کی مانند ہے اسے تو صرف ایک لکڑی ہی کافی ہے۔ اے موسیٰ! تم اپنا عصا زمین پر ڈالو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک عظیم اژدہا بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ عصا لے کر فرعون کے دربار میں پہنچے اور اسے اپنا یہ کرشمہ دکھایا تو وہ ڈر کر اپنے محل میں بھاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے فرعون اگر تو گھر سے نہ نکلے گا تو میں اپنے عصا کو وہیں تیرے پاس پہنچ جانے کا حکم دوں گا۔ یہ سن کر فرعون بولا

Marfat.com

اے موسیٰ! مجھے تھوڑی سی مہلت ملنی چاہیے اور اس قدر جلد ہلاک کرنا نامناسب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے کلیم اسے مہلت دے دو، کیونکہ میں حلیم ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے چالیس روز تک کی مہلت دے دی۔ مگر ظالم نے اپنا انکار و کفر پھر بھی نہ چھوڑا۔ پس خدا تعالیٰ نے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا اور یہاں دنیا میں اسے عذابِ غرق میں مبتلا کر دیا اور آخرت میں دوزخ کے المناک عذاب میں ڈال دیا۔

(نزہتہ المجالس)

Marfat.com

باب ۸

حُبِّ دُنیا

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا انسان کے لیے بنائی ہے جو ہر لحاظ سے خوب اور پرکشش ہے، دنیا کی بے شمار چیزیں ایسی ہیں جو صرف انسان کے فائدے کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ پہاڑ، دریا سمندر، لہلہاتے کھیت، ٹھنڈی ہوائیں، چشموں کا صاف و شفاف پانی، دل خوش کرنے والے مناظر غرضیکہ دنیا کی ہر چیز ہی بڑی پرفریب ہے۔ انسان کو چاہیے تو یہ کہ جس نے اتنی حسین دنیا پیدا کی ہے اس سے محبت کرے اسی کو چاہے، اسی کی عبادت کرے، اسی سے دل لگائے، اسی کو اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کا مرجع بنائے۔ مگر یہ انسان بڑا نادان ہے کہ اللہ سے محبت کی بجائے اس کی تخلیق شدہ دنیا ہی کو دل میں بسالیتا ہے اور اسی کی چیزوں سے محبت کرنے لگتا ہے جو اللہ کی یاد اور اس کی محبت سے غفلت کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے اہل تصوف نے حُبِ دنیا ہی کو تمام گناہوں کی بنیاد قرار دیا ہے کیونکہ اس دنیا سے دل لگانے سے بے شمار مصائب اور پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

دنیا کی محبت اللہ سے دوستی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ کے رسولؐ کی اطاعت میں حجاب ہے۔ حب دنیا اللہ کے دوستوں کی دشمن ہے پھر یہ دشمنانِ خدا کی بھی دشمن ہے۔ حب دنیا اللہ کے بندوں کو یادِ الٰہی سے غافل کرتی ہے کیونکہ ہمہ تن گوش ہو کر وہی اللہ کو یاد کر سکتا ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت نہ ہو۔ ایسے ہی حُبِّ دنیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بھی بعض معاملات میں روکتی ہے لہذا صحیح طرح نیک اعمال وہی کر سکتا ہے جو دنیا کی طرف سے اپنا دل ہٹالے پھر حُبِّ دنیا اللہ کے ولیوں یعنی دوستوں کو انکی راہ سے

Marfat.com

ہٹانے کے لیے بن سنور کر ان کے سامنے آتی ہے ہر طرح انھیں اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر اللہ سے دوستی کی راہ میں وہی ثابت قدم رہتا ہے جو دنیا کی زیب و زینت کو دل سے نکال دیتا ہے اور دنیا نہ ملنے پر دُکھ برداشت کرتا ہے۔ پھر حُبِّ دنیا ان لوگوں کو بھی توبہ اور اللہ کے دین کی طرف آنے نہیں دیتی جو اللہ کے راستے سے ہٹے ہوتے ہیں اور اللہ سے دشمنی کرتے ہیں۔ ان کو مکر و فریب میں پھنسا کر ان میں سے بھی دُور ہو جاتی ہے پس اللہ کے طالب یاد رکھ یہ دنیا کسی نہ کسی طرح تجھے اپنی طرف مائل کر کے تجھ سے دور ہو جائیگی پھر اللہ کی راہ بھی دور ہو چکی ہوگی اور عمر بھی گزر چکی ہوگی۔ موت قریب نظر آئے گی پھر سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جس شخص کو دنیا کی چیزیں مال و دولت نہیں ملتا وہ نہ ملنے پر غم میں دن رات تڑپتا ہے جسے دنیا کثرت سے مل جاتی ہے وہ اس کی آفتوں میں پھنس جاتا ہے اور اپنی آخرت خراب کر بیٹھتا ہے پس اللہ کا صحیح طالب وہی ہے جو دل سے دنیا کی کثرت کی طلب کو نکال پھینکے رزقِ حلال کے لیے کوشش کرے جو مل جائے اسی سے گزارہ کرے، کسی مزید چیز کی خواہش نہ کرے یہ دنیا کوئی بُری چیز نہیں ہے کہ اس سے نکل کر کہیں اور چلا جائے، اسی دنیا میں رہنا پڑے گا جہاں بھی جائے گا کھانے پینے کا دھندا تو ساتھ ہی رہے گا پھر دنیا سے تو نکل نہ سکا آخر اس کا عمل تو یہی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کی چیزوں اولاد اور مال سے دل نہ لگائے اور کم سے کم پر گزارہ کرے تو پھر وہ اللہ کی معرفت پانے میں کامیاب ہو جائے گا اور ہر وقت دنیا کی حُب سے اور اس کے فریب سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا رہے جسے توفیقِ الٰہی ملے گی وہ بچ سکے گا لہٰذا دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے اللہ کی راہ پر چلو اور حُبِّ دنیا سے دل کو نکال لو۔

ارشاداتِ الٰہیہ

ارشادِ باری تعالےٰ ہے کہ :۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝

بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن کو اپنے پیچھے چھوڑے بیٹھے ہیں۔ (پ ۲۹۔ دہر ۲۷)

انسان آخرت کے دن کی فکر کو ترک کر کے حُبِّ دنیا میں پھنستا ہے اس فانی دنیا کی چیزوں کو حاصل کر کے یومِ قیامت کو بھول جانا اور آخرت کے حصول سے غافل رہنا عقل مندی نہیں لہٰذا وہ صوفی نہیں جو حُبِّ دنیا میں پڑتا ہو اور دنیا اکٹھی کرتا ہو، اللہ کا اصل بندہ وہی ہے جو دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال کر اللہ کی محبت کو اپنے دل میں بسا لیتا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے:

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝

بلکہ لوگ جلد ملنے والی دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور آخرت کو چھوڑے بیٹھے ہو۔

(پ ۲۹۔ قیامت ۲۰-۲۱)

∴ ∴

اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے دنیا مانگی جائے تو وہ بہت جلد ملتی ہے کیونکہ اللہ اس عبادت کا اجر دنیا ہی میں مانگنے والے کو دے دیتا ہے پھر آخرت میں کچھ حصہ باقی نہیں رہتا۔ دنیا کی چیزوں میں بڑی کشش ہے اس لیے انسان کثرت سے دنیا چاہتا ہے اور اس کی محبت میں ایسا مگن ہوتا ہے کہ اللہ کو بھول جاتا ہے اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے اس کا انجام خراب ہو جاتا ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میری قوم! بے شک یہ دنیا کی زندگی چند روز کا فائدہ ہے اور بے شک آخرت کا گھر ہی ہمیشہ رہنے والی جگہ ہے۔ (پ ۲۴۔ مومن ۳۹)

∴ ∴

دنیا کی زندگی بے ثبات ہے آخر ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گی اس کے مقابلے آخرت کی زندگی ہمیشہ کی ہے اور کبھی ختم نہ ہو گی۔ دنیا کی ظاہر زندگی میں بڑے فائدے نظر آتے ہیں مگر دنیا کے یہ فوائد آگے کام نہیں آئیں گے جو اس دنیا سے دل لگائے گا وہ آخرت کے لیے کچھ نہ کر سکے گا۔

Marfat.com

لہذا حصولِ آخرت کے لیے ضروری ہے کہ نیک اعمال کیے جائیں اور اللہ سے محبت کی جائے جو آخرت میں کام آئے گی ۔

وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور طرح طرح کی آرائش اور یہ دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے اور آخرت اللہ تعالیٰ کے ہاں متقیوں کے لیے ہے ۔ (پ ۲۵ ۔ زخرف ۳۵)

دنیا اہلِ دنیا کے لیے ہے اور آخرت اہلِ تقویٰ کے لیے ہے ۔ دنیا دار وہ ہے جو دنیا کی چیزوں سے محبت کرتا ہے اور انھیں حاصل کرنے کے لیے دن رات ایک کرتا ہے ۔ آخرکار اللہ اس کی محنت کے پیشِ نظر اسے دنیا دے ہی دیتا ہے مگر وہ متاعِ قلیل ہے اور جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور صرف اتنی دنیا لیتا ہے جس سے اس کا گزارہ ہو جاتا ہے اس کے لیے اللہ کے ہاں آخرت کا گھر ہے جو دنیا سے بہت بہتر ہے ۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝

جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا خواہش مند ہو ہم ان کے اعمال کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں دے دیں گے اور اس میں انھیں جتنا بنتا ہے اتنا ہی دیں گے (پ ۱۲ ۔ ہود ۱۵)

ہر نیک عمل کا اللہ کے ہاں اجر ہے اور جو شخص اچھے عمل کر کے اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ مجھے دنیا کی زندگی میں خوشحالی عطا فرما زیب و زینت اور سہولتوں کا سامان دے تو اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کے بدلے میں اسے دنیا کا سامانِ آرائش دے دیتا ہے اب اس کے اعمال کا بدلہ برابر ہو گیا اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ۔ اسی کے متعلق مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ

جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہو اس کو ہم اس سے دیں گے اور اس کا آخرت میں

فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (پ۲۵۔ شوریٰ ۲۰)

اللہ تعالیٰ نے آخرت کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے جس طرح کھیتی بڑھتی ہے ایسے ہی آخرت کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے اور جو شخص اس آخرت کی کھیتی یعنی درجات کا طالب بنتا ہے، اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے ایسے ہی اللہ نے دنیا کو بھی کھیتی کہا ہے اور جو دنیا طلب کرتا ہے اس کے مال میں اضافہ تو ہو جاتا ہے لیکن آخرت میں کچھ حصہ نہیں رہتا۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ تو دنیا کا فائدہ ہے اور اس کی زینت ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو (پ۲۔ قصص ۶۰)

اللہ سب سے بہتر ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ بھی سب سے بہتر ہے ایسے ہی اللہ کو دوام ہے وہ ہمیشہ باقی رہے گا، ایسے ہی جو اس کے متعلق ہے اسے بھی بقائے خیر حاصل ہے لہٰذا جو اللہ کو پائے گا اسے بھی مقامِ بقا حاصل ہوگا اور یہ بڑا بلند مقام ہے کہ اسے بقائے دوام حاصل ہو جائے اس کے مقابلے میں دنیا میں خواہ کتنا زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ دنیا ایک نہ ایک دن ختم ہو کر رہے گی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ اچھائی حاصل کرو۔ اسی بات کو ایک اور انداز میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ :۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

پس جو تمھیں مال و متاع ملا ہے وہ تو دنیا کی زندگی کا ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ اس سے بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے جو ان کے لیے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (پ۲۵۔ شوریٰ ۳۶)

⁂

دنیا کی زندگی کا متاع وہ ہے جو دنیا کی زندگی میں کام آتا ہے۔ ضرورت کے مطابق اسے

حاصل کرنا بُرا نہیں بلکہ شریعت کی مقررہ حدود سے زیادہ حاصل کرنا نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرمانِ میں دنیا کی بے قدری بیان فرمائی ہے کہ یہ دنیا تو کچھ چیز نہیں۔ اس لیے اس فنا ہونیوالی دنیا کو حاصل کرنے کا کیا فائدہ بلکہ آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو جو ہمیشہ باقی رہے گی۔

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

اللہ جس کا چاہتا ہے رزق بڑھا دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر خوش ہوتے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں۔ (پ ۱۳ ۔ رعد ۲۶)

اہلِ دنیا سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل میں دنیا کی محبت غالب آتی ہے اور اپنا تمام وقت دنیا جمع کرنے کی دھن میں گزار دیں، خانگی ساز و سامان، نقدی اور بیوی بچوں کا نام دنیا نہیں بلکہ دنیا کا اصل مفہوم یہ ہے کہ انسان یادِ الٰہی سے غافل ہو جائے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ط وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

جو دنیا کا مال جلدی چاہے تو ہم اس میں سے جسے چاہیں جتنا چاہیں دے دیتے ہیں پھر اس کے لیے جہنم کر دیتے ہیں کہ اس میں مذمت کیا ہوا اور دھکے کھاتا ہوا داخل ہو اور جو شخص آخرت چاہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے اور وہ مومن ہو تو ایسے شخص کی کوشش نتیجہ خیز ہو گی۔ ہم ان کو اور ان سب کو تیرے رب کی عطا سے دیتے ہیں اور تیرے رب کی عطا کسی سے رُکی ہوئی نہیں ہے دیکھو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بے شک آخرت درجوں میں دنیا سے بہت بہتر ہے

Marfat.com

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

اور فضل میں سب سے اعلیٰ ہے۔ (پ ۱۵ - بنی اسرائیل ۱۸ - ۲۱)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اجر ضرور مل کر رہے گا جو شخص اللہ کی عبادت کرکے اس چیز کا خواہش مند بنتا ہے کہ جلدی جلدی اسے دنیا کا مال دنیا ہی میں مل جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بہت جلد دنیا عطا فرما دیتا ہے اور ایسے شخص کو آخرت میں کچھ نہ ملے گا کیونکہ اس نے جو اللہ کی عبادت کی اس کا اجر دنیا ہی میں پا لیا اگر وہ اللہ کی عبادت صرف اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتا ہے تو اللہ اسے جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اس کی دنیا اس حد تک سنوار دیتا ہے جو اس کے لیے بہتر ہوتی اور اس کا اصل بدلہ آخرت میں عطا فرماتا لہذا اللہ سے دنیا طلب کرنے میں محبت کرنا سراسر خسارہ ہے اس کے برعکس آخرت طلب کرنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

احادیث حُبِ دنیا

ہر برائی کی جڑ حضرت حسن رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (بیہقی)

حُبِ دنیا سے بچو حضرت ابوذر رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے ڈرو، یہ ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔ (بیہقی در شعب الایمان)

ایمان بچانے کی تاکید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمھارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (احیاء العلوم)

حصولِ دنیا کی مذمت ابو جعفر رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے انسان پر انتہائی تعجب ہے، جو

Marfat.com

بہشت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول میں سرگرم ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

سب سے زیادہ ناپسند چیز

حضرت موسیٰ بن یسارؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند میری دنیا ہے۔ اللہ نے اسے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظرِ رحمت سے نہیں دیکھا (احیاء العلوم)

دنیا میں برکت کا راز

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا کو حق کے ساتھ حاصل کرتا ہے اس کو دنیا میں برکت ہوگی اور بدون حلال حرام کی تمیز کیے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لیے سوائے آگ کے کچھ نہیں ہے (طبرانی)

دنیا کے دروازے کھلنے کا ڈر

حضرت عمرو بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم پر محتاجی کا ڈر نہیں ہے مجھے دنیا کا ڈر ہے اگر اس کے دروازے تم پر کھل گئے اور تم اس کی طرف متوجہ ہو گئے تو پھر اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم میں سے پہلے ہلاک ہو گئے۔ (بخاری، مسلم)

دنیا اور آخرت

حضرت ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے (حاکم)

دل کو دنیا میں نہ لگاؤ

محمد بن نصر جاذمی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ اپنے دلوں کو دنیا میں نہ لگاؤ۔ آپ نے دنیا کی یاد سے منع کر دیا ہے چہ جائیکہ انسان اپنی تمام تر توجہ اسی پر مرکوز کر دے۔ (بیہقی)

دنیا کی محبت نقصان دہ ہے

حضرت موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا سے

محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔ تم فانی دنیا پہ باقی رہنے والی چیزوں کو ترجیح دو۔

دنیا کے دلداروں کا انجام

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ آئیں گے جن کے اعمالِ حسنہ تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گے مگر انھیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا وہ نماز روزہ ادا کرنے والے ہوں گے۔ فرمایا ہاں وہ روزہ دار اور رات کا ایک حصّہ عبادت میں گزارنے والے ہوں گے۔ مگر وہ دنیا کے دلدادہ ہوں گے۔ (کیمیائے سعادت)

دنیا کی کیفیّت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دنیا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے اسے اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظرِ رحمت سے نہیں دیکھا۔ قیامت کے دن دنیا بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گی۔ مجھے اپنے دوستوں کے مقدر میں لکھ دے، رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (بیہقی)

انسان کی سب سے بڑی تمنّا

فرمان نبوی ہے جس کی سب سے بڑی تمنّا حصولِ دنیا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ایسے کے دل پہ چار چیزوں کو مسلّط کر دیتا ہے۔ دائمی غم، دائمی مشغولیت، دائمی فقر اور کبھی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں۔

دنیا کی فراخی کا انجام

حضرت ابوسعید خذری رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سبز (خوش آئند) اور شیریں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔ بنی اسرائیل پر جب دنیا فراخ کر دی گئی تو انھوں نے اپنی تمام تر کوششیں زیورات، کپڑوں، عورتوں اور عطریات کے لیے وقف کر دی تھیں اور ان کا انجام تم نے دیکھ لیا۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

دنیا کیسی ہے

مروی ہے، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک نزلیہ (کوڑے کے ڈھیر) کے قریب کھڑے ہوئے اور فرمایا دنیا کی طرف آئیے۔ آپ نے ایک پرانا چیتھڑا اور بوسیدہ ہڈی دستِ مبارک میں لے کر فرمایا یہ دنیا ہے۔

اس تمثیل سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ دنیا کی زینت اس چیتھڑے کی طرح پرانی ہو جائیگی اور چلتے پھرتے انسان کی ہڈیاں اس ہڈی کی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی۔

دنیا میں پھنسانے کیلیے شیطان کے حربے

حضرت ابوامامہ باہلی رضؓ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تو شیطان اپنے لشکر کے پاس آیا، انھوں نے شیطان سے کہا ایک نبی مبعوث ہوا ہے اور اس کے ساتھ اس کی امت بھی ہے شیطان نے پوچھا کیا وہ لوگ دنیا کو پسند کرتے ہیں انھوں نے کہا ہاں! شیطان نے کہا پھر تو کوئی پرواہ نہیں اگر وہ بتوں کو نہیں پوجتے تو نہ پوجیں۔ ہم انھیں تین باتوں میں پھنسائیں گے، دوسرے کی چیز لے لینا، غیر پسندیدہ جگہوں پر خرچ کرنا اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا۔ یہی تین چیزیں تمام برائیوں کی بنیاد ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۳)

دنیا کے متعلق صوفیاء کا طرزِ عمل

حضرت بایزید بسطامی کا قول

ایک دفعہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحؒ کو لوگوں نے پوچھا کہ بعض لوگ اہلِ دنیا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ دنیا سے محبت رکھنے والے لوگ ہیں۔ جب اپنے محبوب کو غیر کے پاس دیکھتے ہیں تو اس دکھ میں بکثرت ان کا ذکر کرتے ہیں بلکہ شب و روز اسی یاد میں محو و مصروف رہتے ہیں۔

اللہ کی قربت کا راز

حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ روحہ نے فرمایا: اگر تمام برائیوں کو ایک خانہ میں جمع کر دیا جائے تو وہ خانہ دنیا ہے۔ قدرت نے

Marfat.com

دنیا کی چادر جس پر بچھادی دنیا کی محبّت اس کے دل میں راسخ کر دی اور اپنے آپ سے دُور کر دیا جس انسان کے لیے خدائے کریم نے دنیا کا دائرہ تنگ کر دیا وہ اس کے قریب ہوگیا۔

اچھے دوست کی علامت

ایک دفعہ سلطان شمس الدین نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں خدمت کے طور پر سونے کی اشرفیوں کی چند تھیلیاں بھیجیں، آپ نے فرمایا: فوراً اسے واپس لے جاؤ اور اپنے بادشاہ سے کہو کہ ہم تمھیں اپنا دوست سمجھتے تھے لیکن تم تو دشمن نکلے، کیونکہ حق تعالیٰ نے جس چیز سے دشمنی روا رکھی۔ تم اس کو خدا کے دوستوں کے پاس بھیجتے ہو یہ تمھاری کیسی دوستی ہے۔ اس دنیا کے طالب بہتیرے ہیں ان کے پاس لے جاؤ اور انھیں دے دو۔

ایک شخص کی طلب کا انکشاف

ایک دفعہ خواجہ قطب الدین چشتی رح کے حضور ایک شخص اس نیت سے حاضر ہوا کہ حضرت ایک ڈھیر دینار سرخ کا پیدا فرما دیں اور اپنے قدموں کے نیچے سے دودھ کی ندی جاری کر دیں۔ ابھی وہ شخص آکر بیٹھا بھی نہ تھا کہ حضرت نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ خدا کے دوست، دشمنِ خدا (دنیا) کو ساتھ لیے ہوئے اس کی طلب میں نکلتے ہیں، جو کچھ تیرے دل میں ہے وہ تو اسی اینٹ کے نیچے ہے جس پر تو بیٹھا ہوا ہے۔ جب اس نے اینٹ اٹھائی دینار سرخ کا ایک ڈھیر نیچے سے برآمد ہوا۔ فرمایا یہ لے لو تمھارا ہی حصّہ ہے۔ جب وہ لے چکا، حضرت خواجہ نے فرمایا: چاول دودھ بھی تمھارے قریب ہی ہیں انھیں بھی کھا۔ اس شخص نے جب نظر اٹھائی تو اپنے سامنے شیر و برنج کی ایک نہر جاری پائی

حُبِّ دنیا سے بچنے کا طریقہ

اکثر صوفیاء کا قول ہے کہ لذّات کو ختم کرنیوالی موت کا ذکر کثرت سے کرو جو موت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتا ہے اور کثرت سے یاد کرتا ہے۔ ہمیشہ خداوندِ کریم کی رضا میں ہوتا ہے۔ جتنا کوئی شخص موت سے غافل ہوتا ہے، دنیا کی دوستی اور اس کا ذکر اس کے دل میں محکم ہوتا ہے۔ اطاعتِ خدائے کریم اسے اتنی ہی گراں گزرتی ہے اور نافرمانی اس کے لیے اتنی ہی زیادہ آسان ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دُنیا کیا ہے

حضرت رابعہ بصری رحؒ سے پوچھا گیا کہ یہ دنیا کیا ہے اور کن لوگوں کا مقام ہے فرمایا دنیا مُردار ہے اور اس کے چاہنے والے کُتے اور دنیا کا طلب گار منافق ہوتا ہے۔ یہ دنیا منافقوں کا مقام ہے۔ فرمایا جب درویش کو حُبِّ دنیا، جاہ طلبی، منزلت خواہی کی کوشش میں دیکھو تو جان لو کہ ابھی گمراہی کے صحرا میں بھٹک رہا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا فرمان

خواجہ ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں، قیامت کے دن دنیا کو دوزخ میں ڈالیں گے اس سبب سے نہیں کہ اسے عذاب ہو کیونکہ اس کا تو کوئی گناہ نہیں اس لیے آگ میں پھینکی جائے گی تاکہ دنیا والے اس کی ذلّت وخواری کو بچشم خود دیکھیں اور افسوس کریں۔

تمام کاموں سے بہتر کام

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرّہ العزیز دنیا میں تمام کاموں سے بہتر یہ کام ہے اوّل: دنیا کی پہچان پھر اپنے آپ کو اس سے روک رکھنا۔ دوم حق تعالیٰ کی خدمت میں کمربستہ رہنا اور ادب ملحوظ خاطر رکھنا۔ سوم آخرت کی آرزومندی اور اس کی طلب۔ تصوّف کے راستے میں جواں ہمت انسان وہی ہے جو ان تین شرائط پہ عمل کرتا ہے۔ اوّل دُنیا سے ہاتھ روک لیتا ہے۔ دوم قبر کی تیاری کرتا ہے اس میں جانے سے پہلے، سوم رضائے مولا کا طالب ہوتا ہے دیدارِ مولا سے پہلے۔

مخلوق کی قسمیں

مخلوق تین قسم کی ہے۔ اوّل وہ جو لوگ دنیا سے محبّت رکھتے ہیں، اور ہمہ تن اسی کی یاد میں مستغرق ہیں اور اس کے حصول میں مصروف ومشغول۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو دنیا کو دشمن سمجھتے ہیں اس کا ذکر محبت سے نہیں کرتے بلکہ یکسر عداوت کا سلوک کرتے ہیں۔ تیسری قسم ایسے لوگوں کی ہے کہ وہ دنیا کو نہ دوست رکھتے ہیں نہ عداوت کرتے ہیں، اس کا ذکر نہ محبّت سے کرتے ہیں نہ عداوت سے۔ یہ تیسری قسم پہلی دو قسموں سے بہتر ہے

تمام فتنوں کی جڑ

دنیا تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ اللہ اور بندے کے درمیان حجاب ہے۔ جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کا طالب

Marfat.com

ہمارے لیے نہیں ہے۔

دنیا کوندا

دنیا کو ہر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانچ دفعہ ندا ہوتی ہے اے دنیا! ہمارے دوستوں کے لیے تلخ بن جا تاکہ وہ تیری طرف اچھی نگاہ نہ ڈال سکیں اور اپنے چاہنے والوں کے لیے میٹھی بن جا کہ تیری ذکر کثرت سے کریں اور ان کو مٹھاس دے تاکہ وہ فتنہ و بلا میں گرفتار ہو جائیں۔

حضرت بابا فرید کا قول

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے فرمایا کہ اے درویش! جس چیز کو اللہ کریم نے دشمن جانا آپ کو بھی اس سے دشمنی کرنا ضروری ہے اور اس کے قریب نہ پھٹکیں، اس کی عداوت و محبت کا ذکر کسی کے پاس نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا نے جب سے دنیا تخلیق فرمائی ازراہِ عتاب اسے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا پس وہ انسان بڑا نادان ہے جو معتوب و مغضوبِ خدا تعالیٰ کو دوستی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

حکایت

خواجہ شریف زندانی رح جو کہ خواجہ عثمان ہارونی رح کے پیر و مرشد تھے چالیس سال تک خلقِ خدا سے کنارہ کش ہو کر خراسان میں خانہ نشین رہے۔ ان کی خوراک ان چالیس سالوں میں گھاس رہی، کبھی کوئی شخص ملاقات و زیارت کے لیے حاضر ہوتا تو خادم اسے تنبیہ کر دیتے کہ حضرت کے سامنے ہرگز دنیا کا ذکر نہ کرنا کہ پھر زیارت سے محروم ہو جاؤ گے۔ غرضیکہ اس ملک کا والی ایک دفعہ خدام خانقاہ کی خدمت کے لیے کچھ زر نقد لے کر بارگاہ میں حاضر ہوا، آداب بجالایا اپنی خدمت کا اظہار کیا حضرت خواجہ مسکرائے اور فرمایا: اے دشمنِ خدا! تجھے میرے ساتھ کیا دشمنی تھی کہ خدا کا دشمن (دنیا) میرے پاس لے آیا یہ تو ازراہِ دوستی نہیں لایا اسے واپس لے جا اور اس کے چاہنے والوں کو دے یہ فرمایا اور جس چٹائی پر تشریف فرما تھے اسے فرمایا اور کہا دیکھو والیٔ ملک اور اس کے آدمیوں نے دیکھا کہ چٹائی کے نیچے زر خالص کے دیناروں کی ایک نہر رواں ہے سب اٹھے اور حضرت کے پاؤں پر گر پڑے بہت معذرت کی، خواجہ نے فرمایا کتنا افسوس ان کم ہمت صوفیاء پر ہے کہ دوست کے اتنے کثیر خزانے ان کے قدموں میں ہوں اور پھر بھی وہ دنیا کے

Marfat.com

مُردار مال کی طرف توجہ کریں۔

حکایت

خواجہ عبداللہ مبارک عالمِ تجرید میں زندگی بسر کرتے تھے، جو ان کی خدمت میں آتا محروم نہ جاتا، ان کا معمول تھا۔ نمازِ مغرب کے بعد خدّام کے حجروں میں گشت فرماتے تھے لوگ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء کا ذخیرہ ہوتا فرماتے کہ یہ محتاجوں کو دے دو پانی تک گروا دیتے کیونکہ کل کے لیے چیز کو ذخیرہ کرنا درویشی نہیں ہے۔ مریدوں میں کسی کو ذکرِ دنیا میں مصروف پاتے تو خانقاہِ معلّٰی سے نکلوا دیتے ہرگز نہ ٹھہرنے دیتے۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کا فرمان

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ زنبور نامی ایک آدمی نے خواجہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کنواں کھدوا رہا ہوں اس کے اخراجات کے لیے ایک سو روپیہ عنایت فرمائیں۔ آپ نے اسے سو روپیہ بخش دیا اس وقت خواجہ تونسوی کے قاضی بھی مجلس میں بیٹھے تھے۔ قاضی صاحب نے کہا آپ کے ہاں ہزاروں مفلس غلام، صوفی اور متقی موجود ہیں اگر آپ یہ روپے ان میں تقسیم فرماتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ خواجہ تونسوی نے فرمایا اگر مال دینا مجھے عزیز ہوتا تو میں ضرور اپنے عزیزوں کو دیتا۔

دنیا کی محبّت ہر گناہ کی جڑ ہے

حضرت ابراہیم بن ادہم جب حج کو روانہ ہوتے تو ہر قدم پر دو گانہ نفل پڑھتے تھے۔ چودہ سال کے عرصے میں وہ بیت اللہ شریف پہنچے۔ جب مناسکِ حج سے فارغ ہو کر کوفہ میں حضرت امامِ اعظم کی خدمت میں آئے تو امام صاحب نے پوچھا علومِ ظاہری میں کس قدر دسترس رکھتے ہو؟ سلطان صاحب نے کہا کہ ایک حدیث کے علاوہ کچھ نہیں جانتا اور وہ یہ ہے:

"دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد اور ترکِ دنیا ہر عبادت کی اساس ہے"

امام صاحبؒ نے فرمایا: یہی حدیث کافی ہے۔ پھر سلطان موصوف کچھ عرصہ کے لیے امام صاحب کے پاس رہے اور ضروریات کا علم حاصل کیا۔

حضرت امام اعظمؒ کے بے شمار شاگرد تھے لیکن علمِ باطنی میں دو شاگرد سلطان ابراہیم اور

Marfat.com

داؤد طائیؒ کامل تھے اور علمِ ظاہری میں امام محمد اور امام ابو یوسف کامل تھے۔

حضرت شبلی کا طرزِ عمل

ایک دن حضرت شبلی نے چار ہزار دینار دریا میں پھینک دیے کسی شخص نے آپ سے کہا اگر آپ یہ دینار کسی محتاج کو دیتے تو اچھا ہوتا۔ شبلی نے فرمایا میں وہ مومن نہیں ہوں جو اپنی زحمت کو دوسرے کے سر پر ڈال دے۔

دنیا پر خدا کا غضب

خواجہ تونسوی فرمایا کرتے تھے کہ دنیا پر خدا کا غضب ہے، انبیاء اور اولیاء کا بھی دنیا پر غضب ہے کیونکہ یہ بدتر ہے۔ دنیا نفس الامر میں کوئی بری چیز نہیں بلکہ ایک حدیث کی رُو سے آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا کے مصارف مختلف النوع ہیں اگر اسے نفسانی خواہشات کے مطابق استعمال کیا جائے تو دنیا سانپ بن جاتی ہے اور اسے رسولِ خداؐ کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے تو سعادت دارین کا موجب بنتی ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کا قول

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کا قول ہے کہ اکثر اہلِ دنیا اپنی نصف عمر تک دنیا جمع کرنے میں بے حد کوشش کرتے ہیں جب عمر کے آخری دور میں اس کوشش کے قابل نہیں رہتے تو اپنی اولاد کو اس کام میں لگا دیتے ہیں یعنی ہر صورت میں ان کا مقصد وحید ماسوا اللہ ہی ہوتا ہے اور مردانِ حق دونوں جہانوں سے منہ موڑ کر یادِ حق میں مشغول ہوتے ہیں اور اپنے دل سے زن و فرزند کی محبت نکال دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اولاد کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہوتا ہے اگر اولاد ہو تو اسے بھی صراطِ مستقیم کی تلقین کرتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا فرمان ہے کہ نسلِ آدم میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب صرف طلبِ دنیا کے لیے رجوع کرتے ہیں اور وہ اللہ سے دنیا ہی طلب کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے پروردگار کی جانب دونوں جہانوں کی طلب لے کر بڑھتے ہیں۔ ان لوگوں کی طلب بھی ایک متعینہ مقصد کی خاطر ہے۔ لیکن ایک تیسرا گروہ بھی ہے وہ نہ دنیا طلب کرتا ہے نہ آخرت اور عاقبت کے خطرے سے عقبیٰ مانگتا ہے وہ دین بھی نہیں مانگتا، جنت کی بھی وہ طلب و آرزو

Marfat.com

نہیں کرتا۔ وہ طبقہ صرف اور صرف بھلائی مانگتا ہے۔

اس مد میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ انسانوں کا ایک گروہ اپنے اللہ کو صرف دنیا ہی طلب کرتا رہتا ہے اس گروہ کی تمام تر مساعی حصولِ دنیا ہی کے لیے رہتی ہے۔ دوسرا گروہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے آخرت کی نعمتیں اور بخشش طلب کرتا ہے۔ آخرت کے ثمرات و درجات کے لیے وہ عبادات کرتا، پھر ایک گروہ صرف دنیا نہیں اس کے ساتھ آخرت اور عقبیٰ کا بھی طالب ہوتا ہے لیکن ان میں سے ایک جداگانہ اور ممتاز گروہ وہ ہے جو اپنے پروردگار اور خالق سے نہ دنیا مانگتا ہے اور نہ عقبیٰ اور آخرت کے لیے تڑپتا ہے وہ اپنی طلب اور آرزو میں سے دنیا کو بھی خارج کر دیتا ہے اور آخرت کو بھی۔ وہ ان سے ماورا اپنے رب سے قرب کا متمنی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حصولِ قربِ الٰہی کی ہر آرزو کسی مقصدی آلائش یا لالچ سے مبرا ہوتی ہے۔ اس طرح وہ دنیا اور عقبیٰ کو اصل میں تو طلاق دے دیتا ہے لیکن درحقیقت دنیا اور عقبیٰ اس کی اپنی غلامی اور دسترس میں آجاتے ہیں۔ اسے دونوں جہانوں کی کوئی طلب اور آرزو نہیں رہتی۔ اس کے لیے اللہ ہی سب کچھ اور کافی ہو جاتا ہے اور یہ دنیا اور آخرت بھی تو اللہ ہی کے ہیں۔

حضرت سلیمان کی دنیا سے بے رغبتی

نقل ہے کہ سلمان فارسی بزمانہ شہزادگی ایک روز شکار کو گئے تھے راستہ میں ایک قافلہ پڑا ہوا تھا جو مدینہ سے آیا ہوا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کے قیام اور رکوع و سجود کرنے سے ان کا دل نرم ہوا اور اچھا معلوم ہوا اس شخص کے پاس گئے۔ پاس جا کر سنا تو یہ پڑھ رہا ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ کلام ربانی کی لذت نے کفر سے جی پھیر دیا اور اسلام کے ذائقہ کا مزا ان کے دل میں آیا۔ اس سے پوچھا اے شخص! تو یہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ خدا کی نماز پڑھ رہا ہوں اور کلام مجید خدا کا کلام ہے اس کو پڑھتا ہوں کہا یہ خدا کا کلام کس پر نازل ہوا ہے اس نے کہا مدینہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں ان پر نازل ہوا ہے۔ کہا وہ

Marfat.com

کیسے شخص ہیں ؟ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیں۔ حضرت سلمان نادیدہ مشتاق ہو گئے اور یہاں تک اشتیاق ہوا کہ شہزادگی چھوڑ کر کمبل اوڑھ لیا اور خفیہ طور پہ مدینہ میں پہنچے۔ جب یہ مدینہ میں آئے حضرت جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ ؐ! آپ ان کا استقبال کیجیے کہ وہ آپ کے نہایت مشتاق ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مع صحابہ ان کا استقبال کیا۔ دیکھا کہ کمبل بغل میں ہے نمدہ کی ٹوپی سر پر ہے اشتیاق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں مست و سرشار چلے آتے ہیں۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا بے تاب ہو کر کہنے لگے اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُہٗ بِالْحَقِّ آپ نے ان کو بغل میں لیا اور مدینہ میں لے آئے اور فرمایا مَنْ اَحَبَّ سَلْمَانَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ یعنی جس نے سلمان کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا۔ جب سلمان مدینہ میں رہنے لگے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی زبان فارسی ہے ہم لوگ بالکل سمجھ نہیں سکتے۔ آپ ؐ نے سلمان کو بلایا اور کہا اے سلمان! اپنا منہ کھول، آپ ؐ نے اپنا لعابِ دہن ان کے منہ میں ڈال دیا۔ فی الحال حضرت سلمان ؓ عربی بولنے لگے۔ یہ لوگ تھے جنھوں نے سلطنتِ دنیا کو ترک کر دیا۔ سلطنت ہی کو ترک نہیں کیا بلکہ دنیا کی محبت ترک کر دی اور اللہ کی محبت میں غرق ہو گئے۔

حکایت اسرار الاولیاء میں ہے کہ کہرام کے علاقے میں شیخ بدنی ایک درویش تھے۔ عظیم تارکِ دنیا جب تک حیات رہے، نیا لباس زیبِ تن نہ فرمایا۔ اگر کوئی شخص دنیا دار اہلِ دنیا کی بات ان کے سامنے کرتا تو اٹھا دیتے اور پھر کبھی مجلس میں نہ آنے دیتے اور فرماتے کہ یہ شخص دنیا کا عاشق ہے کیونکہ جو شخص اپنے معشوق کو دوسرے کے پاس دیکھتا ہے ضرورت کی وجہ سے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ موصوف نماز کثرت سے پڑھا کرتے اور فرماتے کہ بہشت کیسی جگہ ہے جہاں نماز نہیں۔ ان کے ایک مرید نے عرض کی کہ پیر دنیا دار آدمی ہونا چاہیے جو کہ مریدوں کو دنیا کے مضرات بتلا کر اس سے دور رہنے کی تلقین کرے۔ آپ نے فرمایا: اگر منع بھی کرے تو

مریدوں کو ترکِ دنیا کی دولت میسر نہ آسکے گی کیونکہ کہنا (قال) آسان ہے اور کرنا (حال) مشکل ہے وعظ و نصیحت زبانِ قال سے اثر نہیں کرتی۔

دنیا خدا اور بندے کے درمیان حجاب ہے

حضرت ابراہیم ادہمؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ مقام و مرتبہ کہاں سے حاصل کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے دنیا کو طلاقِ ثلاثہ دے دی۔ جتنا انسان دنیا سے محبت کرتا ہے فکرِ آخرت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے بس بندہ و مولا کے درمیان پردہ یہی دنیا بنتی ہے۔

حکایت

حسن بصریؒ ابتداء میں جوہری تھے کچھ جواہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لے کر آئے پہلے وزیر سے ملے اور اپنے تحفہ لانے کا بیان کیا۔ وزیر نے کہا کل شاہِ ہرقل کے شہزادہ کا عرس ہے جو قابلِ دید ہے چنانچہ وزیر نے حسن بصری کو اس خیمہ کی چلمن کی اوٹ میں لاکر کھڑا کر دیا جو شہزادہ ہرقل کی قبر پر نصب ہوا تھا۔ حسن بصری نے دیکھا کہ پہلے ایک مقدس جماعت عیسائیوں کی آئی اور قبر پر کھڑی ہو کر پڑھ کر روتی ہوئی نکل کر چلی گئی اس کے بعد ایک جماعت طبیبوں اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی۔ اس کے بعد فوجی افسر ننگی تلواریں لیے ہوئے بعد ازاں پری پیکر حسین عورتوں کا مجمع تھا جن کے سر کے بال کھلے ہوئے اور تھالیوں میں موتی اور جواہرات تھے۔ بعدہٗ خود بادشاہ خیمہ کے اندر آیا اور قبر کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے فرزند تو مجھے دنیا میں سب سے زیادہ پیارا تھا مگر افسوس کہ تو مر گیا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان لی ہے وہ راہبوں اور عابدوں کی سفارش اور دعا کی برکت سے تیری جان کو واپس کر دے گا تو یہ بڑے بڑے راہب اس کام کے لیے تیرے پاس حاضر ہیں مگر یہ جانتا ہوں کہ ان کی دعاؤں سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ عقل مندوں یا طبیبوں کی تدبیر سے تیری جان تجھے بخش دے گا تو یہ بہت بڑی جماعت طبیبوں کی اور دنیا بھر کے عقل مندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے اور تیری رہائی کی تدبیر کرنے کو تیار ہے مگر میں جانتا ہوں تجھے ایسے زبردست نے مارا ہے جس کے سامنے کسی کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے

Marfat.com

وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ شیر دل فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانے کے لیے تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے لیا ہے وہ ایسا زبردست خدا ہے کہ کوئی قوم اس کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ اے فرزند! مجھے معلوم ہے جس نے تجھے مارا ہے وہ نہ حسین عورتوں کا طالب ہے نہ وہ مال وجواہر کا خواست گار اور وہ اب تجھے نہ چھوڑے گا۔ اس لیے اب میں تجھ سے پھر ایک سال کے لیے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر فیصر خیمہ سے نکل آیا، اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہوئے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر میں دنیا سے بیزار ہو گیا اور آئندہ کو میں نے دنیا کے جواہرات بیچنے چھوڑ کر آخرت کے جواہرات خریدنے شروع کر دیے یعنی نیک عمل کرنے لگا۔

حکایت

حضرت بابا فرید الدین مسعودؒ نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ میں نے غزنی شہر میں ایک بزرگ سے ملاقات کی۔ بڑے شاغل و ذاکر۔ چھ مہینے ان کی صحبت میں رہا۔ اس دوران ان کی زبان مبارک سے دنیا کے بارے میں ایک لفظ تک نہ سنا۔ صبح و شام گریہ وزاری میں مصروف دیکھا۔ میں نے ان کی گریہ وزاری کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: آج کم و بیش تیس سال ہوا چاہتے ہیں کہ ایک دن ایک درویش میرے پاس آیا دنیا کی باتیں اس نے میرے ساتھ کرنا شروع کر دیں میں بھی اس کے ساتھ موافقت کرنے لگا، غیب سے آواز آئی، اے فقیر! یا تو دنیا کی بات چلے گی یا ہماری۔ اس دن سے اسی شرمندگی کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ قیامت کے دن اس کریم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

انسان اپنے محبوب کا ذکر سب سے زیادہ کرتا ہے

رابعہ بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا۔ آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور دنیا کی برائی شروع کر دی۔ جب کر چکا تو آپؒ نے فرمایا: آپ چلے جائیے اور میرے پاس پھر کبھی نہ آئیے کیونکہ آپ دنیا کے محبت کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ دنیا کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

حکایت

حضرت حاتم اصم اکثر سفر پر رہتے تھے بغداد میں ایک تاجر تھا جو مسافروں کو اپنے ہاں ٹھہراتا تھا اور خدمت کیا کرتا تھا۔ حضرت حاتم بھی اس کے ہاں ٹھہر گئے ایک دن کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سوداگر پریشانی کی حالت میں گھر سے باہر جا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ قاضی محمد مقاتل ایک بڑے عالم، بزرگ اور صاحبِ فتوت ہیں وہ بیمار ہیں ان کی عیادت کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جس قسم کے انسان کا تم ذکر کر رہے ہو مجھے بھی چاہیے کہ ان سے ملوں۔ چنانچہ وہ بھی تاجر کے ساتھ چلے آئے۔ قاضی کے گھر جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ شاندار محل ہے۔ اس میں رنگ رنگ کے گچ چونہ سے بنے ہوئے محراب ہیں۔ جب اندر داخل ہوئے تو قسم قسم کے قالین بچھے ہوئے تھے جن پر ہر قسم کے بیشمار آدمی بیٹھے ہوئے تھے ذرا آگے گئے تو ایک اور صحن دیکھا وہ بھی خوب آراستہ و پیراستہ تھا، اور لوگوں کا ہجوم تھا اس سے آگے بڑھ کر صفہ میں داخل ہوئے جہاں بیش قیمت قالین بچھے ہوئے تھے۔ قاضی صاحب ایک بڑے تخت پر لیٹے ہوئے تھے اور ان کے گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے تاجر نے آگے بڑھ کر ان سے ہاتھ ملائے اور طبع پرسی کی۔ انھوں نے تاجر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد حضرت حاتم اصم نے آگے جا کر قاضی سے ہاتھ ملائے اور طبع پرسی کی۔ قاضی نے انکو بھی بیٹھنے کے لیے کہا لیکن وہ نہ بیٹھے اور کھڑے رہے۔ قاضی نے دوبارہ بیٹھنے کو کہا۔ انھوں نے کہا میں ایک مسئلہ پوچھنے آیا ہوں۔ قاضی نے کہا کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا ذرا اٹھ کر بیٹھ جائیں کیونکہ یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔ قاضی صاحب تکلف اٹھے اور تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت حاتم اصم نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے کوئی ایسی حدیث دیکھی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شاندار محل میں رہتے تھے جس میں فرش قالین اور طرح طرح کی زیبائش کا سامان تھا۔ قاضی نے کہا استغفر اللہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس قسم کی زندگی بسر نہیں فرمائی۔ حاتم نے فرمایا یا علماءِ سوء بمن اقتدیتم بفرعون وقارون ام بمحمد واصحابہ (اے علماءِ سوء کیا تم فرعون اور قارون کی سنت پر عمل کرتے ہو یا محمدؐ اور اس کے اصحاب کی سنت پر؟)

Marfat.com

کیا تم لوگ دینِ محمدؐ کے راہنما ہو یا رہزن ہو۔ امراء، سلاطین اور عوام یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علماء ہیں جو کچھ یہ کرتے ہیں رسولِ خداؐ اور صحابہ کرام نے یہی کیا ہوگا۔ اس لیے وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں جس طرح تم کرتے ہو۔ لہذا لوگوں کو گمراہ کرنے والے تم ہو۔ تم خود بھی گمراہ ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہو یہ سن کر قاضی کی بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ جب یہ واقعہ بغداد میں مشہور ہوا تو لوگوں نے حضرت حاتم اصم سے کہا کہ جس قسم کا عالم آپ چاہتے ہیں وہ رقاشی ہے جو شہر رے میں رہتا ہے اور یہاں سے بہت دُور ہے چنانچہ انھوں نے رے کا سفر اختیار کیا اور رقاشی کے جماعت خانہ میں پہنچ کر ان کو باہر طلب کیا۔ رقاشی نے کہلا بھیجا کہ انذر جائیں انھوں نے کہلا بھیجا کہ میں شریعت کا مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں اور ابھی واپس جانا چاہتا ہوں۔ آپ باہر تشریف لائیں۔ چنانچہ رقاشی باہر آئے، اور مصافحہ کے بعد حضرت حاتم نے کہا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے وضو کرنا سیکھوں۔ پانی کا لوٹا منگوایا گیا اور حضرت حاتم نے وضو کرنا شروع کیا۔ پہلے ہاتھ دھوئے اس کے بعد تین دفعہ کُلی کی اور پانی لے کر چوتھی بار کُلی کرنے لگے تو رقاشی نے کہا چوتھی بار کُلی مت کرو یہ اسراف ہے۔ حاتم نے کہا یا شیخ آپ پانی کی ایک کُلی کو تو اسراف بتا رہے ہیں اور یہ جو شاہی لباس آپ نے زیبِ تن کر رکھا ہے اور یہ شاندار مکان اور سامان آرائش کیا یہ اسراف نہیں ہے اور پانی کا ایک گھونٹ اسراف ہے یہ سن کر رقاشی بہت شرمندہ ہوا اور گھر کے اندر داخل ہو کر چالیس دن یا ایک مہینہ کسی کو منہ نہ دکھایا۔ آخر کار تارک ہوا اور راہِ خدا اختیار کی۔

حکایت ایک شخص کو بھوت اپنے بس میں کرنے کا شوق تھا۔ بے چارے نے بہت منتر جنتر سیکھے مگر بھوت بس میں نہ آیا۔ لاچار وہ ایک جنگل میں رہنے والے فقیر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضور! مجھے کوئی ایسی ترکیب بتائیے جس سے بھوت میرے قبضے میں آجائے اور میرا سب کام دھندا کر دیا کرے۔ فقیر عقل مند انسان تھا اس نے کہا بھوت بُرے ہوتے ہیں اس خیالِ خام سے باز آجاؤ تم اس کو کام کاج نہ بتا سکو گے آخر وہ تمھیں ہلاک کر دے گا۔ اس نے کہا میرے پاس کام کاج بہت ہیں جن سے وہ کبھی فرصت نہ پا سکے گا۔ آخر اس فقیر نے

اسے ایک عمل بتا دیا۔ یہ گھر آکر وہ عمل کرنے لگا جب میعاد مقرر پر وہ عمل پورا ہو گیا تو بھوت حاضر ہو گیا۔ بھوت حاضر ہو کر کہنے لگا بتاؤ کیا کروں؟ اس نے کہا ایک شاندار عمارت بنا دو۔ ایک پل میں شاندار عمارت تیار ہو گئی۔ اس نے کہا کھیت جوت آؤ اور کھیت جوتا ہوا تیار تھا۔ اس نے کہا بہت سا روپیہ لاؤ۔ خزانہ وہیں حاضر ہو گیا غرض جو مشکل سے مشکل اور مختلف کام اس کو بتائے گئے سب کچھ کیا کرایا تیار۔ اب کوئی کام نہ رہا۔ بھوت نے کہا کوئی کام بتاؤ ورنہ میں تم کو ہلاک کر دوں گا۔ یہ ڈرا اور دوڑ کر فقیر کے پاس آیا اور کہا حضور! بھوت جو کچھ کہتا ہوں وہ جھٹ پٹ کر دیتا ہے اب میرے پاس کوئی کام نہیں۔ بتاؤ اب کیا کروں ورنہ وہ مجھ کو ہلاک کر دے گا۔ اتنے میں بھوت بھی "میں کھاؤں، میں کھاؤں" کرتا وہاں پہنچ گیا۔ فقیر کے پاس ایک کتا بیٹھا تھا۔ اس نے اس آدمی کو ایک خنجر دے کر کہا کہ اس کتے کی دُم کاٹ کر بھوت کو دو اور اسے کہو کہ اسے سیدھی کر دے"۔ اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور کتے کی دم کاٹ کر بھوت کو دے کر کہا کہ یہ لو کام کرو کہ اسے سیدھی کر دو۔ بھوت نے کتے کی دم ہاتھ میں لی ایک دفعہ سیدھی کر دی۔ پھر جب اس کو چھوڑا تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی۔ ایک دن گزرا دو دن گزرے بھوت نے ہزار کوشش کی۔ مگر کُتے کی دم سیدھی نہ ہوئی۔ تب تو بھوت بہت گھبرایا اور اس آدمی سے کہنے لگا بھائی! جو کچھ میں نے دھن دولت، روپیہ پیسہ تجھ کو دیا وہ سب کچھ تیرا، اب مجھ کو چھٹی دے تو جیتا اور میں ہارا۔ یہ فوراً راضی ہو گیا بھوت اپنے ٹھکانے پر گیا اور یہ اپنے گھر چلا آیا۔ دنیا بھی کتے کی دم کی مانند ہے کوئی ہزار کوشش کرے یہ کبھی سیدھی نہ ہو گی۔ حضرت انسان نے اسے سیدھا کرنے کی بہت کوششیں کیں، بہت سی تدبیریں کیں شفاخانے بنائے لیکن مریض مرتے ہی رہے۔ مدرسے اور کتابیں تعلیم و اصلاح کے لیے جاری کیں لیکن بدکاریاں اسی طرح جاری ہیں۔ انصاف گاہیں بنیں مگر جرائم بدستور موجود رہے۔ الغرض یہ دنیا کبھی سیدھی نہ ہوئی ہے اور نہ ہو گی اس کے سینکڑوں کام ختم کیجیے تو ہزاروں اور تیار نظر آئیں گے۔ پس ہمیں اس کی نیرنگی سے عبرت حاصل کر کے اپنی زندگی کو سنوارنا چاہیے۔

Marfat.com

حکایت خواجہ محمد چشتیؒ، خواجہ یوسف چشتیؒ کے پیر و مرشد تھے۔ زیادہ تر عالم تحیّر میں بسر کرتے تھے۔ بتیس سال سے ان کے پہلو فرش زمین پر آرام فرمانہ ہوئے تھے یہ مجاہدہ بھی ان لوگوں کو نصیب ہوتا تھا جو اس کے اہل ہوتے ہیں چنانچہ ایک ایک سال دو دو سال تک کچھ نہ کھاتے پیتے تھے۔ راتوں کو نماز معکوس ادا فرماتے۔ گھر ہی میں ایک کنواں تھا، کنوئیں میں الٹے لٹک کر نماز ادا کرتے ایک دن دجلہ کے کنارے اپنے خرقہ شریفہ کو پیوند لگا رہے تھے کہ ایک شہزادہ اپنے خدم وحشم کے ساتھ گزرا۔ خواجہ موصوف کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترا۔ آداب بجالایا اور بیٹھ گیا۔ خواجہ نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر کوئی بڑھیا سلطنت کے کسی شہر میں فاقہ سے سو گئی۔ قیامت کے دن اس ملک کے والی کی دامنگیر ہو گی تاکہ اس کا انصاف ہو اور وہ بڑھیا اسے ہرگز نہ چھوڑے گی۔ شاہزادہ نے حضرت کی خدمت میں ہدیۃً زرِ نقد پیش کیا۔ خواجہ نے تبسّم فرمایا: اور کہا یہ ہمارے خواجگان کی روایت نہیں ہے تم خدا کا دشمن (دنیا) ہمارے پاس لاؤ اور ہم اسے قبول کر لیں یہ آگے لے جاؤ اور جن لوگوں کو ان کی ضرورت ہے انھیں دو۔ اس میں سے ایک درم اٹھایا اور دریائے دجلہ میں پھینک دیا، آسمان کی طرف دیکھا اور کہا الٰہی تو جو کچھ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے اسے بھی دکھا دے اور میرا درہم واپس دے دے۔ دریا کی مچھلیوں کو حکم ہوا سونے کے دینار منہ میں لے کر حضرت خواجہ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ شاہزادہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور قدموں میں گر پڑا اور کہا واہ واہ اللہ کے بندوں کی طاقت یہ ہوتی ہے۔ اُٹھا کہ واپس چلا جائے۔ حضرت نے فرمایا دیکھو مچھلیوں کو خطاب کیا کہ مجھے وہی درہم چاہیے جو میں نے دریا میں پھینکا تھا ایک مچھلی وہی درہم لے کر بارگاہِ خواجہ میں پیش ہو گئی۔ خواجہ نے کہا اے عزیز! جس کے لیے خدا کے گھر میں اس قدر زر و سیم ہو وہ لوگوں کے روپے پیسے کا محتاج نہیں ہوتا۔

بعض صوفیاء کی کیفیت ایک دن خواجہ حمید الدین ناگوری نے شیخ بہاؤالدین کو خط لکھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ بعض اہلِ سلوک دنیوی مال و املاک کے ہوتے ہوئے بھی روحانیت میں صاحبِ تصرّف ہوتے ہیں؟ شیخ بہاؤالدین نے اس کا جواب لکھا:

Marfat.com

کچھ مدت کے بعد خواجہ حمید الدین نے فرمایا کہ میرے سوال کا جواب بذریعہ الہام مجھے دیا گیا ہے کہ اے حمید الدین زہد و تقویٰ ایک الگ چیز ہے اور عشق ایک الگ چیز ہے یعنی عاشق کی نظر دیدار دوست کے علاوہ کسی چیز پہ نہیں پڑتی ۔ ہر جگہ اسے محبوب ہی کا نور نظر آتا ہے ۔ لہذا اگر ایسے لوگوں کے پاس مال و دولت زیادہ بھی ہو تو ان کے دل میں اس کی محبت پیدا نہیں ہوتی ۔

حکایت

ایک دفعہ ایک شخص شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آیا اور آپ سے ایک پیر کا ذکر کیا جس کے پاس اس زمانے میں بہت مال و دولت تھی اس شخص نے کہا کہ اس پیر کے پاس بہت مال اور دولت ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ مجھے اس مال و دولت کو دینے کی اجازت نہیں ۔ جب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ اللہ العزیز نے یہ بات سنی آپ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ سب مال خرچ نہ کرنے کے بہانے ہیں اس وقت حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اگر وہ پیر مجھے خرچ کرنے کا ذمہ دار بنا دے تو میں دو تین دن میں اس کا خزانہ خالی کر دوں اور ایک درہم بھی اس کے اجازت کے بغیر کسی کو نہ دوں ۔

حضرت ابو سلیمان درّانی کا قول

ابو سلیمان درّانی رح فرماتے ہیں کہ "بندے کی عظمت ، برتری اور انسانی فضیلت یہی ہے کہ وہ دونوں جہانوں سے گزر جائے اور اللہ کا برگزیدہ بن جائے لیکن چھوٹے ظرف والے انسان دارین میں اپنے حصے کی طلب و حصول میں غلطاں ہو کر اپنے خالقِ حقیقی کے درمیان حجاب پیدا کر کے حق تعالیٰ سے دور ہو جاتے ہیں ۔

دنیا کو پسند کرنا مناسب نہیں

ابو سلیمان درّانی رح اسی حوالے سے فرماتے ہیں : کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے دنیا کو پسند کرنا مناسب ہی نہیں سمجھتا ۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں سے دور اور محروم رکھا ۔ ہمارا دامن ان سے پاک و مبرّا رکھا ، کیونکہ ان نعمتوں کی فراوانی سے عذاب اور مصائب در آتے ہیں لیکن اس کے بجائے دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ فرصت ہی نہ دی کہ ہم اپنی نظریں اور توجہ اپنے پروردگار سے ہٹا کر معرفت کی

Marfat.com

بلندی سے پستی کی جانب چلے جائیں۔

دنیا کے طالب

حضرت ابن ابی سلمہ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو دنیا ہی کو اور اس کے محاصل کو سوہانِ روح بنا لیتے ہیں وہ اسی دنیا کے ہو جاتے ہیں لیکن ہمیں تو اس کا بھی یارا نہیں کہ ہم عقبیٰ اور آخرت کی خاطر بھی گریہ وزاری کریں۔ ہمیں تو یہ زیب ہی نہیں دیتا۔

Marfat.com

باب ۹

شیطانی وسوسہ

اللہ تعالیٰ بڑا عظیم ہے جن بندوں پر اس کا روحانی فضل ہوا وہ بھی صاحبِ عظمت ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو توفیق دیتا ہے کہ وہ نیک اعمال کے ذریعے اس کی قربت حاصل کرلیں مگر شیطان چاہتا ہے کہ انھیں اللہ کی معرفت اور قربت حاصل نہ ہو اس لیے وہ اللہ کی راہ سے ہٹانے کے لیے وسوسے کا حربہ استعمال کرتا ہے کیونکہ جب بھی انسان یادِ الٰہی کی طرف آنے لگتا ہے تو وہ انسان کے دل و دماغ میں طرح طرح کے خیال پیدا کر کے اسے اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بے شمار لوگ شیطانی وسوسے کا شکار ہو کر یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں بلکہ نافرمان ہو کر دوزخ کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ شیطانی وساوس میں شیطان گمراہ کن خیالات کی ایسی ایسی چالیں دیتا ہے کہ بڑے بڑے زاہد اور عابد بعض اوقات راہِ حق سے پھسل جاتے ہیں مگر جو لوگ اللہ کی پناہ مانگتے ہیں وہ ہمیشہ شیطانی وساوس سے محفوظ رہتے ہیں۔

وسوسہ اس خیال اور سوچ کو کہا جاتا ہے جو شیطان کی طرف سے دل میں پیدا کیا جاتا ہے جس سے گناہ یا کفر جنم لیتا ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ وسوسہ کی مختلف صورتیں ہیں مگر ان میں دو نہایت قابلِ ذکر ہیں یعنی اضطراری اور اختیاری۔ اضطراری وسوسہ وہ ہوتا ہے جبکہ دل و دماغ میں یکدم کوئی ایسا خیال جو گناہ کے متعلق ہو پیدا ہو جائے ایسے وساوس عموماً ہر انسان کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں اور اکثر اوقات خود بخود ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اختیاری وسوسہ اسے کہتے ہیں کہ جو دل و دماغ میں ٹھہر جائے یعنی کوئی گناہ کا خیال یا ایمان و یقین کے خلاف بات مسلسل دماغ میں چھائی رہے۔ وسوسہ کی دونوں صورتوں امت مسلمہ پر معاف ہیں جب تک کہ یہ عملی صورت

Marfat.com

اختیار نہ کرلیں کوئی گناہ نامۂ اعمال میں اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ سرزد نہ ہو جائے بلکہ بُرے عمل کا قصد ہو جانے کے بعد اگر کوئی اپنے آپ کو برائی سے باز رکھے تو وہ نیکی شمار کی جائے گی بالفاظ دیگر وہ عمل جو نہ کرنا چاہیے نفس اور شیطان اس کا وسوسہ پیدا کرتے ہیں اور دل میں اس کے کرنے کا خیال ڈالتے ہیں یا وہ بات جو زبان پر نہ لانی چاہیے اسے زبان پر لانے کی ترغیب دیتے ہیں تاہم جب بندہ وسوسے کے مطابق عمل بد کر نہیں لیتا یا بُری بات زبان پر لے نہیں آتا فرشتے اسے نہیں لکھتے اور ان پر اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

طریقت کی راہ ہی حقیقت میں شیطانی وساوس سے بچنے کی راہ ہے کیونکہ تصوف میں انسان اپنے دل اور ایمان کی حفاظت پر بہت توجہ دیتا ہے۔ اس لیے اسی راہ کو اختیار کرنا بہتر ہے یاد رہے کہ شیطانی وساوس کا زور بھی اہلِ طریقت پر زیادہ ہوتا ہے لہذا جو بندہ حصولِ معرفت کیلیے طریقت کی راہ پر چل نکلے اسے چاہیے کہ ہر دم اپنے نفس اور دل کی شیطانی وساوس سے حفاظت کرے اس کے لیے بہتر طریقہ یہی ہے فرضی عبادت پر بڑی استقامت سے قائم ہو جائے اور فارغ وقت میں اپنے دل کو کثرتِ ذکر میں مشغول رکھے یہ دونوں باتیں شیطانی حملوں سے بچنے کے لیے قلعہ کا سا کام دیں گی۔

ارشاداتِ الٰہیہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اور اگر شیطان کی جانب سے تمھیں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (پ ۲۴۔ حٰمٓ سجدہ ۳۶)

دل میں جو خطرات آتے ہیں، ان کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو اسے نیکیوں کا الہام کرتا ہے اس فرشتے کو مُلہم کہتے ہیں اور اس کی دعوت کو

الہام۔ اس کے مقابلے میں خدا کی طرف سے دل پر ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے جو برائی کی طرف بلاتا ہے اس شیطان کو وسواس اور اس کی دعوت کو وسوسہ کہتے ہیں۔ ملہم انسان نیکیوں کی طرف بلاتا ہے اور وسواس صرف برائیوں کی طرف۔ یہ اکثر علماء کی رائے ہے لیکن قشیریؒ کے شیخؒ نے فرمایا ہے کہ شیطان بسا اوقات بظاہر نیکی کی دعوت دیتا ہے مگر دراصل یہاں بھی اس کا مقصد برائی کی طرف لگانا ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ بڑی نیکی کی بجائے چھوٹی کی طرف بلاتا ہے جس سے ایک بڑے گناہ کرنے کا نقصان نیکی کے ثواب سے زیادہ ہو۔ جیسے عجب وغیرہ تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے انسان کے دل پر دو داعی مقرر ہیں ہر ایک اپنی نوعیت کی دعوت میں لگا ہوا ہے اور انسان اپنے دل سے دونوں کی دعوت کو سنتا اور محسوس کرتا ہے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

اے سننے والے اگر شیطان کی طرف سے وسوسہ پیدا ہو جائے تو اللہ سے پناہ مانگو بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ بیشک جب تقویٰ والوں کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت بصیرت سے دیکھنے لگتے ہیں (پ۹۔ اعراف ۲۰۰۔۲۰۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر شیطان تمھارے عمل میں کچھ وسوسہ ڈالے اور بہکانے لگے یا کسی دشمن سے لڑانے کے لیے غصے میں لائے یا کسی جاہل کے ساتھ الجھانے کی کوشش کرے اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ کرے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو۔ شیطان کے وسوسوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے لہذا اللہ سے پناہ مانگنے سے شیطان کے وسوسہ سے انسان بچ جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

جب اس نے تمھیں اونگھ میں آرام پہنچایا اور آسمان سے تمھارے لیے پانی اتارا تاکہ اس سے تم

Marfat.com

مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ
عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ
عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ
الْاَقْدَامَ ۝

طہارت حاصل کرلو اور شیطان کی ناپاکی دور
ہوجائے اور تمھارے دلوں میں مضبوطی پیدا
کی تاکہ تمھارے قدم جم جائیں
(پ۹ - انفال ۱۱)

آیت بالا غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جب کہ وہ ریت کے ایک ٹیلے پر ٹھہرے ہوئے تھے (ان کا پڑاؤ ریت کے ایک تودے پر تھا) جس پر ان کے اور ان کے چوپاؤں کے پیر دھنس رہے تھے اور مسلمانوں سے قبل مشرکین نے بدر عظمیٰ کے پانی پر قبضہ کرلیا تھا (چونکہ مسلمانوں کے پاس پانی موجود نہیں تھا) اس لیے اس وقت ان کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے کوئی بے وضو تھا اور کسی کو غسل کی حاجت تھی علاوہ ازیں وہ پیاسے بھی تھے۔ پس شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ پیدا کیا کہ تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تم حق پر ہو اور تم میں اللہ کے رسول بھی موجود ہیں اس کے باوجود مشرکوں نے پانی پر قبضہ کرلیا ہے اور تم بغیر وضو اور بغیر غسل کے نماز پڑھ رہے ہو پس کس طرح تم ان (مشرکوں) پر غالب آنے کی امید کرسکتے ہو۔ مسلمانوں کے دلوں میں جب شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے نزولِ باراں فرمایا اور ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ تمام وادی میں پانی بہنے لگا۔ اس دم مسلمانوں نے نہ صرف پانی پیا وضو اور غسل کیا بلکہ انھوں نے اپنے مویشیوں کو بھی پانی پلایا اور پانی کے تمام برتن بھی بھر لیے۔ ریتلی زمین (بارش سے) سخت ہوگئی اور اس پر قدم دھنسنے کی بجائے جمنے لگے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ

جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی شیطان
مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک جو
ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر مکمل بھروسہ
کرتے ہیں ان پر اس کا کچھ قابو نہیں اس کا
زور تو صرف انھی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے

Marfat.com

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

دوستی کرتے ہیں اور اسے شریک ٹھہراتے ہیں۔ (۹۸-۱۰۰)

شیطان چونکہ دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ تلاوت قرآن مجید سے پہلے شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اس لیے تعوذ پڑھا جائے تاکہ قرآن پڑھنے والا غلط قسم کی سوچوں سے رک جائے اور شیطانی وسوسوں سے بچ جائے اللہ پر بھروسہ کرنے اور اس کی پناہ مانگنے سے انسان کے توکل میں تقویت پیدا ہوتی ہے اور جس مومن میں جتنا توکل زیادہ ہوگا اس پر شیطان کے حملہ نہیں چلے گا۔ اس طرح اللہ کے خاص بندے اللہ کی پناہ میں رہنے سے شیطان کے مکر و فریب اور وسوسوں سے محفوظ رہتے ہیں البتہ جو لوگ اللہ کی راہ چھوڑ کر اس کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ ان پر اس کا زور چلتا ہے۔ اسی کی وضاحت میں ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۔

بے شک شیطان اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت شرک ہو جائے گا۔ (پ ۔ انعام ۱۲۱)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

شیطان تمھیں محتاجی کا اندیشہ دلاتا ہے، اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ وسعتِ علم والا ہے (پ ۲ ۔ بقرہ ۲۶۸)

فرمانِ الٰہی ہے :۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے

Marfat.com

سُلْطٰنٌ ۔ کوئی غلبہ نہیں ۔

لہذا ہر وہ انسان جو خواہشات کی پیروی کرتا ہے وہ اللہ کا نہیں بلکہ شہوت کا بندہ ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلّط کر دیتا ہے، ارشادِ الٰہی ہے :۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ	کیا تو نے نہیں دیکھا اس کو جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا۔

اس آیت میں اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ جس کا معبود اور خدا اس کی خواہش ہو وہ اللہ کا بندہ نہیں ہوتا۔

فرمانِ الٰہی ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝	تحقیق وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ لگتا ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں پھر اچانک وہ دیکھنے لگتے ہیں۔

مجاہد رضی اللہ عنہ اس فرمانِ الٰہی :

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ	خناس کے وسوسوں کے شر سے،

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ وہ دل پر پھیلا ہوا ہوتا ہے جب انسان ذکرِ خدا کرتا ہے تو وہ پیچھے سٹ جاتا ہے اور سکڑ جاتا ہے اور جب انسان ذکر سے غافل ہوتا ہے تو وہ حسبِ سابق دل پر تسلّط جما لیتا ہے۔

فرمودات نبی صلی اللہ علیہ وسلّم

شیطان کا وسوسہ ڈالنا

حضرت ابنِ عباس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان ابنِ آدم کے دل سے چپکا ہوا ہے لیکن جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے اور جب ابنِ آدم غافل ہو جاتا ہے

Marfat.com

تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے ۔ (بخاری)

بے فائدہ خیال وسوسہ ہے

حضرت ابنِ عباس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں اپنے دل میں یہ خیال پاتا ہوں کہ میں کوئلہ بن جاؤں اور مجھے یہ بات زیادہ پیاری ہے کہ میں اس سے ہمکلام ہوں ۔ یہ سن کر سرکار نے ارشاد فرمایا تعریف ہے اس اللہ کی جس نے اپنے معاملے کو وسوسے کی طرف پھیر دیا ۔ (ابوداؤد)

وسوسہ آنے پر کیا کہیے

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لوگ ہمیشہ دریافت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ تمام مخلوقات کو اللہ نے بنایا ہے لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے ؟ جب کسی کو ایسا خیال آئے تو چاہیے کہ وہ یہ کہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (بخاری)

شیطان اور غصّہ

حضرت ابووائل القاص رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ کی پیدائش ہے آگ کو پانی بجھاتا ہے جب آئے تو وضو کر لینا چاہیے ۔ (احمد ۔ ابوداؤد)

دل میں وسوسے کا آنا

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمارے دلوں میں ایسے وسوسے آتے ہیں جن کو ہم زبان پر لانا نامناسب اور برا سمجھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا ایسا واقعہ تم پر گذرا ہے صحابہ رضؓ نے عرض کیا بیشک تب سرکار نے فرمایا کہ یہ ایمان (محکم) کی صحیح نشانی ہے ۔ (مسلم)

انسان کا ہمراز

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ روایت کرتے ہیں کہ : ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ اس کا مصاحب (ہمزاد) فرشتوں اور جنّوں میں سے مقرر نہ کیا گیا ہو صحابہ نے دریافت کیا

Marfat.com

یارسول اللہؐ! آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے؟ سرکارؐ نے فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی کہ وہ مسلمان ہوگیا اور مجھے بھلائی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

(مسلم شریف)

نماز میں وسوسے کا علاج

عثمان بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شیطان میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہوا اور مجھے شبہات میں مبتلا کرتا رہا۔ سرکارؐ نے فرمایا: کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تم اس کی مداخلت کا احساس کرو تو اللہ سے پناہ طلب کرو اور اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارو میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا (مسلم شریف)

انسان کے دل پر تاک لگانا

حضرت انسؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے دل پر اپنی تاک لگائے ہوئے ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے دل کو نگل لیتا ہے۔

شیطان کا دعویٰ

ابن وضاحؓ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جب آدمی چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے اور توبہ نہیں کر پاتا تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اپنے باپ کی قسم یہ اس کا چہرہ ہے جو فلاح نہیں پائے گا۔

جیسے انسانی خواہشات و شہوات انسان کے خون اور گوشت پوست سے جدا نہیں ہوتیں اسی طرح شیطان کی سلطنت بھی انسانی دل پر محیط ہے اور انسان کے خون اور گوشت و پوست پر جاری و ساری ہے چنانچہ فرمانِ نبویؐ ہے شیطان انسان کے وجود میں خون کی طرح گردش کرتا ہے لہٰذا اس کی گزرگاہوں کو بھوک سے بند کرو، آپ نے بھوک کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کہ شہوت کو ختم کر دیتی ہے اور شیطان کے راستے بھی شہوات ہیں۔

Marfat.com

شہواتِ انسانی کے دل کا گھیراؤ کرنے کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے جس میں شیطان کے قول کی خبر دی گئی ہے کہ اس نے کہا " پھر البتہ میں ان کے پاس ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور ان کی بائیں طرف سے آؤں گا۔ اس سے پہلے والی آیت میں ہے کہ شیطان نے کہا کہ میں البتہ تیری سیدھی راہ پر ان کے لیے بیٹھوں گا۔

شیطان کا راستوں پر بیٹھنا

فرمانِ نبوی ہے کہ شیطان انسان کے راستوں پر بیٹھ گیا۔ اس نے اسلام کے راستہ پر بیٹھ کر اسے کہا کیا تو اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑتا ہے مگر اس انسان نے اس کا کہا ماننے سے انکار کر دیا اور اسلام لے آیا پھر وہ ہجرت کے راستہ میں بیٹھ گیا اور بولا کیا تو ہجرت کرتا ہے اور اپنے وطن کو اور اس کی زمین و آسمان کو چھوڑتا ہے؟ مگر اس انسان نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ہجرت کر گیا۔ پھر اس نے جہاد کے راستہ میں بیٹھ کر بولا کیا تو جہاد کرنا چاہتا ہے حالانکہ اس میں جان و مال کا ضیاع ہے جب تو جنگ میں جائے گا تو قتل ہو جائے گا اور تیری عورتوں سے لوگ نکاح کر لیں گے، تیرا مال آپس میں بانٹ لیں گے مگر اس بندۂ خدا نے شیطان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور جہاد میں شریک ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے ایسے کردار کا مظاہرہ کیا پھر اسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہوگا کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔

لوگوں کا آپس میں سوال

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ آپس میں ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے اور جب وہ یہ کہنے لگیں تو انھیں یہ جواب دیا جائے کہ اللہ رب العالمین ایک اور تنہا ہے، بے نیاز ہے نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ وہ کسی سے پیدا کیا گیا نہ اس کا کوئی کنبہ ہے وہ تو تنہا ہے پھر وہ (بندہ) اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور شیطان مردود سے

اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (ابوداؤد)

وسوسوں کی معافی

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے قلوب میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک کہ وہ ان پر عمل نہ کریں یا ان کا تذکرہ نہ کریں۔ (بخاری)

ابلیس کا برائی کو مزین کرنا

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں دعوت اور تبلیغ لے کر آیا ہوں کسی کی ہدایت میرے اختیار میں نہیں اور ابلیس بھی برائی کی مزین کرنے اور فریب دینے کے لیے پیدا ہوا ہے کسی کو ضلالت و گمراہی میں ڈال دینا اس کے بس میں نہیں یعنی وہ وسوسہ ڈال کر معصیت کو مزین کر کے دکھاتا ہے اس سے زیادہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ لہذا بندہ کو لازم ہے کہ وساوس کو اپنے سے دفع کرنے کی پوری کوشش کرے اور اپنے دشمن کی مخالفت میں پوری ہمت دکھائے۔

حدیث شریف میں ہے وضو (میں نقص پیدا کرنے) کے لیے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس سے بچنے کا سوال کرو۔

وسوسے کیسے دور ہوتے ہیں

دل سے شیطانی وساوس اس صورت میں دور ہو سکتے ہیں کہ انسان ان وساوس کے خلاف باتیں سوچے یعنی ذکرِ الٰہی کرے کیونکہ دل میں کسی چیز کا خیال آتا ہے تو پہلے والی چیز کا خیال مٹ جاتا ہے لیکن ہر اس چیز کا خیال جو ذات ربانی اور اس کے فرامین کے علاوہ ہو شیطان کی جولان گاہ بن سکتی ہے مگر ذکر خدا ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ شیطان کی طاقت نہیں جو اس میں زور آزمائی کرے چونکہ ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے لہذا جان لیجیے کہ تمام شیطانی وساوس کی ضد ذکرِ الٰہی ہے شیطان سے پناہ چاہنا ہے اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سے رہائی پانا ہے اور تمہارے اس قول کا کہ میں اللہ سے شیطانِ رجیم سے پناہ مانگتا ہوں اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کا یہی منشا ہے۔ اس مقام پر وہی لوگ سرفراز ہوتے ہیں جو متقی ہوں

Marfat.com

اور ذکرِ خدا جن کی رگ رگ میں بس گیا ہو اور شیطان ایسے لوگوں پر بے خبری کے عالم میں اچانک حملے کیا کرتا ہے۔

دل کی مثال

جناب جابر بن عبیدہ العدوی کہتے ہیں، میں نے جناب علاء بن زیاد سے اپنے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کی شکایت کی تو انھوں نے اسے فرمایا، دل کی مثال اس گھر جیسی ہے جس میں چوروں کا گذر ہوتا ہے، اگر اس میں کچھ موجود ہوتا ہے تو وہ اسے نکال لے جانے کے بارے میں سوچتے ہیں ورنہ اسے چھوڑ دیتے ہیں یعنی جو دل خواہشات سے خالی ہوتا ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

شیطان کا قول

ایک دن راستے میں حضرت شیخ عبداللہ تستریؒ کی شیطان سے ملاقات ہوگئی تو اس نے اسرار و رموز بیان کرنا شروع کیے۔ حضرت شیخ نے کہا سبحان اللہ! یہ وہ اسرار و رموز ہیں کہ جن سے عارفین کا جگر خون ہوتا ہے تم نہیں دیکھتے کہ شیطان نے کیا کہا، اس نے کہا تیری عزت کی قسم! کسی کو تیرے نزدیک نہیں آنے دوں گا۔

شیطانی وساوس کے راستے

انسانی قلب کی مثال ایک قلعہ جیسی ہے اور شیطان ایک دشمن ہے جو قلعہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ جمانا چاہتا ہے قلعہ کی حفاظت دروازوں کو بند کیے بغیر اور تمام راستوں اور رخنوں کی نگرانی کیے بغیر ناممکن ہے اور یہ فریضہ وہی سرانجام دے سکتا ہے جو ان راستوں سے اچھی طرح واقف ہو لہذا دل کو شیطانی وساوس کی یلغار سے محفوظ رکھنا ہر عقل مند کے لیے ضروری ہی نہیں بلکہ ایک فرضِ عین ہے چونکہ شیطان کی یلغار کا مقابلہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اس کی تمام گزرگاہوں سے واقفیت نہ ہو لہذا ان گزرگاہوں سے واقفیت اوّلین ضرورت ہے اور یہ گزرگاہیں انسان ہی کی پیدا کردہ ہوتی ہیں، جیسے غصہ اور شہوت۔ کیونکہ غصہ عقل کو ختم کر دیتا ہے لہذا جب عقل ماند پڑ جاتی ہے تو شیطانی لشکر انسان پر زبردست حملہ کر دیتا ہے جونہی انسان غضبناک ہوتا ہے شیطان اس سے ایسے کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

Marfat.com

ایک بندۂ خدا نے شیطان سے پوچھا یہ بتلا تو انسان پر کیسے قابو پالیتا ہے شیطان نے کہا میں اسے غصہ اور اس کی شہوت کے وقت پر زیر کرتا ہوں۔

شیطان کے راستوں میں ایک راستہ حرص اور حسد کا بھی ہے کیونکہ حرص انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے لہذا شیطان اس فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے تمام برائیوں کو حرص کے سامنے حسین انداز میں پیش کرتا ہے اور وہ اسے خوبیاں سمجھ کر قبول کرتا چلا جاتا ہے۔

ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ علماء اور صلحاء سے محبت رکھے، ان کی محفلوں میں بیٹھتا رہے، جو کچھ نہ جانتا ہو وہ ان سے پوچھتا رہے ان کی نصائح سے بہرہ اندوز ہوتا رہے۔ برے کاموں سے گریزاں رہے اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا ۔	بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی بناؤ (یعنی اللہ کی عبادت کرکے)

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے اس سے دشمنی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی پیروی نہ کرو اور صدقِ دل سے ہمیشہ اپنے عقائد و اعمال کا اس سے تحفظ کرو، جب تم کوئی کام کرو تو اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ بسا اوقات اعمال میں ریا داخل ہو جاتا ہے اور برائیاں اچھی نظر آتی ہیں یہ سب شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا اس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے رہو۔

شیطان کا ایک راستہ مال و متاعِ دنیا پر فریفتگی ہے کیونکہ شیطان جب انسان کا دل ان چیزوں کی طرف مائل دیکھتا ہے تو انھیں اور زیادہ حسین انداز میں اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور انسان کو ہمیشہ مکانات کی تعمیر، سقف و در و بام کی آرائش و زیبائش میں الجھائے رکھتا ہے اور اسے خوبصورت لباس، اچھی اچھی سواریوں اور طویل عمر کی جھوٹی امیدوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب کوئی انسان اس منزل پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی راہِ خدا پر واپسی دشوار اور پھر مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ایک امید کے بعد دوسری امید بڑھاتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقتِ مقرر آجاتا ہے اور وہ اسی شیطانی راستے پر گامزن رہتے اور خواہشات کی تکمیل کرتے ہوئے اس ناپائیدار دنیا سے

اٹھ جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

شیطان سے غلبے کا ایک راستہ لوگوں سے امیدیں رکھنا ہے۔ حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں کہ شیطان جب عبداللہ بن حنظلہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ انھوں نے کہا مجھے تیری کسی پند کی ضرورت نہیں ہے۔ شیطان نے کہا تم سنو تو سہی اگر اچھی بات ہو تو یاد رکھنا ورنہ چھوڑ دینا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان سے اپنی آرزوؤں کا سوال نہ کرنا اور یہ دیکھنا کہ غصہ میں تمھاری کیا حالت ہوتی ہے کیونکہ میں غصہ کی حالت میں ہی انسان پر قابو پاتا ہوں۔

ایک راستہ زر اور زمین کا ہے کیونکہ جو چیز انسان کی حاجت سے زائد ہو وہ شیطان کا مسکن بن جاتی ہے۔ حضرت ثابت البنانی رض کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو شیطان نے اپنے شاگردوں سے کہا آج کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جاؤ دیکھو تو کیا ماجرا ہے؟ وہ سب تلاش میں نکلے مگر ناکام لوٹ کر کہنے لگے ہمیں تو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ شیطان نے کہا تم ٹھہرو میں ابھی بھتیں آکر بتاتا ہوں۔ شیطان نے واپس آکر بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ شیطان نے ان تمام شاگردوں چیلوں کو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے پیچھے لگایا کہ ان لوگوں کو گمراہ کریں۔ مگر واپس جا کر کہنے لگے اے استاذ! ہم نے آج تک ایسی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا۔ جب یہ نماز شروع کرتے ہیں تو ہمارا سب کیا دھرا خاک میں مل جاتا ہے۔ تب شیطان نے کہا گھبراؤ نہیں ابھی کچھ اور انتظار کرو، عنقریب ان پر دنیا ارزاں و فراواں ہو جائے گی اور اس وقت ہمیں اپنی امیدیں پورا کرنے کا خوب موقع مل جائے گا۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن پتھر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے شیطان کا وہاں سے گزر ہوا اس نے کہا اے عیسیٰ! (علیہ السلام) تم نے دنیا کو مرغوب سمجھا ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور اس کی گدی میں مکا رسید کر کے فرمایا یہ لے جا یہ تیرے لیے دنیا ہے۔

Marfat.com

ایک راستہ فقر و فاقہ کا ڈر اور بخیلی ہے کیونکہ یہ چیزیں انسان کو راہِ خدا میں خرچ کرنے سے روکتی ہیں اور اسے مال و دولت جمع کرنے اور عذابِ الیم کی دعوت دیتی ہیں۔ بخل کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بخیل مال و دولت حاصل کرنے کے لیے بازاروں کے چکر لگاتا رہتا ہے جو کہ شیطان کی آماجگاہ ہیں (شیطان اپنی جگہوں پر گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہے۔

شیطان کا ایک راستہ ثابت قدمی کا انسان میں فقدان اور جلد بازی کی طرف اس کا میلان ہے فرمان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جلد بازی شیطانی فعل ہے اور تحمل و بردباری اللہ کا عطیہ ہے۔

جلد بازی میں انسان کو شیطان ایسے طریقے سے برائی پر مائل کرتا ہے کہ انسان محسوس ہی نہیں کرتا۔ روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت ہوئی تو شیطان کے تمام شاگرد اس کے یہاں جمع ہوئے اور کہنے لگے آج تمام بُت سرنگوں ہو گئے ہیں شیطان نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم حادثہ رونما ہوا ہے تم یہیں ٹھہرو میں معلوم کرتا ہوں، چنانچہ اس نے مشرق و مغرب کا چکر لگایا مگر کچھ بھی پتہ نہ چلا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت پر پہنچا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ملائکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھیرے ہوئے ہیں وہ واپس اپنے شاگردوں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ گزشتہ شب ایک نبی کی ولادت ہوئی ہے میں ہر بچہ کی ولادت کے وقت موجود ہوتا ہوں مگر مجھے ان کی پیدائش کا قطعی علم نہیں ہوا۔ لہذا اس رات کے بعد بتوں کی عبادت ختم ہو جائے گی، اس لیے اب انسان پر جلد بازی اور لاپروائی کے وقت حملہ کرو (ان ہتھیاروں سے کام لو)۔

ایک راستہ مذہب سے نفرت، خواہشات کی پیروی، اپنے مخالفین سے بغض و حسد اور انھیں حقارت سے دیکھنا ہے اور یہ چیز خواہ وہ عابد ہو یا فاسق سب کو ہلاک کر دیتی ہے۔ حضرت حسن رضؓ کا ارشاد ہے کہ شیطان نے کہا میں نے اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہوں کی بھول بھلیوں میں بھٹکایا مگر انھوں نے استغفار سے مجھے شکست دے دی۔ تب میں انھیں ایسے گناہوں کی طرف لے گیا جن کے لیے وہ کبھی استغفار نہیں کرتے اور وہ ان کی ناجائز خواہشات

Marfat.com

ہیں اور ملعون کی یہ بات حقیقتاً صداقت پر مبنی ہے کیونکہ عام طور پر لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ خواہشات ہی اصل میں گناہوں کی طرف راغب کرتی ہیں لہذا وہ اللہ سے استغفار کریں۔

ایک راستہ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کا ہے لہذا اس سے اور بدبختوں کی تہمتوں سے بچنا چاہیے اگر آپ کبھی کسی ایسے انسان کو دیکھیں جو لوگوں کے عیب ڈھونڈتا ہے اور بدگمانیاں پھیلاتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ شخص خود ہی بدظن ہے اور یہ امر اس کی بدباطنی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے داخلے کے ان تمام راستوں کو مسدود کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنے دل کو ایک محفوظ قلعہ بنا لے۔

حکایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں حکم حق ہوا کہ اپنا بیٹا خدا کی راہ میں قربان کر دو۔ یہ خواب حضرت ابراہیمؑ نے متواتر تین رات دیکھا اور حضرت ابراہیم حکم حق پاکر اپنا لختِ جگر اللہ کی راہ میں قربان کرنے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ تیسری صبح کو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کی والدہ کو کہا کہ اسمٰعیل کی والدہ کو نہلا کر عمدہ کپڑے پہناؤ، بالوں میں تیل ڈال کر کنگھی کرو میں اسے ایک بہت بڑے سخی کے پاس لے جاؤں گا۔ حضرت ہاجرا نے ایسا ہی کیا جب آپ حضرت اسمٰعیل کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلے تو شیطان بڑا گھبرایا اور ایک اچھی سی صورت کا بھیس بدل کر حضرت ہاجرا کے پاس آیا اور کہنے لگا تمھیں معلوم بھی ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل کو کہاں لے گئے ہیں؟ کہا نہیں کہنے لگا اے ہاجرہ وہ تو اسے ذبح کرنے اور اس کو قربانی دینے کو لے گئے ہیں۔ ہاجرہ بولیں بھلا یہ کیوں؟ شیطان کے منہ سے نکل گیا کہ ان کا گمان ہے کہ خدا تعالیٰ کا ان کو یہ حکم ہوا ہے۔ ہاجرہ بولیں اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر تم روکنے والے کون؟ ہم اللہ کے حکم پر راضی ہیں نکل یہاں سے کہ تو شیطان معلوم ہوتا ہے شیطان وہاں سے خائب و خاسر پلٹا اور پھر حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا تمھیں معلوم ہے کہ تمھارے والد تمھیں کہاں لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا: نہیں کہنے لگا تمھیں ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے بھی حیران ہو کر پوچھا کہ کیا باپ بھی

Marfat.com

بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے؟ تو شیطان کے منہ سے یہاں بھی وہی بات نکل گئی کہ تمھارے باپ کو خدا کا یہ حکم ہوا ہے۔ حضرت اسمٰعیل نے بھی فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو ہم خدا کے حکم کے آگے سر خم ہیں تو روکنے والا کون؟ ملعون تو شیطان معلوم ہوتا ہے شیطان یہاں سے بھی خائب و خاسر لوٹا اور پھر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آیا اور آپ کو بھی پھسلانا چاہا اور کہنے لگا جناب! آپ کیوں خواب کے پیچھے لگ کر اپنا بیٹا قربان کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ خواب میں تو شیطان نے یہ حکم آپ کو دیا ہے خدا نے نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی پہچان لیا کہ یہ مردود خود ہی شیطان ہے اور فرمایا نکل ملعون یہاں سے اور دور ہو جا میرے نزدیک سے۔ میں اپنے اللہ کے حکم کو ضرور پورا کروں گا شیطان وہاں سے بھی خائب و خاسر لوٹا اور اس نے جان لیا کہ ان تینوں پاکباز حضرات کے سامنے میری دال نہیں گلے گی۔ (نزہتہ المجالس ص ۱۴۲ جلد ۱)

حکایت خدا تعالیٰ نے جب نماز کا حکم نازل کیا تو شیطان نے ایک دردناک چیخ ماری، اس کی چیخ کی آواز سن کر اس کا سارا لشکر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ شیطان نے پریشانی کے عالم میں ان سے نماز فرض ہونے کا ذکر کیا۔ شیطان نے کہا جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں کو تم نماز کے اوقات سے روکو اور کسی ایسے دھندے میں انھیں مشغول رکھو جس سے انھیں نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہ رہے۔ شیاطین بولے اور اگر ہم سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر؟ شیطان نے کہا تو پھر یوں کرو کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو تم میں سے چار شیطان اس کے گرد کھڑے ہو جائیں۔ دائیں جانب کھڑا ہونے والا یوں کہے کہ ذرا اپنی بائیں جانب دیکھ، اوپر کی طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے ذرا اوپر آسمان کی طرف دیکھ اور نیچے کی طرف کھڑا ہونے والا اسے نیچے دیکھنے کی رغبت دلائے اور جلدی جلدی نماز پڑھنے کا وسوسہ دل میں ڈالو اور خوب یاد رکھو اگر اتنی کوشش کے باوجود وہ برابر نماز پڑھنے میں مشغول رہا تو ہمارا ٹیڑھ غرق ہو جائے گا، کیونکہ خدا تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

(نزہتہ المجالس ص ۹۶ ج ۱)

Marfat.com

حکایت ایک بزرگ مسجد کی طرف گئے تو آپ نے مسجد کے دروازے پر شیطان کو حیران و پریشان کھڑے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے شیطان سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو شیطان نے کہا اندر دیکھیے۔ انھوں نے اندر دیکھا تو مسجد کے اندر ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی مسجد کے دروازے کے قریب سو رہا تھا۔ شیطان نے بتایا کہ وہ جو اندر نماز پڑھ رہا ہے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کے لیے میں اندر جانا چاہتا ہوں لیکن وہ جو دروازے کے قریب سو رہا ہے یہ روزہ دار ہے یہ سویا ہوا روزہ دار سانس لیتے ہوئے جب سانس باہر نکالتا ہے تو اس کی سانس میرے لیے شعلہ بن کر مجھے اندر جانے سے روک دیتی ہے میں اس پریشانی میں کھڑا ہوں۔ (روض الفائق مصری ص ۲۶)

حکایت نزہتہ المجالس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک نیک بخت اور صالحہ عورت تھی۔ اس نے تنور میں آٹا لگا کر نماز کی نیت کر لی۔ اتنے میں شیطان ایک عورت کی صورت میں اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ روٹی تنور میں جل کر خاک ہو گئی ہے۔ مگر اس نیک فطرت عورت نے بالکل التفات نہ کیا۔ پھر شیطان نے اس عورت کے بچہ کو پکڑ کر تنور کی آگ میں ڈال دیا۔ اس پر بھی عورت نے التفات نہ کیا۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اس عورت کا شوہر آگیا اور اس نے اپنے بچے کو تنور میں انگاروں سے کھیلتا ہوا پایا۔ خدا نے آگ کے انگاروں کو سرخ عقیق بنا دیا۔ یہ شخص گھر سے نکل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا اپنی بی بی کو میرے پاس بلا لاؤ، جب وہ اپنی بی بی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے کون سا ایسا عمل کیا تھا جس سے یہ بات پیدا ہو گئی۔ عورت نے جواب دیا اے روح اللہ! میں جب بھی بے وضو ہوتی ہوں فوراً وضو کر لیتی ہوں اور کبھی بے وضو نہیں رہتی اور جب بھی وضو کر لیتی ہوں فوراً نماز کے لیے کھڑی ہو جاتی ہوں اور مجھ کو جب بھی کسی نے اپنی کسی حاجت کا سوال کیا جو خدا کے نزدیک بھی پسندیدہ تھی میں نے وہ فوراً سوال پورا کر دیا اور میں

Marfat.com

لوگوں کی ایذاء کو برداشت کرتی ہوں اور صبر کرتی ہوں۔

نماز پڑھنا شیطان کے لیے پیغامِ موت ہے وہ چاہتا ہے کہ جس طرح میں نے سجدہ نہ کر کے طوقِ لعنت کو پہنا ہے اسی طرح دوسرے بھی نماز نہ پڑھ کر میرے ساتھی بن جائیں اسی واسطے وہ نمازی کو طرح طرح کے خطرات واندیشوں سے ڈراتا ہے تاکہ نمازی نماز چھوڑ دے یا اس کے خشوع وخضوع میں فرق آجائے۔

حکایت خدا تعالیٰ نے شیطان کو جب اپنی بارگاہ سے نکال دیا تو اسے مردود وملعون کر دیا تو شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ مجھے قیامت تک کے لیے مہلت دے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اچھا میں نے مہلت دی۔ شیطان نے مہلت ملنے کا وعدہ لے کر پھر قسم کھا کر کہا کہ میں سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا اور ان تیرے بندوں آدم کی اولاد کو چاروں طرف سے گھیر لوں گا اس طرح ان پر سامنے سے بھی حملہ کروں گا پیچھے سے بھی اور ان کے دلہنے اور ان کے بائیں سے بھی ان پر حملہ آور ہوں گا اور چاروں طرف سے گھیر کر ان کو اپنا ساتھی بناؤں گا اور انھیں تیرے شکر گزار بندے نہ رہنے دوں گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ملعون تو یہاں سے نکل جا اور جا لوگوں کو بہکا۔ میرا بھی یہ اعلان ہے جو تیرے کہے پر چلا میں اسے بھی تیرے ساتھ جہنم میں داخل کروں گا۔

شیطان نے اپنے ساتھی اور اپنے رفیقانِ جہنم بنانے کے لیے قسم کھا رکھی ہے کہ میں لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر کر انھیں گمراہ کروں گا اور خدا نے اس کے کہے پر چلنے والوں کو جہنم میں داخل کرنے کا اعلان فرما دیا ہے لہذا آج ہمیں شیطان سے ہر وقت چوکنا رہنا چاہیے یہ ملعون واقعی چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہا ہے آگے سینما، پیچھے تھیٹر، دائیں رقص و سرور، بائیں لہو ولعب۔ الغرض چاروں طرف عریانی وفحاشی، انانیت وغرور، بیباکی وعیاری مکر وفریب، دھوکا وچالبازی، آوارگی ومیخواری عام ہے اور ابنِ آدم شیطان کے اس داؤ کی ضد میں ہے یہ ملعون حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے اپنی ذلت کا بدلہ لینا چاہتا ہے مبارک ہیں

Marfat.com

وہ لوگ جو اس کی زد میں نہیں آتے اور بڑے ہی بدبخت ہیں وہ لوگ جو اس کے بہکانے میں آ جاتے ہیں مسلمانوں کو اس کے داؤں سے بچنے کے لیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے تاکہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے وہ بچ جائیں۔

حکایت بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد تھا اس کے زمانہ میں تین بھائی تھے جن کی ایک نوجوان بہن تھی اتفاقاً تینوں بھائیوں کو کہیں لڑائی پہ جانا پڑا ان کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائیں اور اس پر بھروسہ کریں لہذا تینوں بھائیوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ بہن کو عابد کے سپرد کر جائیں وہ عابد ان کی نظر میں تمام بنی اسرائیل میں پرہیزگار تھا چنانچہ وہ بہن کو لے کر اس عابد کے پاس آئے اور درخواست کی کہ جب تک ہم لڑائی سے واپس نہ آئیں ہماری بہن آپ کے سایۂ عاطفت میں رہے۔ عابد نے انکار کیا۔ ان سے اور ان کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی لیکن تینوں بھائیوں نے اصرار کیا اور راہب اس شرط پر مان گیا کہ اپنی بہن کو میرے عبادت خانہ کے سامنے کسی گھر میں چھوڑ جاؤ، چنانچہ تینوں بھائیوں نے ایسا ہی کیا اور اپنی بہن کو عابد کے عبادت خانہ کے سامنے ایک گھر میں لا اتارا اور خود چلے گئے۔ وہ لڑکی عابد کے قریب ایک مدت تک رہتی رہی۔ عابد اس کے لیے کھانا لے کر چلتا تھا اور اپنے عبادت خانے کے دروازے پر رکھ کر کواڑ بند کر لیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا وہ اپنے گھر سے آ کر کھانا اٹھا کر لے جاتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد شیطان نے عابد کے دل میں خیال پیدا کیا کہ لڑکی دن کو اپنا کھانا لینے کے لیے گھر سے نکلتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اسے دیکھ کر اس پر دست اندازی کرے اور اس کی عصمت خراب کرے بہتر یہ ہے کہ میں خود اس کا کھانا اس کے دروازے پر رکھ آیا کروں اس میں مجھے اجر بھی بہت ملے گا الغرض وہ عابد اب خود کھانا لے کر اس کے گھر جانے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد شیطان پھر اس کے پاس آیا اور اسے اس بات پر ابھارا کہ تم اس لڑکی سے بات چیت کیا کرو تو لڑکی کی وحشت دور ہو گی اور یہ بڑا نیک کام ہو گا چنانچہ وہ عابد اب اس لڑکی سے کلام بھی کرنے لگا اور اپنے

عبادت خانہ سے اٹھ کر اس کے گھر جانے لگا اور دن بھر باتیں کرنے لگا ۔ دن کو لڑکی کے پاس رہتا اور رات کو اپنے عبادت خانہ میں آجاتا کچھ عرصہ کے بعد شیطان نے عابد پہ لڑکی کی خوبصورتی کا جال پھینکا اور ایک روز عابد نے لڑکی کے زانو اور رخسارہ پہ ہاتھ مارا اس کے بعد شیطان برابر اسے اکساتا رہا حتیٰ کہ اسے اس سے ملوث کر دیا لڑکی نے ایک لڑکا جنا پھر شیطان عابد کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر لڑکی کے بھائی آگئے تو تم کیا کرو گے ؟ میں ڈرتا ہوں کہ تم بڑے ذلیل ہو گے تم ایسا کرو کہ اس بچے کو زمین میں گاڑ دو ۔ عابد نے ایسا ہی کیا پھر شیطان نے عابد سے کہا کہ مجھے شبہ ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھائیوں سے سارا قصہ بیان کر دے گی لہذا اسے بھی ذبح کر کے بچے کے ساتھ دفن کر دو ۔ الغرض عابد نے بچے کے ساتھ لڑکی کو بھی ذبح کر کے دفن کر دیا ۔ اور خود عبادت خانہ میں جا کر عبادت کرنے لگا ایک مدت کے بعد لڑکی کے بھائی واپس آئے اور عابد سے اپنی بہن کا حال پوچھا تو عابد نے کہا وہ مر گئی ہے اور قبرستان میں انھیں لے جا کر ایک قبر دکھا دی اور کہا یہ تمھاری بہن کی قبر ہے اس پر فاتحہ پڑھو، بھائیوں نے دعائے خیر کی اور واپس گھر چلے آئے رات کو تینوں بھائیوں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان ایک مسافر آدمی کی شکل میں آیا ہے اور ان سے ان کی بہن کا پوچھا انھوں نے اس کے مرنے کی خبر دی تو شیطان نے تینوں سے کہا نہیں ایسا نہیں ، بلکہ اس عابد نے تمھاری بہن کی عزت کو لوٹا ہے اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جسے عابد نے مار ڈالا اور تمھاری بہن کو بھی ذبح کر ڈالا اور دونوں کو اس گھر میں جس گھر میں وہ رہتی تھی ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا ہے تم اس گھر میں داخل ہو کر فلاں کونے کو جا کر دیکھو وہاں وہ گڑھا موجود پاؤ گے ۔ صبح تینوں بھائی اٹھے اور ایک دوسرے سے یہ خواب بیان کر کے اٹھے اور اس مکان میں گئے اور اسی کونے کی طرف بڑھے تو وہاں گڑھا موجود پایا ۔ کھودا تو دونوں لاشیں نکل آئیں ۔ اس کے بعد وہ عابد کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کر کے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اقبالِ جرم کر لیا پھر تینوں بھائیوں نے بادشاہ سے جا کر نالش کی تو عابد کو عبادت خانہ سے

Marfat.com

نکالا گیا اور اسے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے دیا گیا۔ جب اسے پھانسی کے لیے دار پر لایا گیا تو شیطان آگیا اور کہنے لگا مجھے پہچانو میں تمھارا وہی ساتھی ہوں جس نے تجھے عورت کے فتنے میں ڈال دیا اب اگر تم میرا کہا مانو تو تمھیں پھانسی سے بچا سکتا ہوں اس نے کہا کہو کیا کہتے ہو؟ میں مانوں گا شیطان نے کہا خدا کا انکار کر دو چنانچہ عابد بد بخت نے خدا کا انکار کر دیا اور کافر ہو گیا۔

شیطان اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور سپاہیوں نے اسے دار پر کھینچ دیا۔

(تلبیس ابلیس ص ۳۷)

باب ۱۰

بغض و کینہ

کینہ کا مطلب دل میں دشمنی چھپا رکھنا ہے یہ ایک طرح کی منافقت ہے، کیونکہ چھپا ہوا دشمن ظاہرا دشمن کی نسبت بہت خطرناک ہوتا ہے اس لیے کسی کے خلاف دل میں انتقامی جذبہ رکھنا جبکہ وہ قصور وار نہ ہو اچھا نہیں کیونکہ یہی بات بغض اور کینہ کہلاتی ہے بغض اور کینہ ایسی بداخلاقی بیماری ہے کہ اس سے دین اور ایمان خراب ہو جاتا ہے اور نیکی برباد ہو جاتی ہے بغض اور کینے سے دل کی پاکیزگی قائم نہیں ہوتی جس سے نیک اعمال میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اس لیے اللہ سے دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دل کو بغض سے پاک رکھے۔

مشہور بات ہے کہ کمزور لوگوں میں کینہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی جسمانی کمزوری کی بنا پر بدلہ لینے پر قادر نہیں ہوتے اس لیے وہ دل ہی دل میں بغض کو فروغ دیتے رہتے ہیں اور انتقامی جذبہ کے تحت موقع کی تلاش میں رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات اس کی شدت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ دشمن کے مرنے کے بعد اس کی اولاد سے بدلہ لینے کی تلاش میں رہتے ہیں اس لحاظ سے یہ بہت بری حرکات میں سے ہے۔

بغض و کینہ انسان کو راہِ حق سے غافل کر دیتا ہے کیونکہ وہ وقت جو انسان کو تلاشِ حق میں لگانا چاہیے وہ عداوت کے انتقام کے منصوبوں کی نذر ہو جاتا ہے اس لیے اہلِ طریقت نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ جو منازل سلوک طے کرنا چاہے اسے چاہیے کہ اپنے دل کو بغض و کینہ کی بیماری سے پاک کرے کیونکہ تزکیہ نفس کا مقصد ہی انسان کو برائیوں سے پاکیزہ کر کے اچھائیوں

Marfat.com

پیدا کرنا ہے۔ بغض وکینہ شفقت اور عفو کی ضد ہے اگر یہ برائی ختم ہو جائے تو اس کی جگہ بندے کے دل میں دوسرے لوگوں پر رحم، شفقت اور عفو کا جذبہ پیدا ہوگا اور یہ بات کثرتِ ذکر اور اللہ کے بندوں کی صحبت سے میسّر آتی ہے لہذا حصولِ معرفت کے طالبوں کو چاہیے کہ جب اس راہ میں قدم رکھیں تو اپنے دل سے بغض وکینہ جیسی برائیوں کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیں۔

ایک دانا نے کینہ کی وضاحت یوں کی ہے کہ کینہ اسے کہتے ہیں کہ کسی کی خوشی سے غمگین ہونا اور کسی کے غم سے شاد ہونا اور اگر کسی پر بلا نازل ہو تو شاد ہونا۔ علامت کینہ یہ ہے کہ جس کو کینہ ہوگا وہ سلام کرنا چھوڑ دے گا اور جب اس کا غلبہ ہوگا تو جوابِ سلام بھی نہ دے گا اور حقارت کی نظر سے اسے دیکھے گا اور اس پر زبان درازی کرے گا۔ غیبت، دروغ اور فحش سے اس کے بھیدوں کو آشکارا کرے گا اور اس کا حق بجا لانے میں قصور کرے گا اور اس کے قرابت والوں سے مروت نہ کرے گا اور اپنے قصور کی معافی نہ چاہے گا اور جب قابو پائے گا، مارے گا یا ستائے گا اور دوسروں کو ترغیب دے گا کہ مارے۔ یہاں تک نوبت پہنچے کہ احسان اس سے چھڑائے اور اس کے کام میں دلسوزی نہ کرے اور اس کے ساتھ نماز میں بھی شرکت نہ ہو اور اس کی ثناء نہ کرے یہ باتیں آدمی کی خرابی اور نقصان کا سبب ہوں گی۔

ترکِ بغض کی ترغیب

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ط رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝

اور اس کے سوا تجھے ہمارا کیا بُرا لگا ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آئیں اے ہمارے رب! ہمارے صبر میں اضافہ کر دے اور بحیثیت مسلمان وفات دے

(پ ۹۔ اعراف ۱۲۶)

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے معرکہ میں جادوگروں نے جب اپنے رب کی سچی نشانیاں دیکھیں تو وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اس پر فرعون کے دل میں عداوت اور بغض پیدا ہوا کہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام سے مل گئے ہیں اور مجھے دھوکہ دے گئے ہیں حالانکہ انھوں نے حق کو تسلیم کیا اور اللہ سے مدد مانگی کہ یا اللہ ہماری مدد فرما اور ہمیں صبر کرنے کی توفیق دے اور ہماری موت اس حال میں آئے کہ ہم مسلمان ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ط وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ج قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ج وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ط قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا محرم راز مت بناؤ یہ لوگ تمھاری برائی سے فائدہ اٹھانے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے اور چاہتے ہیں کہ تمھیں ایذاء پہنچے ان کے دل کا بغض ان کی زبانوں سے ظاہر ہو گیا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی شدید ہے ہم نے تمھیں کھول کر بیان کر دیا ہے اگر تم میں عقل ہو۔

(پ۴۔ آلِ عمران ۱۱۸)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں اور منافقوں کی دوستی سے روکا ہے کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے دشمن ہیں اور دلوں میں بغض رکھتے ہیں انھیں جب بھی موقعہ ملے گا وہ اس سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے اس لیے ان کی ظاہری باتوں میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ منافق لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی دشمنی اور بغض وکینہ اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن ضرور ظاہر کر دیتا ہے اس لیے انھیں رازدان سمجھ کر ان سے راز کی باتیں ہرگز بتانی نہیں چاہییں۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ج

یہ اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انھوں نے کچھ نہیں کہا اور بے شک انھوں نے کفریہ کلمات کہے اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے جو

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ
يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ
يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا
اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ
وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

انھوں نے چاہا وہ انھیں نہ ملا انھیں کیا بُرا لگا
سوائے اس کے اللہ اور اس کے رسول نے
اپنے فضل سے انھیں غنی کر دیا اگر وہ توبہ کریں
تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر منہ پھیر لیں تو
اللہ انھیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب
دے گا اور دنیا میں ان کا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور
نہ کوئی مددگار۔ (پ ۱۰ توبہ ۷۴)

بعض لوگ ایسے تھے کہ انھوں نے کفریہ کلمات کہے اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے کیونکہ ان کے دلوں میں جو خیال تھا پورا نہ ہوا۔ اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری۔ ایک جہنی اور ایک انصاری میں لڑائی ہو گئی جہنی شخص انصاری پر چھا گیا تو اس منافق نے انصار کو اس کی مدد پر ابھارا اور کہنے لگا کہ اگر ہم اب کی مرتبہ مدینہ واپس آ گئے تو ہم ذی عزت لوگ ان تمام کمینے لوگوں کو وہاں سے باہر نکال دیں گے اور مسلمان نے جا کر حضورؐ سے یہ گفتگو دہرا دی آپ نے اسے بلوا کر اس سے سوال کیا تو یہ قسم کھا کر انکار کر گیا پس اللہ تعالیٰ نے اس پر اس آیت کا نزول فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ منافق لوگ مسلمانوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں اور انھیں منع فرمایا گیا ہے کہ ایسا نہ کرو ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ
يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ
الْحَمِيْدِ ۝

ان کو مومنوں سے اس بات کا کینہ تھا کہ وہ
اللہ پر ایمان لے آئے جو غالب اور قابلِ حمد ہے
(پ ۳۰۔ بروج ۸)

غیر مسلموں میں سے جب کچھ لوگوں نے اسلام کو قبول کر لیا اور کلمہ پڑھ کر ایمان والے بن گئے تو باقی ماندہ لوگوں کے دلوں میں بغض اور کینہ پیدا ہو گیا کہ انھوں نے اسلام قبول کیوں کیا ہے حالانکہ اللہ نے انھیں توفیق دی تو وہ مسلمان ہوئے اس لیے اللہ کی رضا کے خلاف دل میں عداوت

Marfat.com

رکھنا شیطانی فعل ہے اور اللہ کو بہت ہی ناپسند ہے لہذا اللہ کے اس حکم سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کے خلاف دل میں کینہ اور بغض نہ رکھا جائے۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اے محبوب! جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اترا ہے اس سے ان میں شرارت اور انکار بڑھے گا اور ہم نے ان میں قیامت تک عداوت اور بغض کو فروغ دے دیا ہے جب لڑائی کے لیے آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (پ ۶ مائدہ ۶۴)

اہل یہود فطرتاً بڑے عجیب تھے کیونکہ جب قرآنِ پاک کا نزول ہوا تو انھوں نے مسلمانوں سے طرح طرح کی شرارتیں کرنا شروع کر دیں اور کسی نہ کسی بہانے کلامِ الٰہی کا انکار کرتے لیکن چونکہ کلامِ الٰہی برحق اور سچ ہے اس لیے بعض نے اس کی حقانیت کو تو جان لیا لیکن ایمان نہ لائے اس طرح اہلِ یہود میں خود بخود ہی آپس میں عداوت اور بغض پیدا ہو گیا اور یہ اس عداوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ ان کی یہ عداوت تا قیامت رہے گی اس طرح وہ لوگ فساد مچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فساد کو ناپسند کیا مسلمانوں کو اس آیت سے یہ درس عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ یہودیوں کی طرح آپس میں عداوت اور بغض پیدا نہ کیا جائے جو کہ انسانیت کے لیے اچھا نہیں۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

تمہارے مال اور تمہاری جان میں آزمائش کی جائے اور تم اہلِ کتاب سے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بڑی تکلیف دہ باتیں

Marfat.com

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

سنو گے اگر صبر اور تقویٰ اختیار کیے رہو گے تو یہ بہت بڑی ہمت والے کام ہوں گے (پ ۴ - آل عمران ۱۸۶)

اہلِ کتاب اور مشرک مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے والی باتیں کرتے تھے جس سے انسان کے جذبات بھڑک کر بغض اور کینہ پیدا ہو سکتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ یہ چند روز کی تکلیف ہے اور اسے صبر سے برداشت کر لو اور تقویٰ اختیار کر لو تو اس طرح تم اس آزمائش سے نکل جاؤ گے اور یہ بڑے عزم والا کام ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ج اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ۔

بیشک تمھارے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا اسوۂ حسنہ اچھا تھا جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان بتوں سے بیزار ہیں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم انھیں نہیں مانتے۔ ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک کہ تم ایک خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ (پ ۲۸۔ ممتحنہ ۴)

اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں سے دوستی رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ مومن اور کافر کی دوستی اچھی نہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سامنے اپنے خلیل علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا نمونہ پیش کیا ہے کہ انھوں نے صاف الفاظ میں اپنے رشتہ داروں اور قوم کے لوگوں سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جنھیں تم پوجتے ہو ان سے بیزار اور بری الذمہ ہیں کیونکہ ہم تمھارے طریقے سے متنفر ہیں۔ ہم میں اور تم میں عداوت ہے اس لیے اگر ہم تم سے دوستی رکھیں گے تو یہ دین کے خلاف ہو گا اس لیے تم ہمیں اپنا دشمن سمجھو یا اپنے جھوٹے دین کو چھوڑ کر راہِ راست پر آجاؤ

Marfat.com

کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ رشتہ داری کی وجہ سے ہم تمھارے اس کفر کے باوجود تم سے بھائی چارہ رکھیں اور دوستی رکھیں اور جب ہم تمھیں راہِ راست کی طرف بلائیں گے تو پھر تمھارے دل میں بغض اور کینہ پیدا ہوگا اس لیے اس سے بچنے کے لیے تم راہِ حق کو قبول کر لو۔

مذمّتِ بُغض

مومن کی خصلت

حضرت ابوامامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ہر قسم کی خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے ماسوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (احمد، بیہقی)

قطع تعلق بُغض ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور مرگیا تو جہنم میں داخل ہوا۔ (احمد، ابُوداؤد)

کسی کی مصیبت پر اظہار خوشی نہ کرو

حضرت واثلہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوشی کا اظہار نہ کرو۔ مبادا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور تمھیں مبتلا کر دے۔ (ترمذی شریف)

آپس میں بغض نہ رکھو

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور تم لوگ بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری شریف)

اہل کینہ کی مذمّت

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ برات میں اللہ تعالیٰ تمام بخشش مانگنے والوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور رحمت طلب کرنے والوں پر رحمت نازل فرما دیتا ہے لیکن

Marfat.com

کینہ رکھنے والوں کے معاملہ کو مؤخر اور ملتوی فرما دیتا ہے (کنز العمال)

کینے کا نقصان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو دفعہ پیش کیے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز۔ پس ہر مومن بندے کو بخش دیا جاتا ہے۔ ماسوائے اس آدمی کے جس کا اپنے بھائی کے ساتھ کینہ ہو۔ پس کہا جاتا ہے ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ مل جائیں۔

(مسلم شریف)

ناراضگی بغض پیدا کرتی ہے

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگوں کی نمازیں ان کے سر سے ایک بالشت بھی نہیں اٹھتیں۔ ایک تو قوم کا امام جسے لوگ پسند نہیں کرتے۔ دوسرے وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر ناراض ہے۔ تیسرے وہ دو بھائی جو آپس میں ناراض ہیں۔ (ابنِ ماجہ)

دینی بھائی کو نہ چھوڑو

حضرت ابوخراش سلمیؓ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک سال تک اپنے (دینی) بھائی کو چھوڑے رہے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے گویا اس کا خون بہا دیا۔ (ابوداؤد)

آپس میں بغض نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور دوستی اور محبت کو قطع نہ کرو اور اے بندگانِ خدا بھائی بھائی بن جاؤ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ تین شب سے زیادہ اپنے بھائی مسلمان سے ملنا جلنا ترک کرے۔ کینہ کو سینہ سے دور کرے۔

منافق کی علامتیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

جب دو مومن اس طرح ملتے ہیں کہ دوسرا اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھائے ہوئے ہو، تو وہ کنارۂ جہنم پر ہیں۔ جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے تو وہ دونوں دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب دو مسلمان تلوار سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاویں گے کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو ٹھیک ہے مگر مقتول کیونکر دوزخ میں جاتا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ وہ بھی اس کے قتل کا خواہاں تھا یہ کینے سے ایسا ہوتا ہے۔

اچھا کون ہے؟

حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اپنے بھائی سے تین شب سے زیادہ ترک ملاقات کرے کہ جب دونوں ملیں یہ اس سے منہ پھیرے اور ان دونوں میں وہ اچھا ہے جو سلام علیک کی ابتدا کرے اور کینہ دل سے دور کرے اور فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھائی کی طرف اسلحہ یعنی ہتھیار سے اشارہ بھی نہ کیا کرے، تمھیں معلوم ہے کہ شیطان تمھارے ہاتھ کو کھسکا دے اور تم آگ کے گڑھے میں جا پڑو بسبب کینہ کے جو دل میں ہے

کینہ کو ترک کر کے دوستی قائم کرو

فرمایا کہ جس شخص کی طرف سے کینہ ہو اس سے میل ملاپ کرے اور اس کا قصور معاف کر دے اور اپنا معاف کرا لے۔ اس کے لیے بڑا اجر ہے اور بدی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا قربِ الٰہی کا سبب اور بہترین خلق یہ ہے کہ کوئی تجھ سے دوستی چھوڑے اور تو اس سے دوستی جوڑے اور جو کوئی تجھے محروم کرے تو اس سے بخشش سے پیش آوے۔

کینہ دور کرنے کا علاج

فرمایا کہ جس کسی نے کسی کے ظلم پر بددعا دی اس نے اپنا حق پالیا اور اللہ کے نزدیک وہ عزیز ہے جو باوجود بدلہ لینے کی طاقت کے معاف کرے۔ کینہ کے دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ سلام کرنے میں پیشقدمی کرے اور مصافحہ کرے اس سے کینہ دور ہو کر اتحاد پیدا ہوتا ہے اگرچہ پہلے تکلف ہی سہی مگر آہستہ آہستہ کینہ رفع ہو جائے گا۔

Marfat.com

اہلِ کینہ گواہی کے قابل نہیں

عمرو بن شعیب، ان کے والد ماجد، ان کے جدِ امجد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: شہادت جائز نہیں خائن مرد اور خائنہ عورت کی اور نہ زانی مرد اور زانیہ عورت کی اور نہ اپنے بھائی سے کینہ رکھنے والے کی اور گھر والوں کے خرچ پر گزارہ کرنے والے کی شہادت آپؐ نے ردّ فرمائی۔ (ابوداؤد)

مفاہمتِ بُغض کا واقعہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ایک آدمی کسی مجلس سے گزرا اور اس نے ان لوگوں کو سلام کیا اہلِ مجلس نے اس کے سلام کا جواب دیا جب یہ اس مجلس میں سے گزر گیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اس سے بغض رکھتا ہوں، اہلِ مجلس نے اس سے کہا رُک! خدا کی قسم ہم اس قصّہ کی اطلاع اس شخص کو ضرور دیں گے۔ اے فلاں! چنانچہ اس نے اس جانے والے کو جو کچھ کہنے والے نے کہا تھا اس کی خبر دی۔ چنانچہ وہ آدمی (جس کو اطلاع دی گئی تھی) حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے جو کچھ ہوا اور جو اس شخص نے کہا تھا بیان کیا اور اس آدمی نے آپؐ سے عرض کیا یارسول اللہؐ! اس شخص کے پاس کسی کو بھیجیے اور اس سے پوچھیے کہ مجھ سے کیوں بُغض رکھتا ہے؟ چنانچہ آپ نے اسے بلوایا اور اس سے حضورؐ نے دریافت کیا تو اس شخص سے کیوں بُغض رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خوب خبر ہے میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ بجز ان نمازوں کے جن کو بھلے اور بُرے سبھی پڑھتے ہیں اور کوئی نماز نہیں پڑھتا۔ اس آدمی نے کہا یارسول اللہؐ اس سے پوچھیے کیا میں نے ان نمازوں کے وضو میں کوئی کمی کی ہے یا ان نمازوں کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا یارسول اللہ! میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خبر ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو سوائے اس زکوٰۃ کے جس کو بھلے اور بُرے سبھی ادا کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا یارسول اللہ اس سے پوچھیے کیا اس نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے زکوٰۃ کے طلب

Marfat.com

کرنے والے کو زکوٰۃ دینے سے منع کیا ہو؟ چنانچہ اس سے حضورؐ نے پوچھا۔ اس نے کہا میں نے نہیں دیکھا تو اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خبر ہے میں نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے کبھی ایک دن کا روزہ رکھا ہو سوائے اس مہینے کے جس کا بھلے اور بُرے سبھی روزہ رکھتے ہیں تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اس نے مجھے دیکھا ہے کہ جس دن میں میں مریض ہوں یا سفر میں نہ ہوں میں نے کبھی افطار کیا ہے؟ چنانچہ آپ نے اس بات کو اس سے پوچھا۔ اس نے کہا نہیں۔ تو حضورؐ نے اس شکایت کرنے والے سے فرمایا میں نہیں جانتا شاید کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔ (کنز العمال)

کینہ رکھنے والے کی بخشش نہ ہوگی

حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے، کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :۔

شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتا اور سب کو بخش دیتا ہے لیکن کینہ پرور نہیں بخشا جاتا۔ (بیہقی)

کامل ایمان کی علامت

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کامل مومن نہ ہو جاؤ اور ایمان کامل نہ ہوگا جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمھیں وہ بات نہ بتادوں جس سے تم ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو، سلام کو رواج دو۔ (مسلم شریف)

بُغض نہ رکھو

حضرت ابوبکر رضؓ فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ کے بندو! آپس میں قطع تعلق نہ کرو، بُغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو اور بھائی بھائی ہو کر رہو جیسا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے"۔

حضرت علی رضؓ کا قول

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو کیونکہ بُغض خیر و برکت کے زوال کا باعث ہے۔

Marfat.com

حکایات

حکایت ایک شخص نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور پوچھا کہ یار تم کو لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں ؟ اس نے کہا میرا تو کچھ بھی قصور نہیں ہے۔ صرف کینہ سے لوگ بُرا کہتے ہیں :۔ ؎

برانداختم بیخ شاں از بہشت کنونم بہ کیں می نگارند زشت

آؤ یار تم کو ایک تماشہ دکھاؤں مگر خاموش دیکھتے رہیو۔ چنانچہ ایک شہر میں لے گیا اور کہا کہ آج اس کی بربادی کا حکم ہے حلوائی کی دکان میں چاشنی پک رہی تھی۔ شیطان نے اس میں سے انگلی بھر کر لگا دی۔ فوراً مکھیوں کا جمگھٹ ہو گیا۔ چپکلی نے ان کی تاک لگائی۔ حلوائی کی بلّی نے چھپکلی پر داؤں لگایا کہ چھپٹا مارے۔ ناگہاں ایک فوج کا سپاہی ادھر سے گزرا اس کے ساتھ نہایت تیز شکاری کُتّا تھا۔ اس نے جو بلّی بیٹھی دیکھی۔ جھٹ اس کو جا دبوچا۔ بلّی چاشنی کے کڑاہوں میں جا گری اور چاشنی میں پھنس گئی۔ حلوائی کو غُصّہ آگیا کتے کے سر پر ایسا کفچہ مارا وہیں لوٹ کر مر گیا پھر سپاہی کو کہاں تاب تھی بگڑ گیا اور حلوائی کا مارتے مارتے خون کر دیا۔ حلوائیوں نے جمع ہو کر سپاہی پر یورش کر دی وہ بھی وہیں کھیت رہا۔ لشکر میں جو سپاہی کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو لگا کے توپ خانہ تمام شہر کو اڑا دیا جب یہ ماجرا گذر چکا تو شیطان اس شخص سے متوجہ ہوا کہ کہو دوست اب اس میں میرا کیا قصور ہے ؟ صرف ایک انگلی چاشنی میں نے لگا دی تھی۔ باقی بکھیڑا کس نے کیا ؟ لیکن کرنے والوں کا نام کوئی نہیں لیتا۔ مجھ ہی کو نشانہ بنا رکھا ہے۔

حکایت روضۃ الاصفیاء میں ذکر حضرت یحییٰؑ کا اس طرح مذکور ہے جس سے کینہ کرنے والے کی مذمت اور اس کا برا انجام ناظرین کو ظاہر ہو جائے گا، کہ حضرت یحییٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اور اس کے قبیلہ یعنی بیوی کے باطن نامبارک میں

Marfat.com

انبیاء وعلماء سے بغض وکینہ رہتا تھا اور اس کی ایک بیٹی اگلے خاوند سے نہایت جمیلہ وشکیلہ تھی اور وہ بسبب بڑھاپے کے چاہتی تھی کہ بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں دیوے تاکہ دوسری عورت کا تسلّط گھر میں نہ ہو۔ بادشاہ نے اس کا یہ ارادہ دریافت کر کے کہا میں حضرت یحییٰؑ سے دریافت کروں گا اگر نکاح میرا اس سے جائز ہوگا تو کروں گا۔ حضرت یحییٰ سے پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ یہ عقدِ باطل اور نکاحِ فاسد ہے۔ بادشاہ نے جو رو سے کہا کہ یحییٰ پیغمبر خدا ہے وہ اس نکاح سے منع کرتا ہے اس نابکار نے اپنے دل میں حضرت یحییٰؑ سے کینہ پکڑا۔ ایک روز بادشاہ کے پاس حالت مستی میں اپنی بیٹی کو آراستہ کر کے بھیجا۔ بادشاہ نے گھر اغیار سے خالی پا کر چاہا کہ فعلِ بد کرے لڑکی نے انکار کیا اور کہا جب تک تو میری حاجت برنہ لاوے گا تب تک میں تجھ کو قدرت نہ دوں گی بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ یحییٰ بن زکریا کا قتل ہے بادشاہ تو نشۂ خردش وشہوت کے جوش میں بے ہوش ہو رہا تھا کہا تو مختار ہے۔ اس دختر نے فی الفور حکم بھیجا اور حضرت یحییٰؑ کا تن مبارک تنِ نازنین سے جدا کر کے طشت میں رکھ کر بادشاہ کی مجلس میں منگوایا۔ تین بار اس سردار اصفیاء (یحییٰؑ) کے سر سے آواز آئی کہ اے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے تجھ پر حرام ہے۔ قادر ذوالجلال کی قدرت سے زمین اس بادشاہ کو مع دختر کے نگل گئی۔ ؎

حلم دائم تم سے وہ مولیٰ کرے　　حد سے جب گذرے تو پھر رسوا کرے

جب وہ معصوم نبی مارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہ کو بنی اسرائیل پر مسلّط کر دیا۔ اور اس نے حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کے خون کے عوض میں ان کے دماغ کا بھیجا نکالا اور لشکر جرار لے کر تمام ملک شام کو زیر وزبر کیا اور بیت المقدس کے پاس ڈیرہ کیا اور لشکر کے سردار کو حکم دیا کہ اتنے قتل کرو کہ خون کی نہر میرے لشکر تک پہنچے۔

القصہ اس سردار نے تلوار میان سے کھینچی اور سر قلمی یہود کا شروع کیا کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کا خون جس روز سے وہ قتل ہوئے تھے جوش میں تھا بند نہ ہوا تھا جب ستر ہزار یہود قتل ہوئے

Marfat.com

تب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون کا جوش بند ہوا اور اس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا۔ مگر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جب تک نہر خون کے پیچھے نہ پہنچے تب تک قتل سے ہاتھ مت اٹھاؤ۔ پھر اس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر کے واسطے چند چوپائے ذبح کیے۔ جب نہر خون کی لشکر تک پہنچی تب قتل موقوف ہوا کینہ کا نتیجہ ایسا خراب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کینہ سے بچائے۔

حکایت حضرت ابوعبداللہ کا کہنا ہے کہ ایک سال میں حج کے لیے گیا تو حرم شریف میں ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو پانی نہیں پیتا تھا میں نے اس سے وجہ دریافت کی کہ تم پانی کیوں نہیں پیتے تو اس نے بتایا کہ میں حضرت علیؓ سے محبت کا مدعی ہوں اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا ایک رات میں سویا اور میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ بڑے پریشان ہیں اور مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے۔ پیاس بجھانے کے لیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوضِ کوثر پر پہنچا تو وہاں میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو دیکھا جو پیاسوں کو پانی پلا رہے تھے میں سیدھا حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور پانی مانگا حضرت علیؓ نے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر میں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی منہ پھیر لیا میں بڑا پریشان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ محشر میں تشریف فرما نظر آئے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ یا رسول اللہ مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے اور میں حوضِ کوثر پر گیا اور حضرت علیؓ سے پانی مانگا تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور پانی نہیں پلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا علیؓ تمھیں پانی کیسے پلائے؟ جب کہ تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے یا نہیں؟ فرمایا ہاں ہے سچے دل سے توبہ کرو اور میرے صحابہ سے محبت رکھو۔ پھر میں تمھیں ابھی ایسا جام پلاؤں گا کہ عمر بھر تمھیں پیاس نہ لگے گی۔ چنانچہ میں نے بغض صحابہ سے توبہ کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک جام دیا جو میں نے پیا پھر میری آنکھ کھلی تو مجھے قطعاً پیاس نہ تھی

اوراب پیاس لگتی بھی نہیں ۔ پانی پیوں یا نہ پیوں برابر ہے۔اب میں سچے دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار کا محبّ ہوں۔ (حجتہ اللہ علی العالمین)

حکایت ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا اس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ اقدس لکھا دیکھا۔یہودی نے بُغض وکینہ سے اس نام کو کھرچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اسی صفحہ پر یہ نامِ اقدس چار جگہ لکھا دیکھا۔غصّہ میں آکر اس نے اس نام پاک کو پھر کھرچ ڈالا۔تیسرے روز اس نے دیکھا کہ اسی صفحہ پر یہ نام اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے۔اس نے پھر یہ نام پاک سب جگہ سے کھرچ دیا۔چوتھے دن اس نے اس نام اقدس کو بارہ جگہ لکھا دیکھا۔اب اس کی حالت بدلی اور اس نامِ پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی اور اس نام والے محبوبؐ کی زیارت کیلیے شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔اتفاق دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لیے روانہ ہوا مگر ادھر حضورؐ کا وصالِ پاک ہو چکا تھا جب یہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی اور حضرت علیؓ سے حضورؐ کے وصال کا علم ہوا اب تو یہ سخت بے چین ہوا اور حضرت علیؓ سے کہنے لگا کہ مجھے حضورؐ کے بدنِ انور کا کوئی کپڑا دکھائیے۔حضرت علیؓ نے حضورؐ کا ایک کپڑا مبارک اسے دیا۔اس یہودی نے پہلے تو اسے سونگھا پھر حضورؐ کے روضۂ انور کے سامنے آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر دعا مانگی کہ الٰہی اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا ہے تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلا لے۔ اتنا کہا اور حضورؐ کے سامنے ہی انتقال کر گیا حضرت علیؓ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت سے اس یہودی کے دل کا بُغض دور ہو گیا اور صاحبِ ایمان ہو کر فوت ہوا۔ (نزہتہ المجالس)

باب ۱۱

ریاکاری

ریاکاری سے مراد دکھاوا ہے اللہ کی عبادت اور اطاعت کا اصل مقصد تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے تاکہ جو بندگی بھی کی جائے اس سے اللہ راضی ہو اگر اس مقصد میں لوگوں کے لیے دکھاوے اور شہرت کی نیت کا ارادہ شامل ہو جائے تو وہ عمل خاص اللہ تعالیٰ کے لیے نہ رہے گا جسے ریاکاری کہا جائے گا لہذا صوفیاء کے نزدیک اللہ کی بندگی اور اطاعت میں ریاکاری بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ یہ شرک کے قریب ہے چاہیے تو یہ کہ ہر نیک عمل اخلاصِ نیت سے کیا جائے تاکہ بارگاہ رب العزت میں قبول ہو مگر جب نیک اعمال کرنے میں ہم کوئی ذاتی اور نفسانی غرض رکھ لیں گے تو نیک اعمال اور اللہ کی عبادت ریاکاری کا شکار ہو جائے گی کیونکہ ایسا کرنے سے اصل مقصد سے دُور ہو جائیں گے۔

اللہ کی مخلوق کو اللہ کی راہ سے ہٹانے کے لیے شیطان کے پاس ریاکاری کا حربہ بہت بڑا ہتھیار ہے۔ بڑے بڑے عابد اور زاہد اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ ریا کا مرض انسان کے دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے اور نفس اس کا آلہ کار بن جاتا ہے اور اسے ختم کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ انسانی فطرت کی ایک کمزوری ہے کہ وہ چاہتا ہے اس کی بزرگی کا بہت جلد شہرہ اور چرچا ہو جائے لوگ اسے بڑا عابد اور زاہد سمجھیں۔ اس کیلیے ضروری ہے کہ لوگ اس کی عبادت سے واقف ہو جائیں اور وہ محبوبِ خلائق بن جائے اس طرح جب اللہ کی عبادت میں ایک دنیوی مقصد شامل ہو جائے تو روحانی منازل رُک جائیں گی بلکہ جس مقام پر ہو وہاں سے گرنے کا خطرہ ہے۔ اس چیز کے پیشِ نظر ریا سے بچنے پر بہت زور دیا گیا ہے اور اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھنے کی

بہت تاکید فرمائی ہے۔

ارشادات باری تعالیٰ

دکھاوے کی سخت ممانعت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطَانُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝

اور وہ لوگ جو اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو وہ کتنا بُرا ساتھی ہے

(پ۵۔ نسآء ۳۸)

ایسی سخاوت جو اپنی واہ واہ کرانے کے لیے کی جائے اس کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ راہِ خدا میں مال و دولت خرچ کرنے کے لیے اخلاصِ نیّت کا ہونا ضروری ہے اور اسی سخاوت کا آخرت میں اجر ملے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کی ہوگی لہٰذا جس سخاوت میں ریا شامل ہو جائے گی اس کا اللہ کے ہاں کچھ اجر نہیں لوگوں کو ریاکاری میں مبتلا کر کے ان اعمال اور اجر کو ضائع کروا دینا شیطان کے مکر و فریب میں سے ایک بڑا مؤثر حربہ ہے لہٰذا جو انسان شیطان کی اس چال میں پھنس جاتا ہے وہ شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے اور اس کا ساتھی بن جانا بہت بڑی برائی ہے۔ مزید ارشاد ہوا ہے کہ :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتانے اور ایذا دینے سے اس طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ پر اور نہ آخرت پر

Marfat.com

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ط لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ایمان رکھتا ہے اس کے مال کی مثال اس چٹان کی مانند ہے جس پر مٹی ہو اور اس پر زوردار بارش ہو اور وہ صاف ہو جائے اس طرح ریاکار اپنی کمائی میں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کافر قوموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(پ ۳ ۔ بقرہ ۲۶۴)

اہلِ تصوف ہمیشہ رضائے الٰہی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس لیے اللہ کا خاص بندہ بننے کے لیے جب بھی ہم اللہ کی راہ میں دیں تو اس میں دکھاوا بالکل نہ ہونا چاہیے، کیونکہ ریاکاری اس بات کی دلیل بن جاتی ہے کہ ریاکار کا اللہ اور آخرت پر سچے دل سے یقین نہیں جس سے اس کی بے یقینی ظاہر ہوتی ہے جو منازلِ سلوک میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ ہی اسی لیے کرواتا ہے تاکہ اس کے بندے کا یقین اس پر پختہ ہو جائے لہٰذا طالبوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر استقامت پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

دکھاوے کے جہاد کی ممانعت

دوسرے لوگوں کو دکھانے کے لیے جہاد کرنا منع ہے۔ اس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اپنے گھروں سے اترائے ہوئے لوگوں کو دکھاوے کے لیے نکل آئے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں جو یہ کرتے ہیں وہ اللہ کے قابو میں ہے۔

(پ ۱۰ ۔ انفال ۴۷)

جہاد کرنے کے لیے جب نکلیں تو اس نکلنے میں رضائے الٰہی کی نیت ہونی چاہیے دوسرے

Marfat.com

لوگوں میں اپنی طاقت کو ظاہر کرنا مقصد نہ ہو بلکہ اسلام میں جہاد کا مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس حکم میں جہاد میں ثابت قدمی، نیک نیتی اور ذکرِ الٰہی کی کثرت کی تاکید فرمائی ہے اور اس بات سے منع فرمایا ہے کہ ان مشرکین کی طرح نہ ہو جو ناحق کے خلاف لوگوں میں اپنی بہادری دکھانے کے لیے فخر و غرور سے اپنے شہروں سے نکلے اور ان کی یہی سوچ ان کی ذلت کا سبب بنی لہذا مسلمانوں کو دکھاوے والی سوچ کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دینا چاہیے۔

دکھاوے کی نماز کی مذمّت

دکھاوے کی نماز کی ممانعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ

بیشک منافق لوگ اپنی سوچ کے مطابق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہی انھیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں مگر سوائے چند ایک کے اللہ کو یاد نہیں کرتے (پ ۵ ۔ نسآء ۱۴۲)

منافق لوگ دکھاوے کی نماز پڑھتے تھے انھیں چاہیے تو یہ تھا کہ بحیثیت مسلمان اپنی نماز بڑی دلچسپی اور دلی لگن کے ساتھ ادا کرتے مگر ان کے دلوں میں اللہ کو دھوکہ دینے کا خیال ہوتا تھا تو ان کی یہ سوچ بڑی ناقص تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کیسے دھوکہ دے سکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو ان کے دلوں کے پوشیدہ راز بھی معلوم تھے بلکہ انھوں نے منافقت کے ذریعے اپنی عاقبت ہی خراب کی۔ عہدِ رسالت میں منافقین کا مسلمانوں کے ساتھ دکھاوے کی نماز میں شامل ہونے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ وہ ظاہری طور پر اپنے آپ کو یہ ثابت کرتے تھے کہ وہ مسلمان ہیں لہذا وہ نماز سرسری طور پر نہایت بے دلی سے پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی دکھاوے کی نماز کو صحیح ادا کرنیکی

Marfat.com

تاکید کی ہے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر یوں بیان فرمایا ہے کہ :۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

تو ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے ، جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۔ اور استعمال کرنے کرنے والی چیز سے منع کرتے ہیں ۔

(پ ۳۰ ۔ ماعون ۴ تا ۷)

ریاکاری عبادت اور خصوصاً نماز کے لیے بہت ہی نقصان دہ ہے اور یہ شیطان کا بہت بڑا حربہ ہے ۔ اس لیے اہلِ تصوف نے اس سے بچنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے ۔ کیونکہ بڑے بڑے زاہد اور مشائخ ریاکاری کے ہاتھوں اپنی عاقبت خراب کر بیٹھتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے ان تمام احکامات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ریا اور نمود و نمائش انسان کے ہر اس فعل میں ظاہر ہوتی ہے جو خالصتاً اللہ کے لیے نہ کیا جائے بلکہ اس سے کوئی دنیوی غرض مطلوب ہو ۔ اسی لیے کتاب و سنت میں ریا سے بچنے کے لیے احتیاط سے کام لینے کی بہت تاکید کی گئی ہے بعض صورتوں میں تو ریا کو شرک خفی کہا گیا کیونکہ دنیوی اغراض کی وجہ سے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ دنیا کی غرض بھی شامل ہو جاتی ہے ۔ اس لیے اس سے بہت منع فرمایا گیا ہے ۔

ارشاداتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

ریاکاری کا روزہ و نماز

حضرت شداد بن اوس رضؓ سے روایت ہے کہ جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی تو یقیناً اس نے شرک کا کام کیا اور جس نے ریاکاری سے روزہ رکھا اس نے بیشک شرک کا کام کیا اور جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ دیا اس نے بلاشبہ شرک کا کام کیا ۔ (احمد)

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سنانے کے لیے کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ سنا کرے گا اور جو دکھاوا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دکھاوا کرے گا۔

لوگوں سے تعریف کی اُمّید

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو نیکی کا کام کرے اور اس کے باعث لوگ اس کی تعریف کریں؟ دوسری روایت میں ہے کہ اس کے باعث لوگ اس سے محبّت کریں فرمایا یہ مومن کو جلد ملنے والی خوشخبری ہے۔ (مسلم)

قیامت کے روز منادی

حضرت ابوسعید بن فضالہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ قیامت کے روز جمع ہوں گے جس میں شک نہیں تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس نے شرک کیا کسی کام میں جو اس نے اللہ کے لیے کیا ہو تو اس کا ثواب خدا کے سوا اسی سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کیے جانے والے تمام شرکاء سے بے نیاز ہے۔ (احمد)

چھوٹا شرک

حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم لوگوں پر خوف ہے وہ چھوٹا شرک ہے تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! چھوٹا شرک کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ریاکاری۔ اور بیہقی میں یہ بھی ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے فرمائے گا کہ تم لوگ اس کے پاس جاؤ جس کو تم دنیا میں اپنا عمل دکھا کر کیا کرتے تھے پھر تم دیکھ لو کیا تم اس کے پاس کوئی جزا اور بھلائی پاتے ہو؟ (احمد۔ بیہقی)

ریاکاروں سے اللہ کا خطاب

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جو دنیا کو دین کے ذریعے طلب کریں گے وہ لوگوں کے لیے بھیڑ کی کھال

Marfat.com

پہنیں گے، اپنی نرم دلی ظاہر کرنے کے لیے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اللہ تعالیٰ ان (ریا کاروں) سے فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے مہلت دینے سے بے خوف ہو گئے ہیں ؟ کیا یہ لوگ مجھ پر جرّی ہو گئے ہیں ؟ تو مجھ کو میری ہی قسم ہے کہ میں ضرور ضرور ان لوگوں پر ایسا فتنہ بھیجوں گا جو عقل مند آدمی کو حیرانی میں ڈال دے گا۔ (احمد)

دکھاوے کیلئے نماز بھی پڑھنے کی مذمّت

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ہم لوگ دجال کا تذکرہ کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے تو ہم لوگوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور ہم لوگوں کو خبر دیجیے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ چھپا ہوا شرک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو وہ یہ دیکھ کر اپنی نماز زیادہ لمبی کر دے کہ کوئی آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

اللہ مال اور دل کو دیکھتا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دل اور تمھارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔ (مُسلم شریف)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے جو چکنے پتھر پر چلتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہو اور وہ نہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے نہ آخرت کا طالب ہے۔ اس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے (طبرانی اوسط)

Marfat.com

جب الحزن سے پناہ مانگو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو جب الحزن سے۔ یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے تھے اور خدا کے بہت زیادہ مبغوض وہ قاری ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ (ترمذی)

اللہ کے محبوب بندے

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انھیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں۔ وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔ (طبرانی حاکم)

آخرت کی طلب

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نیت طلبِ آخرت ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں طلبِ غنا پیدا کر دے گا اور اس کی حاجتیں جمع کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی اور طلبِ دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالیٰ فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس کے کاموں کو منتشر کر دے گا اور ملے گا وہی جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ (ترمذی)

اے لوگو! ریا سے بچو

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح شرک سے بچیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اس سے استغفار کرتے ہیں، جس کو نہیں جانتے (طبرانی)

جنّت سے محرومی

حضرت عدی بن حاتم رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا جب جنّت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنّت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے دیکھیں گے ۔ پکارا جائے گا انھیں واپس کر دو جنت میں ان کے لیے کوئی حصّہ نہیں یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیاء کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔ ارشاد فرمائے گا ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے ۔ لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے ۔ لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہ کی ۔ لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے ۔ لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا ۔ (طبرانی)

اہلِ ریا کا فیصلہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جس آدمی کا سب سے پہلے فیصلہ ہوگا یہ وہ شخص ہوگا جو شہید ہوا تھا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا (اعتراف کرے گا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان میں کیا عمل کیا وہ کہے گا میں تیرے راستے میں لڑا حتیٰ کہ شہید ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو اس لیے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ چنانچہ تجھے کہا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ایک شخص وہ ہوگا جس نے قرآن سیکھا، سکھایا اور پڑھا، اسے لاکر نعمتیں یاد دلائے گا وہ انھیں معلوم کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس میں کیا عمل کیا۔ وہ عرض کرے گا میں نے علم حاصل کیا دوسروں کو سکھایا اور تیری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے

جھوٹ کہا۔ تو نے تو صرف اس لیے علم حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے پس کہا گیا پھر حکمِ الٰہی سے اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ایک شخص وہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے فراخی عطا فرمائی اور طرح طرح کا مال دیا اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (عطا کی گئی) نعمتیں یاد دلائے گا وہ معلوم کر لے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان میں کیا عمل کیا ؟ وہ کہے گا جس جگہ مال کا خرچ کرنا تجھے پسند ہے میں نے تیری رضا کے لیے ایسی ہر جگہ خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تیرا مطلب یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ پس کہا گیا پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائیگا۔ (مسلم شریف)

اللہ بے نیاز ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کو شریک کیا جائے اور ایسے جملہ شرکاء سے میں بے نیاز ہوں بلکہ جو اپنے عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کرے تو میں اسے اور جس کو شریک کیا دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے لاتعلق ہوں وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے کیا۔ (مسلم شریف)

لوگوں کو دکھاوے کی مذمت

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگوں کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو وہ سنا دے گا اور اسے حقیر و ذلیل کر دے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

ابوسعیدؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں کو سنانے اور دکھانے کے لیے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ویسا ہی بدلہ دیگا (ابنِ ماجہ)

دکھاوے کا جہاد نہ کرو

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ عرض گزار ہوئے :۔ یا رسول اللہ! مجھے جہاد کے متعلق بتلائیے۔ فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ ثواب کی غرض سے لڑے تو اللہ تعالیٰ تمھیں صابر اور ثواب پانے والا

Marfat.com

اٹھائے گا اور اگر تم دکھاوے اور مال بڑھانے کے لیے لڑے تو اللہ تعالیٰ تمھیں ریاکار اور لالچی اٹھائے گا۔ اے عبداللہ بن عمرو! تم جس حال میں لڑے یا قتل کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ اسی حال میں اٹھائے گا۔ (ابوداؤد)

شہرت کا طالب

حضرت جارودؓ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "آخرت کے کام میں دنیا کی شہرت کا طالب ذلیل و رسوا ہے۔ اس کا نام دوزخ میں لکھ دیا جاتا ہے اس کا چہرہ بگاڑ دیا جاتا ہے اور اس کا ذکر مٹ جاتا ہے۔ (طبرانی)

اولیاء کا وصف

ایک روز حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔ معاذؓ کو قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا پایا حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذؓ نے کہا ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ مجھے رلاتی ہے میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ کے ولی سے دشمنی کرے وہ اللہ سے لڑائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکوں، پرہیزگاروں اور چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے وہ کہ غائب ہوں ڈھونڈے نہ جائیں حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔ ہر غبار آلود تاریک سے نکل جاتے ہیں۔ یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔ (ابنِ ماجہ)

ریاکاروں کی سزا

حضرت ابوتمیمہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں صفوان اور ان کے دوستوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت جندب ان کو نصیحت کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ تم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جندبؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو سنانے کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا انھوں نے کہا ہمیں وصیت کیجیے فرمایا سب سے پہلے انسان کا پیٹ مرے گا

لہذا جس سے ہو سکے کہ پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ کھائے وہ یہی کرے اور جس سے ہو سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے (بخاری)

حضورؐ کا اُمّت کو خبردار کرنا

حضرت شدادؓ بن اوس سے مروی ہے کہ وہ رونے لگے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا چیز آپ کو رُلاتی ہے تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے ہوئے سنا تھا اسی کو یاد کر کے رو رہا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ کو اپنی اُمت پر شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف ہے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کی اُمّت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں لیکن سن لو کہ وہ سورج یا چاند اور پتھر اور بت کی عبادت نہیں کریں گے لیکن وہ اپنے عملوں میں ریاکاری کریں گے اور چھپی ہوئی شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک آدمی صبح کو روزہ دار رہے گا پھر اس کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت اس کے سامنے آجائے گی تو وہ روزہ چھوڑ دے گا۔ (احمد۔ بیہقی)

مشاہدہ شبِ معراج

اللہ تعالیٰ نے شب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے احمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار بننا پسند ہے تو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کیجیے۔ آپ نے عرض کی، الہ العالمین! دنیا سے بے رغبتی کیسے ہو؟ فرمان الٰہی ہوا دنیا کے مال سے بقدر ضرورت کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں لے لیجیے اور بس! کل کے لیے ذخیرہ نہ کیجیے اور ہمیشہ میرا ذکر کرتے رہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ذکر پر دوام کیسے ہو؟ جواب ملا لوگوں سے علیحدگی اختیار کیجیے۔ نماز کو اور بھوک کو اپنی غذا بنائیے۔ فرمانِ نبویؐ ہے دنیا سے کنارہ کشی جسم و جان کی تازگی ہے اور دنیا کی رغبت میں غم و اندوہ کی فراوانی ہے، دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور کنارہ کشی ہر خیر و برکت کی بنیاد ہے۔

Marfat.com

دکھاوے کا انجام

حضرت ابی بن کعب رضؓ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالمؐ کا فرمان ہے اس امت میں سے جس شخص نے کوئی بھلا کام دنیا کے لیے کیا اور آخرت کا کام دنیا دکھاوے کو کیا تو آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ (احمد ابن حبّان)

ناموری کا کپڑا

حضرت ابن عمر رضؓ مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے شہرت اور ناموری کا کپڑا پہنا خدا تعالیٰ اس کو قیامت میں وہی کپڑا پہنائے گا لیکن اس میں دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہوگی۔ (رزین)

تین قسم کے لوگ

ایک حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے جہنم کی آگ سلگائی جائے گی وہ ریاکار ہی ہوں گے یعنی ریاکار عالم، ریاکار نمازی اور ریاکار سخی آخر بارگاہِ رب العزت میں ریاکار سخی ہی کہے گا۔ کہ میں نے اپنا سارا مال تیری راہ میں خرچ کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے تیرا ارادہ تو صرف یہ تھا تو سخی اور جواد مشہور ہو جائے سو وہ ہو گیا۔ یعنی تیرا مقصد دنیا کی شہرت تھی سو وہ تجھے مل گئی۔ اب تیرا کچھ حصہ نہیں۔

(تفسیر ابنِ کثیر)

ریا سے مبرّا صدقے کا مقام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے (حدیث شریف میں آیا ہے) کہ عرش کے سایہ میں اس روز کہ اس کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔ صرف وہ شخص رہے گا جس نے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیا اور اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی۔

قوی ترین چیز

ایک اور ارشاد گرامی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا، تو زمین کانپنے لگی اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور پہاڑوں کی میخیں اس میں ٹھونک دی گئیں۔ ملائکہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ان پہاڑوں سے زیادہ قوی اور کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی۔ تب اس نے لوہا پیدا کیا اور اس نے پہاڑوں میں شگاف پیدا کر دیے۔ تب ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑوں سے قوی تر ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا فرمایا۔ آگ نے

لوہے کو گلا دیا۔ پھر پانی کو پیدا کیا، پانی نے آگ کو بجھا دیا، پھر باد کو پیدا کیا، باد نے پانی کو ساکن کر دیا۔ اس پر ملائکہ آپس میں جھگڑنے لگے کہ قوی ترین چیز کون سی ہے ؟ ملائکہ نے کہ خداوند تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہیے کہ اس کی مخلوق میں قوی ترین کون ہے ؟ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی تمام مخلوق سے زیادہ قوی ہے جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات دے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو، میں نے اس سے زیادہ کسی مخلوق کو قوی نہیں بنایا ہے۔

ریاکار کی عبادت قبول نہیں ہوتی

حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا پاکیزہ ہنر اختیار کر، نیک عمل کر! اللہ تعالیٰ سے ہر دن کار رزق طلب کرتا رہ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال پر نہ اترائے کیونکہ یہ اعمال کے لیے ایک عظیم ہلاکت ہے ایسا آدمی عمل کر کے اللہ تعالیٰ پر احسان دھرتا ہے حالانکہ اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا عمل مقبول ہوا یا نہیں۔ ایسے گناہ جن کے بعد ندامت اور پشیمانی ہو اس عبادت سے اچھے ہیں جس میں تکبر اور ریا شامل ہو۔

سات فرشتے اور سات آسمان

حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالےٰ نے آسمانوں کے پیدا فرمانے سے پہلے سات فرشتے پیدا کیے اس کے بعد سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ہر ایک فرشتے کو ایک ایک آسمان پر موکل فرما دیا اور اس کو اس کی دربانی سپرد فرما دی، جب زمین کے فرشتے جن کا نام حفظہ ہے اور جن کا کام یہ ہے کہ وہ صبح سے شام تک بندوں کے اعمال لکھتے رہیں۔ جب بندے کے اعمال کو اٹھا کر پہلے آسمان پر لے جاتے ہیں اور اس بندے کی عبادت کی تعریف کرتے ہیں کہ جس نے ایسی عبادت کی ہو جو آفتاب کے نور کی طرح تاباں اور درخشاں ہو تو وہ فرشتہ جو پہلے آسمان کا دربان ہے کہتا ہے کہ اس طاعت کو اس کے منہ پر مار دو کہ میں اہلِ غیبت کا دربان ہوں اور حق تعالیٰ کا مجھے علم ہے کہ بدگوئی (غیبت) کرنے والے کے

Marfat.com

عمل کو یہاں سے آگے نہ جانے دوں۔ پھر دوسرے شخص کے عمل کو جو غیبت سے پاک صاف رہا سے فلک دوم تک لے جاتے ہیں۔ وہاں کا دربان فرشتہ کہتا ہے کہ اس کو لے جاؤ اور اس کے منہ پر مارو، کیونکہ اس نے یہ عمل دنیا کے لیے کیا ہے اور اس نے مجلسوں اور محفلوں میں لوگوں کے سامنے اپنے اس عمل پر فخر کیا ہے مجھے حکم ہے کہ میں اس کے عمل کو آگے نہ بڑھنے دوں، اس کے بعد اور دوسرے کے عمل اوپر لے جائیں گے اس میں صدقات، نماز اور روزوں کا حساب ہوگا، حفظہ فرشتے اس کے نور سے حیران ہوں گے، دوسرے آسمان سے گزر کر جب تیسرے آسمان پر پہنچے گا تو وہاں کا مؤکل فرشتہ کہتا ہے کہ میں تکبر کا مؤکل ہوں اور مجھے حکم ہے کہ میں متکبروں کے عمل کو روکوں، یہ شخص لوگوں کے سامنے تکبر کیا کرتا تھا (پس تکبر کے باعث تیسرے آسمان سے اس کے عمل کو بھی واپس کر دیا جاتا ہے) پھر ایک اور ایسے شخص کا عمل لیجاتے ہیں جو تسبیح و تہلیل، نماز اور حج کے نور سے درخشاں ہوتا ہے یہ چوتھے آسمان تک لے جایا جاتا ہے وہاں کا مؤکل فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اس کے منہ پر مار دو۔ میں غرور و نخوت کا مؤکل ہوں۔ اس بندے کا یہ عمل غرور کے بغیر نہ تھا میں اس کے عمل کو یہاں سے آگے نہ جانے دوں گا۔ پھر اور دوسرے کے عمل کو بلند کریں گے وہ عمل حسن و جمال میں اس دلہن کی طرح آراستہ ہوگا جو سج دھج کے ساتھ شوہر کے گھر جاتی ہے اس عمل کو پانچویں آسمان تک لے جائیں گے وہاں کا مؤکل فرشتہ کہے گا کہ اس شخص کے عمل کو اس کے منہ پر مارو اور اس کی گردن پر ڈال دو کہ میں حسد کا مؤکل ہوں، جو کوئی علم و عمل میں اس شخص کے درجہ تک پہنچتا تھا یہ اس پر حسد کرتا تھا اور اس کو بیان کرتا تھا اور مجھے حکم ہے کہ میں حاسدوں کے عمل کو آگے نہ جانے دوں۔ اب ایک اور دوسرے شخص کے عمل کو اٹھایا جائے گا، اس میں بھی نماز، روزہ، حج و عمرہ وغیرہ درج ہوگا۔ اس کو چھٹے آسمان تک لے جایا جائے گا وہاں کا مؤکل فرشتہ کہے گا کہ یہ عمل اس کے منہ پر مارو، کیونکہ یہ شخص کسی غریب، آفت زدہ پر رحم نہیں کرتا تھا بلکہ شاد ہوتا تھا، میں فرشتہ رحمت ہوں مجھے حکم ہے کہ میں بے رحم و سنگدل کے عمل کو یہاں سے آگے نہ جانے دوں۔ پھر ایک شخص کے عمل کو اٹھایا جائے گا اور اس کو

ساتویں آسمان تک لے جائیں گے۔ نماز، روزہ، نفقہ، جہاد کے سبب سے اُس کی روشنی آفتاب کے نور کی مانند ہو گی اور اس کی بزرگی کا شور آسمانوں پر ہر طرف برپا ہو گا۔ تین ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلیں گے اور ساتویں آسمان تک فرشتے، کسی کو طاقت نہیں ہو گی کہ اس کو روکے۔ جب یہ ساتویں آسمان تک پہنچے گا تو وہاں کا فرشتہ اس عمل کو روک کر کہے گا کہ اس کو صاحبِ عمل کے منہ پر مار دو اور اس کے دل پر قفل لگا دو کیونکہ اس نے یہ عمل خالصتاً للہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان اعمال سے اس کا مقصد یہ تھا کہ علماء کے نزدیک نام و نشان اور جاہ و حشم پیدا کرے اور سارے جہان میں اسکی شہرت ہو۔ مجھے حکم ہے کہ اس کے عمل کو آگے نہ جانے دوں کہ جو عمل خالصتاً للہ نہ ہو وہ ریا ہے اور خداوند تعالیٰ ریا کے عمل (عمل ریائی) کو قبول نہیں فرماتا۔ اس کے بعد ایک اور شخص کے عمل کو لیجائیں گے وہ ساتویں آسمان سے گذر جائے گا اس میں تمام نیک اخلاق ہوں گے۔ ذکر و تسبیح اور ہر قسم کی عبادات ہوں گی۔ تمام آسمانوں کے فرشتے اس عمل کے جلو میں چلیں گے یہاں تک کہ وہ بارگاہِ الٰہی تک پہنچ جائے گا اور تمام فرشتے اس کے پاک اور با اخلاق ہونے کی گواہی دیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا اے فرشتو! تم اس کے اعمال کے نگہبان ہو تو میں اس کے دل کا نگہبان ہوں اس نے یہ عمل میری خاطر نہیں کیا اس کا مقصد کچھ اور تھا یہ میری لعنت کا مستحق ہے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ! یہ تیری اور ہم سب کی لعنت کا مستحق ہے۔ آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس پر لعنت کریں گے۔ (احیاء العلوم)

اقوالِ صحابہ رضؓ

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ارشاد ہے کہ عقلی علم کی قوت جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو ریاکاری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضؓ نے دیکھا کہ ایک شخص گردن جھکائے بیٹھا ہے۔ گویا یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ "میں بڑا پارسا ہوں"! فرمایا:۔ اے ٹیڑھی گردن والے! اس گردن کو سیدھی کر لے کہ خضوع و

Marfat.com

خشوع کا مقام دل ہے نہ کہ گردن ؟

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دُرّہ رسید کیا اور پھر کہا کہ: "آ مجھ سے اپنا قصاص لے لے" اس نے کہا: "میں نے آپ کی خاطر اور خدا کے لیے بخش دیا" فرمایا: "اس سے کام نہ چلے گا" یا تو مجھے میرے لیے بخش کہ میں اس کا حق بھی پہچان سکوں، یا پھر صرف خدا کے لیے بخش اور بلا شرکتِ غیرے بخش! اس نے کہا "اچھا میں نے خدا کے لیے بخشا"

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا ہے کہ عالموں اور زاہدوں اور امیروں کے ساتھ نشست و برخاست ریاکاری کی علامت ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ریاکار کی تین (نمایاں) نشانیاں ہوتی ہیں :۔

(۱) تنہائی میں سست ہوتا ہے۔ (۲) لوگوں کو دیکھ کر (خواہی نخواہی) مسکرانے لگتا ہے اور خوش ہوتا ہے (۳) اپنی تعریف سن کر زیادہ عمل کرتا ہے اور برائی سن کر عمل کم کر دیتا ہے۔

حضرت علیؓ کا ایک اور قول ہے کہ سچا آدمی سچائی کی بدولت جس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہاں ریاکار مکر و فریب سے نہیں پہنچ سکتا۔

آپؓ ہی کا قول ہے کہ ریاکار سے دوستی کرنا خود کو دھوکہ میں رکھنا ہے۔

ابوامامہؓ نے ایک شخص کو مسجد میں بحالتِ سجدہ روتے اور گڑگڑاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اے بھانس! یہ جو کچھ تو (لوگوں کے سامنے) مسجد میں کر رہا ہے اگر گھر میں کرتا تو تیرا جواب نہ تھا"۔

کسی نے سعید بن مسیبؒ سے پوچھا کہ: جو شخص حق تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کے لیے اور لوگوں سے اپنی تعریف سننے کے لیے مال دے (یعنی صدقہ و خیرات دے) اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: کیا اس داد و دہش سے اس کی مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کا دشمن ہو جائے؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا: تو پھر اسے جو کچھ کرنا ہے صرف اللہ کے لیے کرے (یہ اللہ اور مخلوق دونوں کی خوشنودی کو یکجا کرنا کیسا؟)

Marfat.com

آثارِ اولیاء

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ اگر تم نے اللہ بھی زور سے کہا تو اس کی بھی باز پُرس ہو گی کہ خالصًا رضائے الٰہی کے لیے کیا ہے یا ریا سے کہا ہے۔

آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ تم گناہ کرتے ہو اور پھر بھی بے خوف رہتے ہو، یہی دراصل ریاکاری ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی نے کہا ہے کہ جو کچھ تو اللہ کے لیے کرے وہ اخلاص ہے اور جو خلق کو دکھانے کے لیے کرے وہ ریا ہے۔

حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ اے ریاکار تو نعمت کی حالت میں خدا کو محبوب سمجھتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جو شخص علانیہ گناہ کے باعث دوزخ میں جائے گا وہ ریاکار کی نسبت آرام میں ہو گا۔

ریا کیا ہے

صاحب! ریا اس کو کہتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پارسا ظاہر کرے تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور نیک مرد سمجھیں۔ بڑا زاہد ہے لب ہلاتا رہے تاکہ لوگ جانیں کہ ہر وقت تسبیح میں رہتا ہے اور بزرگوں کی باتیں بیان کرے تاکہ لوگ کہیں بڑا صوفی ہے اور لوگوں کے دکھانے کو بڑی بڑی رکعتیں پڑھے اور کہے میری ملاقات کو تبرک جان کر آتے ہیں۔

فضیل بن عیاض کا قول

فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ کبھی وہ وقت تھا کہ لوگ کچھ کرتے تھے تو اس میں ریا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آن پہنچا ہے کہ جو کچھ نہیں کرتے اس میں بھی ریا کرتے ہیں۔ یعنی پہلے تو عمل میں ریا ہوتی تھی، اب بے عملی بھی ریا ہی کی حامل ہوتی ہے۔

Marfat.com

چار خصلتوں سے بچو

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں اکابر کے سوا بہت کم مریض ان چار خصلتوں سے بچ سکتے ہیں ۔ ۱۔ طمع ۔ ۲۔ جھوٹ ۳۔ شکوہ ۔ ۴۔ اور ریا۔

علم اور عمل میں ریا نہ کرو

سیّدی علی خواصؒ کا قول ہے کہ علم اور عمل میں ریا کرنا آدمی کے لیے سب سے بڑھ کر مصیبت ہے لیکن اس کو بہت کم لوگ سمجھتے ہیں ۔

حضرت بشر حافیؒ

حضرت بشر حافی نے محدّث ہونے کے بعد باقی تمام علوم کی کتابوں کو زیرِ زمین دفن کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی حدیث کبھی بیان نہیں کی اور یہ فرماتے تھے کہ میں اس وجہ سے حدیث بیان نہیں کرتا کہ میرے اندر حصولِ شہرت کا جذبہ ہے اور اگر یہ خامی نہ ہوتی تو میں ضرور حدیث بیان کرتا ۔

دنیا سے ریا کا بدلہ لو

ابو عبید اللہ انطاکیؒ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ریاکار کو کہے گا کہ جا اپنے عمل کا ثواب ان لوگوں سے لے جن کو تو دکھلایا کرتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ریاکار جب قیامت کو اپنے اعمال کی جزا مانگے گا تو اسے کہا جائے گا کہ جن کو تو اپنے عمل دکھلاتا تھا، ان سے ثواب لے اور ایک روایت میں ہے کہ اسے کہا جائے گا کہ کیا لوگ مجالس میں تیرے عمل و علم کی وجہ سے تیرے لیے جگہ کشادہ نہیں کرتے تھے، کیا تو دنیا میں رئیس نہیں بنا ہوا تھا، کیا لوگ خرید و فروخت میں تجھ سے رعایت نہیں کرتے تھے اور کیا تیری عزت نہیں کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت حسن بصری کا طریقہ کار

حسن بصریؒ اکثر اپنے نفس پر عتاب کرتے اور اس کو جھڑک کر کہتے کہ تو باتیں تو پرہیزگاروں طاعت گزاروں اور عابدوں جیسی کرتا تھا مگر تیرے افعال فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں جیسے ہیں ۔ واللہ یہ مخلصوں کی صفات نہیں ہیں۔

Marfat.com

ریاکاری کی مذمت

ایک دفعہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کی مجلس میں ریا کی مذمت کا ذکر چھڑ گیا۔ سید اکرام شاہ نے عرض کیا کہ ایک دن میں جمعہ پڑھنے جامع مسجد میں گیا، واعظ ممبر پر بیٹھ کر پہلے تو صوفیائے کرام کے اوصاف بیان کرتا رہا پھر بعض اہلِ مجلس کی رعایتِ خاطر کے لیے صوفیاء کے خلاف تقریر کرنے لگا حتیٰ کہ ان کے درمیان تنازعہ پیدا ہو گیا۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا: اس زمانے کے اکثر واعظوں کا یہی طریقہ ہے کہ ریاکاری سے وعظ کرتے ہیں اور حق کو چھپا دیتے ہیں۔

حکایت

ایک عبادت گزار شخص کو بادشاہ نے کھانے کی دعوت دی جب سب کھانے پر بیٹھے تو اس شخص نے بہت کم کھایا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اس نے اپنے معمول سے زیادہ پڑھی۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کو بڑا کم خوراک اور عابد و زاہد سمجھیں۔ جب اپنے گھر پہنچا تو کھانا طلب کیا اس کا ایک سمجھدار لڑکا تھا۔ اس نے کہا ابا جان آپ نے بادشاہ کے ہاں سیر ہو کر کیوں نہ کھایا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کے سامنے کم کھایا تاکہ کام آئے لڑکے نے کہا تو پھر آپ نماز بھی دوبارہ پڑھ لیجیے اس لیے کہ آپ نے کچھ نہ کیا جو کام آسکے (یعنی آپ کی دکھاوے کی نماز اکارت گئی)۔

حکایت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا ایک مرید اتنا عبادت گزار تھا کہ جب بھی قرآنِ مجید کی کوئی آیت سنتا تو بے خود ہو جاتا اور زمین پر گر جاتا آپ نے اس کو سمجھایا دوا ے بندۂ خدا! تو یہ کام بے شک کر مگر اس کو لوگوں میں نہ کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ریا کی بیماری میں، مبتلا ہو کر ہلاکت میں ڈال دیا جائے اور تیری یہ کیفیات تجھ سے سلب کر لی جائیں کیونکہ ریاکاری وہ مہلک بیماری ہے جس سے تمام بلند مراتب آن کی آن میں چھن جاتے ہیں اور خدا کی مہربانیاں ختم ہو جاتی ہیں اور بڑے سے بڑا ریاکار ولی بھی لمحہ بھر میں تہی دست بن جاتا ہے۔ اس لیے ایسے عوامل سے بچنا چاہیے جو ریاکاری کا باعث بنیں۔

Marfat.com

حکمت کی باتیں

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں کہ ان کے دل میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں، اگر ان کو زبان پر لاتے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مفید ہوتیں مگر شہرت کے ڈر کے مارے نہیں کہتے تھے اور جب راہِ خدا میں کوئی ایذاء دہندہ چیز دیکھتے تو اس کو مشہور ہو جانے کے خوف سے علیحدہ نہ کرتے۔

ریاکار کا انجام

عالمِ آخرت میں ریاکار سے یوں کہا جاوے گا او بدکار، او بے کار اور ریاکار تجھے شرم نہ آئی کہ خدا کی اطاعت کے بدلے دنیا کا اسباب مول لیا۔ بندوں کے دلوں کی حفاظت کی اور خدا کی عبادت سے استہزاء کیا، بندوں کے نزدیک محبوب بنا اور خدا کے نزدیک مبغوض، ان کے واسطے آرائش میں رہا اور خدا کے لیے آلائش میں، ان کے پاس ہوتا گیا اور خدا سے دُور، اُن کے نزدیک محمود بنا اور خدا کے نزدیک مردود، ان کی رضا کا طالب ہوا اور خدا کو غصہ کا خواہاں کیا، تیرے نزدیک خدا سے زیادہ حقیر اور کوئی نہ تھا

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ آدمی جب تک لوگوں سے موانست رکھتا ہے ریا سے نہیں بچ سکتا۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے جو شخص اپنے اعمال میں ایک ساحر سے زیادہ ہوشیار نہ ہوگا وہ ضرور ریا میں پھنس جائے گا۔

امورِ ریاکاری

ریا کی حقیقت یہ ہے کہ خود کو لوگوں کے سامنے پارسا ظاہر کیا جائے تاکہ ان کے نزدیک زیورِ پارسائی سے آراستہ متصور ہو اور ان کے دلوں میں مقبول و ہر دلعزیز ہو جائے تاکہ لوگ اسے محترم و قابلِ تعظیم جانیں اور عزت نگاہ سے دیکھیں اور اسے اخلاقِ نیک کا نمونہ خیال کریں اور اس غرض سے وہ ایسی باتیں اختیار کرتا ہے جو (بظاہر) پارسائی اور دینی بزرگی کی دلیل ہوتی ہے پس اچھی نمائش کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور ان باتوں کو پانچ اقسام پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

پہلی قسم صورتِ تن سے متعلق ہے یعنی ظاہری و بدنی ہیئت و شکل (سے دھوکا دینا) مثلاً چہرے کو (کسی نہ کسی طریق سے) زرد بنا لینا کہ لوگ سمجھیں رات بھر عبادت میں گزری ہے اور سویا بالکل نہیں یا اپنے آپ کو بالکل نحیف اور زار و نزار سا بنا لینا کہ لوگ یہی خیال کریں کہ یہ نقاہت و ضعفِ مجاہدہ و ریاضت ہی کا نتیجہ ہوگا۔ یا صورت کو اندوہ گیں اور مغموم سی بنائے رکھنا کہ لوگ اسے غمِ دین اور غمِ آخرت پر محمول کیا کریں (اور کہیں کہ دیکھیے تو غمِ دین نے اس "زاہد" کا کیا حال کر دیا ہے) یا بالوں میں کنگھی نہ کرنا اور نہ سنورنا تاکہ لوگ جانیں کہ اسے اتنی فرصت ہی کہاں ہے (عبادت میں) اس کو تو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں۔ (اجی مجاہدات ہے کوئی مذاق تھوڑی ہے) یا باتیں بہت ہی دھیمے لہجے سے کرنا اور آواز کو بالکل دبا کر رکھنا تاکہ سننے والوں کو یہی گمان گزرے کہ اس کے دل میں وفارِ دین کا احساس اتنا گہرا ہے کہ آواز تک دب کر رہ گئی ہے یا لبوں کو رگڑ رگڑ کر یا کسی اور طریقے سے) خشک رکھنا (کہ پپڑیاں بندھی ہوئی ہوں) تاکہ روزہ دار دکھائی دے اور جب ان تمام امور میں لوگوں کا خیال وہی ہوتا ہے جس کی اسے خواہش و تمنا ہوتی ہے تو ان کے اظہار میں اس کے نفس کو بڑی راحت و مسرت حاصل ہوتی ہے اور اسی لیے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص روزہ رکھے تو اسے چاہیے کہ بالوں میں تیل ڈالے کنگھی کرے ہونٹوں کو روغن وغیرہ سے تر رکھے آنکھوں میں سرمہ لگائے تاکہ کسی کو معلوم ہی نہ ہونے پائے کہ وہ روزہ دار ہے۔

دوسری قسم ریاکاری کی لباس اور پوشش میں ہوتی ہے مثلاً اون کا کھردرا، سخت اور غیر ملائم لباس پہننا یا چھوٹے تنگ اور پھٹے پرانے کپڑے پہننا تاکہ اس پر زاہد ہونے کا گمان گزرے یا نیلا لباس اور اس کے ساتھ مصلیٰ اور گدڑی لیے پھرنا کہ لوگ اسے صوفی سمجھیں چاہے تصوف نام کی کوئی صفت سرے سے اس میں موجود نہ ہو یا دستار کے نیچے ایک پٹکا سا لٹکائے رہتا ہے تاکہ لوگ کہیں کہ بھئی طہارت کا خیال ہو تو ایسا ہو حالانکہ احتیاط کے معنی بھی اسے معلوم نہ ہوں یا پھر ریشمی دوشالہ ڈالے رہے کہ لوگ اسے دانش مند تصور کریں حالانکہ دانش اسے چھو بھی نہ گئی ہو اور لباس کے اعتبار سے ریاکاروں کے دو گروہ ہیں ایک تو وہ ہوتے ہیں جنھیں قبولِ عام کی دُھن

Marfat.com

سوار رہتی ہے (اور وہ عام لوگوں میں زاہد و متقی کہلوانے کے لیے بے قرار ہوتے ہیں) یہ لوگ ہمیشہ بوسیدہ اور تار تار کپڑے زیب رکھتے ہیں (کہ یہی ڈھونگ قبولِ عوام کا ذریعہ ہوتا ہے)۔ یہاں تک کہ اگر ان کے سامنے موٹے جھوٹے کپڑے موسم کے لحاظ سے بھی پہننے کو کہیں تو وہ اسے ذات پر ایک تہمت ظاہر کرتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ان پر موت سے بھی سخت تر اور ناگوار تر گزری ہے حالانکہ یہ کپڑے حلال ہیں اور ان کا پہننا ممنوع نہیں لیکن اس کا کیا کہیے کہ یوں ان کی دکانِ زہد بند ہو جانے کا خدشہ لاحق ہوتا ہے اور لوگوں سے یہ بات سننے کا اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ زہد و رخصۂ زُہد سے گر گیا ہے اور دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو عوام کے ساتھ (خواص اور) بادشاہوں کے نزدیک بھی مقبولیّت و ہر دلعزیزی کے متلاشی ہوتے ہیں یہ لوگ پرانا لباس نہیں پہنتے تاکہ بادشاہ کے نزدیک حقیر و بے وقعت نہ ٹھہریں لیکن تجمّل و شوکت سے کام لینے سے عوام کی نظروں میں گر جانے کا کھٹکا بھی لگا رہتا ہے اس لیے وہ باریک صوف اور ایسا لباس پہنتے ہیں کہ جس پر بیل بوٹے بنے ہوئے ہوں کہ اس قسم کا لباس بھی بعض صالحین اور زاہدوں کا لباس رہا ہے تاکہ عوام اسے دیکھ کر ان کے زہد و پرہیزگاری کے قائل رہیں اور قیمت میں چونکہ وہ لباس امراء کے لباس سے کسی طرح کم نہیں ہوتا اس لیے (خواص اور) بادشاہوں کو اظہارِ حقارت کا موقع نہیں مل سکتا۔ ان لوگوں میں اگر کسی سے کہا جائے کہ توزی یا خز کا لباس پہن لو تو یہ بات ان کے لیے نزع کی تکلیف سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے خواہ وہ (مجوّزہ) لباس ان کے پہنے ہوئے لباس سے کم قیمت اور زیادہ اچھا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اسے ایسا لباس تو پہننا ہی نہیں ہے جس سے عوام یہ سمجھیں کہ وہ زاہد نہیں رہا اور خواص یہ سمجھیں کہ اس میں قیمتی لباس پہننے کی استطاعت ہی نہیں ہے (اسے تو بیک وقت اپنے آپ کو ایک طرف زاہد ثابت کرنا ہے تو دوسری طرف رئیس و مصاحب) اور یہ احمق جب اس بات کو جانتا بھی ہے کہ جس لباس سے وہ گھبراتا ہے وہ حلال ہے اور دینداروں کا پہناوا بھی رہا ہے اور خود گھر کے اندر پوشیدہ طور پر یہ اسے خود بھی استعمال کرتا ہے تو پھر باہر جاتے وقت یا بازار میں اسے کیوں نہیں پہن سکتا؟ شاید اسے معلوم ہی نہیں ہوتا

کہ یہ (خدا کی نہیں) مخلوق کی پرستش ہے اور کیا عجب کہ جانتا ہی ہو لیکن دل خوفِ خدا سے گھبراتا ہی نہ ہو۔

تیسری چیز جس میں ریاکاری سے کام لیا جاتا ہے گفتار یعنی طرزِ گفتگو ہے۔ ایسا شخص لبوں کو عموماً یوں ہلاتا رہتا ہے کہ کوئی جانے ذکرِ الٰہی سے کسی وقت فراغت ہی نہیں ہوتی اور ہو سکتا ہے کہ واقعی ذکر کرتا بھی ہو لیکن سوال یہ ہے کہ اگر لبوں کو یوں (مکارانہ) جنبش نہ دیتا رہے تو کیا دل ہی دل میں ذکر کرنا ممکن نہیں؟ سو بات یہ ہے کہ ممکن کیوں نہیں (بلکہ دل میں ذکر کرنا احسن و افضل ہے) لیکن پھر لوگوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ حضرت ذکر بھی کیا کرتے ہیں! حالانکہ یہ محاسبہ صرف لوگوں کے روبرو ہی ہوتا ہے ورنہ خلوت و تنہائی میں اس کا کبھی خیال بھی اس کے دل میں نہیں گزرتا یا پھر یوں کرتا ہے کہ صوفیوں کے اقوال و روایات میں سے کچھ باتیں حفظ یاد کر لیتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا علمِ تصوف پہ آج کسی کو عبور حاصل ہے تو بس اسے ہی تو ہے اور ہر وقت (لوگوں کے سامنے) گردن نیچے کیے ہوئے چلتا ہے گویا حالتِ وجد طاری ہے کبھی آہیں بھرنے لگتا ہے اور بے حد غمگین و اداس سا بن بیٹھتا ہے گویا دینِ اسلام کے غم سے نڈھال ہوا جا رہا ہے کبھی کبھی چند ایک حکایات اور احادیث ذہن میں محفوظ رہ جاتی ہیں تو انھیں جگہ جگہ (مختلف لوگوں کے سامنے) یوں دہرایا جاتا ہے کہ گویا علم کا بحرِ ذخار ہے اور آج زمانے میں اس کے علم و فضل کا جواب ہی کہاں ہے؟ اور کون ہے جس نے اس کی طرح لاتعداد بزرگانِ دین کی زیارت کی ہو اور سفر و سیاحت میں عمر گزار دی ہو!۔

چوتھی چیز عبادات ہے جس میں ریاکاری سے کام لیا جاتا ہے مثلاً ایسا ریاکار نماز پڑھتے ہوئے اگر دور سے کسی کو آتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو نماز بڑے اہتمام اور خضوع و خشوع سے شروع کر دیتا ہے گردن آگے کو جھک جاتی ہے، رکوع و سجود میں قیام طویل تر ہو جاتا ہے نہ ادھر ادھر کہیں دیکھتا ہے یا صدقہ دینا ہو تو لوگوں کے سامنے دیتا ہے (تاکہ خوب تشہیر ہو جائے) اور اسی طرح ہر عبادت میں ایسی ہی نمود و نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے اور چلتے وقت بڑی آہستہ روی کا مظاہرہ کرتا ہے

Marfat.com

اور گردن نیچے جھکی رہتی ہے حالانکہ اگر کوئی دیکھ نہ رہا ہو تو چال میں وہ تیزی وطراری ہوتی ہے (کہ قابلِ دید) اور اِدھر اُدھر تانک جھانک سے ایک لحظہ بھی فرصت نہیں ہوتی وہ تو کسی کو دیکھ کر رفتار ڈھیلی پڑ جاتی ہے (اور نگاہیں ایک دم مؤدب و مہذب ہو جاتی ہیں)۔

پانچویں چیز یہ ہوتی ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ میرے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور شاگردوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں (ایک عالم مجھ سے اکتسابِ فیض کرتا ہے) بڑے بڑے رئیس اور جاگیردار میرے سلام کو حاضر ہوتے ہیں اور اسے اپنے لیے باعثِ برکت وسعادت تصور کرتے ہیں۔ مشائخِ زمانہ میرا احترام کرتے ہیں اور مجھے بہت اچھا سمجھتے ہیں اور بعض اوقات مختلف قسم کی لن ترانیاں اس کی زبان سے سننے میں آتی ہیں مثلاً کسی سے جھگڑا ہو جائے تو ارشاد ہوتا ہے کہ :۔ تو کون اور تیری کیا بساط ؟ تیرا کوئی مرید بھی ہے ؟ (ہو بھی کیسے لوگ جب تک کسی کے معتقد نہ ہوں جس طرح کہ میرے ہیں، اس وقت تک مریدی کون اختیار کرتا ہے ؟) خیر تیرے مرید تو کیا ہوں گے یہ بتا کہ خود تو کس کا مرید ہے اور تیرے مرشد کا نام کیا ہے ؟ (بس تو نام بتا دے میں خود ہی اس کے مرتبے کا اندازہ کر لوں گا کیونکہ) میں نے سینکڑوں پیر دیکھے ہیں اور اتنے اتنے برس ان کی خدمت میں رہا ہوں تو نے کسی کو دیکھا تک بھی ہے ؟ (ادھر تو ان میں سے بیسیوں کی صحبت اٹھائے ہوئے ہیں تم نے سمجھا کیا ہے ؟) اسی طرح کی کتنی ہی خرافات بکتا پھرتا ہے اور (اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لیے) کافی کچھ تکلیف برداشت بھی کر لیتا ہے خصوصاً کھانے پینے کے سلسلے میں کہ جس میں ریا کی بہت کچھ گنجائش آسانی سے نکل آتی ہے مثلاً ایک (ریاکار) راہب نے اپنی غذا چنے کا صرف ایک دانہ مقرر کی تھی تاکہ لوگ واہ واہ کے ڈونگرے برسایا کریں (خواہ چھپ چھپا کر جھولی بھر چنے چبا جاتا ہو) اور درجملہ (بالفرض واقعی ایسا کرتا بھی ہو تو) یہ چیزیں حرام ہیں جبکہ مقصود پارسائی جتلانا ہو اور عبادات کو اس کی بھینٹ چڑھانا ہو کیونکہ پارسائی حق تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے (نہ کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے)۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جاہ وحشم کی طلب اگر ایسی چیزوں کے ذریعے کی جائے جن کا تعلق عبادات سے نہ ہو تو یہ مباح ہے کیونکہ اگر کوئی شخص

Marfat.com

باہر نکلتا ہے اور اچھے کپڑے زیب تن کر کے نکلتا ہے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس کی آراستگی وجمال سے مقصود اظہارِ مروّت ہوتا ہے نہ کہ پارسائی ۔ بلکہ اگر کوئی شخص علمِ لغت، نحو، حساب اور طب وغیرہ کے بارے میں یا کسی بھی چیز کے بارے میں جو دین اور عبادات سے متعلق نہ ہو، اپنی علمیت و فضیلت کا اظہار کرے تو یہ ریا ہوتے ہوئے بھی جائز ہے کیونکہ ریا ہوتی ہی طلبِ جاہ کے لیے ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ طلبِ جاہ اگر حد سے نہ بڑھے تو مباح ہے البتہ عبادات وطاعات میں حرام ہے ۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جا رہے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضؓ باہر جمع تھے آپ نے جاتے جاتے پانی کے مٹکے میں (عکس) دیکھا اور پگڑی درست کی اور بال بھی ٹھیک کر لیے ۔ حضرت عائشہ رضؓ نے پوچھا کہ حضورؐ یہ کیا کیا ہے؟ فرمایا حق تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائیوں کے دیدار اور ملاقات کے لیے باہر نکلے تو ان کی خاطر ذرا تجمّل و آرائش کر لیا کرے (کہ یہ شائستگی گویا انھی کے احترام ومحبت میں ہوتی ہے) اب صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ کے اس فعل کا تعلق اصل دین سے تھا کہ آپ اس بات پر مامور تھے کہ لوگوں کی نظروں میں اپنا وقار پیدا کریں تاکہ لوگ نہ صرف متوجّہ ہوں بلکہ آپ کی اقتداء کریں ۔ پس اگر کوئی اور شخص بھی اس پر عمل کرے تو یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے اور اس کے فوائد میں سے ایک فائدہ تو بالکل سامنے کی بات ہے کہ اگر کوئی بوسیدہ لباس میں ملبوس ہوگا اور اس مروت کو بھی نظر انداز کر دے گا جو میل ملاقات کے وقت لباس کے سلسلے میں ضروری ہے تو لوگ غیبت کرنے لگیں گے اور یہ وہ غیبت ہوگی جس کا سبب اس کی اپنی ہی ذات اور اپنا ہی طرزِ عمل ہوگا اور عبادات کے سلسلے میں جو ریا کو حرام کہا گیا ہے تو دو اسباب کی بنا پر ۔ ایک تو یہ کہ اس نے مکر و فریب سے کام لیا اور لوگوں کو اس پر فریب کرنا کہ اس کی عبادت خلوص پر مبنی ہے لیکن جب اس کا دل خلوص پر مبنی ہے لیکن جب اس کا دل خلق میں مشغول ہو تو اسے مخلص کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ اور پھر اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ محض ان کو دکھانے کے لیے ہے تو وہ اسے اپنا دشمن تصور کرنے

Marfat.com

لگیں گے اور خود بھی اس کے دشمن ہو جائیں گے اور ہرگز اس کی ریا کاری کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں گے اور دوسرے یہ کہ نماز روزہ وغیرہ عبادتِ الٰہی ہے اور صرف اسی کے لیے ہے اب اس کو اگر مخلوق کی خاطر کرنے لگے تو یہ نہ صرف اس عبادت کا بلکہ خود حق تعالےٰ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور (اللہ کے بجائے) عاجز و ضعیف اور ناچیز و حقیر بندوں کو گویا اس نے اپنا مقصودِ عبادت ٹھہرایا۔ حالانکہ یہ وہ کام ہے جس میں مقصود و معبود صرف اور صرف حق تعالیٰ کی ذاتِ واحد ہوتی ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ کوئی شخص کھڑا ہو تو بادشاہ کے سامنے ہو اور بظاہر بادشاہ کی خدمت بجا لانا اپنا مقصود بتلائے۔ لیکن درحقیقت اس کا مقصد کسی غلام (لونڈے) یا کنیز کو دیکھنا ہو لیکن بادشاہ پر یہی ظاہر کرے کہ وہ اسی کی تعظیم و تسلیمات کے لیے حاضر ہوا ہے تو یہ صریحاً بادشاہ کا مذاق اڑانا ہوا کہ دوسری غرض سے خدمتِ شاہ سے عزیز تر اور اہم تر ہے۔ اسی طرح جو شخص ریا سے نماز ادا کرتا ہے اس کا رکوع و سجود تو درحقیقت کسی اور کے لیے ہوتا ہے (نہ کہ خدا کے لیے) پس اگر عبادتِ الٰہی میں ساتھ ساتھ تعظیمِ بندہ بھی شامل ہے تو یہ شریکِ ظاہر ہے لیکن آدمی کی تعظیم اس وجہ سے ہو کہ اس کی قبولیت بھی مقصود ہو حتیٰ کہ سجدہ تو خدا کو کرے اور قبولیت کی بھی حاصل ہو جائے تو یہ ریا شرکِ خفی ہے نہ جلی۔ (کیمیائے سعادت)

درجاتِ ریاء

ریا کے درجات مختلف ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور کوئی سب سے بڑا ہوتا ہے درجات کا یہ اختلاف نیّن وجوہات کی وجہ سے پایا جاتا ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلی صورت ریا کی پہلی صورت یہ ہے کہ ریا میں ثواب بالکل مقصود نہ ہو جیسے ایک شخص نے نماز پڑھی، اور روزہ رکھا، اگر وہ اکیلا ہوتا تو یہ کام نہ کرتا، یہ سب سے عظیم ریا ہے اس ریا پر عذاب بھی بہت بڑا اور سخت ہوگا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ریا کار کو

Marfat.com

اپنے عمل پر ثواب بھی مقصود ہوتا ہے ہاں اگر وہ تنہا ہوتا تو نہ نماز پڑھتا اور نہ روزہ رکھتا۔ ریاکار کا یہ درجہ بھی پہلے درجہ سے قریب تر ہے اور ثواب کا یہ ضعیف ارادہ اس کو غضبِ الٰہی سے نہ بچا سکے گا (اس پر غضبِ الٰہی نازل ہوگا) ایک صورت یہ ہے کہ عبادت سے ثواب کا قصد غالب ہو مثلاً اگر تنہا ہوتا تب بھی وہ یہ عبادات بجالاتا لیکن دوسرے لوگوں کے سامنے بہت خوشی سے نماز پڑھتا ہے اور خدا کی بندگی اور اطاعت کو دشوار نہیں سمجھتا۔ اس صورت میں امید ہے کہ ایسے ریا سے اس کی عبادت ضائع نہ ہو اور ثواب حبط و اکارت نہ جائے۔ اگر دونوں قصد (ریا اور قصدِ ثواب) برابر ہوں اور ایک کو دوسرے پر غلبہ نہ ہو تو یہ صورت شرکت کی ہے اور احادیثِ شریفہ سے ظاہر ہے کہ ایسے ریا سے بھی عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اختلاف کی اصل دوم کا تعلق اس چیز سے ہے جس میں ریا کیا جاتا ہے اور وہ خداوند تعالیٰ کی طاعت، بندگی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ریا ہے جو اصل ایمان میں کیا جائے اور ایسا ایمان منافق کا ہے اور اس کا انجام کافر سے بھی بدتر ہے کیونکہ ایسا شخص باطن میں بھی کافر ہے اور ظاہر میں بھی دغا کرتا ہے ایسے لوگ ابتدائے زمانۂ اسلام میں کثرت سے تھے اور اب شاذ و نادر ہیں، البتہ اباحتی اور ملحد جو شریعت اور آخرت کے منکر ہیں اور علانیہ شرع کے خلاف عمل کرتے ہیں یہ لوگ بھی منافقوں میں داخل ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

دوسری صورت دوسری قسم کا ریا وہ ہے جو اصل عبادت میں واقع ہو مثلاً کوئی شخص لوگوں کے سامنے بغیر طہارت کے نماز پڑھتا ہے یا روزہ رکھتا ہے اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بھی عظیم ریا ہے لیکن ایمان کے ریا سے اس کی معصیت کم ہے یعنی ایسا شخص خداوند تعالیٰ کے حضور میں مقبول ہونے کی بہ نسبت مخلوق میں مقبول ہونے کو زیادہ دوست رکھتا ہے تو اسکا ایمان ضعیف ہے اگرچہ وہ اس سے کافر نہیں ہوتا البتہ اگر موت کے وقت بھی توبہ نہ کرے تو اندیشہ کفر کا ہے۔

تیسری صورت تیسری قسم وہ ریا ہے جو اصل ایمان اور فرائض میں نہ کیا جائے لیکن سنتوں اور نفلوں میں کرے مثلاً تہجد کی نماز پڑھتا ہے صدقہ و خیرات کرتا ہے

Marfat.com

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ عرفہ، عاشورا، دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ رکھتا ہے، تاکہ لوگ اس کے شاکی نہ ہوں یا اس کی ان اعمال کے باعث تعریف و توصیف کریں لیکن کبھی وہ ان کو ترک کر کے کہتا ہے کہ ان کا کرنا اور نہ کرنا برابر اور یکساں ہے کیونکہ یہ مجھ پر واجب نہیں ہیں اور نہ میں ثواب کی امید رکھتا ہوں اور ممکن ہے کہ اس سے مجھ پر مواخذہ بھی نہ ہو ایسا عقیدہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ تمام عبادتیں حق تعالیٰ کے لیے ہیں خلائق کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے جب کوئی شخص ایسی چیز کو جو خداوند تعالیٰ کا حق ہے مخلوق کے لیے کرے گا اور خلائق کو اپنا مقصود بنائے گا تو یہ محض استہزا اور مسخرگی ہے اور مستوجب عذاب ہے اگرچہ فرائض میں ریا کرنے کی بہ نسبت اس میں عذاب کم ہے اور سنتوں میں جو عبادت ہی کی صفتیں ہیں (از قسم عبادت ہیں) ریا کرنا اسی قبیل سے ہے مثلاً جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی عبادت کو کوئی دیکھ رہا ہے تو رکوع و سجود کو اعتدال سے بجالاتا ہے ادھر اُدھر نظر نہیں کرتا، قرأت طویل کرتا ہے، جماعت میں شریک ہوتا ہے، منفرد نماز ادا نہیں کرتا۔ جماعت میں پہلی صف میں بیٹھتا ہے زکوٰۃ میں اپنا بہترین مال صرف کرتا ہے اور روزے میں زبان پر قابو رکھتا ہے (بے ہودہ گوئی سے بچتا ہے) ان تمام امور کو محض مخلوق کے دکھاوے کے لیے بجالاتا ہے یہ تمام باتیں ریا ہی میں داخل ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

باب ۱۲

فخر و غرور

مفاخرت کا مطلب اترانا یا فخر کرنا ہے اسلام میں مفاخرت کو منع کیا گیا ہے کیوں کہ اسلام میں انسانی حیثیت میں سب لوگ مساویانہ حقوق کے حامل ہیں اس لیے حسب و نسب یا اپنے خاندان یا اپنی قوم یا اپنی جماعت یا علم و اخلاق یا اپنی مالداری کے اعتبار سے دوسروں پر فخر کرنا درست نہیں لوگ عموماً اپنے حسب نسب پر دوسروں سے مفاخرت کرتے ہیں جو شرعی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ حسب و نسب کی مفاخرت، ذات پات اور معاشرے میں اونچ نیچ پیدا کرتی ہے جس بنا پر معاشرے میں لڑائی جھگڑا اور تکبر جنم لیتا ہے۔ اسلام چونکہ امن اور سلامتی کا علم بردار ہے اس لیے دینِ اسلام نے ذات پات کی اونچ نیچ کو مٹایا ہے کیونکہ بارگاہِ رب العزت میں سب انسان برابر ہیں۔

اللہ والوں نے اپنی ذات کو لوگوں میں ظاہر کرنے کے لیے مفاخرت کو بہت برا سمجھا ہے کیونکہ فخر سے تکبر و گھمنڈ کے راستے کھلتے ہیں جو انسانیت کے لیے زہر قاتل ہیں اس لیے اللہ والوں کے نزدیک نسب یا کسی چیز پر فخر کرنا بے معنی ہے۔ انھوں نے اللہ کی یاد اور قربتِ الٰہی کو ہی اصل انسانی کمال کی بنیاد قرار دیا ہے۔ طالب میں فخر کی بجائے جتنی عاجزی زیادہ ہوگی اتنی جلدی طریقت کی منازل آسانی سے طے ہو جائیں گی۔

فخر صرف ایک صورت میں جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ دشمنانِ دین پر اپنی برتری شان و شوکت اور طاقت کا اظہار کرنا درست ہے کیونکہ اسی طرح کی مفاخرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ سلف سے منقول ہے مگر اس کے برعکس اگر مفاخرت کا تعلق ناحق معاملہ سے ہو یا نفسانیت کے تحت

Marfat.com

تکبّر کے طور پر ہو تو مذموم ہے اور عرفِ عام مفاخرت کو لوگ اسی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں جو کسی لحاظ سے بھی دینِ اسلام میں روا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فخر بالکل پسند نہیں کیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝

بیشک اللہ تعالیٰ اترانے والے اور فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا۔ (پ۵۔ نسآء ۳۶)

اس آیت کی رُو سے ہر قسم کا فخر منع ہے یعنی مال و دولت، علم، حسب نسب وغیرہ میں فخر جائز نہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَۃً ثُمَّ نَزَعْنٰھَا مِنْہُ ج اِنَّہٗ لَیَؤُسٌ کَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰہُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْہُ لَیَقُوْلَنَّ ذَھَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْ ط اِنَّہٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ لا

اگر ہم انسان کو دی ہوئی نعمت واپس لے لیں تو وہ ناامید اور ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر تکلیف کے بعد اسے آسانی عطا کر دیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھ سے سب سختیاں دور ہو گئیں بے شک وہ خوشی میں فخر کرنے والا ہے۔

(پ۱۱۔ ہود ۹۔ ۱۰)

خوشحالی میں اکثر لوگوں میں فخر و غرور پیدا ہو جاتا ہے آخر امی کثرتِ دولت کے نشے میں ایسی اکڑ پیدا ہوتی ہے کہ انسان دوسروں پر ظلم کرنے لگ جاتا ہے۔ طرح طرح کی زیادتیاں کرتا ہے جب اس کا فخر حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لیتا ہے اس کی خوشحالی تنگی اور غربت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اسے جب اپنے کیے پر سزا ملتی ہے تو وہ اللہ کی ناشکری کرنے لگ جاتا ہے اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو بھول جاتا ہے، گلے شکوے کرتا ہے اور ایسی ساری عسرت کی بنیاد فخر ہوتی ہے اس لیے فخر کرنے سے ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے۔

Marfat.com

احادیثِ مذمّتِ فخر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ کے سوا کسی اور کا دعویٰ کیا اس کو جنت کی ہوا بھی نہ لگے گی (احمد، ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قصداً اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا تو اس پر جنت حرام ہے (بخاری، مسلم)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غیر نسب کا دعویٰ کیا اور اپنے نسب کو چھپایا تو اس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ۔ (طبرانی)

حضرت عمرو بن شعیبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "اپنے نسب کو چھپانا کفر ہے خواہ کتنا ہی مخفی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح کسی غیر نسب کی طرف منسوب کرنا بھی کفر ہے (احمد، طبرانی)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غیروں کو اپنا آقا اور مولا بتایا تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں مقرر کرلے۔ (ابنِ حبان)

حضرت ابی بکرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بناتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے (بخاری، مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی شخص نے غیر باپ کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (بخاری، مسلم وغیرہ)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے دعویٰ کیا غیر باپ کا یا اپنے آپ کو منسوب کیا کسی غلام نے غیر آقا کی طرف تو اس پر خدا کی اور اس کے

Marfat.com

فرشتوں کی اور تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے۔ اس کے فرض بھی قبول نہیں۔ اس کے نفل بھی قبول نہیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو عورت اپنے کو غیر قوم میں داخل کرتی ہے حالانکہ وہ اس میں نہیں ہے تو ایسی عورت کا اللہ کے نزدیک کوئی حصہ نہیں ہے اور جو شخص اپنے بچہ سے انکار کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ بچہ اسی کے نطفہ سے ہے تو خدا تعالیٰ اس کو قیامت میں اپنے دیدار سے محروم رکھے گا اور اس کو تمام خلائق کے روبرو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن حبان وغیرہ)

حضرت ابو مالک اشعری بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو چار باتیں میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ہیں۔ ۱۔ فخر کرنا حسب و نسب میں۔ ۲۔ دوسروں کے نسب میں طعن کرنا۔ ۳۔ بارش کو تاروں کی طرف منسوب کرنا۔ ۴۔ میت پر نوحہ کرنا۔ (احمد)

∴ ∴ ∴

حضرت جنید بغدادی کا فرمان

آپ کا فرمان ہے کہ راہ گم کردہ لوگوں میں بلعم بن باعور بھی تھا۔ وہ ایک عرصہ تک ولایت اور معرفت پر قائم رہا لیکن پھر اس کے تفاخر نے اسے فریب دیا اس طرح وقتِ معرفتِ اور علمِ الٰہی سے محروم ہو گیا۔ اسی طرح قارون پر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فراوانی رہی لیکن وہ متکبر ہو گیا اس کا یہ فخریہ تکبر اور غرور اس کے زوال کا باعث بنا لیکن اس نے اپنے اس حال پر کبھی غور ہی نہ کیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ کئی اور لوگ بھی اپنے اچھے وقتوں کے حجاب میں آ گئے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ فرماتے ہیں کہ تم فریب کھا کر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر تکبر و تفاخر کرتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی ایسے فریب خوردہ لوگوں کے لیے نعمتوں کے پردے میں عذاب اور سزائیں موجود ہیں۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا انتقام بڑا شدید ہوتا ہے اور پھر اسی طرح

Marfat.com

جو لوگ ان فریب کاریوں کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے حالات بہتر ہیں اور وہ حقائق کے قریب ہیں تو ایسے لوگ بھی غفلت کا شکار ہیں اور غفلت تو گمراہی ہے ۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ مزید فرماتے ہیں کہ اچھے حالات اور بہتر اوقات پہ بھی اترانے اور فخر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ حالات اور وقت بھی اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں ۔ ان حالات اور وقت کی بہتری میں اگر کوئی غلط فہمی یا سراب و فریب کے باعث اتراتا ہے تو وہ ایک حوالے سے سرکش ہو جاتا ہے اور اللہ کو سرکشی ہرگز پسند نہیں ہے ۔

بندہ بزعم خویش اپنے تئیں جن حالات اور اوقات کو اپنے لیے بہتر اور مفید محسوس کرتا ہے ان کے پیچھے بھی بڑی بڑی آفتیں اور بلائیں ہوتی ہیں ۔ فریبی اور سرکش ان آفتوں کو دعوت دیتے ہیں ۔

حضرت خواجہ شمس الدّین سیالوی کا فرمان

حضرت خواجہ شمس الدّین سیالوی نے فرمایا ہے کہ اکثر لوگ اپنے حسب نسب پر فخر کرتے ہیں ، گویا قیامت کا انھیں کچھ ڈر نہیں ہوتا اور وہ یہ نہیں جانتے کہ اعمالِ صالحہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے ۔

مَنْ بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہٗ

جس شخص کا عمل اسے پیچھے ڈال دے اس کا نسب اسے بڑھا نہیں سکتا

پس سالک کو چاہیے کہ اپنے حسب نسب پر فخر کرنے کی بجائے یادِ الٰہی میں مشغول رہے

مؤلف مرات العاشقین فرماتے ہیں کہ ضمناً بندہ نے عرض کیا کہ اکثر جھوٹے لوگ اپنے آپ کو سیّد قوم سے منسوب کرتے ہیں ، آپ کا کیا خیال ہے ؟ فرمایا رسولِ خداؐ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ اس آدمی پر لعنت بھیجتا ہے جو غیر قوم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سیّد بناتا ہے اور اس شخص پر بھی خدا لعنت بھیجتا ہے جو سید ہوتے ہوئے اپنے آپ کو خان بناتا ہے ، پھر یہ حدیث شریف پڑھی :۔

Marfat.com

لعنة اللہ علی الداخلین والخارجین

اپنی قوم ونسب چھوڑ کر دوسری قوم اور نسب اختیار کرنے والوں پر خدا کی لعنت۔

کبر وغرور والی عبادت اچھی نہیں

حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ہے کہ ابلیس نے کہا: میں نے عبادت کی۔ ندا آئی میں نے لعنت کی۔ اور حضرت آدمؑ نے عرض کی میں نے خطا کی ندا آئی میں نے بخش دی۔ عبادت کبر وغرور کے ساتھ پایہ تر ہے اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے اور جو شخص کہ اپنی خودی میں رہتا ہے وہ منزلِ مقصود کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

حکایت

وہب بن منبہ کہتے ہیں اللہ کے ایک نبی نے پچاس برس اللہ کی عبادت کی، تب اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی فرمائی کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے نبی نے عرض کی اے اللہ! میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا بخشا کس چیز کو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک رگ کو بند کر دیا جس کی وجہ سے وہ ساری رات نہ سو سکے۔ صبح کو جب ان کے پاس فرشتہ آیا تو انھوں نے رگ بند ہو جانے کی شکایت کی، تب فرشتہ بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیری پچاس برس کی عبادت سے تیری یہ ایک شکایت افزوں ہے (اس عبادت پر تو نازاں تھا؟)۔

غرور سے توبہ

ایک فقیر انبالہ میں تالاب پر جو شہر سے مغرب کی طرف واقع ہے آکر ٹھہرا اور ایک عمل کے زور سے اس نے تمام شہر کے امیر وغریب کو اپنی طرف کھینچا۔ حتیٰ کہ شہر کے تمام نامی سربرآوردہ، ادنیٰ واعلیٰ غرض سب لوگ اس کے پاس حاضر ہو کر سلام کر چکے۔

ایک دن لوگوں نے ان سے پوچھا کہ شہر میں کوئی ایسا شخص تو نہیں رہا کہ جو ہمارے سلام کے لیے نہ آچکا ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ سب حاضر ہو چکے ایک شاہ صاحب نہیں آئے۔ اس پر اس نے ایک آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت مبارک میں بھیجا کہ آکر سلام کرو۔ حضرت توکل شاہ نے

Marfat.com

اس کو ایک روپیہ اور کچھ مٹھائی دلا کر فرمایا کہ ان کو کہہ دینا کہ ہم مجبور ہیں کیا ہوا جو ایک میرے جیسے مسکین بندے نے سلام نہ کیا معاف رکھو۔ اس نے نہ مانا اور پھر آدمی بھیجا۔ حضور نے پھر بھی اسی طرح تواضع سے معافی مانگی۔ تیسری دفعہ اس نے پھر آدمی بھیجا کہ یا تو آپ آجائیں ورنہ میں کشش کر کے آپ کو بلا لوں گا۔ یہ سن کر فرمایا کہ اچھا اس بھتنی دے نوں کہہ دیو کہ جا کھینچ لے۔ ہم نے شریعت کے موافق تیرے سامنے عاجزی کی تو نہیں مانتا جو تیرا جی چاہے کر لے، اس سے کہہ دو کہ جس طرح چاہے کھینچ لے۔ دوسرے دن صبح کو اس نے پھر آدمی بھیجا کہ اب کشش کرنے لگا ہوں۔ فرمایا ہوں ہوں پھر آپ نے حجرہ بند کر لیا اور وظائف میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ فقیر ننگے سر، ننگے پاؤں بھاگا ہوا آیا اور مسجد کے دروازے پر جہاں حضور مشغول تھے بے دھڑک گرا۔ حضور نے دروازہ کھول کر اس کو پکڑا اور خوب مارا اور یہاں تک مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تب آپ نے فرمایا کہ بتلا کہ تیرے اندر کیا بھوت بلا پڑی ہوئی تھی جس نے تجھ کو مغرور کیا اور اب تیری وہ بلا کدھر گئی اب کیوں بھاگا آیا۔ وہ کہنے لگا کہ حضور میں نے آیت کریمہ با مؤکل پڑھی تھی اور اس کے مؤکل میرے تابع ہو گئے تھے وہ تمام مخلوق کو کھینچ کھینچ کر میرے قدموں پر ڈالا کرتے تھے اور اب حضور نے جو وہاں جا کر میرے طمانچہ مارا تو پہلے ہی طمانچہ کے ساتھ میرا عمل ٹوٹ گیا اور وہی مؤکل مجھے کان سے پکڑ کر دھکے دیتے ہوئے یہاں لے آئے اور پھر سب بھاگ گئے۔ اب میرے پاس کچھ نہیں رہا پھر وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ حضور میں اپنے غرور پر اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور آپ سے معافی کی درخواست کرتا ہوں آپ نے اس سے درگذر فرمایا اور حمام بھرنے کی خدمت اس کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ اچھا ہوا کہ تمھارے دل کی صفائی ہو گئی۔ چنانچہ پھر چھ ماہ تک وہ آپ کا پانی بھرتا رہا پھر آپ نے اسے رخصت فرمایا اور تاکید فرمائی کہ غرور سے ہمیشہ بچتے رہنا۔ (ذکرِ خیر)

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ ضیاء الدین بخشی کے مریدوں میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ جب انسان ارادہ کر لے کہ وہ سچا، کھرا اور ایمان دار رہے گا تو

Marfat.com

اسے کوئی طاقت عہد شکنی پر مجبور نہیں کر سکتی۔ مریدوں کی ایک بڑی تعداد اس خیال کی مخالف تھی اور کچھ لوگ اس نقطہ نظر کے حق میں تھے۔ جب اپنے طور پر مرید اس عقدے کو حل نہ کر سکے تو یہ مسئلہ خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

آپ نے فرمایا: انسان نہ تو سرتاپا مختار ہے اور نہ ہی بالکل مجبور۔ اگر اس کو سرتاپا مختار مان لیا جائے تو اللہ کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس نے اپنے اختیارات اپنی مخلوق میں کیوں منتقل کر دیے اور اس کے برعکس اگر آدمی کو بالکل مجبور سمجھ لیا جائے تو بھی اللہ پر یہ اعتراض وارد ہو جائے گا کہ اس نے انسان کو سرتاپا مجبور بنا کر میدانِ حشر میں حساب و کتاب کا چکر کیوں چلا دیا اور اپنی ہی بنائی ہوئی ایک مجبور چیز سے حساب و کتاب لینا کیا معنی رکھتا ہے"۔

خواجہ صاحب کی اس وضاحت پر آپ کے مریدوں میں سے ایک نے عرض کی۔ میں آپ کی بات کا قائل نہیں آپ کا فرمانا بجا ہے لیکن یہ بھی تو سوچیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اس سے اچھی طرح باخبر ہوتے ہیں کہ ہم نے کتنے نیک کام کیے ہیں اور کتنے بدکام؟ ہر انسان اپنے اعمال سے اچھی طرح واقف اور باخبر ہوتا ہے اس لیے جب انسان اچھے برے اعمال سے خود ہی واقف ہو تو اسے اپنی عاقبت کے بارے میں بھی یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گی کہ وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں"۔

خواجہ صاحب کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنے مریدوں کے سوالات کے جواب بڑی محبت اور نرمی سے دیتے تھے۔ بار بار سوال پوچھنے پر بھی آپ کی پیشانی شکن آلود نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے مذکورہ سوال کنندہ سے فرمایا: "میرے عزیز! تو جو عمل کرتا ہے کیا تو اس بارے میں یقین سے کہہ سکتا ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول یا مسترد ہو جائے گا"۔ وہ شخص بولا "کیوں نہیں ہر شخص کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ کیسا ہے؟ اچھا یا برا"۔

حضرت خواجہ نے فرمایا: "تیری بات غلط ہے یہ تیری خوش فہمی ہے کوئی بھی شخص اپنے کسی عمل کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول یا مسترد کر دیا جائے گا"۔

Marfat.com

وہ شخص بڑا ضدی اور کج فہم تھا اس نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ سو ئے اتفاق ایک روز اسے کچھ رقم کی ضرورت آن پڑی جس کے حصول کے لیے اس نے اپنے تمام ذرائع آزمائے مگر کوئی انتظام کہیں سے نہ ہو سکا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "حضرت مجھے کچھ رقم چاہیے"۔ آپ نے فرمایا :۔

"دوست! فقراء کے پاس رقم کہاں ہوتی ہے کیا تمھارے گھر میں کوئی سونا چاندی بھی نہیں جس کو بیچ کر تم اپنی ضرورت پوری کر سکو"۔ اس شخص نے عرض کی کہ "حضرت میں تو یہ بھول ہی گیا تھا سونا تو میرے گھر میں ہے"۔

آپ کے دل میں خدا نے یہ بات منکشف کر دی کہ اس حالت میں اس شخص کو اس دن کی ضد اور کجی والی بات کی وضاحت بھی کی جا سکتی ہے اس لیے آپ نے اس کو کہا :۔

"ایسے کرو تم اپنے گھر میں رکھا ہوا سونا یہاں لے آؤ"، اس شخص نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور سونا لے آیا۔ سونے کا وزن وہ گھر سے کر کے لایا تھا جو اسی مثقال تھا۔ آپ اس شخص کو ساتھ لے کر بازار چل پڑے۔ بازار میں داخل ہوتے ہی سنار کی ایک دکان تھی اس کے پاس آپ گئے اور اس کو کہا یہ میرا مرید ہے اس کے پاس کچھ سونا ہے یہ اپنی ضرورت کے پیشِ نظر اپنا سونا فروخت کرنا چاہتا ہے۔ سنار سونا خریدنے پر رضامند تو ہو گیا لیکن جب اس نے یہ سنا کہ سونا اسّی مثقال ہے تو اس نے کہا کہ اتنا سونا تو میں فی الفور خریدنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں اور اگر آپ نے لازمی بیچنا ہے تو میں آپ کی قیمت یکمشت نہیں دوں گا بلکہ دو تین اقساط میں رقم کی ادائیگی کروں گا پھر اس کو خیال آیا کہ سونے کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس لیے رقم تو اِدھر اُدھر سے پکڑ کر بھی ادا کی جا سکتی ہے اس لیے سونا خرید لینے میں کوئی حرج نہیں۔

سنار سونا خریدنے پر رضامند ہو گیا اس نے سونے کا وزن کیا لیکن سونا اسی مثقال کی بجائے چھہتر مثقال نکلا۔ سنار نے کہا "آپ لوگ تو کہہ رہے تھے کہ سونا اسّی مثقال ہے مگر یہ تو پورے چار مثقال کم ہے۔ اب اگر آپ نے بیچنا ہی ہے تو میں چھہتر مثقال کی قیمت

Marfat.com

دینے کو تیار ہوں۔

حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ وہ تو کہتے تھے یہ اسی مثقال سونا ہے مگر یہ چھبیس مثقال کیسے نکلا۔" وہ شخص بولا "حضرت اس سنار کے باٹ ٹھیک نہیں۔ میں نے خود گھر میں وزن کیا تھا سونا پورے اسی مثقال تھا۔" سنار نے کہا "اے دوست! اس میں جھگڑنے کی کیا بات ہے تو کسی اور سنار کے پاس چلا جا اور وزن کروا لے۔ مجھے اپنے باٹوں پر اعتبار ہے۔ میں اسی مثقال کی قیمت دے کر چھبیس مثقال سونا کیوں لوں؟" حضرت خواجہ اور ان کا ساتھی دوسری دکان پر گئے مگر وہاں جا کر اور بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا وہاں سونا ایک مثقال اور کم ہو گیا اور چھبیس مثقال رہ گیا۔ اب وہ شخص جو حضرت کے ساتھ تھا اور سونے کا مالک بھی تھا رونے لگ گیا اور کہنے لگا۔ حضرت! واپس گھر چلتے ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اسی مثقال سونا تولا ہے۔ اب یہ بلاوجہ گھٹتا چلا جا رہا ہے میں اتنے نقصان میں سونا کیوں بیچوں؟"

حضرت نے فرمایا: "تو پھر اپنی اس ضرورت کا کیا کرو گے جس نے تمہیں مجبور کر دیا ہوا ہے؟"

اس شخص نے کوئی جواب نہ دیا اور مسلسل روتا رہا: ۔ آپ اس کو تسلی دیتے ہوئے واپس لائے اور فرمایا: "دیکھو گھبراؤ مت اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہاری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور تمہارا سونا بھی نہیں بکے گا۔" وہ شخص روتے ہوئے بولا "یہ دعا تو آپ مجھے پہلے بھی دے سکتے تھے اتنا پریشان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" آپ نے فرمایا: "تو اس روز اپنے اعمال پر اترا رہا تھا خدا نے اس حوالے سے تیرا امتحان کرنا چاہا۔ اب ذرا یہ تو بتاؤ تیری اپنے اعمال کے بارے میں اب کیا رائے ہے؟"

اس شخص نے کہا: "حضرت! اب میری رائے بدل گئی ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اپنے اعمال کے بارے میں میری رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔ رائے اور فیصلہ تو اللہ کا اٹل اور

Marfat.com

کھرا ہوتا ہے۔ معمولی سی بات ہے کہ میں گھر سے سونا وزن کر کے بازار گیا۔ بازار کا ایک سنار میرے وزن کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ جب گھر سے بازار تک میرے فیصلے کی قدر و قیمت نہیں رہی تو میدانِ حشر میں میرے اعمال کو وہ مقام کون دے گا جو میں اپنے دل میں لے کر جاؤں گا۔ آج تو میری دنیا ہی بدل گئی۔ حضرت آپ جیت گئے اور میں ہار گیا۔ آپ نے فرمایا "اے عزیز! آدمی کا زعمِ باطل ہی اس کو کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔ ہمیں ہمیشہ غرور اور تکبّر سے بچے رہنا چاہیے۔ اب تو گھر جا کر اپنا سونا سنبھال کر رکھ دے اور یہ لے رقم اس سے اپنی ضرورت پوری کر اور خدا سے استغفار کر کہ آئندہ تو غرور نہیں کرے گا۔

Marfat.com

باب ۱۳

تکبّر

کبر اور عظمت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ وہ اپنی ذات اور صفات میں سب سے بڑا ہے۔ اس کی ذات ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے اس لیے اس کے برابر کا نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے اس لیے کبریائی صرف اللہ ہی کو زیب دیتی ہے کیونکہ اس کی بارگاہ میں اس کی مرضی کے بغیر کسی کا کچھ درجہ اور حیثیت نہیں۔ کبر یعنی بڑائی کی سوچ رکھنا تکبّر ہے جب پروردگارِ عالم ہر لحاظ سے کبیر ہے تو پھر تکبّر کرنا بے معنی ہے۔

شرعی لحاظ سے دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو برتر اور اعلیٰ تصوّر کرنا تکبّر ہے حالانکہ مخلوق ہونے کے اعتبار سے سب انسان یکساں ہیں پھر تکبر اور غرور کیسا۔ اس لیے اسلام میں تکبّر کرنا منع ہے کیونکہ انسان میں تکبّر کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی کے منافی ہے۔ تکبّر انتہائی قابلِ مذمّت خصلت ہے اس لیے صوفیاء نے اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی رکھنے کی علامت قرار دیا ہے کیونکہ تکبّر شیطانی وصف ہے جس بناء پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا اور اسی بناء پر وہ ہمیشہ کے لیے لعین و مردود بن گیا۔ لہذا متکبّر شخص دین و دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ اس لیے تکبّر سے بچنا ہر شخص کے لیے بہت ضروری ہے۔

طالبانِ معرفت اور خصوصاً اللہ کا بندہ بننے کے لیے اپنے آپ کو فخر اور تکبّر سے بچانا لازم ہے کیونکہ تکبّر ختم ہو تو عجز اور تواضع پیدا ہو گی اور عجز روحانیت کے بنیادی اوصافِ حمیدہ میں سے ہے۔ عاجز بندوں نے اللہ کو بہت جلد پایا اس لیے خواہ انسان کو کتنی عظمت حاصل ہو جائے اپنے آپ کو عظیم نہ سمجھے بلکہ اسے اللہ کا فضل سمجھے۔ اگر اللہ اسے عظمت نہ دیتا تو وہ عظیم کیسے بنتا۔ صاحبِ حیثیت

Marfat.com

ہوکر اپنے جیسے صاحبِ حیثیت لوگوں کو حقیر و ذلیل خیال نہ کرے یا جو لوگ صاحبِ حیثیت نہیں ان سے نفرت نہ کرے ورنہ تکبر ہو جائے گا۔ غرضیکہ اللہ کی معرفت پانے کے لیے اس برائی کو دل سے نکال کر اپنے دل کو پاکیزہ کر لے انشاءاللہ بہت جلد کامیابی ہو گی۔

احکامِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے تکبّر کی بہت مذمّت کی ہے اور اس کے متعلق قرآنِ مجید میں بے شمار احکام کا نزول فرمایا ہے۔

ابلیس کا تکبّر

ابلیس کے تکبّر کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ :-

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ز وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے تکبر کیا اور انکار کرنے والوں میں سے ہو گیا۔ (پ۱۔ بقرہ ۳۴)

حکمِ الٰہی کو نہ ماننے کی وجہ تکبّر تھا کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اس لیے میں کمتر کو سجدہ کیوں کروں۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں یوں بیان فرمایا ہے کہ بے شک ہم نے تمھیں پیدا کیا اور تمھاری صورتیں بنائیں پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہ کیا کیونکہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ تمھیں سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا تھا جبکہ میں نے تمھیں حکم دیا تھا تو کہنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اسے مٹی سے بنایا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ یہاں سے نکل جا کیونکہ تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر تو تکبّر کرے کیونکہ اب تو ذلیلوں میں سے ہو گیا ہے تو اس پر شیطان نے کہا کہ اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے

Marfat.com

تو اللہ نے کہا کہ جا تجھے مہلت ہے تو پھر شیطان نے کہا کہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے لہٰذا میں سیدھے راہ پر بیٹھوں گا تاکہ جن کی وجہ سے تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے انھیں بھی اس سیدھی راہ سے ہٹا دوں لہٰذا میں انسانوں کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے ان کے آگے، ان کے پیچھے ان کے دائیں ان کے بائیں سے آؤں گا اور ان میں سے اکثر لوگوں کو ناشکرا بنا دوں گا تو اس پر اللہ نے کہا کہ یہاں سے نکل جا کیونکہ اب تو راندھا ہوا ہے لہٰذا میں ان لوگوں کو جو تیرے کہنے پر چلیں گے سب کو جہنم میں پھینک دوں گا۔ ایک اور مقام پر شیطان کے تکبّر کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝

تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبّر کی بنا پر انکار کرنے والوں میں سے ہو گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس بات نے منع کیا تھا کہ اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا مگر تجھ میں تکبّر آ گیا کیونکہ تو غرور کرنے والوں ہی سے تھا۔

(پ ۲۳ ص ۷۳ - ۷۵)

تکبر کتنی بُری چیز ہے کہ جس نے شیطان کو بارگاہِ رب العزّت سے ہمیشہ کے لیے مردود کروا دیا۔

فرعون کا تکبّر

شیطان کے تکبّر کے بعد فرعون کے تکبر کو دیکھیے کہ اسے تکبر ہی نے برباد کیا کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے کہ :۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے امراء کے پاس نشانیاں دے کر

وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۔

بھیجا تو انھوں نے تکبر کیا کیونکہ وہ مجرم قوم تھے (پ۱۱۔ یونس ۱۵)

فرعون اور اس کی قوم کو جب موسیٰ علیہ السلام نے ایک اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو اس نے تکبر کی بناء پر آپ کی دعوتِ توحید کو قبول نہ کیا آخر اس کا تکبر اس کو دریا میں ڈبونے کا سبب بنا اور ہمیشہ کے لیے سرکشوں کی فہرست میں شامل ہوگیا ۔

متکبرانہ عبادت کی مذمّت

اللہ کی عبادت کر کے اس پر متکبر ہونا بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے چونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ : ۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

اور تمھارے رب نے کہا مجھے پکارو میں قبول کروں گا لوگوں میں سے وہ جو عبادت کی بنا پر تکبّر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنّم میں داخل ہوں گے ۔ (پ۲۴۔ مومن ۶۰)

اہلِ تصوف کے نزدیک عبادت پر تکبّر کرنا بڑی بے وقوفی کی دلیل ہے کیونکہ عبادت تو اللہ نے قبول کرنی ہے خواہ وہ قبول کرے یا ردّ کر دے ۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں یوں فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبّر کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انھیں اپنی طرف جمع کرے گا ۔ اللہ کے فرشتے عبادت پر تکبّر نہیں کرتے لہٰذا فرمایا گیا ہے کہ

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ

اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت پر متکبّر نہیں ہوتے اور نہ ہی اکتاتے ہیں (پ۱۷۔ انبیاء ۱۹)

تکبر کی بناء پر کلامِ الٰہی کو نہ ماننے کی سزا

دینِ حق اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو بعض لوگ صرف اپنی دنیا کی کثرت اور تکبّر کی بناء پر تسلیم نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کے بارے میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَفَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاسْتَکْبَرْتُمْ وَکُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝

اور جو لوگ متکبر ہوئے کیا تم پر ہماری آیتیں پڑھی نہیں جاتی تھیں اس کے باوجود تم نے تکبر کیا اور تم متکبر قوم ہو۔ (پ ۲۵ ۔ جاثیہ ۳۱)

سورۂ اعراف آیت ۶۰ میں ہے کہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آخرت میں آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو اور مجرموں کو اسی طرح سزا دی جائے گی

ایک اور مقام پر یوں فرمایا ہے کہ :۔

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۔

اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا وہی دوزخی ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے ۔ (پ ۸ ۔ اعراف ۳۶)

اسی بات کو سورۂ انعام کی آیت ۹۶ میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آج تمھیں سزا کے طور پر ذلت والا عذاب ملے گا یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم خدا پر جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے ۔ مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

پھر جب کوئی رسول تمھارے پاس حق لایا جسے تمھارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا تو ایک گروہ نے انبیاء کو جھٹلایا اور ایک گروہ قتل کر دیتا تھا ۔ (پ ۱ ۔ بقرہ ۸۷)

تکبر کا بُرا انجام

"تکبر کا انجام بہت بُرا ہوگا کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

Marfat.com

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

تمھارا معبود تو اکیلا اللہ ہے پھر بھی تم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ تکبّر میں مبتلا ہیں۔ (پ۱۴۔ نحل ۲۲)

طلوعِ اسلام کے وقت قبولِ اسلام کے راستے میں تکبر بہت بڑی رکاوٹ تھی لوگ تکبّر کی بنا پر ایک اللہ اور آخرت پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے تھے۔ لہٰذا اسی تکبر کی بناء پر انھوں نے اپنی آخرت خراب کر لی۔ سورۂ زمر کی آیت ۶۰ میں ہے کہ قیامت کے دن تو ان کو دیکھے گا جو اللہ پر جھوٹ بولتے تھے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جہنم میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ ایسا ہی ہوگا۔

تکبر کے انجام کے بارے میں مزید ارشادِ الٰہی ہے کہ :۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کرتے رہیں ان کے لیے پورا اجر ہے بلکہ اس کے فضل سے کچھ زیادہ ہی ملے گا۔ مگر جنھوں نے انکار کیا اور تکبر کیا ان کے لیے عذابِ الیم ہے (پ۶۔ نسآء ۱۷۳)

تکبر کی وجہ سے جو ایمان نہیں لائے گا اور نیک عمل نہیں کرے گا ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔

سورۂ نحل کی آیت ۲۹ میں ہے کہ پس جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ وہاں رہو کیونکہ منکرین کا آخری ٹھکانہ وہی ہے ایسے ہی سورۂ فرقان کی آیت ۲۱ میں ہے کہ انھوں نے دلوں میں تکبر کیا اور بڑی سرکشی پر آئے جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے کہ الٰہی کوئی آڑ کر دے۔ مزید فرمانِ الٰہی ہے کہ :۔

Marfat.com

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ رہو وہ متکبروں کے لیے بُرا ٹھکانا ہے (پ ۲۴ زمر ۷۲)

مزید ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ :۔

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

سو آج تم ذلت کے عذاب کی سزا پاؤ۔ یہ اس لیے ہے کہ تم زمین پر ناحق تکبر کیا کرتے تھے اس لیے کہ تم نافرمان تھے۔ (پ ۲۶ ۔ احقاف ۲۰)

الغرض تکبر کا انجام بہت بُرا ہے لہذا اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے خصوصًا اہلِ معرفت کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ اس برائی سے بچیں گے تو کامیابی ہوگی، ورنہ ساری ریاضت ضائع ہو جائے گی۔

قومِ عاد کے تکبّر کا انجام

قومِ عاد نے بھی تکبر کیا جس کی بنا پر وہ عذاب میں مبتلا کیے گئے۔ اس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ :۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

قومِ عاد نے زمین میں ناجائز تکبر کیا اور کہا ہم سے زیادہ کس کا زور ہے کیا انھوں نے نہیں دیکھا تھا کہ اللہ نے انھیں بنایا ہے وہ ان سے زیادہ قوت والا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے پس ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں ان پر زور کی آندھی چلائی تاکہ وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل کرنے والے عذاب کا مزہ چکھ لیں اور آخرت کا عذاب تو بہت

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَهُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝

ذلّت آمیز ہے اور وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔ (پ ۲۴۔ حٰمٓ سجدہ ۱۵۔ ۱۶)

مذمّتِ تکبّر

تکبّر نفس کی خواہش ہے

حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی برابر اپنے نفس کے ساتھ جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبّرین میں لکھ لیا جاتا ہے اور پھر ان کے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی)

عظمت اور کبریائی اللہ کے لیے ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے۔ جو ان میں سے کوئی چیز مجھ سے چھینے گا تو اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (مسلم)

جہنمی کون ہوگا؟

حضرت حارثہ بن وہب رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں اہلِ جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جس کو کمزور سمجھا جائے لیکن اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھائے تو وہ اسے سچا کر دے۔ کیا میں تمھیں جہنمیوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ ہر بدزبان، بدکار اور متکبّر جہنمیوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

اللہ کی نظرِ عنایت سے محرومی

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یعنی

Marfat.com

بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور مفلس متکبر۔ (مسلم)

تکبّر باعثِ ذلّت ہے

حضرت عمرؓ نے فرمایا جبکہ وہ منبر پر تھے، اے لوگو! تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرما دیتا ہے وہ اگر فی نفسہٖ چھوٹا ہو لیکن لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جاتا ہے اور جو تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے گرا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہٖ بڑا ہو یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظر میں کُتّے اور خنزیر سے بھی ذلیل ہوتا ہے۔ (بیہقی)

اُمّت کے اکڑنے کا انجام

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میری امت اکڑ کر چلے گی اور شہزادے بلکہ ایران اور روم کے بادشاہ زادے ان کے خدمت گزار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے شریروں کو ان کے نیکوں پر مسلّط کر دے گا۔ (ترمذی)

تکبّر کیا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبّر ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے لباس کی صفائی پسند آتی ہے عمدہ جوتے اور کوڑا لٹکانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے کیا یہ بھی تکبّر ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہیں اور جمال کو پسند فرماتے ہیں اور جب کسی بندے پر انعام فرماتے ہیں تو اس پر اپنے انعامات کے آثار کو دیکھنا پسند کرتے ہیں اور تنگ حالی کو ناپسند رکھتے ہیں۔ البتہ تکبّر یہ ہے کہ حق کا انکار کرے اور مخلوق کو حقیر جانے (مسلم شریف)

ایمان کا صِلہ

عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (ابنِ ماجہ)

Marfat.com

حضورؐ کا خطبہ

عیاض بن حمارؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے، کہ تواضع کیا کرو یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔ (ابنِ ماجہ)

تکبّر کے باعث بربادیٔ آخرت

ضمضم بن جوس نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو شخص نزدیک رہتے تھے۔ ایک ان میں سے گنہگار اور دوسرا خوب عبادت گزار تھا۔ عبادت گزار جب بھی گنہ گار کو دیکھتا تو اس سے باز رہنے کے لیے کہتا۔ ایک روز اس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو روکنے کے لیے کہا۔ گنہگار نے کہا کہ مجھے میرے رب پر چھوڑ دو کیا تم مجھ پر نگران ہو؟ عبادت گزار نے کہا خدا کی قسم! اللہ تمھیں نہیں بخشے گا یا اللہ تمھیں جنت میں داخل نہیں کریگا۔ پس دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں اور دونوں اکٹھے پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں پیش ہوئے۔ عبادت گزار سے فرمایا گیا: کیا تجھے میرے متعلق سب کچھ علم ہے یا میرے اختیارات تیرے قبضے میں ہیں؟ گنہ گار سے فرمایا کہ جا میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔ دوسرے کے متعلق فرمایا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی بات کہی جس سے اس کی دنیا اور آخرت برباد ہو گئیں۔ (ابوداؤد)

متکبّر کی سزا

عیینہ بن عبدالرحمٰن کے والد ماجد نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی گناہ ایسا نہیں جس کے کرنے والے کو دنیا میں سزا ملے اس عذاب کے علاوہ جو آخرت میں اس کے لیے جمع ہے کہ وہ سزا میں تکبّر اور قطع رحمی کے برابر ہو۔ (ابوداؤد)

متکبرین کا انجام

حضرت عمرو بن شعیبؓ، ان کے والد، ان کے جدِ امجد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: متکبّرین کو آدمیوں کی

شکل میں چیونٹیوں کی طرح قیامت کے روز جمع کیا جائے گا، ذلّت ان پر ہر طرف سے چھائے گی اور انھیں جہنم کے بولس قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا۔ ان کے اوپر آگ ہی آگ ہوگی، وہ طینۃ الخبال نامی جہنمیوں کی گندگیوں کا نچوڑ پلائے جائیں گے۔ (ترمذی)

سرکش، بدخلق اور متکبّر

حضرت حارثہ بن وہب رضؓ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ دوزخی کون ہے؟ ہر سرکش، بدخلق اور متکبّر دوزخی ہے۔ (بخاری)

متکبّر کی نحوست

حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا تجھے طاقت نہ ہو اس شخص کو (اس بات سے) تکبّر نے روکا تھا۔ راوی فرماتے ہیں پھر وہ اسے (دائیں ہاتھ کو) منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

جنّت اور دوزخ کا مقالمہ

حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا جہنم نے کہا مجھ میں سرکش اور متکبّر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے جنت! تو میری رحمت ہے میں تیرے سبب جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور اے جہنم تو میرا عذاب ہے جسے چاہوں گا تیرے سبب عذاب دوں گا اور میں نے تم دونوں کو بھرنا ہے۔ (مسلم شریف)

تکبّر کے باعث شلوار نہ گھسیٹو

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبّر سے اپنا تہہ بند (اور شلوار وغیرہ) گھسیٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے

نہیں دیکھے گا۔ (بخاری)

تکبر کرنیوالا جنّت میں داخل نہ ہوگا

حضرت ثوبان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو اس حالت میں فوت ہوا کہ تکبّر، خیانت اور قرض سے بچا ہوا تھا تو جنت میں داخل ہوگیا۔ (ترمذی)

اللہ کی شانِ جلالت

حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جن کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہیں اور ان کے دل ایلوا مصبّر سے زیادہ کڑوے ہیں۔ مجھے اپنی قسم ہے میں ان کے پاس ایسا فتنہ لاؤں گا کہ ان کا دانا بھی حیران رہ جائے گا وہ مجھے غرور دکھاتے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں۔ (ترمذی)

متکبّر پر اللہ کا غضب

حضرت ابنِ عمر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز خدائے تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (احمد سنن اربعہ)

اکڑ کر چلنا تکبّر ہے

دیلمی نے نقل کیا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بیس سالہ نوجوان کو دوست رکھتا ہے جو باوجود نوجوانی کے بڈھوں کی طرح جھک کر تواضع اور عاجزی کے ساتھ چلتا ہے اور خدائے تعالیٰ اس ساٹھ سالہ بڈھے کو دشمن رکھتا ہے جو باوجود بڑھاپے کے جوانوں کی طرح اکڑ کر چلتا ہے (زواجر)

رائی کے دانے کے برابر کبر کا انجام

حضرت ابن عمر رضؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شخص کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا۔ خدائے تعالیٰ اس کو منہ کے بل

Marfat.com

جہنم میں ڈالے گا۔ (بیہقی)

باپ دادا پر فخر نہ کرو

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لوگوں کو چاہیے کہ یا تو وہ اپنے باپ دادا کے نام پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ خدا ان کو نجاست کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل کر دیگا (ابوداؤد و ترمذی)

دوزخ میں متکبّروں کا انجام

نسائی اور ابنِ ماجہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دوزخ میں اس قسم کے آتشیں صندوق ہیں جن میں متکبروں کو بند کر دیا جائے گا۔" (زواجر)

حضورؐ کی پیشین گوئی

حضرت خولہ بنت قیسؓ کی روایت میں ہے کہ جس وقت میری امت فارس و روم کو فتح کرلے گی اور اس میں تکبر پیدا ہو جائے گا اور لوگ اترا کر چلنے لگیں گے تو حق تعالیٰ ان کے بعض پر بعض کو مسلّط کر دے گا یعنی آپس میں خونریزی شروع ہو جائے گی۔ (ترمذی۔ ابن حبان)

انسان کا تکبر کرنا

حضرت مسلم بن الاکوعؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان تکبّر کرتا رہتا ہے اور اپنے نفس کو اچھا سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام جبّارین کی فہرست میں درج کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق ہے یعنی پھر عذاب دیا جاتا ہے"۔ (ترمذی)

متکبّر کو جہنم میں ڈالا جائیگا

حضرت حارثہ بن وہبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اہلِ جہنم سے مطلع نہ کر دوں ہر وہ شخص جس کا دل سخت ہو حرام کے مال سے موٹا ہو گیا ہو تکبر کا عادی ہو یاد رکھو! جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی غرور و تکبر ہو گا تو اس کو خدا تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔ (بخاری مسلم)

متکبّر اور سرکش کو عذاب

محمد بن واسع نے بلال بن بردہ سے کہا کہ میں نے تیرے باپ سے سنا ہے کہ دوزخ میں ایک ایسی وادی ہے جس کا نام

Marfat.com

"ہب ہب" ہے۔ اس میں ہر متکبر اور سرکش کو عذاب دیا جائے گا۔ اس حدیث کو سنا کر محمد بن واسع نے بلال سے کہا۔ تم بچنا کبھی ایسا نہ ہو کہ اس وادی میں تم کو بھی عذاب کیا جائے، یعنی تکبّر نہ کرنا۔ (ابو یعلیٰ۔ طبرانی)

ایمان اور تکبّر کا فرق

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہے وہ جنت میں نہ جائے گا۔ (مُسلم، ابُوداؤد)

فخر والا دوزخ میں جائیگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو آدمیوں نے اس طرح فخر کیا تھا اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں فلانے کا بیٹا اور فلانے کا پوتا اور فلانے کا پڑپوتا ہوں، اسی طرح نو پیڑھی گن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص فخر کرتا ہے اس سے کہہ دو کہ وہ نو کے نو دوزخ میں ہیں اور تو دسواں ہے۔

درجات میں کمی

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو خدا کے لیے ایک درجہ تواضع کرتا ہے خدا اس کا درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو علیٰ علیّین میں پہنچاتا ہے اور جو خدا پر ایک درجہ تکبر کرتا ہے خدا اس کا درجہ گھٹا دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے۔

بُرا بندہ کون ہے

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بُرا بندہ وہ ہے جو جبر و تعدی کرے اور سب سے بڑے جبار کو بھول جائے اور برا بندہ وہ ہے جو جبر کرے اور اتراوے اور کبیر متعال کا دھیان نہ رکھے اور برا بندہ وہ ہے کہ سہو اور کہر میں رہے اور قبروں اور خاک ہو جانے کی یاد کو بالائے طاق رکھے اور برا بندہ وہ ہے کہ سرکشی کر کے حد سے گزر جاوے اور مبتدا اور منتہا کی اس کو یاد نہ آوے۔

Marfat.com

تکبر مٹانے والے کام

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے جوتے کی مرمت کر لیتا ہے، اپنے کپڑے کو پیوند لگا لیتا ہے اور اللہ کے لیے چہرہ کو گرد آلود کر لیتا ہے تو تکبر سے بری ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک منقول ہے کہ جو شخص موٹا جھوٹا کپڑا پہنتا ہے اور مرمت کرتا جوتا استعمال کرتا ہے، اپنے گدھے پر سوار ہوتا ہے، اپنی بکری کا دودھ نکال لیتا ہے۔ اہلِ وعیال کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے مساکین کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ تکبر کا نام و نشان مٹا دیتا ہے۔

نسب پر فخر کی مذمت

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اپنے دادوں کا فخر کرتے ہیں حالانکہ وہ جہنم کے کوئلے ہو گئے ہیں یا خدائے تعالیٰ کے نزدیک گبرو ٹلے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو دن بھر اپنی ناک سے غلاظت کریدتا رہتا ہے۔

تکبر کا چہرے پر اثر

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا تذکرہ بڑے اچھے الفاظ میں کیا گیا ایک مرتبہ وہی شخص نظر آیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ وہی شخص ہے جس کا ہم نے آپ کے سامنے تذکرہ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا اثر نظر آتا ہے اس شخص نے آکر سلام کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، تیرے نفس نے کبھی تجھ سے یہ کہا ہے کہ قوم میں مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اس نے کہا بخدا ایسا ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوت سے اس کے دل میں موجود تکبر کا اثر اس کے چہرے پر دیکھ لیا۔

نازیبا بات کی ممانعت

حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص سے تلخ کلامی کی

Marfat.com

ادر اسے کہا اے حبشی کے بیٹے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اے ابوذر! صاع کو ملکا کر کسی سفید کو سیاہ پر فضیلت نہیں ہے۔

ابلیس اور حضرت موسیٰ کا مکالمہ

ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور عرض کیا کہ تم تو وہ ہو جن کو خدا نے رسول کیا اور کلام کیے اور میں بھی اللہ کی مخلوق ہوں مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے اور اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں، تو آپ خدا سے میری سفارش کر دیجیے کہ توبہ قبول فرما وے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی عرض قبول کی اور جب پہاڑ پر تشریف لے گئے اور رب سے ہمکلام ہو کر اترنا چاہا۔ رب العزت سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ امانت ادا کر۔ آپ نے عرض کیا کہ تیرا بندہ ابلیس یہ چاہتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہو حکم ہوا کہ وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو توبہ قبول ہو جاوے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے فرمایا کہ تیری حاجت میں نے پوری کی۔ یوں حکم ہوا ہے کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو توبہ قبول ہو جاوے گی۔ اس ملعون کو غصہ آیا اور تکبر سے کہنے لگا کہ میں نے اس کو زندگی میں تو سجدہ کیا ہی نہیں مرنے پر کیوں کرنے لگا ہوں۔ پھر عرض کیا کہ آپ کا مجھ پر حق ہے کہ آپ نے خدا سے میری سفارش کی میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ مجھ کو تین چیزوں میں یاد رکھیے ان سے آپ کو ضرر نہ پہنچا سکوں گا۔ ایک تو غصہ کی حالت میں کیونکہ میری روح تو آپ کے دل میں ہے اور آنکھ آپ کی آنکھ میں اور جہاں جہاں بدن کا خون پھرتا ہے وہاں وہاں میرا گزر ہے۔ تو غصہ کی حالت میں میرا ضرور خیال کر لیا کرو۔ اس لیے کہ جب غصہ آدمی کرتا ہے تو میں اس کی ناک میں پھونک مار دیتا ہوں۔ پھر اس کو خبر نہیں رہتی کہ میں کیا کرتا ہوں اور ایک صفِ قتال میں مجھ کو یاد رکھو کیونکہ جب آدمی لڑائی میں چلتا ہے تو میں اس کا گھر بار جورو بچے یاد دلاتا ہوں یہاں تک کہ بھاگ جاوے اور ایک اس بات کو یاد رکھو کہ جس عورت کا محرم پاس نہ ہو اس کے پاس ہرگز مت بیٹھنا کیونکہ میں اس کی طرف آدمی کا پیام پہنچاتا ہوں اور اس کا پیام آدمی کو پہنچاتا ہوں۔ یہاں تک کہ دونوں گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرض ان باتوں سے

Marfat.com

اس نے شہوت، غضب اور حرص کی طرف اشارہ کیا کیونکہ آدم علیہ السلام کو مرنے پر سجدہ نہ کرنا تو حسد کے باعث تھا اور بھاگنا صفِ قتال سے دنیا کی حرص کی جہت سے ہوتا ہے اور یہ شیطان کے بڑے مداخل میں سے ہے اس لیے شیطان کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

فرعون کے انکار کی وجہ

وہب بن منبہؒ کا قول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا: ایمان لا تیرا ملک تیرے ہی پاس رہے گا تو فرعون نے کہا میں ہامان سے مشورہ کرلوں۔ چنانچہ جب اس نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ اب تک تو تُو رب رہا ہے لوگ تیری عبادت کرتے رہے ہیں اور اب تو عبادت کرنیوالا بندہ بننا چاہتا ہے؟ فرعون نے یہ مشورہ سنا تو تکبر کی وجہ سے اللہ کا بندہ بننے اور موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔

کبر باعثِ تنزل ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز انسانوں اور جنوں اور چرند و پرند کو فرمایا، باہر چلو۔ دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن وغیرہ باہر نکلے۔ پھر حضرت سلیمانؑ اونچے اٹھائے گئے۔ یہاں تک کہ آواز آسمان کے فرشتوں کی تسبیح کی آپ نے سنی پھر آپ نیچے اتارے گئے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں سمندر میں لگ گئے۔ وہاں ایک آواز سنی کہ اگر تمھارے آقا حضرت سلیمانؑ کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوتو اس کو جتنا اونچا کیا تھا اس سے زیادہ زمین میں اتار دوں گا۔

حکایت

حضرت آسیہؓ نے فرعون سے کہا میں تجھ سے کھیلنا چاہتی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جو ہار جائے وہ محل کے دروازہ تک ننگا جائے۔ اس نے منظور کر لیا کھیل شروع ہوا اور جیت آسیہ ہی کی رہی۔ فرعون سے کہا عہد پورا کرو اور ننگے چل نکلو وہ کہنے لگا اچھا معاف کرو میں تمھیں موتیوں کا ایک خزانہ دوں گا پھر اس سے کہا کہ اگر تو خدا ہے تو شرط پوری کر کیونکہ عہد پورا کرنا بھی الوہیت کی ایک شرط ہے۔ آخر وہ کپڑے اتار کر ننگا ہو گیا لونڈیوں نے جو اس کو دیکھا اس کی بدصورتی کی وجہ سے سب منکر ہو گئیں اور خدا پر ایمان لے آئیں۔

اور اس سے پہلے آسیہ رضؓ نے ان پر بارہا اسلام پیش کیا تھا تو نہ مانی تھیں۔

ابلیس اور فرعون

ایک بار ابلیس فرعون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اس نے کہا ہاں۔ کہا کس دلیل سے۔ اس نے کہا ہزار جادوگروں کی وجہ سے۔ اس نے کہا اچھا انھیں میرے سامنے جمع کر، اس نے ان سب کو جمع کیا۔ انھوں نے اپنے جادو پھینکے، شیطان نے جو ایک پھونک ماری تو ان کا سارا جادو هَبَآءً مَّنثُورًا ہو کر اڑ گیا پھر دوبارہ جو اس نے پھونک ماری تو ان کے جادو سے بھی زیادہ دکھلایا اور فرعون سے فرمایا کہ بتا ان کا جادو زیادہ زور کا ہے یا میرا؟ اس نے کہا ان کا نہیں بلکہ تیرا۔ تب فرعون سے کہنے لگا باوجودیکہ میری یہ حالت ہے لیکن خدا نے مجھے اپنا بندہ بنانا بھی پسند نہیں کیا۔ پھر باوجود تیرے عاجز ہونے کے تجھے اپنا شریک بنانا کیسے پسند کرے گا۔

تکبّر کا خمیازہ

کسی مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نے طواف میں ایک شخص کو دیکھا اور اس کی ہمراہی میں نوکر چاکر تھے جو اس کی وجہ سے لوگوں کو طواف کرنے سے روکتے تھے پھر اس کے بعد میں نے اس کو بغداد کے پُل پر لوگوں سے سوال کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی جگہ تکبّر کیا تھا جہاں لوگ تواضع کیا کرتے ہیں۔ پس خدا نے مجھ کو ایسی جگہ ذلیل کیا، جہاں لوگ تکبّر کیا کرتے ہیں۔

اقوال و آثار

مذمّت تکبّر

حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ کا ارشاد ہے کہ "امیر کا تکبر تو بُرا ہے ہی لیکن غریب کا تکبّر اس سے بھی بُرا ہے"۔

جب خلافت کے بعد پہلی مرتبہ عمرہ کے لیے لوگ مکہ معظمہ گئے تو لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ آپ نے سب کو علیحدہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اپنی اپنی راہ لو۔ شانِ تکبّر سے ہمیشہ بچنا چاہیے"۔

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

"انسان کو بالکل فخر نہیں کرنا چاہیے۔ اس بات کو سوچو کہ کہیں وہ شخص بھی فخر کر سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی میں ملنے والا ہو اور جسے مرنے کے بعد چیونٹیاں کھائیں۔ آج وہ اگرچہ زندہ ہے لیکن کل اسے ضرور موت آئے گی۔

حضرت عمر کا قول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ متکبر علماء نہ بنو کہ تمھارا علم تمھاری جہالت سے آگے نہ بڑھے۔

حضرت علی کا ارشاد

حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ جو شخص کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو خود بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ فخر چھوڑ دو تکبر کو کنارے رکھو اور قبر کو یاد رکھو۔

حضرت انسؓ کا فرمان ہے کہ صحابہ کرامؓ کو کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا۔ جب وہ حضورؐ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ انھیں علم تھا کہ آپ اس چیز کو اچھا نہیں سمجھتے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے انسان کے گنہ گار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جب اسے اللہ سے ڈرنے کو کہا جائے تو وہ یہ کہے کہ تم اپنا خیال رکھو۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا اٹھو اور میرا چہرہ روند ڈالو۔

حضرت حارث الخزامہ الزبیدی صحابیؓ کا ارشاد ہے کہ مجھے ہر وہ مضحکہ خیز قاری تعجب میں ڈالتا ہے جس سے تُو تُو خندہ پیشانی سے ملتا ہے اور وہ تجھے ناک بھوں چڑھا کر ملتا ہے

Marfat.com

اور تجھ پر اپنے علم کا احسان جتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے ایسے قاریوں کو ختم کرے۔

علم کی بناء پر تکبّر نہ کرو

حضرت وہبؓ کا کہنا ہے کہ علم، آسمان سے نازل ہونے والی صاف، شفاف، میٹھی بارش کی طرح ہے جسے پودے اپنی جڑوں کے ذریعے پی کر اپنے ذائقے بدلا کرتے ہیں۔ چنانچہ کڑوے کی کڑواہٹ اور میٹھے کی مٹھاس بڑھتی ہے اس طرح لوگ علم کو اپنی ہمتوں اور خواہشوں کے مطابق حاصل کرتے ہیں اور اس سے متکبر کا تکبّر اور متواضع کا انکسار بڑھتا ہے اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ جس جاہل کا نصب العین اور مطمحِ نظر تکبّر ہوتا ہے جب وہ علم حاصل کر لیتا ہے تو اسے ایک ایسی چیز مل جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ تکبر کر سکتا ہے اور وہ تکبّر ہی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور جب کوئی شخص بے علمی کے باوجود اللہ سے خائف رہتا ہے تو جب وہ علم حاصل کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے لیے خوفِ خدا کے مکمل دلائل لائے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کا خوف، شفقت اور انکساری بڑھتی ہے۔

نیکی اور برائی کا معیار

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے ایک آدمی نے کہا اے امّ المؤمنین! آدمی اپنے آپ کو کب نیک جان سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب اسے یقین ہو جائے کہ وہ بُرے لوگوں میں سے ہے۔ اس نے عرض کی کہ آدمی اپنے آپ کو بُرا کب جانے؟ آپ نے فرمایا جب اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

حضرت عمر بن خطابؓ کی عادت تھی کہ جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو یوں دعا کرتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَقُوْلُوْنَ وَاَسَالُکَ اِنْ تَعْفُوْنِیْ مَالَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اے اللہ جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کی برائی سے بچا اور جو کچھ میرے بارے میں یہ نہیں جانتے وہ مجھے بخش دے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر سے نہایت گھبراتے تھے لوگ آپ کی تعریف کرتے تو یوں دعا کرتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْ لِیْ مَالَا یَعْلَمُوْنَ (یعنی اے اللہ جیسے یہ کہتے ہیں مجھے اس سے بھی اچھا کر دے اور جن امور سے یہ ناواقف ہیں وہ معاف کر دے)۔

علاماتِ صدق

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں: صدقِ توبہ کی علامت یہ ہے کہ تو خدا کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کرے اور شرے اخلاصِ عمل کی علامت یہ ہے کہ تکبر کو چھوڑ دے اور صدقِ شکر یہ ہے کہ تو اپنی تقصیر کا اعتراف کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا طرزِ عمل

عمر بن العزیزؒ جب بیمار ہوئے تو لوگوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوتھی جگہ میں دفن کرنے کا مشورہ دیا راوی کہتا ہے کہ آپ ان کی بات سن کر کانپنے لگے اور فرمایا بخدا اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دوزخ میں ڈالے تو مجھے یہ اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں یہ خیال ڈالے کہ میں اپنے آپ کو اس جگہ کے قابل سمجھوں۔

حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد

حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ کسی سے اپنی تعریف سن کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس پر احسان کرنے کے باعث برائی میں پڑ جاتے ہیں۔

حذیفۃ المرعشیؒ فرماتے تھے اگر تجھے اس بات کا ڈر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے سب سے افضل عمل کے بدلے عذاب دے گا تو تو ہلاک ہو جائے۔

وہب بن منبہؒ کا قول

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں وہ ساعت جس میں انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرے، اس کے لیے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

Marfat.com

ابان بن عیاش رح فرماتے تھے عمل میں رخصت کو خود پسند اور صاحبِ ہوٰی کے سوا کوئی بُرا نہیں سمجھتا۔ چونکہ رخصت کے فاعل کی کوئی تعریف نہیں کرتا لہذا اس پر تکبر بھی نہیں ہو سکتا

خود پسند شخص نقصان میں ہے

بشر حافی رح فرماتے ہیں جب تم کسی شخص کو جھگڑالو، علم کے سبب بحث کرنے والا اور خود پسند دیکھو تو جان لو کہ وہ کامل نقصان اٹھا چکا ہے۔

حضرت سری سقطی کا قول

سری سقطی رح فرماتے تھے جس شخص کا اپنے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ نیک بخت ہے تو وہ ایسے لوگوں میں سے ہے جن کو ان کے بُرے اعمال مزین کر کے دکھائے جاتے ہیں اور جو شخص اپنے کو ہلاکت کا مستحق نہ خیال کرے وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

اعمال پر اترانے کی مذمت

ابو سلیمان دارانی رح فرماتے تھے جو شخص اپنے اعمال پر اترائے وہ قدری ہے کیونکہ اگر وہ اعمال کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق جانتا تو تکبر نہ کرتا۔ (میں کہتا ہوں) یہ نیک اعمال کی نسبت ہے ورنہ اعمالِ بد پر تو نفس کو تسلی دینا جائز نہیں بلکہ ان سے توبہ، ندامت اور استغفار کرنی واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

تکبر سے بچنے کی دُعا

مروی ہے بکر بن عبداللہ المزنی رح اور مطرف بن عبداللہ جب عرفات میں گئے تو مطرف نے دعا کی کہ اے اللہ میری وجہ سے آج ان لوگوں کو نامراد نہ لوٹائیو! اور بکر کی دعا تھی یہ جگہ کیا ہی مبارک ہے اور دعا کے لیے کیسی قبولیت کی امیدگاہ ہے اگر میں ان لوگوں کے درمیان نہ ہوتا۔

پہلے لوگ تکبر نہیں کرتے تھے

محمد بن واسع رح اپنے زمانے کے عابدوں کو فرماتے افسوس ہے کہ تمھارے اعمال ہیں باوجود قلت کے تکبر گھس گیا ہے حالانکہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثیر اعمال پر بھی تکبر نہیں کرتے تھے بخدا تم متقدمین کے اعمال کے مقابلہ میں محض کھیل کود کرنے والے معلوم ہوتے ہو۔

Marfat.com

نکتے کی بات

ایک آدمی نے عبداللہ بن مبارکؒ سے کہا اے امام! میں اپنے آپ کو اس شخص سے تو نیک سمجھتا ہوں جس نے تیرے سامنے ناحق خون کیا ہو۔ عبداللہؒ نے جواب دیا کہ تیرا اپنے نفس پر مطمئن ہونا اس شخص کے خونِ ناحق سے زیادہ بُرا ہے۔

حسن بصریؒ کا قول

حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ اگر بنی آدم کے تمام نیک اعمال ہوں تو تکبّر انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کو اپنے نقائص دیکھنے میں مبتلا کر رکھا ہے۔

تکبّر سے ڈرو

عمر بن عبدالعزیزؒ جب منبر پر خطبہ کہتے تو تکبّر سے ڈر کر اپنے کلام کو ایسی طرف بدل دیتے جس میں تکبّر نہ ہو اور جب کوئی خط لکھتے اور اس میں تکبّر کا خیال پیدا ہوتا تو اسے پھاڑ دیتے اور فرماتے اے اللہ میں تجھ سے اپنے نفس کی برائی کی پناہ مانگتا ہوں۔

امام شعرانیؒ کا کہنا ہے کہ میں نے سیدی علی خواصؒ کو کہتے سنا ہے کہ اگر مجھ میں یہ ڈر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے نیک اعمال میں نقص کے بدلے تجھے ہلاک کرے گا چہ جائیکہ تیرے گناہ ہوں۔ تو تو ہلاک ہو جائے۔

تکبّر کی حقیقت

ابن سماکؒ سے تکبّر کی حقیقت دریافت کی گئی، آپ نے فرمایا: تیرا اپنے اعمال کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا جاننے اور جس کسی کو عمل میں سُست دیکھے اس کو حقیر جاننے کا نام تکبّر ہے۔

تکبّر کا علاج

رابعہ عدویہؒ فرماتی ہیں مجھے اکثر ثواب کی اُمید اس وقت ہوتی ہے جب میں اپنے نیک اعمال کو کم خیال کرتی ہوں یعنی اس وقت محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر اعتماد ہوتا ہے نہ کہ اعمال پر۔

Marfat.com

عبادت میں نقصان دینے والی چیز

ابوعبداللہ انطاکی رح فرماتے تھے: انسان کو عبادات میں سخت نقصان دینے والی وہ چیز ہے جو بداعمالیوں کو بھلا دے اور صالحات کی یاد دلائے جس سے وہ شخص تکبّر اور غرور میں لوگوں سے بڑھ جائے گا اور آخرت میں نیکی و ثواب سے محروم ہو جائے گا حالانکہ وہ اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرتا ہے۔

کثرتِ عبادت

حسان بن سنان رح امراء کے ملازموں سے اپنے حق میں دعا کروایا کرتے کسی نے آپ کو اس کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا: ممکن ہے کہ ان میں سے کسی میں کوئی نیک خصلت موجود ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور شاید مجھ میں کوئی عادت ایسی ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ نیز ممکن ہے کہ میں اپنے آپ کو اس سے اچھا سمجھوں اس لیے وہ مجھ سے بہتر ہو۔

سفیان ثوری رح بکثرت عبادت کیا کرتے ایک دن کسی نے آپ سے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بہت عبادت کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی عبادت کو وہی زیادہ خیال کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے جاہل ہو کیونکہ ملائکہ اس کی عبادت میں ایک لمحہ بھی سست نہیں ہوتے اور اگر وہ اپنے اعمال کو کثیر خیال کرنے لگیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کبھی اپنی بارگاہِ سماوی میں ان کو جگہ نہ دے۔ لیکن اس قدر عبادت کے باوجود وہ عرض کرتے ہیں سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (اے اللہ تو پاک ہے ہم نے کما حقہٗ تیری عبادت نہیں کی)۔

تکبّر اچھا نہیں

حضرت بایزید فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں دجلہ پر پہنچا تو پانی جوش مارتا ہوا میرے استقبال کو پہنچا لیکن میں نے کہا کہ مجھے تیرے استقبال سے شمہ برابر بھی غرور نہیں ہوگا اور میں اپنی تیس سالہ ریاضت کو تکبّر کر کے ہرگز ضائع نہیں کر سکتا کیونکہ میں تو کریم کا طالب ہوں نہ کہ کرامت کا۔

∴ ∴ ∴

Marfat.com

کبریائی رب پر فخر کرنا تکبر نہیں

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ ظاہری و باطنی فضل و کمال کے باوجود آپ میں تکبر پایا جاتا ہے، آپ نے فرمایا میں متکبر تو نہیں ہوں البتہ جب میں نے کبر کو ترک کر دیا تو میرے رب کی کبریائی نے میرا احاطہ کر لیا۔ اس لیے میں اپنے کبر پر نازاں نہیں ہوں بلکہ میں تو اپنے رب کی کبریائی پر فخر کرتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے ابراہیم التیمیؒ سے کہا اے فقیہ آپ فلاں معاملہ میں کیا کہتے ہیں ابراہیمؒ نے جواب دیا جس زمانہ میں میں فقیہ بنا تھا وہ زمانہ بہت برا ہے۔

حکایت

عطا سلمیؒ کے پاس گھر کا کام کرنے کو مخنث تھے جو آپ کو وضو بھی کروایا کرتے تھے کسی نے کہا کیا آپ کو اس سے گھن نہیں آتی کہ یہ لوگ آپ کے گھر میں ہوں؟ آپ نے فرمایا بخدا میرے خیال میں وہ مجھ سے زیادہ پاکباز اور گناہوں میں کم اور ریاو نفاق میں ادنیٰ درجہ رکھنے والے ہیں تو میں ان سے کیونکر گھن کروں؟

حضرت شعبی کا قول

شعبیؒ فرماتے تھے مروی ہے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا کہ جب وہ چلتا تھا تو اس کی بزرگی کے باعث اس پر بادل سایہ کرتے تھے۔ ایک شخص نے اسے دیکھا تو کہا بخدا میں بھی اس کے سایہ میں چلوں گا۔ شاید مجھے بھی اس کی برکت حاصل ہو۔ راوی کہتا ہے کہ اس آدمی نے جب لوگوں کو اپنے سایہ میں چلتے دیکھا تو دل میں غرور کیا۔ پھر جب دونوں آپس میں جدا ہوئے تو سایہ دوسرے شخص کے ساتھ چلا گیا۔

فقراء کا تکبر

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے تھے بہت سے فقراء کو تکبر یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ کہنے لگتے ہیں کہ اگر میرے سامنے جنت کی حور بھی لائی جائے تو بھی میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر اس کی طرف التفات نہ کروں، لیکن اگر وہ دنیا کی کسی لونڈی کو دیکھ لیں تو ان کا دل اس کی طرف میلان کی وجہ سے اس قدر شور برپا کرتا ہے کہ اس کی آواز

عرش تک پہنچ جاتی ہے واللہ وہ گناہ جس میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی ضرورت پڑے تمھارے لیے اس عبادت سے اچھا ہے جس سے تو لوگوں پر فخر کرے۔

یزید بن ہرون رح فرماتے تھے میں نے شب بیداری میں غور کیا تو دیکھا کہ چوکیدار تمام رات دو دانگ کے بدلے نگہبانی کرتے ہیں تو کیا تم ایک رات کی عبادت کے بدلے جنت چاہتے ہو پھر ایسی عبادت کے ساتھ کہ شاید وہ دو دانگ کے برابر بھی نہیں اور اکثر اس میں اللہ پر احسان بھی رکھتے ہو۔

علماء کا تکبّر

فضیل بن عیاض رح فرماتے تھے کہ علماء اور قرّاء کا ریا اور نفاق سے خالی ہونا کبریتِ احمر سے بھی کمیاب ہے کیونکہ وہ اپنے متعلق لوگوں کا یہ قول کہ فلاں کتنا بڑا عالم ہے یا قرآنِ مجید کتنی اچھی آواز سے پڑھتا ہے سنتے ہیں تو تکبّر سے بھر جاتے ہیں اور اگر لوگ کہیں کہ فلاں عالم نہیں ہے یا اس کی آواز اچھی نہیں تو یہ بات ان پر نہایت شاق گزرتی ہے اور وہ رنج سے قریب المرگ ہو جاتے ہیں۔ یہ ریا کی بڑی بھاری علامت ہے۔ پھر دکھاوے اور شہرت کے لیے وہ خود اپنی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں

حضرت سفیان ثوری

سفیان ثوری رح جب اپنا حلقۂ درس وسیع ہوتا دیکھتے تو خوفزدہ ہو کر جھٹ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے واللہ ہم اپنی لاعلمی سے گرفتار ہو چلے تھے۔ راوی کہتا ہے ایک دن لوگوں نے اصرار کیا اور کہا تیرے جیسے نیک آدمی کو ایسی باتوں کا خوف نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا میں ایسی باتوں سے دیگر لوگوں کی نسبت زیادہ ڈرتا ہوں کیونکہ میں اپنے رذیل اخلاق سے واقف ہوں۔ بخدا اگر مجھ کو عمر بن خطاب رض ایسی مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو مجھے دُرّے لگاتے اور اٹھا دیتے اور فرماتے کہ تو اس لائق نہیں۔

حضرت مطرف کا طریقہ

مطرف بن عبداللہ رح فرماتے تھے اگر میں تمام رات سوؤں اور صبح کو اپنے سونے پر نادم ہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے

اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور صبح کو سونے والوں پر اپنے آپ کو فضیلت دوں اسلاف تکبّر کے خوف سے لوگوں کی کثرتِ صیام وعبادت کے عیب نکالتے تھے اور فرماتے پہلے تم علم سیکھو پھر عمل کرو کیونکہ ہر عمل میں آدابِ شرعی ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ شمس الدّین کا قول

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا: متکبر انسان کی عبادت قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ پس متکبّر خدا کی ناراضگی کا موجب ہے اور ایمان کے لیے مضر ہے۔ تکبر انسان کو عرفان سے محروم رکھتا ہے اور ذلیل وخوار کرتا ہے۔

حکایت

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے فرمایا: ایک دفعہ میں لاہور کے حدود میں سفر کر رہا تھا ایک گاؤں میں ایک صاحب اسرار درویش رہتے تھے جن کا گزارہ کاشتکاری پر تھا۔ عمالِ حکومت ان سے کچھ مطالبہ نہ کرتے تھے۔ آخر اس گاؤں میں ایک بے مروّت کوتوال کا تقرر ہوگیا اس نے بزرگ موصوف سے لگان وغیرہ کا حصّہ مانگنا شروع کر دیا اور حکم دیا کہ اتنے سال تو نے کھیتی باڑی کی ہے اور لگان ادا نہ کیا یا تو اتنے سال کا بقایا ادا کر ورنہ کوئی کرامت دکھاؤ۔ بزرگ نے فرمایا میں تو ایک مسکین آدمی ہوں کرامت کیا ہوتی ہے؟ کوتوال نے سختی شروع کر دی اور کہا کہ میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا یا تو اتنے سال کا لگان ادا کر دیا کرامت دکھاؤ۔ درویش مجبور ہوگئے تھوڑی سی فکر کی پھر اس کی طرف روئے سخن کیا اور کہا کون سی کرامت چاہتا ہے مانگ! کوتوال نے کہا کہ گاؤں کے قریب دریا بہہ رہا ہے تم اس کے اوپر سے گزر جاؤ۔ درویش نے آبِ رواں پر مبارک قدم رکھے اور اس طرح دریا پر سے گزر گئے جیسے عام آدمی خشکی پر چلتا ہے جب دریا عبور ہوگیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو کشتی طلب کی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جیسے آپ تشریف لائے تھے ویسے ہی واپس ہو جائیں۔ بزرگ نے جواب دیا کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں میرا نفس متکبّر نہ ہو جائے اور کہیں یہ نہ سمجھنے لگ جائے کہ میں بھی کچھ بن گیا ہوں۔

Marfat.com

بشر حافی کا قول

بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے نیک اعمال پہاڑ جیسے تھے مگر پھر بھی وہ لوگ مغرور نہ تھے اور تم ایسے ہو کہ تمھارے اعمال بھی نہیں ہیں اور اس کے باوجود تم مغرور ہو۔ واللہ ہمارے اقوال تو زاہدوں جیسے ہیں اور تمھارے اعمال جابروں اور منافقوں کے سے ہیں۔

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کثرتِ گناہ اور فتنہ و فساد کی وجہ سے اسے بنی اسرائیل کا خلیع کہا جاتا تھا جس کے معنیٰ ہیں اپنے گناہوں سے بنی اسرائیل کو عاجز کرنے والا، ایک مرتبہ اس کا ایسے انسان سے گزر ہوا جسے بنی اسرائیل کا عابد کہا جاتا تھا عابد کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے تھا جب اس گنہ گار نے عابد کو دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا بدبخت ترین آدمی ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا عابد ہے اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی رحم کر دے۔ چنانچہ وہ عابد کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ عابد کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا عابد ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا بدبخت آدمی ہے یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھے گا اسے بہت شرم محسوس ہوئی اور اس بدبخت سے کہا یہاں سے اٹھ جاؤ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس زمانے کے نبی پر وحی فرمائی کہ ان دونوں کو نئے سرے سے عبادت شروع کرنے کا حکم دیجیے، کیونکہ میں نے بدبخت کو بخش دیا ہے اور عابد کے اعمال کو برباد کر دیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے ہٹ کر بدبخت کے سر پر سایہ فگن ہو گیا۔ یہ بات تم پر اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کر دے گی کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔

حکایت

ایک درویش تنگ دستی کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک دولت مند کے دروازے پر گیا اور بڑی لجاجت سے اس کے سامنے دستِ سوال دراز کیا۔ سنگ دل اور بدمزاج دولت مند نے مدد کرنے کی بجائے اس غریب کو خوب جھڑکا۔ سائل کا دل اس کی

Marfat.com

جھڑکیوں سے خون ہوگیا اور وہ بولا کہ صاحب! مانا کہ اللہ نے آپ کو مال دیا ہے لیکن آپ اس قدر ترش رو کیوں ہیں؟ شاید آپ نہیں جانتے کہ مانگنے میں طبیعت پر کس قدر جبر کرنا پڑتا ہے اور کیسا تلخ گھونٹ گلے سے اتارنا پڑتا ہے۔ کوتاہ نظر امیر نے برافروختہ ہو کر اپنے ملازم کو حکم دیا کہ اس کو دھکے مار کر نکال دو، اس نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی اور بے چارہ درویش اس ذلت اور رسوائی پر خون کے آنسو بہا کر رہ گیا۔ دولت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے، زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس ناہنجار امیر کو دغا دے گئی اور وہ پیسے پیسے کا محتاج ہوگیا۔ دولت نے کیا ساتھ چھوڑا نوکروں اور چاکروں نے بھی آنکھیں پھیر لیں۔ جس ملازم نے اس کے حکم سے غریب درویش کو دھکے مار کر نکالا تھا وہ بھی اس کو چھوڑ کر ایک دریادل اور نیک طینت امیر کے ہاں چلا گیا اس امیر کے دروازے سے کوئی مسکین خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔

ایک رات اس نیک امیر کے دروازے پر ایک فقیر نے صدا لگائی، اس نے ملازم کو حکم دیا کہ اس درماندہ بھکاری کو راضی کر دو۔ جب ملازم اس بھکاری کے پاس کھانا لے کر گیا تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جب مالک کے پاس لوٹا تو آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مالک نے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ میں جس بھکاری کو کھانا کھلا کر آیا ہوں وہ کچھ عرصہ پہلے لاکھوں روپے کی جائیداد، مال اسباب اور سونے چاندی کا مالک تھا اور میں اس کے پاس ملازم تھا آج اسے بھیک مانگتے دیکھ کر میرا دل لرز اٹھا اور آنکھیں اشکبار ہوگئی ہیں۔

سخی امیر نے ہنس کر کہا کہ اے بیٹے اللہ بڑا عادل ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تمھیں یاد ہوگا کہ جب یہ شخص امیر تھا تو اس کا دماغ آسمان پر تھا اور سائلوں کو دھکے دے کر اپنے دروازے سے نکال دیتا تھا۔ میری طرف دیکھو اور پہچانو میں وہی سائل ہوں جس کو ایک دفعہ اس نے ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔ گردشِ زمانہ نے آج اس کو میری سابقہ حالت پر پہنچا دیا ہے اور جس مال و دولت پر اس کو ناز تھا وہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھے عطا فرمائی ہے ؎

خدائے از بحکمت ببندو درے
کشاید بفضل وکرم دیگرے
بسا مفلس بے نوا سیر شد
بسا کار منعم زبر زیر شد

خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے اپنے فضل وکرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے بہت سے بے سروسامان مفلس صاحبِ حیثیت بن گئے اور بہت سے مالدار تباہ حال ہو گئے۔

انسان کی اصلیّت

اگر آدمی ان حالات کو سوچے، ابتدائے حال میں اس کا ذکر بھی نہ تھا اور نیستی کے پردے میں نہاں تھا۔ بہت دنوں ایسا ہی رہا۔ نیستی کا شروع بھی نہیں معلوم کہ کب سے نیست تھا اور جو چیز معدوم ونابود ہو اس سے زیادہ کمتر اور حقیر کیا چیز ہوگی اور انسان پیدائش سے پہلے ایسا ہی تھا۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک رذیل چیز سے بنایا پھر ناپاک چیز سے پیدا کیا کیونکہ اوّل مٹی سے بنایا پھر نطفے سے خون اور خون سے لوتھڑا کیا پھر ہڈیاں بنائیں اور ان پر گوشت وپوست بنایا تو ابتدائے پیدائش کی تو یہ صورت ہے جس سے دنیا میں اس کا ذکر ہوا اور پھر بھی پیدائش کے بعد وہی کمینے اوصاف اس میں رہے یعنی پیدا ہوتے ہی کامل نہیں ہوگیا بلکہ اس کو اول پتھر جیسا پیدا کیا کہ نہ سنے نہ دیکھے نہ کچھ سمجھے نہ ہلے نہ بولے نہ کسی چیز کو پکڑے نہ جانے نہ بوجھے۔ تو گویا زندگی سے پہلے موت کی صورت موجود تھی اور قوت سے پہلے بہرہ ہونے اور گویائی سے پہلے گونگا ہونے کی اور ہدایت سے پہلے ضلالت کی، تو انگری سے پہلے افلاس کی اور قدرت سے پہلے عاجزی کی حالت رکھتا تھا جیسا ابتداء میں جماد تھا ویسا ہی انجام کو ہو جاوے گا۔ اعضاء کی شکل کے سوا کچھ حس وحرکت باقی نہ رہے پھر مٹی میں رکھا جاوے گا تو ایک مردار، بدبو اور ناپاک ہو جائے گا جیسا اول میں نطفہ ناپاک تھا پھر اعضاء گلیں گے اور ان کے اعضاء بکھریں گے ہڈیاں سڑ کر

Marfat.com

پاش پاش ہوجادیں گی کیڑے بدن کو کھا جاویں گے، آنکھوں کے ڈھیلے سے کھانا شروع کریں گے جب وہ ہوچکیں گے تو رخسار کو چاٹیں گے اسی طرح سب کی صفائی کریں گے تو سارا بدن کیڑوں کے پیٹ میں جائے گا اور اس وقت مُردے کا یہ حال ہوگا کہ کوئی حیوان پاس نہ پھٹکے گا، آدمی اس کو ناپاک سمجھے گا اور بدبو کی شدت سے دور بھاگے گا اور سب سے بہتر اس کے احوال میں سے یہ کہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہوجائے گا تو اب گلنے اور سڑنے کے بعد خاک ہوجاوے گا جس سے برتن بنیں گے اور عمارت بنائی جاوے گی اور موجود ہونے کے بعد پھر نابود ہوگا کہ گویا کبھی ہوا ہی نہ تھا جیسا پہلے مدتوں تک نابود رہا تھا اور کیا اچھا ہوتا جو اسی حال پر خاک ہونے کے بعد چھوٹ جاتا بلکہ یہاں تو ایک اور شاخ لگی ہے کہ پھر زندہ ہوگا اور اجزاء متفرق سب جمع ہوکر پھر قبر سے نکلے گا تو دیکھے گا کہ قیامت کھڑی ہے اور مصیبت سر پر پڑی ہے آسمان پھٹے ہوئے ہیں اور زمین بدل گئی ہے پہاڑ اِدھر سے اُدھر مارے مارے پھرتے ہیں، ستارے اندھے ہیں آفتاب کو گہن لگا ہوا ہے سب جا اندھیرا ہے اور کڑے فرشتوں نے آگھیرا ہے دوزخ جدا چلائی ہے، جنت کو دیکھ کر مجرموں کو حسرت آئی ہے نامۂ اعمال کھلے ہیں اور حکم ہے کہ اپنا نامہ پڑھ، اس وقت پوچھے گا کہ یہ نامہ کیسا ہے؟ کہا جاوے گا کہ تیرے ایام حیات ہیں جس پر تو راضی اور نازاں اور متکبر تھا۔ تجھ پر دو فرشتے محافظ مقرر تھے کہ جو کچھ تو بولتا اور عمل کرتا تھا وہ اس میں لکھتے جاتے تھے۔ تیرا عمل تھوڑا اور بہت چھوٹا اور بڑا اور کھانا اور پینا اور نشست و برخاست سب کچھ اس میں موجود ہے تو کیا ہوا خدا تعالیٰ نے سب لکھ رکھا ہے اب چل حساب دے اور اپنے کیے کا جواب دے ورنہ عذاب کے لیے تیار ہو اس خطاب کے سنتے ہی دل بے تاب ہوگا اور خوف کے مارے زہر در آب ہوگا حالانکہ ابھی نامہ اعمال کو دیکھا نہ ہوگا جب اس کو دیکھے گا تو کہے گا ہائے افسوس، اس کتاب میں تو چھوٹا اور بڑا گناہ سب موجود ہے، پس آخر امر انسان کا یہ ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ جس کا یہ حال ہو اس کو تکبر سے کیا سروکار ہے۔

Marfat.com

حکایت ایک روایت میں ہے کہ نمرود خدائی کا دعوٰی کرتا تھا ہر چند حضرت ابراہیم نے نمرود سے فرمایا کہ بُرے کاموں سے ہاتھ کوتاہ کر اور درگاہِ خداوندی میں عجز وانکسار سے توبہ واستغفار کر۔ وہ غفور ورحیم ہے تیرے گناہ سے درگزر کرکے تجھ کو بخش دے اور جنت عطا کرے کیا تجھ کو دنیا میں چار سو برس سے بادشاہی نہیں دی اور میرے معجزوں سے دینِ حق پر گواہی دے حال یہ ہے کہ تو اپنے کفر سے باز نہیں آتا ہے اور اپنی نادانی اور تکبّر سے دعوٰی خدائی کا کیے جاتا ہے اور اس کا لشکر وسپاہ اندازہ وقیاس سے باہر ہے اور میرے تکبر کو توڑنے کے لیے ایک ادنیٰ لشکر اس کا کافی ہے۔ نمرود نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ روئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہے اور میری درگاہ کے سوا دوسری کوئی درگاہ ہے اگر آسمان کے بادشاہ کی فوج ہے تو کہو مجھ پر بھیجے اور میری لڑائی اور حشمت کا تماشا دیکھے حضرت جبرائیل بعد دعائے حضرت ابراہیم نازل ہوئے کہ نمرود سے کہو ہماری فوج آتی ہے تو تیار ہو اور اپنی فوج کو جمع کرکے ایک میدان میں مستعد پیکار رہو۔ نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکھوں فوج بلائی اور ایک میدان میں سب کی سب جمع کرائی۔ چوتھے روز حضرت ابراہیمؑ تنِ تنہا نمرود کی فوج کے مقابل ہوئے وہ لوگ ان کو اکیلا دیکھ کر اس طرح سائل ہوئے کہ ابراہیم کہاں ہے وہ فوج آسمانی ہے؟ فرمایا کہ کوئی دم میں تجھ پر بلائے ناگہانی کی طرح پہنچتی ہے۔ اسی گفتگو میں تھے کہ مچھروں کی فوج اس طرح نمودار ہوئی کہ آفتاب کی روشنی چھپ گئی اور ان کی عقل جاتی رہی آسمان پر سیاہ بادل چھا گیا۔ نمرود کے لشکر کی آنکھوں میں مارے ہیبت کے اندھیرا آگیا نمرود نے کہا کہ نقارۂ جنگ بجائیں اور فوج آسمانی کو نقارہ سے اپنی درشتی سے ڈرائیں جب مچھروں کی آواز نمرود کے لشکر کے کان میں آئی ہوش سب کے جاتے رہے تمام فوج گھبرائی اور ان کی بھن بھناہٹ کا شور تمام عالم میں پڑ گیا۔ چھوٹا بڑا ہیبتِ الٰہی سے ڈر گیا ایک ایک آدمی پر لاکھوں مچھر لپٹ گئے گوشت کی بوٹی اور لہو کی بوند ان کے بدن پر نہ چھوڑی ہزاروں آدمی اور حیوان مرے نہ گھوڑا رہا نہ گھوڑی۔ نمرود بھاگ کر اپنے محل میں جا بیٹھا اور عورتوں میں

چھپ گیا۔ اسی اثناء میں ایک لنگڑا مچھر آیا نمرود نے اپنی عورتوں کو دکھایا۔ فی الفور مچھر نے دوڑ کر ناک کی راہ سے دماغ میں قرار پایا اور اپنی سونڈ کو اس کے بھیجے میں جما کر وار کیا۔ اسی گھڑی سے آرام نمرود اڑ گیا سونا تو درکنار شب و روز سر پیٹنے سے کام رہا۔ جب تک اس کے سر کو کوٹتے تھے تو درد کم ہوتا تھا اور بغیر کوٹنے کے بے قرار دمبدم ہوتا تھا۔ جو کوئی اس کی مجلس میں آتا تھا بعوض زمین بوسی کے اس کے سر بے مغز پر دھول لگاتا تھا۔ اسی طرح نمرود غضب الٰہی میں گرفتار ہوا بعد چالیس دن کے اسی درد سے مردار ہوا۔ نتیجہ تکبر کا دیکھ لیا جو تکبر کرے گا اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ فرعون سے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ عبادت کر اس خدا کی جس کے سوا دوسرا خدا نہیں ہے۔ فرعون نے اپنے وزیر ہامان کے بہکانے سے موسیٰؑ کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور از راہ تکبر فرعون نے ہامان سے کہا کہ کچی اینٹوں کے پکانے کے لیے آگ سلگوا اور بھٹی لگوا اور اینٹیں پکوا پھر بنوا میرے واسطے ایک محل بہت بلند (یعنی مینارہ بلند) کہ ویسا دوسرا دنیا میں نہ ہو اور آسمان تک پہنچے۔ شاید معلوم کروں اور دیکھوں میں موسیٰؑ کے خدا کی طرف۔ مجھے گمان ہے کہ موسیٰ جھوٹ بولنے والوں سے ہے۔ یعنی مجھے موسیٰ کے کہنے کا اعتبار نہیں اپنی آنکھ سے دیکھوں کہ سچ ہے یا نہیں فرعون نے جانا کہ حضرت موسیٰ کے خدا کی بھی شکل اور صورت اور بدن ہوگا اور یہ سمجھا تھا کہ آسمان نزدیک ہوگا عمارت بلند بنائے تو جا پہنچے یہ سمجھ کر محل بنوانے لگے۔ کہتے ہیں کہ فرعون نے وزیر ہامان سے پچاس ہزار کاری گر سوائے مزدوروں کے جمع کیے اور کہا کہ چونا اور اینٹیں پکاؤ اور ایک محل بہت اونچا تیار کراؤ۔ جب محل کئی برسوں میں تیار ہوا کہتے ہیں ایک برس کی راہ کی بلندی تھی اس محل کی۔ فرعون اس محل پر چڑھنے لگا۔ دل میں سمجھتا تھا کہ آسمان تک پہنچا ہوگا۔ جب اوپر جا کر آسمان کو دیکھا تو ویسا ہی دکھائی دیا جیسا زمین سے نظر آتا تھا یہ دیکھ کر شرمندہ ہوا اور ایک تیر آسمان کی طرف پھینکا خدا کی قدرت سے اس کا تیر لہو سے بھر کر نیچے گرا

فرعون احمق و متکبر نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے خدا کو مارا پھر خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا انھوں نے جو ایک پر مارا تو اس محل کے تین ٹکڑے ہوئے ایک دریا میں اور دوسرے کے تلے ہزاروں تابعدار فرعون کے مرے اور تیسرے ٹکڑے سے کوئی کاریگر اس کا بنانے والا مزدور جیتا نہ رہا۔ یہ حال دیکھ کر بھی فرعون ایمان نہ لایا اور اپنے غرور کو نہ چھوڑا اور تکبر کیا۔ فرعون نے اور اس کے لشکروں نے مصر میں ناحق اور وہ سب یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے پاس نہ پھریں گے یعنی نہ پھریں گے کہ قیامت کے دن قبروں سے اٹھ کر حساب نیکی بدی کا دینا ہوگا۔ فرعون نے ارکانِ دولت کو بلا کر کہا کہ یہ شخص اپنے جادو سے ہمارا ملک لینا اور ہم کو نکالنا چاہتا ہے تمھاری کیا صلاح ہے؟ سب نے کہا کہ بڑے بڑے جادوگروں کو بلاؤ اور موسیٰ سے مقابلہ کراؤ جو غالب ہو جائے گا حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔ فرعون نے حکم دیا تمام اپنے ملک میں جادوگر حاضر کرو۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں بہتر ہزار جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے اور انھوں نے ستر ہزار لاٹھیاں اور رسیاں بصورت سانپ بنائیں اور اس میدان میں رکھیں اور حضرت موسیٰ کے منتظر بیٹھے۔ ناگاہ حضرت موسیٰ کلیم اور ہارون برادر کلیم اللہ تشریف لائے۔ اول حضرت موسیٰ نے ان ساحروں کو نصیحت کی۔ ساحروں نے کہا اے موسیٰ اگر تو ہم پر غالب ہوگا تو ہم تیری متابعت کریں گے لیکن بعزت فرعون امید ایسی ہے کہ ہم غالب ہوں گے۔ پھر موسیٰؑ سے کہا کہ تم اپنا جادو ڈالتے ہو کہ ہم ڈالیں؟ حضرت موسیٰ نے کمال بے پروائی سے کہا کہ تم ہی ڈالو۔ جب انھوں نے اپنے شعبدوں کو آفتاب کی گرمی سے وہ مورتیں جو کھوکھلی کر کے پارہ سے بھری تھیں حرکت کرنے لگیں لوگ ان کو سچ مچ زندہ سمجھ کر ڈرنے لگے۔ جب موسیٰ نے بحکم خداوند تعالیٰ اپنا عصا پھینکا، اژدہا عظیم بن گیا اور کف منہ سے نکلنے لگے اور ستر ہزار شعبدوں کو ایسا نگل گیا کہ اس کا نام و نشان باقی نہ رہا اور مانند بادلوں کی گرج گرجتا تھا لوگوں کا مارے ڈر کے کلیجہ پانی ہوتا تھا اور پتھر اور اینٹ جو سامنے آتا تھا اس کو چباتا تھا اس کے بعد منہ پھیلا کر فرعون کی طرف بھاگا اور وہ اس کی ہیبت سے بھاگا اور خلقت ایک دوسرے پر گرنے لگی اس بھاگا دوڑی میں پچیس ہزار آدمی پامال ہو کر مر گئے۔ جب

Marfat.com

موسیٰؑ نے اس اژدہے پر ہاتھ ڈالا بدستور عصا ہوگیا۔ جادوگر سجدے میں گرے اور مسلمان ہوگئے آخر فرعون نے ان کے مسلمان ہونے سے بیزار ہوکر ان کو بہت دھمکایا مگر وہ ایسے دینِ اسلام پر جم گئے تھے کہ اپنا مرنا قبول کیا دین سے نہ پھرے۔ جب موسیٰؑ قومِ فرعون کے اسلام لانے سے ناامید ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان پر پے درپے بلائیں نازل کیں اور تین سال تک قحط پڑا پھر سات روز تک لشکر ملخ (ٹڈی دل) کا ان کے کھیتوں پر مسلط ہوا ہوا کہ میوہ اور چھال اور کھیتی سب کھا گئے اور تمام اسباب زندگانی کا نابود کر دیا ہر بار جب آفت نازل ہوئی تو توبہ کرتے جب موسیٰ کی دعا سے دفع ہوتی پھر کفر کی راہ پر قائم ہو جاتے، بعدہٗ چچڑی کی بلا میں پھنسے۔ اس کے بعد بچے اس کثرت سے پیدا ہوتے کہ تمام مکان اور فرش اور برتن باسن اور طعام ولباس میں اور منہ میں سب جگہ محیط تھے۔ اس مصیبت کے دفع کرنے کے بعد سرکشی زیادہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کا پانی قبطیوں پر خون کر دیا۔ چنانچہ ایک پیالہ میں بنی اسرائیل جو پانی پیتا تھا تو آب صاف تھا اور قبطی کی طرف خون ناب تھا۔

عارف صادق

حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ نے فرمایا ہے کہ عارف صادق کے معاملات کا منبع تجلّیات ہیں۔ جو شخص اس راستے میں سینہ کشیدہ اور بے باک چلتا ہے یہ اور تجلّی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو شخص منکسر المزاجی اور فروتنی (عاجزی) سے سر نیچے کر کے چلتا ہے یہ دوسری تجلّی کا نتیجہ ہے۔ فرمایا ایک دفعہ حضرت امام جعفرؓ نے اپنے غلاموں کو جمع کیا اور زور دے کر ان سے کہا کہ میرے اندر جو عیب ہیں ان سے مجھے آگاہ کرو پہلے تو انھوں نے آپ کی بہت تعریف کی لیکن بعد میں عرض کیا کہ ایک چیز ہے جو ہم نہیں کہہ سکتے آپ نے فرمایا ضرور کہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے اندر کچھ تکبّر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تکبّر تھا لیکن اب میرا تکبّر چلا گیا ہے اور اس کی جگہ حق تعالیٰ کے کبر نے لے لی ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا سبحان اللہ! جب امام جعفرؓ فرما رہے ہیں کہ میرا تکبّر چلا گیا ہے تو شرکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

تکبّر میں خسارہ ہے

ابوالقاسم حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ دنیا کو دل سے نکالنا اللہ والوں کے نزدیک معمولی کام ہے لیکن اگر اس پر فخر و تکبر کرے تو خسارے میں ہے۔ اس دنیائے دوں کو چھوڑنے میں بھی اللہ ہی کی توفیق کارفرما ہے تو پھر اس پر فخر کی کیا بات ہے۔ دنیا والے دنیا چھوڑ کر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بڑا کام ہو گیا ہے لیکن اس ترکِ دنیا پر فخر و تکبّر سراسر گناہ ہے۔ صرف دنیا چھوڑ دینا اور اسے ترک کر دینا گناہ سے کنارہ کشی ہے گناہ کے ڈر سے ترکِ دنیا گناہ چھوڑنے کے برابر ہے۔ اسی طرح خوف سے امن اختیار کر لینا بھی فساد ہے۔ اسی طرح اگر بندہ توکّل کے حوالے سے وکیل کو صحیح طور پر پہچانے ہی نہ تو وہ توکل کی بجائے مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ اسی طرح جو بندہ محبت اختیار کرتا ہے لیکن وہ اپنے محبوب کی پہچان سے عاری ہے تو اس کے لیے وہ محبت محض ضیاعِ وقت ہے محبت تو اس وقت ہوتی ہے کہ جب محبوب کا صحیح طور پر ادراک ہو اور محبوب سے واسطہ اور رابطہ ہو۔

یہی صورتِ حال قُربِ الٰہی کے حوالے سے ہے وہ یوں کہ جس کو قربِ الٰہی ہو گیا اور وہ بندہ اپنے اللہ کو چھوڑ کر صرف قرب ہی کو دیکھنا شروع کر دے اور اسی پر اترانے لگے تو وہ بھی فریب کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایسا قرب اپنی اصل میں دوری کی علامت ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ جو بندہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس پر وہ گمان بھی کرے کہ میں اللہ کے ذکر میں مستغرق ہوں، یہی نہیں بلکہ اس عمل پر فخر و تکبّر کرنے لگے تو ایسا شخص بھی خسارے میں ہوتا ہے اس کا ذکر قرب کی بجائے باعثِ نسیان بنتا ہے۔

بلعم بن باعور بھی ایک دور میں اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب تھا۔ اس پر اللہ کی عنایات تھیں لیکن پھر وہ انھی انوار و عنایات کے فریب میں آ گیا اور راندۂ درگاہِ الٰہی ہو گیا۔ اسی طرح قارون پر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے حساب فراوانی تھی لیکن وہ فخر و تکبّر کا شکار ہو گیا اور اس طرح علمِ الٰہی میں زیرِ عتاب و عذاب آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمتوں سے محروم کر کے تہی دامان

Marfat.com

کر دیا لیکن اس نے اپنی اس حالت پر کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔

ان کے ساتھ ساتھ کئی اور لوگ بھی تھے کہ جو اپنے اچھے اور بہتر اوقات میں فریب اور سراب کا شکار ہو گئے انھیں دنیاوی حجابات نے گھیر لیا لیکن جب انھیں احساس ہوا تو وہ زیاں میں تھے لیکن اللہ کے محبوب کی مصیبت اور بلا اس کے اللہ کی جانب سے ہوتی ہے۔ وہ اس بلا سے پریشان نہیں ہوتا بلکہ وہ عالی ہمّت رہتا ہے اس لیے اللہ کے بندے کہ جنھیں معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے وہ اس پر اتراتے نہیں۔ اس قرب و نعمت سے وہ تکبّر اور تفاخر کا شکار نہیں ہوتے اسی طرح وہ لوگ عبادات اور صدقات کے خوگر ہیں وہ بھی دکھاوے سے کام نہیں لیتے کسی زعم کے حوالے سے فریب کا شکار نہیں ہوتے لیکن چھوٹے ظرف کے لوگ اتراجاتے ہیں اور خود پسندی اور اپنی تعریف کرنے پر ہلاکت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

حکایت حضرت خواجہ ضیاء الدین بخشی ساتویں صدی ہجری میں ہندوستان کے مشہور اور اکابر اولیاء سے ہوئے ہیں۔ ایک روز انسان کی سرکشی اور تکبّر کے متعلق آپ وعظ فرما رہے تھے کہ آپ سے ایک عقیدت مند نے سوال کیا: حضرت یوں تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بہتیری مخلوق آباد ہے مگر آپ ہمیں اس میں سے سرکش و منکر مخلوق کے بارے میں کچھ بتائیں۔

حضرت خواجہ صاحب نے جواب دیا "صدیاں گزریں اس نوع کا سوال ایران کے بادشاہ نوشیرواں نے اپنے وزیر بزرجمہر سے کیا تھا۔ وزیر نے بادشاہ سے پوچھا:

"کیا تو بتا سکتا ہے کہ دنیا میں کون سا جانور سب سے زیادہ سرکش اور مغرور ہے؟"

وزیر بزرجمہر نے جواب دیا "انسان"۔

نوشیرواں نے کہا "کیا انسان جانور ہے؟"

وزیر نے عرض کیا حضور انسان بھی جانور ہے اور جانوروں کی دو اقسام ہوتی ہیں ایک تو حیوانِ مطلق اور دوسری حیوانِ ناطق کہلاتی ہے"۔

انسان حیوان ناطق ہے جو بول سکتا ہے بات کر سکتا ہے اللہ نے اس کو علم و عقل سے

Marfat.com

نوازا ہے اور دوسرے حیوان یہ چوپائے وغیرہ ہیں جو حیوان مطلق ہیں۔ جو قوت ممیزّ سے محروم ہوتے ہیں اور باتیں نہیں کر سکتے۔"

بادشاہ کو وزیر کی باتیں پسند نہ آئیں اور اس نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا "اپنے اس بیان کی صداقت کی وضاحت کرو"۔

وزیر ڈر گیا لیکن اس نے تفصیل سے اپنے جواب کی وضاحت کرنا شروع کی۔

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنے ہی طریقوں سے راہِ مستقیم کی ہدایت کی ہے، کبھی جنت کا وعدہ کر کے انبیاء بھیج کر ہدایت دی۔ آسمانی کتابوں سے انسان کو سیدھا راستہ دکھایا مگر انسان پر ان سب چیزوں کا اثر بہت کم ہوا اور ازل سے لے کر آج تک انسان کے غرور اور سرکشی میں فرق نہیں آیا"۔ وزیر کی اس دلیل سے نوشیرواں مطمئن ہو گیا۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ ضیاء الدّین بخشی کے چند مریدوں نے ایک درویش کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ درویش چالیس سال تک ریاضت و عبادت میں مگن رہا اس کو اپنی چہل سالہ عبادت پر بڑا ناز تھا اور اس کے پاس جب بھی کوئی عقیدتمند ملنے کے لیے جاتا وہ بڑے تفاخر سے اسے اپنی ریاضت کی باتیں سناتا کہ اس نے کڑکڑاتی سردی میں نہہ بند باندھ کر خدا کی عبادت کی اور اپنی زندگانی کا سکھ چین یادِ الٰہی پر قربان کر دیا۔

خواجہ صاحب نے یہ باتیں سنیں تو نہایت افسوس سے فرمایا: "مجھے ڈر ہے کہ اس تکبّر اور خودنمائی کی بنا پر یہ درویش اپنا حاصل کیا ہوا مقام کہیں کھو نہ بیٹھے"۔

ایک روز مذکورہ بالا درویش چلتا پھرتا حضرت خواجہ بخشی رح کی خانقاہ کی طرف آ گیا اور خانقاہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک خادم سے کہا:۔

"خواجہ ضیاء الدین بخشی کو کہو کہ آپ کو وہ درویش ملنے کے لیے آیا ہے جس نے چالیس سال عبادت و ریاضت میں گزارے ہیں"۔

خواجہ صاحب نے اپنے مرید سے کہا "اس سے کہو کہ اللہ کے لیے اب مزید اپنے شب و روز

ضائع نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان جتلانے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

درویش نے یہ بات سنی تو اس کے دل پر بڑا اثر ہوا وہ خواجہ صاحب کی خدمت میں جا پہنچا خواجہ صاحب نے اس کو ایک واقعہ سنایا جس کی توضیح سے اس کی دنیا روشن ہو گئی۔

بشر حافی دنیائے تصوّف کے ایک بہت بڑے صوفی تھے۔ ان کو حافی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ ننگے پاؤں پھرا کرتے تھے۔ حافی ننگے پاؤں رہنے والے کو کہا جاتا ہے۔ وہ ایک روز خواجہ حسن بصری کے گھر گئے۔ خواجہ حسن بصری اس وقت گھر میں موجود نہ تھے۔ دروازہ کھٹکھٹانے کے جواب میں آپ کی بیٹی دروازے کے قریب آئی اور پوچھا:

"کون ہے جو میرے باپ کی عدم موجودگی میں آیا ہے؟"

بشر حافی نے فخریہ انداز میں کہا "بیٹی! میں بشر حافی ہوں بغداد میں ننگے پاؤں پھرنے والا"

اندر سے لڑکی نے جواب دیا: "اے بزرگ محترم! آپ بخدا بغداد چلے جائیں اور وہاں سے جوتے خرید کر پہن لیں، اس کے بعد یہاں آئیں ہم آئندہ آپ کی یہ بات نہیں سنیں گے"۔

بشر حافی شرمندہ ہوئے اور واپس چلے گئے۔

چہل سالہ ریاضت کرنے والے درویش نے یہ واقعہ سنا تو وہ بھی سخت شرمندہ ہوا اور حضرت خواجہ بخشی کے سامنے توبہ کی کہ وہ آئندہ اپنی بڑائی نہیں بیان کرے گا اور نہ ہی کوئی ایسی بات کرے گا جس سے کبر و نخوت کی بُو آتی ہو۔

Marfat.com

باب ۱۴

عجب یعنی خود پسندی

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمال اور خوبی پیدا کر رکھی ہے کوئی علم میں بڑا صاحب کمال ہوتا ہے تو کوئی عمل میں بڑا صاحب عظمت ہوتا ہے۔ مگر جب کوئی اپنی خوبی یا کمال کو خود اس حد تک پسند کرے گا کہ اس کے مقابلے میں اسے کسی دوسرے کی خوبی اچھی نظر نہ آئے تو وہ عجب کہلائے ہے عجب کا مطلب اپنے آپ پر اتنا فریفتہ ہونا ہے کہ اسے اپنے سوا ہر چیز حقیر اور پست نظر آنے لگے اور اپنی خوبیوں ہی کو سب سے زیادہ اچھا تصور کرے تو یہ خود پسندی ہی کہلائے گا۔ عجب ہی سے نفس میں خود نمائی کا جذبہ بڑھتا ہے جو بعد میں تکبر بن جاتا ہے۔

عجب یعنی خود پسندی اخلاق ذمیمہ میں سے ہے اس کا جنم انسانی دل میں ہوتا ہے اور شیطان اسے پیدا کرنے میں پیش پیش ہوتا ہے۔ اس لیے اہلِ تصوّف کے لیے اپنے دل کو عجب سے پاکیزہ رکھنا ضروری ہے عجب میں چونکہ اظہار اور غرور کا مادہ شامل ہو جاتا ہے جو حصولِ معرفت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اس کے علاوہ نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق اور تائید ختم ہو جاتی ہے۔ پس جونہی انسان سے توفیقِ الٰہی اور تائیدِ خداوندی کا ہاتھ اٹھتا ہے تو وہ بربادی میں مبتلا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو آخر کار انسان کے ذلیل و خوار انجام کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے عجب کے بارے میں فرمایا ہے کہ بندہ یہ ذکر و اظہار کرے کہ عملِ صالح کی فضیلت و بزرگی فلاں شے سے یا مخلوق یا نفس سے ہوئی ہے۔ نہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا حصول ہوا ہے۔ علماء کرام کا بیان ہے کہ بعض اوقات عجب میں مبتلا انسان تینوں چیزوں کا ذکر

کرتا ہے۔ بعض اوقات دو کا ذکر کرتا ہے اور بعض اوقات صرف ایک کا ذکر کرتا ہے اور عجب کی ضد احسان اور منت ہے احسان و منّت سے یہ مراد ہے کہ انسان یہ ظاہر کرے کہ یہ سب بزرگی و فضیلت خداوند تعالیٰ سبحانہٗ کی تائید و توفیق سے ہے اور مجھے یہ حاصل شدہ شرف و بزرگی اور مرتبہ و مقام عطا کرنے والا رب تعالیٰ ہے۔ عجب کے اسباب و علامات کے ظہور کے وقت خدا تعالیٰ کے احسان کا ذکر کرنا فرض ہو جاتا ہے اور عام اوقات و حالات میں اس احسانِ خداوندی کا تذکرہ مستحب و بہتر ہے۔

عجب کے معاملہ میں لوگ تین قسم کے ہیں؛ ایک وہ ہیں جو ہر حال میں عجب و خودستائی کا شکار ہیں اور یہ معتزلہ اور قدریہ کا گروہ ہے جو اپنے افعال کا خود اپنے آپ کو خالق جانتا ہے اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے اوپر کوئی احسان تسلیم نہیں کرتا اور اس کی مدد و نصرت اور توفیق اور لطف خاص کا منکر ہے اور یہ خرابی انھیں اس شبہ کی بنا پر لاحق ہوتی ہے جس نے ان کو متاثر کیا ہوا ہے۔

دوسرا گروہ وہ مستقیم الحال کاملین ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے احسان کو ہی یاد کرتے ہیں۔ ان کو اپنے کسی بھی عمل میں عجب لاحق نہیں ہوتا اور یہ اس بصیرت کے باعث ہے جو ان کو عطا ہوتی ہے اور اس تائید کی وجہ سے ہے جو انھی کے ساتھ خاص ہے۔

تیسرا گروہ عام اہل سنت و جماعت ہیں جو جب بیدار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ہی احسان مانتے ہیں اور جب ان پر غفلت طاری ہوتی ہے تو عجب اور خودستائی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ عارضی غفلت سستی اور بصیرت کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

عجب سے بچنے کی ترغیب

عجب سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ

بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمھاری مدد کی۔ حنین کے دن جب تمھاری کثرت نے

Marfat.com

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ	تم میں عجب پیدا کر دیا تو وہ تمھارے کچھ کام
تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ	نہ آیا زمین وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ
عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ	ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے
وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ (پ ۱۰ ۔ توبہ ۲۵)	

حنین کی لڑائی میں مسلمانوں کی تعداد کافروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی یہ دیکھ کر مسلمانوں میں عجب پیدا ہوا کہ آج کافروں میں ہمارا مقابلہ کرنے کی کہاں تاب ہے؟ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی یہ خود پسندی اچھی نہ لگی تو دورانِ جنگ شکست کے آثار پیدا ہو گئے۔ مگر مسلمانوں کو فوراً اپنی اس خود پسندی کا احساس ہوا تو ان کے دلوں میں عاجزی آگئی اور اللہ سے مدد طلب کرنے لگے تب اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوئی تو ان کے پاؤں جم گئے اور شکست فتح میں تبدیل ہو گئی اس لیے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے ترغیب دی گئی ہے کہ جہاد کے لیے جب بھی نکلو تو اللہ سے مدد مانگو اور اپنی مادی طاقت پر عجب نہ کرو۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں واضح کیا ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا	اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں
مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ	سے اتراتے ہوئے اور دکھلاتے ہوئے نکلے اور
النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ	اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ	کام کا احاطہ کیے ہوئے ہے
مُحِيْطٌ ۝	(پ ۱۰ ۔ انفال ۴۷)

یہ قریشِ مکہ کا عجب تھا کہ وہ غزوۂ بدر کے لیے بڑے فخر اور غرور کے ساتھ مکہ سے نکلے لہذا ایسا خود پسندی والا فعل کبھی نہ کرو۔ اہلِ مکہ کو دولت کی کثرت کا نشہ تھا انھیں اس بات پر گمان تھا کہ ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی کثرت ہے اس لیے فتح ان کی ہو گی لہذا حب قوم میں ضرورت سے زیادہ خوشحالی یادِ الٰہی سے غافل کرتی ہے جہاں غفلت آتی ہے وہاں اللہ کی رحمت

دور ہو جاتی ہے ۔ آخر کار وہی گھمنڈ اور خود نمائی بربادی کا پیش خیمہ بنتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں میں سے بہت سے لوگوں کو اسی برائی کی بناء پر ہلاک کر دیا ۔ کیوں کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

اور کتنی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا جو اپنی معیشت کی وجہ سے عجب میں مبتلا ہو گئی تھیں تو یہ ان کے مکانات ہیں ان کے بعد ان میں رہائش نہیں ہو سکی مگر بہت کم اور ہم وارث ہیں

(پ ۲۰ ۔ قصص ۵۸)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے عجب اور خود بینی کا یوں ذکر کیا ہے کہ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

فرما دیجیے کہ اے یہودیو! اگر تمھیں یہ گمان ہے کہ تم ہی صرف اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو پھر اگر تم سچے ہو تو موت کی خواہش کر کے دکھاؤ ۔ (پ ۲۸ ۔ جمعہ ۶)

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے ان تمام احکامات سے یہ واضح ہوا کہ عجب یعنی خود نمائی ایک فریب ہے جس میں انسان خود ہی اپنے آپ کو مبتلا کر لیتا ہے اور بعد میں دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کے انجام سے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ عجب کو ترک کر دو اور یادِ الٰہی سے اپنا دل آباد کر لو ۔

احادیثِ عجب

خود بینی بُری بلا ہے

زواجر میں دیلمی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "خود بینی ایسی بُری بلا ہے

کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں ۔ (دیلمی)

عجب میں مبتلا ہونے کا خطرہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو بھی مجھ کو ایک گناہ کا خطرہ یقینی ہے کہ اس میں مبتلا ہو جاؤ گے اور وہ عجب یعنی خود بینی ہے (بزار)

انسان کو ہلاک کرنیوالی تین چیزیں

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں، یعنی موردِ عذاب ہیں (۱) بخل کی پیروی (۲) ہوائے نفس کا اتباع (۳) خود بینی و خود رائی ۔ (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ اپنی رائے کو اور اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھنا ۔

گراں گزرنے والی بات

ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا: عضباء پیچھے نہیں رہا کرتی تھی ۔ پس ایک اعرابی اپنے کمسن اونٹ پر آیا اور اس نے شرط لگائی تو اعرابی آگے نکل گیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر یہ بات گراں گزری تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جس چیز کو اٹھاتا ہے تو اسے گراتا بھی ہے ۔ (ابوداؤد)

قانونِ فطرت

نفیلی، زہیر، حمید نے حضرت انسؓ سے اس واقعہ کو روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ دنیا میں کسی چیز کو نہیں اٹھاتا مگر اسے گراتا بھی ہے ۔ (ابوداؤد)

احوال و حکایات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کہ ہمیشہ عجب یعنی خود پسندی سے بچو، راہِ حق پر چلو، خود پسندی

Marfat.com

بندوں کے کمال اور صلاحیتوں کو تباہ کر دیتی ہے

حضرت عمرؓ کا فرمان

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ تیری توبہ کی خوبی یہ ہے کہ اپنے گناہ کو خوب پہچانے اور تیرے عمل کا کمال یہ ہے کہ خودپسندی چھوڑ دے اور تیرے شکر کا حسن یہ ہے کہ اپنی کوتاہی پیشِ نظر رہے۔

حضرت عثمانؓ غنی کا ارشاد

حضرت عثمان غنیؓ کا ارشاد ہے کہ دنیا کا ایک روپ عجب یعنی خودپسندی ہے جو اس سے بچا اسی نے اللہ کو پایا جو خودپسندی کے فریب میں مبتلا ہوا وہ اللہ سے دور ہوا۔

حضرت علیؓ کا قول

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جو غلطی تمھیں بارگاہِ خداوندی میں تکلیف دے وہ اس اچھے عمل سے بہتر ہے جو تمھیں خودپسند بنا دے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ خودپسندی سب سے بڑی وحشت ہے کیونکہ خودپسندی انسان کو بے شمار پریشانیوں میں مبتلا کرتی ہے اور آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔

دو چیزوں میں ہلاکت

حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ دو چیزوں میں نجات ہے اور دو چیزوں میں ہلاکت ہے۔ پہلی دو چیزیں تقویٰ اور حُسنِ نیّت ہیں اور دوسری دو مایوسی اور خودپسندی ہیں۔

عجب کا شبہ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو اگر خطبہ کے دوران عجب کا شبہ ہو جاتا تو وہیں بند کر دیتے۔ کسی تحریر کے دوران ایسا ہوتا تو اسے پھاڑ دیتے اور یہ دعا پڑھنے لگتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ۔

اے اللہ میں اپنے نفس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

عجب محسوس کی مذمّت

مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رات بھر سو کر صبح کو ندامت کی حالت میں اٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے

کہ شب بیدار ہوں اور صبح کو عجب محسوس کروں۔

حضرت مسروق کا قول

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ آدمی کے لیے یہی علم کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور آدمی کے لیے یہی جہالت کافی ہے کہ اپنے عمل پر عجب میں مبتلا ہے۔

عجب اور خود پسندی سے بچو

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جب چلتا تو بادل اس پر سایہ کرتا۔ ایک دفعہ ایک اور آدمی بھی اس کے سایہ میں چلنے لگا تو یہ دل میں پھولنے لگا کہ اس جیسے لوگ میرے سایے میں چلتے ہیں۔ جب چلتے چلتے الگ ہونے لگے تو سایہ اس دوسرے شخص کے ساتھ ہو گیا۔

اپنے نفس کو حقیر جاننا

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جو ستر برس تک اللہ کی عبادت میں لگا رہا۔ ہفتہ سے ہفتہ تک افطار کیا کرتا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے کسی ضرورت کے لیے دُعا مانگی جو پوری نہ ہوئی اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو تیری ضرورت پوری ہو جاتی بس یہ سب تیری نحوست ہے۔ اسی وقت ایک فرشتہ آ کر کہنے لگا اے انسان تیری وہ گھڑی جس میں تو نے اپنے نفس کو حقیر جانا ہے تیری گزشتہ تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

اپنے نفس کو پہچاننا

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے دنیا سے کنارہ کشی کر لی اور کسی گوشہ تنہائی میں مصروفِ عبادت ہو گیا اس کے قبیلے کے دو بڑے آدمی اس کے پاس آئے کہ اسے واپس گھر لے چلیں اور کہنے لگے کہ نوجوان تو نے بہت کٹھن کام اختیار کیا ہے جو تو نبھا نہیں سکے گا۔ نوجوان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کا کھڑے ہونا میرے اس قیام سے کہیں زیادہ سخت ہے وہ پھر فرمانے لگے کہ تیرے اقرباء ہیں ان میں رہ کر عبادت کرنا اس تنہائی کی عبادت سے بہتر ہو گا۔ نوجوان نے جواب دیا جب میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے گا تو میرے ہر رشتہ دار اور دوست کو مجھ سے راضی کر دے گا

Marfat.com

وہ پھر کہنے لگے کہ تو ابھی نوعمر اور ناتجربہ کار ہے اور ہم ان مجاہدوں سے خوب واقف ہیں۔ خطرہ ہے کہ تو عجب میں مبتلا ہو جائے۔ نوجوان کہنے لگا جو اپنے آپ کو پہچان گیا اسے عجب کوئی نقصان نہیں دیتا۔ بالآخر ایک ساتھی نے دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ چلنا چاہیے۔ نوجوان تو جنت کی بو پا چکا ہے اب ہماری بات نہیں مانے گا۔

عبادت کے ساتھ اللہ کا خوف

روایات میں ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام ساحلِ سمندر کی طرف نکل گئے اور ایک سال تک مصروفِ عبادت رہے۔ سال ختم ہوا تو عرض کرنے لگے یا اللہ میری کمر جھک گئی آنکھیں تھک گئیں اور آنسو خشک ہو گئے اور کچھ پتہ نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈک کو اس کا جواب دینے پر مامور فرمایا وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی ایک سال کی عبادت پر ہی ایسی باتیں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں تیس برس سے کہا یا ساٹھ برس سے اس کی حمد و ثناء میں مشغول ہوں۔ پھر اپنے رب کے خوف سے کانپتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام رونے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قبطی کے قتل کے بعد پیش آیا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ کی حواریوں کو نصیحت

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حواریین سے فرمایا: بہت سے چراغ ہیں جن کو ہوا نے بجھا دیا ہے اور بہت سے عابد ہیں جن کو عجب نے تباہ کر دیا۔ جب انسانی زندگی سے مقصود اور غرض و غایت عبادت و بندگی ہے اور یہ خصلت انسان کو اس مقصود سے محروم کر دیتی ہے کہ انسان کسی خیر کو حاصل نہیں کر سکتا اور کچھ تھوڑی بہت نیکی حاصل بھی کرے تو یہ عجب اس کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہتا تو بہت ضروری ہے کہ انسان اس سے بچے اور محفوظ رہے۔

خود پسندی ایک حجاب ہے

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ خود پسندی بھی ایک انسانی عذاب ہے اس سے آدمی مغرور ہو جاتا ہے

اور اس کا نفس موٹا ہوتا ہے۔ خود پسندی ایک بہت بڑا حجاب ہے جو بندے کو اللہ سے دور کر دیتا ہے۔ خود پسندی عرفانِ روح اور صدقِ روح کی بھی ضد ہے۔ اس خود پسندی کا دین جہالت ہے۔ حسرت و ندامت اس کے ثمرات اور معرفت سے دوری اس کا وصف ہے۔ اس خود پسندی میں جب لوگوں پر ایسی حقیقتِ حال واضح ہوتی ہے تو وہ حیران اور ششدر رہ جاتے ہیں۔

واقعہ عجب

بشر بن منصورؒ ایک دن نماز میں مشغول تھے اور لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے ایک شخص ان کی عبادت کو دیکھ دیکھ کر تعجب و حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ آپ نے سلام پھیر کر اس سے کہا کہ: اے جواں مرد! حیران کیوں ہوتے ہو؟ کیا ابلیس مدتِ دراز تک ایسی ہی عبادت میں مشغول نہ رہا تھا؟ اور پھر یہ بھی تجھے معلوم ہی ہوگا کہ اس کا انجام بالآخر کیا ہوا؟

خود پسندی کا نقصان

خود پسندی وہ بلا ہے کہ اس سے بہت سی آفات جنم لیا کرتی ہیں اور انھی میں سے ایک زبردست آفت خود پسندی کی ہوتی ہے اور اس میں مبتلا شخص کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر تصور کرتا ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر تصور کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے گناہ اسے یاد ہی نہیں ہوتے اور اگر کوئی یاد آ بھی جائے تو اس کے علاج کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا اور یہی سمجھے رہتا ہے کہ بس اس کی تو بخشش ہو چکی ہے، عبادات میں شکر گزاری اس کے نزدیک غیر ضروری سی چیز ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کا محتاج ہی نہیں خیال کرتا۔ نہ اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادات میں (جہاں صحیح ہونے کی صورت میں برکات ہیں وہاں غلط ہونے کی صورت میں) بڑی آفتیں بھی ہوتی ہیں۔ نہ وہ اس بات کا خواہش ہی ہوتا ہے کہ ان آفات سے آگاہی اسے حاصل ہو جائے کیونکہ اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی آفت سے نہ تو دوچار ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ پس وہ تو آفات سے بالکل محفوظ ہے۔ اس طرح خوفِ الٰہی اس کے دل میں باقی ہی نہیں رہتا اور وہ خود کو اس سے قطعی محفوظ تصور کرنے لگتا ہے بلکہ یوں سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر اس کا حق ہے (کہ وہ

Marfat.com

اسے ضرور بخشے گا) اسے یہ تک معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا عبادت گزار ہونا بھی (خدا پر اس کا احسان نہیں بلکہ اس پر خدا کا احسان اور) خاص کرم فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے حال پر کر رکھی ہے لیکن وہ اسے اپنا حق سمجھ کر الٹا اپنی تعریف کرتا ہے (کہ میری عبادت اس قدر بلند درجہ ہے کہ مجھے کوئی خطرہ ہی نہیں) اسے تزکیہ نفس کی فکر ہی نہیں ہوتی اور اس جہالت کے ساتھ ساتھ چونکہ خود پسندی کے طلسم میں گرفتار ہوتا ہے اس لیے کسی سے کچھ پوچھنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے اور اگر کوئی بات اس کی رائے کے خلاف ہو تو (خواہ درست ہی ہو) وہ اسے سننے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور کسی کی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ اور اس طرح (دوسروں کا کچھ بگڑے یا نہ بگڑے وہ خود ضرور) ناقص اور اس کا علم ناتمام رہ جاتا ہے (جو جہالت سے بھی بدتر چیز ہے)۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا الٰہی! تو نے بہت سی آفتیں مجھ پر نازل کیں۔ ہمیشہ میں تیری رضا پر راضی رہا اور کبھی بے قراری کا اظہار نہیں کیا اور تیری مراد کے مطابق اپنی خواہش ذرہ برابر میں نے اختیار نہیں کی۔ تب ابر کا ایک ٹکڑا آیا اور اس کے اندر سے ندا آئی کہ اس ایک آواز میں ہزاروں آوازیں ہیں کہ اے ایوب! تم یہ صبر کہاں سے لائے تھے؟ ایوب علیہ السلام سمجھ گئے اور سر پر خاک ڈالنے لگے کہ بارالٰہا! میرا صبر تیرے ہی فضل سے تھا میں نے جو کچھ کہا اس سے توبہ کرتا ہوں خداوند کریم کا ارشاد ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (اگر ہمارا فضل تم پر نہ ہوتا تو کوئی شخص خود کو پاک بھی نہ کر سکتا کبھی بھی۔ بے شک اللہ ہی اس کو پاک کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) اس بناء پر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے عمل کے زور سے نجاتِ آخرت حاصل نہیں کر سکتا۔ دریافت کیا گیا کہ کیا آپؐ کی ذاتِ گرامی بھی اس شامل ہے آپ نے فرمایا: ہاں مگر حق تعالیٰ کا فضل درکار ہے، اسی وجہ سے صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے کہ کاش ہم مٹی ہوتے یا خود پیدا ہی نہ ہوتے پس جو شخص اس بات کو سمجھ لے گا وہ غرور اور

خود پسندی نہیں کرے گا۔

حکایت منقول ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے کہا کہ بارِ الٰہا! میری اولاد میں سے ہر ایک فرد تمام رات نماز پڑھتا ہے اور دن میں ہر ایک روزہ رکھتا ہے تب وحی نازل ہوئی کہ اس کی توفیق میں نے ان کو دی ہے تب وہ ایسا کرتے ہیں، اب میں ایک لحظہ کے لیے تجھ کو تیری رائے پر چھوڑ دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی رائے پر چھوڑ دیا گیا اور ان سے ایسی بات ہوگئی کہ انھوں نے تمام عمر حسرت و پشیمانی میں بسر کی۔

وضاحت عجب حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتٰبِيَهْ (آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو) کی آیت تو سنا کرتا تھا مگر یہ پتہ نہ تھا کہ یہ بات کہنے والا کس سے کہے گا۔ حتیٰ کہ حضرت کعبؓ حضرت عمر کی خدمت میں آئے ہم بھی وہیں حاضر تھے۔ آپ نے حضرت کعب سے فرمایا: کہ کتاب اللہ کے مضمون سے ملتی جلتی کوئی بات سناؤ۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک وسیع میدان میں جمع فرمائیں گے۔ ایک پکارنے والا پکارے گا اور اس کی آواز سب کو سنائی دے گی اور کوئی آدمی نگاہ سے بھی اوجھل نہ ہو سکے گا۔ ہر طبقہ کو اس کے امام سمیت پکارا جائے گا (یعنی وہ عالم اور پیشوا جو انھیں ہدایت اور گمراہی کی تلقین کرتا رہا) چنانچہ ہدایت کے پیشوا کو اس کے پیروؤں سے پہلے بلایا جائے گا وہ آگے بڑھے گا تو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس کی برائیاں لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوں گی۔ ان کو صرف یہ خود ہی پڑھ سکے گا تاکہ اسے اپنے اعمال سے جنت میں جانے کا زعم نہ پیدا ہو اور اس کی نیکیاں اس قدر نمایاں ہوں گی کہ لوگ بھی پڑھیں گے اور کہیں گے کہ فلاں شخص کے لیے بشارت ہے کہ کس قدر اس کی بھلائیاں ظاہر ہو رہی ہیں اور وہ اپنی برائیاں پڑھ کر دل ہی دل میں کہہ رہا ہوگا کہ بس اب خیر نہیں حتیٰ کہ نامہ اعمال کے آخر میں لکھا ہوا پائے گا۔ کہ میں نے تجھے بخش دیا اور ایک نورانی تاج اسے پہنایا جائے گا جس کی شعاعیں پھیل رہی ہوں گی

Marfat.com

اور اسے کہا جائے گا کہ اپنے ساتھیوں کو جا کر خوشخبری سنا دو کہ تم سب کے ساتھ یہی معاملہ ہو گا یہ لوٹے گا تو اہلِ محشر اس کی طرف دیکھیں گے اور ہر ایک یہ کہے گا اے اللہ یہ ہمارے پاس ہی آجائے۔ اے اللہ اسے ہمارے پاس ہی بھیج دے۔ حتیٰ کہ یہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے گا اور کہے گا کہ آؤ ذرا میرا نامہ اعمال پڑھو۔ میری مغفرت ہو گئی ہے اور تمھیں بشارت ہو کہ تم سب کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہونے والا ہے لیکن اگر یہ شخص گمراہی کا امام ہے تو بلایا جائے گا کھڑا ہو گا تو نامہ اعمال دیا جائے گا یہ دائیں ہاتھ میں لینا چاہے گا مگر وہ طوق کی طرح گردن میں مل جائے گا تو بائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور بایاں ہاتھ بھی اس کی کمر کی طرف کر دیا جائے گا جسے پڑھنے کے لیے اسے گردن موڑنی پڑے گی وہ اپنی نیکیاں تو خود ہی پڑھ سکے گا تاکہ یہ نہ کہے کہ میری برائیاں تو لکھی گئی ہیں لیکن نیکیاں نہیں لکھی گئیں اور اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں عمل کیا تھا اس کا فلاں بدلہ تجھے مل گیا تھا۔ حتیٰ کہ نیکیوں کا حساب بے باق ہو جائے گا اور اس کی برائیاں خوب نمایاں ہوں گی جسے دوسرے لوگ بھی پڑھیں گے اور کہیں گے کہ فلاں شخص تو ہلاک ہو گیا۔ دیکھو اس کی کس قدر برائیاں ظاہر ہو رہی ہیں حتیٰ کہ صحیفہ کے آخر میں یہ لکھا ہوا پائے گا عذاب کا فیصلہ تیرے اوپر ثابت ہو چکا۔ یعنی تیرے عذاب لازم ہے اس کے بعد اس کا چہرہ سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح کالا ہو جائے گا اور آگ کا ایک تاج اسے پہنایا جائے گا جس کا دھواں دوزخ تک پھیل رہا ہو گا پھر اسے کہا جائے گا کہ اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ اور انھیں یہ خوشخبری سنا دو کہ ان سب کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہونے والا ہے یہ لوٹے گا تو اہلِ محشر اسے دیکھیں گے تو ہر ایک یہی کہے گا یا اللہ اسے ہمارا ساتھی نہ بنائیو اے اللہ اسے ہمارے پاس نہ لائیو جس جماعت کے پاس سے بھی گزرے گا سب اس پر لعنت کریں گے، اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے گا تو وہ بھی لعنت کریں گے اور اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور یہ بھی ان پر لعنت کرے گا۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے :۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ — قیامت میں تم میں ایک دوسرے کا مخالف

Marfat.com

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ہ

ہوجائے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔

اور یہ شخص ان سے کہے گا تمھیں بشارت ہو کہ تم سب کے ساتھ بھی یہی کچھ ہونے والا ہے

حکایت ابوالحسن کوشیار ایران کا مشہور ستارہ شناس (منجم) تھا۔ شیخ ابوعلی سینا جیسے سرآمد روزگار بزرگ نے بھی اس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا۔ ایک دفعہ کوشیار کے پاس ایک ایسا طالب علم آیا جو سخت خودپسند تھا۔ اس طالب علم کو علمِ نجوم سے تھوڑی بہت واقفیت ضرور تھی لیکن اتنی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو افلاطونِ زمانہ سمجھنے لگے۔ کوشیار اس خودپسندی اور تکبر کو تاڑ گیا اور اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مدتوں کوشیار کے حلقۂ درس میں شامل رہنے کے باوجود حقیقی علم وفن سے بے بہرہ رہا۔ جب وہاں سے رخصت ہونے لگا تو استاد نے فرمایا:۔

تو خود را گماں بردۂ پُر خرد
انائے کہ پُر شد گر چوں پرد
ز دعویٰ تہی آئی تا پُر شوی
تو از خود پری زاں تہی می روی

تو نے اپنے بارے میں خیال کیا کہ نہایت عقل مند ہے۔ ذرا سوچ کہ جو برتن پہلے ہی بھرا ہوا ہو اس کو مزید بھرنے کی گنجائش کہاں سے نکل سکتی ہے۔ دعویٰ سے خالی ہو کر آ۔ تاکہ کچھ حاصل کرے تیرے دماغ میں خودپسندی سمائی ہوئی ہے اسی لیے محروم جا رہا ہے۔

حکایت ایک بادشاہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا، تو اس نے ایک درویش کو اپنے تخت پر بٹھا دیا۔ لوگوں کو اس کی اطاعت کی وصیت کی اور خود راہی ملک عدم ہوا۔ درویش نے بادشاہ کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھے تو اس کو ارد گرد کے علاقوں پر بھی قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چنانچہ اس نے ہوسِ ملک گیری میں اطراف پر حملے

شروع کر دیے۔ ان اطراف کے حاکموں نے سمجھ لیا کہ ہم منتشر رہے تو کسی کی خیر نہیں۔ چنانچہ سب متحد ہو کر مقابلے کے لیے نکلے اور اس کو محاصرے میں لے کر تیروں اور پتھروں کی ایسی بارش کی کہ وہ گھبرا گیا اور ایک خدا رسیدہ بزرگ کو پیغام بھیجا کہ میں دشمنوں کے ہاتھوں سخت عاجز آگیا ہوں۔ خدارا میرے لیے دعا کیجیے۔ بزرگ کو اس کا پیغام ملا تو انھوں نے ہنس کر فرمایا: ؎

چرا نیم نانے بجوزد و نخیف

اس نے آدھی روٹی کیوں نہ کھائی اور کیوں نہ سو رہا۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک درویش حضرت سید مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا دل ایسا ذاکر تھا کہ اس کے قریب بیٹھنے والا بھی سن لیتا تھا اور بالخصوص جب وہ سو جاتا تھا تو دور سے سنائی دیتا تھا اور وہ کئی مشائخ سے خلافت حاصل کر چکا تھا اور آپ سے بھی اسے یہی توقع تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص صاحبِ استعداد ہے لیکن ذکر کے غلبے اور مشائخ کی خلافت نے اسے غرور اور خود پسندی میں مبتلا کر دیا ہے اور اسی وجہ سے اس کی ترقی مسدود ہو گئی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی کیفیت سلب کر لی جائے چنانچہ دو روز نہ گزرے ہوں گے کہ اس کی یہ کیفیت سلب کر دی گئی وہ حیران ہو گیا، روتا تھا اور اس کی آنکھوں سے حسرت ٹپکتی تھی۔ آپ نے چند دنوں تک اس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور اس طرح اس کا غرور اور خود پسندی دور ہو گئی۔ اس کے بعد اس کو آپ نے خلوت میں طلب فرما کر معاملات اور مقامات سے نوازا کہ اس کا پہلا ذکر ان معاملات کے مقابلے میں پہلی سیڑھی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہ اپنی پہلی حالت کے نقص کا معترف ہوا۔

حکایت نقل ہے کہ شداد کو خدا نے مسندِ حکومت تک پہنچایا اور حضرت ہودؑ نے اس سے ایمان لانے کو کہا تو وہ بولا تمھارا دین قبول کروں گا تو کیا فائدہ ہو گا؟ حضرت ہود نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض میں بہشتِ جاودانی عطا کرے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کرے گا۔ خود پسندی سے شداد بولا اس جہان میں

Marfat.com

بہشت بناؤں گا اور دن رات وہاں عیش مناؤں گا۔ خودی اور خود پسندی میں ایسا مبتلا ہوا کہ مرنے جینے کو بھول گیا اور خالق و مخلوق کا تعلق بھی سلطنت کے نشے میں بھول گیا اور خدائی دعوٰی کرنے لگا۔ پھر شداد نے بہشت بنانے کا عزم کیا اور اپنے باجگذاروں کے پاس قاصد بھیجے، اور انھوں نے بموجب حکم کے سونا چاندی جواہرات مشک، عنبر اور مروارید بھیجے، بعد حاصل کرنے سب اسباب کے ایک جگہ دل کشا مقرر کی اور روئے زمین کے استاد چابک دست معمار طلب کیے اور عمارت محکم اساس کی بنیاد ڈالی۔ طول و طویل جس کی خبر قرآن میں ہے لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ دیوار اس کی سونے اور چاندی کی اور چھت اس کی سونے کے شہتیروں سے مرصّع اور ستون بلور سے اور اس کی نہروں میں سنگریزوں کی جگہ موتی انمول بچھوائے اور اس کے درختوں کو مجوف یعنی کھوکھلا کر کے مشک عنبر سے بھروائے جس وقت ہوائے خوش ان درختوں سے چلتی تھی تو اس طرف کے رہنے والوں کے دماغ معطر کرتی تھی۔ اس کی زمین پر بعوض خاک کے عنبر بچھوایا اور بارہ ہزار کنگوروں کو زرِ سرخ سے ترتیب دے کر مرصّع کیا اور معشوقانِ دلکش اور ماہ وش کو ملک ملک سے تلاش کر کے وہاں مقیم کیا اور ان غیرت حور اور رشک پری کو ایک جا کیا اور تاریخ والوں نے لکھا ہے کہ پانچسو برس کے عرصہ میں وہ مکان دلکش تمام ہوا اور تمام عالم کے جواہرات صرف کیے جب اس کا انصرام ہوا تب اس کی تیاری کی خبر شدّاد کو پہنچی کہ وہ قصر رشکِ بہشت اپنی مراد کو پہنچا۔ شداد نامراد نے بہت سی فوج لے کر ایک فرسنگ پر آ کر مقام کیا اور اس کے دیکھنے کے واسطے بہت اہتمام کیا۔ اس منزل میں ایک ہرن اس کی نظر پڑا کہ پاؤں اس کے چاندی کے اور سینگ سونے کے اور آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ شداد اس کی زیبائش دیکھ کر حیران ہوا اور اکیلا گھوڑا دوڑا کر اس کے پیچھے رواں ہوا۔ جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار مہیب نمودار ہوا اور شدّاد سے کہا کہ اس عمارت بنانے سے تجھ کو امان ہوگی یا اس کے رہنے سے تجھ کو عیش جاودانی ہوگی؟ شدّاد کانپ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ بولا کہ میں ملک الموت ہوں۔ شداد نے نہایت زاری و بے قراری سے کہا مجھ کو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اس کے میری جان لے۔

Marfat.com

ملک الموت نے کہا حکم رب الارباب نہیں اور ایک آن مہلت دینے کی مجھ کو تاب نہیں اسی وقت اس کی جان ناپاک ملک الموت نے نکالی اور اس کے بدن کو روح سے خالی کیا۔

نوار یخ کی کتاب میں ایک نقل لکھی ہے کہ جناب الٰہی نے ایک دن عزرائیل سے پوچھا کہ تو ایک مدتوں سے قبضِ ارواح میں مشغول ہے اور ابتدائے آفرینش سے تیرا یہی معمول ہے کبھی تو نے کسی پر رحم کیا ہے؟ بولا خداوند! میں تو سب پر ہی رحم کرتا ہوں لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم جانتا ہوں لیکن ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک کشتی جو دریا میں رواں تھی۔ موجِ دریا سے وہ کشتی پاش پاش ہو کر غرق ہو گئی اور ایک عورت حاملہ تختہ پر بیٹھی رہ گئی اور اسی حالت میں ایک بچہ اس کے ہوا اور وہ بہتا ہوا ایک جزیرہ میں پہنچا تو مجھ کو حکم ملا اس کی ماں کی جان نکال لو اور اس لڑکے کو رہنے دو۔ اس وقت میں رویا کہ اس لڑکے کا کیا حال ہوگا۔ دوسرے شداد پر مجھے رحم آیا کہ اس نے پانچسو برس میں ایک عمارت بنوائی اور وہ ایک منظر دیکھنے سے بھی محروم رہا۔ اللہ کا حکم آیا کہ یہ شداد وہی لڑکا ہے جس پر تو نے رحم کھایا تھا۔ میں نے اس کی ماں کے مرنے کے بعد دریا سے ساحل پر پہنچایا اور لوگوں کو اس پر مہربان کیا اور بتدریج سلطنت پر پہنچایا۔ اس کی نعمت کے شکریہ پر دعوٰی خدائی کیا۔ اس سبب سے ہمارے قہر میں مبتلا ہوا نتیجہ خود پسندی کا اس نے پایا۔ نعوذ باللہ

خود پسندی کا علاج

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ عجب و خود پسندی کی بیماری کا سبب جہل محض ہے۔ پس جو شخص شب و روز علم و عبادت میں مشغول رہے تو ہم اس سے دریافت کریں گے کہ آیا یہ خود پسندی اس وجہ سے ہے کہ یہ عمل تجھ سے سرزد ہوا یا تیری خود پسندی اور عجب۔ اس کا موجب یہ ہے کہ تو اس کا موجد ہے اور تیری قوت سے یہ بات (عبادت ظہور میں آئی تو پہلی صورت میں کہ اس سے ظہور ہوا یا وہ اس کا مظہر ہے خود پسندی و عجب مناسب و سزاوار نہیں ہے کیونکہ وہ دوسرے کے بس میں ہے (دوسرے نے چاہا تو اس نے عبادت کی) اور اس کام میں اس کا کچھ اختیار نہیں ہے اور اگر تم کہو گے کہ میں اس کا

Marfat.com

فاعل (موجد) ہوں، میری قدرت اور قوت سے یہ ہوتا ہے تو اس وقت ہم جواب دیں گے، کہ یہ قوت و قدرت اور اعضاء و ارادہ جو اس عمل کا سبب بنے ہیں تم کہاں سے لائے ہو اور اگر تم کہو گے کہ یہ عمل میری خواہش سے ہوتا ہے تو ہم کہیں گے اس خواہش و رغبت کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تمھارے اندر اس کو رکھا اور تم پر اس کو مسلّط کیا۔ جس نے تم کو مجبور کر کے اس کام میں لگایا، کیونکہ رغبت ایک موکل کی طرح ہے جو اس پر مسلط اور نازل کر دیا گیا ہے اس کے خلاف وہ کچھ کر ہی نہیں سکتا پس رغبت کوئی اختیاری امر نہیں ہے بلکہ اس کو زور اور زبردستی سے ایک کام میں لگا دیا ہے۔

پس ہر ایک چیز خدا کی نعمت ہے اور تمھاری خود پسندی اور عجب کا باعث جہالت ہے کیونکہ کوئی شے تمھارے اختیار میں نہیں ہے بلکہ تم کو خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم پر تعجّب کرنا چاہیے کہ اس نے بہت سے بندوں کو عبادت سے غافل کر کے ناپسندیدہ کاموں میں مصروف کر دیا ہے اور اس نے محض اپنی عنایت اور لطف و کرم سے نیک کام کی رغبت عطا فرمائی اور موکل کو تمھارے اوپر مسلّط کر دیا جو تم کو کشاں کشاں بارگاہِ الٰہی کی طرف لے جاتا ہے مثلاً اگر کوئی بادشاہ اپنے غلاموں پر منظر کرے اور ان میں ایک غلام کو بغیر کسی سبب کے یا کسی ایسی خدمت کے عوض جو اس نے بہت پہلے انجام دی تھی تو اس غلام کو تو شاہی عنایت پر متعجب ہونا چاہیے کہ بغیر استحقاق کے خلعت عطا فرما دی۔ اس موقع پر اگر تم کہو کہ بادشاہ تو بڑا حکیم و دانش مند ہے جب تک اس نے استحقاق کی صفت میرے اندر نہیں دیکھی خلعت خاص عطا نہیں فرمائی تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اس استحقاق کی صفت کو تم کہاں سے لائے یہ بھی اسی بادشاہ حکیم و دانش مند کا عطیہ ہے پس غرور کا محل کسی طرح بھی نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر بادشاہ تم کو ایک گھوڑا عنایت فرمائے تو تم اس پر تعجب نہ کرو پھر وہ ایک غلام بھی عنایت فرما دے تو تم تعجب سے یہ کہو کہ غلام اس نے مجھ کو اس واسطے دیا ہے کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور دوسروں کے پاس نہ تھا۔ جب گھوڑا بھی اسی کی عنایت سے ملا ہے تو تعجب کا مقام نہیں بلکہ یوں سمجھنا چاہیے۔

کہ گھوڑا اور غلام ایک ساتھ ہی تجھ کو عنایت فرمایا ہے اسی طرح اگر تم کہو کہ خدا نے مجھے عبادت کی توفیق اس لیے دی ہے کہ میں بھی اس سے محبت رکھتا تھا تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ اپنی یہ محبت اور دوستی تمھارے دل میں کس نے ڈالی، اس کے جواب میں اگر تم یہ کہو کہ میں نے اس وجہ سے اس سے محبت کی کہ اسنے پہچانا اور اس کے حسن و جمال کو معلوم کیا۔ تو ہم پھر یہ سوال کریں گے کہ یہ معرفت اور عشق تم کو کس نے دیا۔ پس جب سب چیزیں اس کی عطا کردہ ہیں تو چاہیے کہ اس کے فضل و کرم کا شکریہ ادا کرو کہ وہ تمھارا خالق ہے اس نے ایسی عجیب صفتیں قدرت اور ارادہ تمھارے اندر پیدا کیں اور تمھارا اس سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں اور ان تمام کاموں میں سے کوئی کام بھی تمھارے زور اور قوت سے نہیں ہوا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ تم قدرتِ الٰہی کے مظہر ہو۔

حضرت ابولیث ثمرقندی کا قول

فقیہہ حضرت ابولیث ثمرقندی کا قول ہے کہ جو شخص عجب کا علاج کرنا چاہتا ہے اسے چار چیزوں کا التزام کرنا چاہیے۔ ایک یہ کہ ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یقین کرے اس سے عجب کی بجائے شکر میں لگے گا۔ دوسری یہ کہ اپنے اوپر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان میں دھیان لگاتا رہے اس سے شکر میں مصروف رہے گا عمل میں پختگی آئے گی اور عجب سے محفوظ رہے گا تیسری یہ کہ ڈرتا رہے کہ کیا معلوم عمل قبول بھی ہوگا یا نہیں، قبول نہ ہونے کے خوف میں مشغول ہوگا تو خود پسندی میں مبتلا نہ ہوگا۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ اپنے گزشتہ گناہوں پر نظر ڈالتا رہے جب یہ خطرہ گردش کرتا رہے گا کہ کہیں گناہ نیکیوں پر غالب ہی نہ آجائیں تو عجب پیدا نہیں ہوگا بھلا ایسا آدمی اپنے عمل پر کیا ناز کر سکتا ہے جسے یہی پتہ نہیں کہ کل قیامت کے دن نامہ اعمال میں کیا ظاہر ہونیوالا ہے۔ پس خوشی اور مسرت تو نامہ اعمال پڑھنے کے بعد ہی ظاہر ہو سکتی ہے۔

خود فریبی کا انجام

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ آفات کے کئی رنگ اور کئی صورتیں ہیں۔ ان میں عبادت پر تفاخر اور غلط فہمی کا فریب بھی

آفات ہیں اور فریب ایک طرح کی ہلاکت ہوتا ہے۔ صدیقین کو جو کمترین ہلاکتِ قلب کے حوالے سے نقصان پہنچاتی ہے وہ خود فریبی ہے یہ خود فریبی بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ اس میں کئی آفات در آتی ہیں۔ یہ خود فریبی اصل فریبِ نفس ہے۔ فریبِ نفس میں سراسر زیاں ہے۔ اس میں لغزشیں اور کوتاہیاں آجاتی ہیں۔ پس اے لوگو! اپنے دلوں میں اللہ کا خوف پوری طرح سے بسا لو۔ اس لیے جو امر تم پر جب تک اللہ کی جانب سے وارد اور واضح نہ ہو اس کا چرچا نہ کرو اس میدان میں اگر سہو سے کام لیا جائے گا تو حالت ابلیس سے بھی بدتر ہو سکتی ہے کیونکہ ابلیس ملعون نے بھی فریب کھایا۔ اس نے اپنی تین لاکھ سال کی عبادت پر گمان کیا اور وہ اپنے آپ کو محفوظ و مامون سمجھنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تو اور ہی فیصلہ کر رکھا تھا۔ ابلیس پر علمِ الٰہی نے اپنا خاص اثر اس کی تفاخر بھری خواہش کے مطابق دکھایا تو وہ ابلیس اپنی طویل عبادات اور علوم کے باوجود گمراہی کا شکار ہوا۔ اس سے اللہ کی حفظ و امان بھی جاتی رہی اس کی عظمت اور عبادت کا تفاخر اس کی کچھ مدد نہ کر سکا۔

خود پسندی کا اثر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے۔ جس پر پانی غالب ہے اگر وہ لطیف ریاضت سے جمال کے دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے تو وہ مقصود حاصل نہیں کر سکتا اور جس پر خاک غالب ہو تو سختی کے وقت وہ نیک پایا جاتا ہے تاکہ کسی کام کے لائق ہو جائے۔

خود پسندی گناہ ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ہی کا قول ہے کہ اہلِ سلوک کے مذہب میں کسی پر تعجب کرنا بھی ایک گناہ ہے پھر فرمایا کہ گناہ سے بھی بدتر۔ کیونکہ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے اور طاعت سے ہزار مرتبہ۔ ۔۔۔ خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے۔

Marfat.com

باب ۱۵

غفلت

اللہ تعالیٰ کی یاد اور اطاعت سے لاپرواہ اور بے توجہ رہنا غفلت ہے۔ انسانی زندگی کا اصل مقصد تو اس کی عبادت ہے اور اس کی معرفت کا حصول ہے لہذا جو شخص اللہ کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتا اور اس سے بے خبر رہتا ہے وہ غافل ہے۔ راہِ طریقت اور معرفت میں غفلت بہت بڑی کوتاہی ہے جس کی وجہ سے طالبِ حق کو پہچاننے سے محروم رہتا ہے لہذا جو شخص اللہ سے دوستی کا طالب ہو اسے غفلت سے فوراً نکل کر راہِ معرفت پر گامزن ہو جانا چاہیے کیونکہ جو طالب اللہ کو پانے کے لیے کمربستہ نہیں ہوگا وہ اللہ کو کیسے پائے گا۔

غفلت مقصدِ حیات کی دشمن ہے غفلت لذت آشنائی کا حجاب ہے غفلت کمالِ شوق کی رکاوٹ ہے۔ غفلت آخرت کی سعادت حاصل کرنے سے محروم رکھتی ہے۔ غفلت انسان کی آنکھوں پر پردہ ڈالے رہتی ہے۔ غفلت نگاہِ عشق میں تڑپ پیدا ہونے نہیں دیتی۔ غفلت عقل کو بیداری سے روکے رکھتی ہے۔ غفلت چشمِ دل روشن نہیں ہونے دیتی۔ غفلت شیطان کا آلہ کار ہے جس سے وہ حضرت انسان کو توبہ کی طرف آنے نہیں دیتا کیونکہ توبہ سے غفلت کا سحر ٹوٹ جاتا ہے۔ غفلت بھلائی کی راہوں کو بند کیے رکھتی ہے۔ غفلت سستی پیدا کرتی ہے۔ غرضیکہ غفلت جہالت اور کوتاہی عمل کی بنیاد ہے اس لیے جو اللہ کا بندہ اس کے طلسم کو ختم نہیں کرے گا وہ کامیاب نہ ہوگا۔

غفلت نے حضرت انسان کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے رکھا ہے یہ غفلت ہی کا اثر ہے کہ غیر مسلم صاحبِ ایمان نہیں ہوتے۔ غفلت ہی عبادتِ الٰہی اور اللہ کے ذکر سے

بے خبر رکھتی ہے۔ غفلت ہی زہد و ریاضت سے دور رکھتی ہے۔ غفلت ہی بعض حضرات میں استقامت نماز پیدا ہونے نہیں دیتی۔ اس لیے اللہ کا بندہ بننے کے لیے غفلت سے بیدار ہو جا اور ہمہ وقت یادِ الٰہی کے لیے کمربستہ ہو جا۔ غفلت چھوٹے گی تو ظاہر و باطن میں ہر طرح سے آدابِ شریعت میں پابندی آئے گی اور جو شخص ظاہر و باطن میں ہر لحاظ سے شریعت کا پابند بنے گا اسے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعادت اور کامرانی حاصل ہو گی۔ چونکہ بندے کی زندگی کا اصل مقصد تو اللہ ہی کو پانا ہے اور جو غافل رہے گا وہ اس اصل مقصد کو کسی صورت میں نہیں پا سکے گا۔

بڑے بڑے طالبان ابتداء میں بڑی تیزی سے روحانیت کی منازل عبور کر جاتے ہیں مگر پھر غفلت کے چکر میں ایسے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اسی مقام پر ٹھہر جاتے ہیں اس لیے اس بات سے ہمیشہ باخبر رہو کہ جب بھی تم محسوس کرو کہ تم سلوک کی کسی منزل پر رک گئے ہو تو فوراً ہوش میں آؤ اور اس عمل کا کھوج لگاؤ کہ جس عمل کے ترک سے غفلت پیدا ہوئی ہے اور جو ترقی میں رکاوٹ کا سبب بنی ہے۔ اس عمل پر دوبارہ استقامت حاصل کرو اور اللہ کی عبادت و اطاعت جاری رکھو۔ انشاء اللہ اس طرح غفلت کا تدارک ہوتا رہے گا اور طالب آہستہ آہستہ منازلِ سلوک طے کرنے میں کامیاب ہوتا رہے گا۔

احکامِ الٰہی

ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ

ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ ہی کے لیے پیدا کیا ہے وہ دل رکھتے ہوئے بھی سمجھتے نہیں۔ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے بھی بصیرت سے

Marfat.com

لَا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ز وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (پ۹ - اعراف ۱۷۹)

دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔ وہی لوگ غافل ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ غافل لوگ عبادت اور اطاعت کی حقیقت کو نہیں سمجھتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو انھیں عقل دی ہے یا آنکھ کان دیے کہ وہ حق کو دیکھیں اور سنیں اور پھر راہِ راست پر آجائیں مگر اس کے باوجود وہ لوگ اللہ کی طرف نہ آتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو انھی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

اللہ کی نشانیوں سے غفلت

بصیرت سے کام نہ لینے والے اللہ کی نشانیوں سے بھی غافل ہیں۔ چونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ (پ۱۱ - یونس ۷-۸)

بے شک جن لوگوں کو ہم سے ملنے پر یقین نہیں اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور مطمئن ہیں یہی لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں ایسے لوگ اپنے اعمال کی بنا پر دوزخ میں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے انسان کے سامنے بہت سی نشانیاں یعنی دلائل پیش کیے ہیں تاکہ انھیں دیکھ کر انسان بصیرت سے کام لے اور اللہ کی عبادت سے غفلت نہ کرے مگر اس کے باوجود بہت سے لوگ جو ہیں اللہ کی عبادت سے غفلت کرتے ہیں اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انھیں جو کچھ دیا ہے اسی پر راضی ہیں اور اطمینان کر کے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ انھیں آخرت کی کچھ فکر نہیں اگر انھیں آخرت کی فکر ہوتی تو وہ غفلت کا شکار نہ ہوتے ایسے لوگ اپنی غفلت کے باعث دوزخ میں جائیں گے۔

Marfat.com

حساب کا وقت قریب ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ
وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝
مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ
رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ
وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝

∴ ∴

قیامت کا وقت قریب آرہا ہے اس کے باوجود انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے اور یادِ الٰہی کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تہہ دل سے اس بات پر یقین نہیں کر رہا کیونکہ اس نے اپنا دل دنیا کی ہنسی اور کھیل میں لگایا ہوا ہے۔ اس بنا پر وہ اطاعتِ الٰہی سے بالکل غافل ہے۔

غفلت کو چھوڑنے کے متعلق مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

لوگوں کے حساب کا وقت قریب ہے اس کے باوجود وہ غفلت میں پڑے ہوئے اعراض کر رہے ہیں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس بات کو نہیں سن رہے اور اسے کھیل ہی سمجھ رہے ہیں۔

(پ ۱۷۔ انبیاء ۱-۲)

اولاد اور مال باعثِ غفلت ہے

اولاد اور مال انسان کو اطاعتِ الٰہی سے غافل کرتا ہے چونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ
أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن
ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اے ایمان والو! تمھارا مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا وہی نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

(پ ۲۸۔ منافقون ۹)

یادِ الٰہی سے غافل ہونے میں سب سے پرکشش چیز مال اور اولاد ہے۔ اس لیے انسان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنی اولاد اور مال کے دھندے میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ بن۔ کیونکہ یہ سودا نقصان دہ ہے اس لیے غفلت کو چھوڑ کر یادِ الٰہی کی طرف راغب ہو جا۔

Marfat.com

غفلت اور غافلین سے بچو

غافل لوگوں کی صحبت انسان کو غفلت میں ڈال دیتی ہے اس لیے ان سے بچنے کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :۔

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (اور غافلوں سے نہ ہو) یعنی اللہ تعالیٰ سے غفلت اختیار نہ کرو (پ۹۔ اعراف ۲۰۵)

جو شخص ذکر اللہ سے منہ پھیرے، اللہ کی عبادت نہ کرے وہ دنیا میں پریشان رہے گا اور آخرت میں اندھا اٹھایا جائے گا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝

اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھایا جائے گا (پ۱۶۔ طٰہٰ ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ کی یہ بات بالکل برحق ہے کہ ہر شخص کے مشاہدے میں ہے کہ بے نمازی غافل اور بدکار افراد مالدار ہونے کے باوجود بات بات پر پریشان ہوتے رہتے ہیں یہ سب غفلت کی مار ہے، صرف گمراہ لوگ ہی ذکر اللہ سے محروم ہوتے ہیں۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں یوں فرمایا ہے :۔

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

سو جن لوگوں کے دل، اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے، ان کے لیے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (پ۲۳ زمر ۲۲)

غافل آدمی شیطان کا یار ہے اور یہ بہت بڑی بدبختی ہے اس سے بچنا ضروری ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :۔

Marfat.com

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے۔

(پ ۲۵۔ زخرف ۳۶)

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے مزید یوں واضح فرمایا ہے کہ :۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے پس انھیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہی شیطان کا گروہ ہے خبردار شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ (پ ۲۸۔ مجادلہ ۱۹)

عبادت اور اطاعت سے غافل کے بارے میں مزید فرمایا گیا ہے کہ :۔ جو شخص غافل ہے اور فرض عبادات بھی ادا نہیں کرتا وہ جہنمی ہے :۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝

پس آپ نصیحت کیجیے، اگر نصیحت فائدہ دے جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ جلد ہی سمجھ جائے گا اور اس سے بڑا بدنصیب الگ رہے گا جو سخت آگ میں داخل ہوگا پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جیتے گا (پ ۳۰۔ اعلیٰ ۹۔ تا ۱۲)

ان آیات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ غفلت بہت بری چیز ہے اور اسے ترک کر کے اطاعتِ الٰہی پر کاربند ہو جانا چاہیے۔

ترکِ غفلت کی ترغیب

ذکر سے غفلت نہ کرو | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: جو قوم بھی کسی جگہ بیٹھی اس (مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ تو وہ (مجلس) ان پر حسرت ہوگی، چاہے تو انھیں سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے (جامع ترمذی)

غفلت کی مثال

حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ذکر اللہ کرتا ہے اور جو ذکر اللہ نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردار کی ہے۔ (بخاری شریف)۔ یعنی ذکر اللہ کرنے والا زندوں کی طرح ہے اور غافل آدمی مردار کی طرح ہے۔

ذکرِ الٰہی سے غافل ہونیکی مذمّت

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی کسی مجلس سے اٹھے، جس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا ہوتا تو وہ گدھے کے مردار سے اٹھے اور یہ مجلس ان پر حسرت ہوگی۔ (ابوداؤد)

غفلت کا تدارک ایماندار کی رفاقت

حضرت ابو سعید رضؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا صرف ایماندار کی رفاقت اختیار کرو اور تیرا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھائے (ترمذی)

اچھا دوست

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے دیکھے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ (جامع ترمذی)

ذکرِ الٰہی سے غافلوں کی مثال

حضرت مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفلت کرنے والوں میں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بھاگنے والوں کا پیچھا کرنیوالا مجاہد اور غفلت کرنے والوں میں سے ذکر الٰہی کرنے والا ایسا ہی ہے جس طرح خشک درخت میں

Marfat.com

سبز شاخ ۔ ایک اور روایت میں اس طرح مروی ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسی کہ خشک درختوں میں سبز درخت اور اندھیرے گھروں میں روشن مکان اور اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کو زندگی ہی میں ان کا جنت میں مقام دکھا دیتا ہے اور ذکر الٰہی کرنے والوں کے گناہ اگر انسانوں اور جانوروں کے برابر بھی ہوں تو انھیں اللہ معاف کر دیتا ہے ۔ (رزین)

ترک جمعہ کی مذمت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: جمعہ کے ترک کرنے سے باز آجاؤ ورنہ تمھارے دلوں پر مہر کر دی جائے گی اور تم غافلین میں سے کر دیے جاؤ گے" (مسلم)

خسارے والا کام

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر نہ کرے اس کی یہ نشست اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے خسارے کا سبب ہو گی اور جو شخص بستر پر لیٹ کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ بھی اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خسارے کی جگہ ہو گی ۔

(ابوداؤد شریف)

انسان کو تنبیہ

حضرت ابن عباس رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ، کہ اللہ تعالیٰ جنابِ آدم کی ذریت سے عہد و میثاق وادیٔ نعمان یعنی میدان عرفات میں لیا تھا اور جنابِ آدم کی پشت سے پیدا ہونے والی تمام ذریت کو برآمد کر کے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا ۔ پھر سب کے سامنے سب سے دریافت فرمایا کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں ، سب نے کہا ہاں تیری وحدانیت کی شہادت دیتے ہیں ، رب نے فرمایا روز قیامت نہ کہنا کہ ہم غفلت میں تھے اور یہ بھی نہ کہنا کہ شرک تو ہمارے اسلاف نے کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے ۔ کیا اے رب تعالیٰ ! تو ہم کو باطل پرستوں کے عمل کی وجہ سے ہلاک فرمائے گا ۔ (احمد)

روز ازل کا وعدہ

حضرت ابی بن کعب رب تعالیٰ کے اس حکم کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس میں رب کریم فرماتا ہے (ترجمہ آیت) جب اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

بنی آدم کی پشتوں سے ان کی ذریّت کو نکالا ۔ راوی فرماتے ہیں ان سب کو جمع فرمایا اور انکو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ان کو صورت عطا کی نطق کی صلاحیت دی تو وہ بولے پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور ان کی جانوں کو ان پر گواہ بنا کر معلوم فرمایا کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں تب رب تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر ساتوں آسمان ساتوں زمینوں اور تمھارے والد جناب آدم کو گواہ بناتا ہوں کہ کل قیامت کے دن تم یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تھے اور نہیں جانتے تھے ۔ جان لو کہ میرے سوا نہ تو کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب ۔ لہذا میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ میں تم میں اپنے رسول بھیجوں گا جو میرا عہد و میثاق تمھیں یاد دلائیں گے اور میں تم میں (ہدایت کے لیے) کتاب نازل کروں گا ۔ تب ان سب نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں تو ہمارا رب اور ہمارا معبود ہے تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ کوئی تیرے سوا معبود ہے اس کے بعد جناب آدم کو بلند مقام پر لایا گیا جہاں سے انھوں نے اپنی ذریّت کو دیکھا ان میں غنی بھی تھے اور فقیر بھی، خوبصورت بھی تھے اور بدصورت بھی ۔ تب آدم علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے پوچھا خداوند تو نے سب کو ایک جیسا کیوں نہ بنایا ۔ رب تعالیٰ نے فرمایا میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے جناب آدم نے مجمع میں انبیاء کو دیکھا کہ وہ چراغوں کی مانند ہیں ۔ ان پر خاص قسم کی نورانیت چھائی ہے ۔ جس طرح عوام سے عہد لیا گیا اسی طرح انبیاء سے بھی عہد لیا گیا جس کی جانب اس آیت میں اشارہ ۔ ہے ۔ جب ہم نے انبیاء سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک عہد لیا جو کہ اس وقت تک ان ارواح میں موجود تھے اور انھیں حضرت مریم کی طرف بھیج دیا (احمد)

اقوال و آثار

عبادت میں عدم لطف کی وجہ

ایک شخص نے جناب حسن بصری رح سے کہا کہ تعجب ہے کہ میں عبادت میں لطف نہیں پاتا ۔ آپ نے جواب دیا شاید تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتا ۔ حق بندگی یہ ہے کہ اللہ کی

Marfat.com

رضا کے لیے تمام چیزوں کو چھوڑ دیا جائے۔

اللہ کی بندگی کرو

کسی شخص نے ابی یزیدؒ سے کہا کہ میں عبادت میں کیف و سرور نہیں پاتا؟ انھوں نے جواب دیا یہ اس لیے ہے کہ تو عبادت کی بندگی کرتا ہے، اللہ کی بندگی نہیں کرتا تو اللہ کی بندگی کر پھر دیکھ عبادت میں کیسا مزہ آتا ہے؟

ایک خواب

ایک نیک آدمی نے اپنے استاد کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ کے نزدیک سب سے بڑی حسرت کون سی ہے؟ استاد نے جواب دیا غفلت کی حسرت سب سے بڑی ہے۔

غفلت کی زندگی

ایک صالح آدمی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا پوچھا اے اباجان! آپ کیسے ہیں اور کیا حال ہے؟ باپ نے جواب دیا ہم نے زندگی غفلت میں گزاری اور غفلت ہی میں مر گئے۔

محبّت میں غفلت

روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصریؒ کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا اور فرمایا اے جھوٹے دعویدار! تو نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر مجھ سے غافل رہا۔ (شعر)

انت فی غفلة وقلبك ساهی ذهب العمر والذنوب کماهی

("تو غفلت میں ہے اور تیرا دل بھولنے والا ہے، عمر ختم ہو گئی اور گناہ ویسے کے ویسے ہی موجود ہیں")

ذاکر اور غافل

ذاکر اور غافل کی مثال یوں بیان کی گئی ہے کہ میدانِ جنگ میں سے ایک جماعت بھاگ کھڑی ہو اور ان میں سے ایک آدمی میدانِ جنگ میں ڈٹا رہے اور کافروں سے جہاد کرتا رہے تو لامحالہ وہ بھاگ جانے والوں سے افضل ہو گا لیکن اللہ کا ذکر کرنے والے کی شان اور فضیلت اس مجاہد سے بھی بڑھ کر ہے۔

Marfat.com

حضرت شفیق بلخی کا قول

عیون الاخبار میں ہے حضرت شفیق بلخی رح فرماتے ہیں لوگ تین باتیں محض زبانی کرتے ہیں مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں

۱۔ ایک یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں لیکن کام غلاموں جیسے نہیں کرتے بلکہ آزادوں کی طرح اپنی مرضی پر چلتے ہیں۔

۲۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن ان کے دل دنیا اور متاعِ دنیا جمع کیے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور یہ ان کے اقرار کے سراسر خلاف ہے۔

۳۔ یہ کہتے ہیں کہ آخر ہمیں مرجانا ہے مگر کام ایسے کرتے ہیں جیسے انھیں کبھی مرنا ہی نہیں۔

غفلت کا اثر

غفلت سے شرمندگی بڑھتی ہے اور نعمت زائل ہوتی ہے خدمت کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ حسد زیادہ ہوتا ہے اور ملامت و پشیمانی کی فراوانی ہوتی ہے۔

عزرائیل کا پیغام

زہر الریاض میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ملک الموت سے بھائی چارہ تھا۔ ایک دن ملک الموت حاضر ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا تم ملاقات کے لیے آئے ہو یا روح قبض کرنے کو؟ عزرائیل نے کہا صرف ملاقات کے لیے آیا ہوں آپ نے فرمایا مجھے ایک بات کہنی ہے۔ ملک الموت بولے کہیے کون سی بات ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جب میری موت قریب آجائے اور تم روح قبض کرنے کو آنے والے ہو تو مجھے پہلے سے آگاہ کر دینا۔ ملک الموت نے کہا بہتر! میں اپنی آمد سے پہلے آپ کے پاس دو تین قاصد بھیجوں گا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور ملک الموت روح قبض کرنے کو پہنچے تو آپ نے کہا تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ اپنی آمد سے پہلے میری طرف قاصد بھیجو گے۔ عزرائیل نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تھا۔ پہلے تو آپ کے سیاہ بال سفید ہوئے یہ پہلا قاصد تھا۔ پھر بدن کی چستی و توانائی ختم ہوئی یہ دوسرا قاصد تھا اور بعد میں آپ کا

بدن بھی جھک گیا یہ تیرا قاصد تھا، اے یعقوب! (علیہ السلام) ہر انسان کے پاس میرے بھی تین قاصد آتے ہیں۔ (شعر)

مضی الدھی والایام والذنب حاصل　　وجاء رسول الموت والقلب غافل

یعمک فی الدنیا غرور وحسرۃ　　وعیشک فی الدنیا محال و باطل

(زمانہ گزر گیا اور گناہوں کو چھوڑ گیا، موت کا قاصد آپہنچا اور دل (خدا سے) غافل ہی رہا)

(تیری دنیاوی نعمتیں دھوکہ اور فریب ہیں اور دنیا میں تیرا ہمیشہ رہنا محال اور کذب محض ہے)

غفلت کی موت

شیخ ابو علی دقاق رح کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے بیمار مردِ صالح کی عیادت کو گیا جن کا شمار مشائخ کبائر میں ہوتا تھا۔ میں نے ان کے گرد ان کے شاگردوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ شیخ ابو علی رح رو رہے تھے۔ میں نے کہا اے شیخ! کیا آپ دنیا پر رو رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا نہیں میں اپنی نمازوں کے قضا ہونے پر رو رہا ہوں میں نے کہا آپ تو عبادت گزار شخص تھے پھر نمازیں کس طرح قضا ہوئیں؟ انھوں نے فرمایا میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدہ سے غفلت میں سر اٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں پھر ایک آہ بھری اور یہ اشعار پڑھے۔

تفکرت فی حشری ویوم قیامتی　　واصبح خدی فی المقابر وسادیا

فریدا وحیدا البعد عنی ورفعۃ　　رھینا بجرمی والتراب وسادیا

تفکرت فی طول الحساب وعرضہ　　وخل مقامی حین اعطی کتابیا

ولکن رجائی فیک ربی وخالقی　　بانک تعفو یا الٰھی خطائیا

۱۔ میں نے اپنے حشر، قیامت کے دن اور قبر میں رہنے کے بارے میں سوچا

۲۔ جو عزت و وقار والے وجود کے ساتھ مٹی کا رہین ہوگا اور مٹی ہی اس کا تکیہ ہوگا

۳۔ میں نے یوم حساب کی طوالت کے بارے میں سوچا اور اس وقت کی رسوائی کا خیال کیا

Marfat.com

جب نامہ اعمال مجھے دیا جائے گا۔

۴۔ مگر اے رب ذوالجلال! میری امیدیں تیری رحمت کے ساتھ ہیں تو ہی میرا خالق اور میرے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

مرشدِ کامل کی بیعت وصحبت

میں کہتا ہوں کہ مرشدِ کامل کی بیعت اور صحبت طالبِ معرفت کو غفلت سے بیدار کر کے اطاعت کی راہ پر گامزن کرتی ہے لہذا جو شخص لوگوں کو غفلت سے بیدار کرنے کا اہل نہ ہو اسے بیعت لینا درست نہیں۔ ہمیشہ ایسے صوفی کی صحبت میں بیٹھنے کو ترجیح دی جائے جو تم سے علم اور تقویٰ میں زیادہ ہو کیونکہ ایسے صوفی کی صحبت سے غفلت دور ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر واسطی کا ارشاد

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر واسطی کا قول ہے "ذکر بھول جانے والوں سے ذکر یاد رکھنے والے زیادہ غافل ہوتے ہیں" اگر کوئی ذکر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حرج یہ ہے کہ ذکر یاد رہے اور خدا بھول جائے۔ ذکر مقصود ذکر سے مختلف ہوتا ہے۔ مقصود ذکر کو فراموش کر دینا اور پندار ذکر میں مبتلا رہنا غفلت سے زیادہ قریب ہے۔ بمقابلہ اس کے کہ ذکر بے پندار فراموش ہو جائے۔ بھولنے والے کو اپنے نسیان وغیبت کے عالم میں پندار حضوری نہیں ہوتا۔ ذاکر کو ذکر وغیبت کی حالت میں پندار حضوری ہوتا ہے۔ پندار حضوری بدون حضوری غفلت کے نزدیک تر ہے۔ طالبانِ حق کی ہلاکت پندار سے واقع ہوتی ہے جہاں پندار زیادہ ہو وہاں حقیقت کم ہوتی ہے اور جہاں حقیقت کم ہو وہاں پندار کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ پندار کی بنیاد عقل کی بدگمانی پر ہوتی ہے اور عقل کی بدگمانیوں سے بدگمانیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ہمت اہل حق کو بدگمانی اور حرص سے کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ ذکر حق یا غیبت میں ہوتا ہے یا حضور میں۔ جب ذاکر اپنے آپ سے غائب اور حضورِ حق میں حاضر ہو تو یہ حضور ہی نہیں بلکہ مشاہدہ ہوتا ہے جب ذکر کرنے والا حق سے غائب اور اپنی ذات میں حاضر ہو تو یہ ذکر نہیں غیبت ہے

Marfat.com

اور غیبت غفلت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

راہِ حق سے غافل نہ رہو

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا ہے کہ یادِ حق سے غافل نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر وقت اور ہر مقام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ط یعنی اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔ پس اے درویش! حکم یوں ہے کہ دم بدم یادِ حق میں مشغول رہے اور کوئی دم بھی غفلت سے بسر نہ کرے۔

نصیحت پر غلام کو آزاد کر دیا

رونق المجالس میں ہے کہ ایک شخص کی عبائیں گم ہو گئیں اور یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ ان کو کون لے گیا۔ جب اس شخص نے نماز شروع کی تو اسے یاد آ گیا جونہی نماز سے فارغ ہوا غلام کو آواز دی کہ جاؤ فلاں آدمی سے عبائیں لے آؤ۔ غلام نے کہا آپ کو یہ کب یاد آیا؟ اس نے کہا مجھے نماز میں یاد آیا۔ غلام نے فوراً جواب دیا تب تو آپ نے نمازِ عبا کے لیے پڑھی، اللہ کے لیے نہیں۔ یہ بات سنتے ہی اس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔

جاہل کی علامتیں

مشہور ہے کہ جاہل کی چار نشانیاں ہیں۔ بلا وجہ[1] غصہ دکھانا، غلط[2] امور میں نفس کے پیچھے لگنا۔ ناحق اور غلط محل[3] پر مال خرچ کرنا اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہ کرنا۔ مطلب یہ کہ جاہل اللہ کی اطاعت کی بجائے شیطان کی پیروی اختیار کرتا ہے اور یہ کس قدر بدترین تبادلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝	سو کیا پھر تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے لیے بہت بڑا بدل ہے۔

Marfat.com

حکایت علی بن موسیٰ الرضا کی زنگت سیاہی مائل تھی (لیکن بہت بڑے بزرگ تھے) نیشاپور میں جہاں آپ رہتے تھے دروازے کے قریب ہی ایک حمام تھا آپ جب کبھی حمام میں تشریف لے جاتے تو لوگ (ازراہِ احترام) حمام خالی کر دیتے تھے ایک دن آپ وہاں گئے لوگوں نے حسبِ معمول حمام خالی کر دیا اور آپ اندر داخل ہو گئے۔ حمامی سے اتفاقاً غفلت ہو گئی اور ناگاہ ایک دہقان حمام کے اندر جا گھسا۔ وہاں آپ کو جو دیکھا تو سمجھا کہ حمام کے خادموں میں سے کوئی حبشی غلام ہو گا اور کہنے لگا کہ اٹھو پانی لاؤ۔ (آپ لے آئے) پھر کہا جاؤ مٹی لاؤ (آپ وہ بھی لے آئے) غرض اسی طرح وہ کام بتاتا رہا اور آپ کرتے رہے آخر حمامی بھی آ پہنچا اور ایک دہقان کو جو آپ سے مخاطب پایا تو اتنا خائف ہوا کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ آپ باہر تشریف لائے تو لوگوں نے بتایا کہ حمامی اس واقعہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ فرمایا: اسے کہہ دو کہ بھاگنے کی کیا ضرورت ہے (اس میں اس کا کیا قصور ہے؟) یہ جرم تو اس کا ہے جس نے تخمِ فرزند ایک سیاہ فام کنیز کے رحم میں ڈالا!

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ شبلیؒ وعظ کر رہے تھے۔ شیخ جنید کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے مجلس میں آ کر فرمایا: اے ابوبکر! جس چیز سے تم سیراب ہوئے ہو وہی دوسروں کو دے رہے ہو وہ فوراً ممبر سے نیچے اُترے۔ آپ نے فرمایا: کہ میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ ایک واعظ تھا جس کے وعظ سے لوگوں پر اس قدر اثر ہوتا تھا کہ کپڑے پھاڑ دیتے تھے اور بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔ بعض جاں بحق ہو جاتے تھے ایک دفعہ وہ زیارت خانہ کعبہ کے لیے گئے اور چند سال وہاں رہ کر واپس آ گئے لوگوں نے ان کی خدمت میں وعظ کی درخواست کی انھوں نے وعظ کیا لیکن اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا اور تو مجھ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی البتہ ایک نماز بغیر جماعت ادا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فلاں! تم نے میرے کام میں غفلت کی ہے۔ تیری سزا یہ ہے کہ ہم نے تجھ سے حلاوتِ سخن چھین لی ہے۔

Marfat.com

حکایت

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہیں جا رہے تھے راستے میں آپ کے پاؤں کے نیچے ایک چیونٹی آگئی جس سے اس کا پاؤں مجروح ہوگیا۔ آپ تھوڑی دیر کھڑے ہو گئے اور افسوس کرتے رہے حتیٰ کہ چیونٹی سوراخ میں چلی گئی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے علیؓ! تم نے کل کیا کام کیا کہ جس سے خدا تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے تجھ پر غضب آلودہ ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ کس وجہ سے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے چیونٹی کا پاؤں زخمی کر دیا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے صدیقین میں سے ہے اور جب سے پیدا ہوئی ہے ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوئی۔ سو لئے اس وقت کہ جب اس کا پاؤں مجروح ہوا۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اب میرا حال کیا ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر وہ چیونٹی تمھارے لیے معافی نہ مانگتی تو کام بہت مشکل تھا لیکن اس نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کر دیا ہے کہ اے اللہ! تیرے نزدیک اعمال کا دارومدار نیت اور ارادہ پر ہے۔ لیکن علی کا اس کام میں کوئی قصد اور ارادہ نہیں تھا تو بہتر جانتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کی معافی قبول فرمائی ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد

حضرت جنید بغدادی کا ارشاد ہے کہ دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اقرار کرتے ہیں کہ وہ دنیا اور عقبیٰ سے بے نیاز ہیں اور یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے دوست ہیں اور اللہ ان کا دوست ہے۔ ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ کونین سے بھی بے نیاز ہیں، ان کی نظر میں جنت بھی بے حیثیت ہے لیکن اگر ان کی حالت پر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ وہ دنیا بھی رکھتے ہیں اور عقبیٰ کے بھی طالب ہیں۔ وہ کھاتے، پیتے، سوتے جاگتے اور ہنستے کھیلتے بھی ہیں۔ اپنے تئیں ایسے لوگ کلام بھی عمدہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کے کلام سے اللہ کی پناہ۔ یہ لوگ تو کسی کے دوست نہیں انھیں اللہ سے محبت نہیں ہے ان کے دعوے بے بنیاد ہیں۔ یہ لوگ اصل میں اللہ کے سوا غیر اللہ میں مشغول و مقید ہیں۔ ان کو خیر و شر کی بھی تمیز نہیں ہے اس طرح کے لوگوں کو عارفوں کے

Marfat.com

ساتھ ملانا درست نہیں ہے ۔ یہ لوگ اہلِ غفلت ہیں۔ اہلِ غفلت کبھی اہلِ معرفت کے برابر نہیں ہو سکتے ۔ ایسے غافل لوگ دراصل اللہ کے نزدیک بدترین درجے کی مخلوق ہیں کہ جو لوگوں کے ساتھ دعا کرتے اور اپنے مریدوں کو گمراہی میں مبتلا کرتے ہیں ۔ یہ لوگ اللہ کے سخت عذاب کے مستوجب ہیں ۔ ان کا کذب اور باطل ان کے لیے عذابِ الیم بنے گا۔ یہ اپنے جھوٹ ۔ اور کاذب ہتھکنڈوں سے صوفیاء اور عارفوں کے مقام کو مجروح کر کے گناہ گار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفار کے بعد یہ کاذب لوگ سب سے زیادہ لعین ہیں ۔ ان کاذب لوگوں کی باتوں اور دعووں کا توجہ دینا بے کار ہے ۔ یہ لوگ معرفت کی الف ۔ ب سے بھی واقف نہیں ہیں ۔ یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کے اسیر ہیں ۔ ان پر دنیا اور عقبیٰ کی خواہشات کا شدید غلبہ ہے اس طرح یہ لوگ معرفت کی منزل سے بہت دور ہیں ۔ ان لوگوں کو تو آفات نے گھیر رکھا ہے ۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا قول

آپ نے فرمایا ہے کہ اے غافل انسان ! اس سفر کے لیے زادِ راہ تیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی موت کا بلاوا تجھے ہر دم اپنی طرف پکار رہا ہے

غفلت کی وضاحت

حضرت جنید بغدادی رح نے ایک مرتبہ غفلت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے بھی ہیں کہ اپنے آپ کو شیخ بنانے کے جویا ہیں ۔ انھیں مریدوں کے جھنڈ بھی اپنے گرد اچھے لگتے ہیں ۔ مریدوں کی تعداد بڑھانا ان کے نزدیک فروغِ خیر ہے لیکن درحقیقت ایسے لوگ غافل ہیں ۔ انھیں ولایت کا علم ہی نہیں ہے ۔ یہ سراسر محرومی اور مایوسی کا شکار ہیں ۔ یہ لوگ ولایت کے تصور ہی کے لیے ناقص اور نااہل ہیں ۔ کذب ان کے مقدر میں ہے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنا نظامِ ولایت و معرفت ہے ۔ اللہ کی معرفت میں غفلت کو دخل نہیں ہے ۔ معرفت سراسر رفعت اور قربِ الٰہی ہے اور اس کے مخفی ثمرات و اثرات ہیں ۔ اہلِ غفلت کو تو ان کا ادراک ہی نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ غفلت ایک طرح کی جہالت ہے اور اس غفلت میں غضبِ الٰہی ہے لیکن اللہ کے عارفوں کے لیے

آگہی ہے۔علم ہے اور معرفت کی نعمتیں اور امن وسکون ہے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب کا ارشاد

حضرت بابا مسعود فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پیر ومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے فرید! تو دنیا اور آخرت میں ہمارا یار ہے لیکن غافل ہرگز نہ ہونا۔کیونکہ اہل سلوک کا قول ہے کہ طریقت کی راہ ازبس پُرخوف ہے جو شخص اس راہ میں قدم رکھتا ہے اگر وہ اہل سلوک کے فرمان کے مطابق عمل نہ کرے تو کبھی خدا رسیدہ نہیں ہوسکتا اور جب تک عاجزی اور غم سے اندر آنے کی اجازت نہ مانگے۔وہ ہرگز باریاب نہیں ہوسکتا اور جب تک سر کے بل نہ چلے وہ بارگاہِ الٰہی میں نہیں پہنچ سکتا۔

عبادت میں غفلت نہ کرو

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رح نے فرمایا ہے کہ اپنی عبادت پر فخر نہ کرو۔جس آدمی کو خدا کی رحمت اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اس کی تمام برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں۔بندہ نے عرض کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ قربِ حق زہد وعبادت پر موقوف نہیں پس ہم کس لیے عبادت کریں؟ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا، عبادت ازروئے عقل ضروری ہے، اس کے ادا کرنے میں غفلت نہ کرنی چاہیے اور اس کی عنایت تو اس کا فضل ہے۔جس پر چاہے کرے۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میں کچھ وظائف پڑھتا ہوں مگر بعض اوقات غفلت کی وجہ سے پڑھ نہیں پاتا اور وظائف رہ جاتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم وظائف کس وقت پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جب دل میں آتا ہے تو میں وظائف پڑھنے شروع کر دیتا ہوں تو میں نے اسے کہا کہ تم روزانہ ایک وقت مقرر کر لو اور وظیفہ بھی مقرر کر لو کہ فلاں وقت یہ پڑھنا ہے اور اس وقت دنیا کے ہر کام کو خیرباد کہہ دو لہٰذا اس نے مجھے کہا کہ ایسا ہی کرتا ہوں کیونکہ وقت کی پابندی غفلت کا سب سے بہترین حل ہے۔اسلام میں نماز کی پابندی اسی لیے ہے کہ وہ اطاعتِ الٰہی کے لیے ہمیں ہر وقت دن میں پانچ مرتبہ

Marfat.com

ہوشیار اور خبردار کرتی ہے۔ لہذا جو شخص پابندی نماز کو پوری طرح اپنا لیتا ہے غفلت اس سے بھاگ جاتی ہے۔

حکایت ایک پارسا کو سونے کی اینٹ کہیں سے مل گئی دنیا کی اس دولت نے اس سے نورِ باطن کی دولت چھین لی اور وہ ساری رات یہی سوچتا رہا کہ اب میں سنگِ مرمر کی ایک عالی شان حویلی بنواؤں گا۔ بہت سے نوکر چاکر رکھوں گا عمدہ عمدہ کھانے کھاؤں گا اور اعلیٰ درجے کی پوشاک سلواؤں گا۔ غرض تمول کے خیال نے اسے دیوانہ بنا دیا نہ کھانا نہ پینا یاد رہا اور نہ ذکرِ حق۔ صبح کو اسی خیال میں مست جنگل کی طرف نکل گیا وہاں دیکھا کہ ایک شخص ایک قبر پر مٹی گوندھ رہا ہے تاکہ اس سے اینٹیں بنائے یہ نظارہ دیکھ کر پارسا کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کو خیال آیا کہ مرنے کے بعد میری قبر کی مٹی سے بھی لوگ اینٹیں بنائیں گے۔ عالی شان مکان اعلیٰ لباس اور عمدہ کھانے سب یہیں دھرے رہ جائیں گے اس لیے سونے کی اینٹ سے دل لگانا بے کار ہے ہاں دل لگانا ہے تو اپنے خالق سے لگا۔ یہ سوچ کر اس نے سونے کی اینٹ کہیں پھینک دی اور پھر پہلے کی طرح زہد و قناعت کی زندگی بسر کرنے لگا۔ ؎

بکن سرمۂ غفلت از چشمِ پاک
کہ فرد اشوی سرمۂ در زیرِ خاک

(غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کر لے اس لیے کہ کل کو تو بھی مٹی کے نیچے سرمہ ہوگا۔)

غفلت کا خسارہ میں کہتا ہوں کہ ذکرِ الٰہی سے غافل رہنا سراسر خسارے کا سودا ہے اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کے ذکر میں مصروف رہے کیونکہ جو وقت اللہ کے ذکر سے خالی گزرے گا۔ قیامت کے روز بندے کو اس پر بڑی حسرت اور ندامت ہوگی اور احساس پیدا ہوگا کہ کاش میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہتا۔ اللہ کے خاص بندوں کا شیوہ ہے کہ وہ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور انھیں جو مقامِ قربت حاصل

Marfat.com

ہوتا ہے وہ ذکر کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے۔

حکایت ایک شخص نے نماز شروع کی جب "ایاک نعبد" پڑھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کر رہا ہوں۔ غیب سے آواز آئی تو نے جھوٹ بولا ہے تو تو مخلوق کی عبادت کرتا ہے، تب اس نے مخلوق سے قطع تعلق کر لیا اور نماز شروع کی جب پھر اسی آیت پر پہنچا تو وہی دل میں گزرا، پھر ندا آئی تو اپنے مال کی عبادت کرتا ہے اس نے سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور نماز کی نیت کی، جب اسی آیت پر پہنچا تو پھر خیال آیا کہ میں حقیقتہً اللہ کی عبادت کرنے والا ہوں۔ ندا آئی تم جھوٹے ہو، اپنے کپڑوں کی عبادت کرتے ہو۔ اس وقت اس بندۂ خدا نے بدن کے کپڑوں کے علاوہ سب کپڑے راہِ خدا میں لٹا دیے اب جو نماز میں اس آیت پر پہنچا تو آواز آئی کہ اب تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

حکایت ایک امیر آدمی مر گیا تو اس کی وراثت سے ایک لاکھ دینار اس کے لڑکے کو ملے لڑکا حضرت ذوالنون مصریؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں چاہتا ہوں یہ ایک لاکھ دینار آپ پر خرچ کر دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو بالغ ہے یا نابالغ؟ تو وہ بولا نابالغ ہوں۔ فرمایا: کہ جب تک تو بالغ نہ ہو لے تب تک اس مال کا خرچ کرنا تجھے روا نہیں۔

جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اس نے حضرت ذوالنون کے ہاتھ پر توبہ کی اور وہ ایک لاکھ دینار درویشوں پر خرچ کر دیے۔ ایک روز وہ جوان درویشوں کے پاس آیا، اتفاق سے ان درویشوں کو کوئی کام درپیش تھا جس میں انھیں کچھ رقم کی ضرورت تھی وہ جوان ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا کہ ہائے اگر میرے پاس اور سو دینار ہوتے تو میں ان سب کو بھی ان درویشوں پر خرچ کرتا۔ حضرت ذوالنون یہ بات سن کر سمجھ گئے کہ وہ اصل کار سے غافل ہے اور اس کی نظر میں قدر و عزت درہم و دینار کی ہے۔ آپ نے اس جوان کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ فلاں عطار کی دکان پر جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ تین درہم کی فلاں دوا دے دو وہ جوان گیا اور وہ دوا لے کر آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اوکھلی میں ڈال کر رگڑو اور پھر تیل میں گوندھ کر اس کی تین گولیاں بناؤ اور ایک

گولی میں سوئی کے ساتھ سوراخ کر کے میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا اور تین گولیاں تیار کر کے لے آیا۔ آپ نے ان گولیوں کو ہاتھ میں لے کر ملا اور ان پر کچھ پھونک دیا۔ ایک دم وہ تینوں گولیاں یاقوت کے تین ٹکڑے ہو گئے کہ کبھی اس جوان نے ویسے نہ دیکھے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ انھیں بازار میں لے جاؤ اور دیکھو کہ کیا قیمت اٹھتی ہے؟ لیکن بیچنا نہیں۔ وہ جوان بازار میں گیا اور وہ ٹکڑے دکھائے ہر ایک کی سو ہزار دینار قیمت لگی۔ واپس لے آیا اور کہا کہ یہ قیمت اٹھتی ہے۔ آپ نے فرمایا اب پھر انھیں اوکھلی میں ڈالو اور انھیں چورا کر دو اور خبردار! کہ یہ درویش روٹی پیسے کے بھوکے نہیں ہیں ان کے پاس سب کچھ موجود ہے۔ اس جوان کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کی نظر میں مالِ دنیا کی کچھ وقعت ہی نہ رہی (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت رابعہ بصری کا ارشاد

حضرت رابعہ بصری عارفہؒ نے اس ارشاد پر بڑی بے نیازی کے ساتھ فرمایا کہ: اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ عارفوں کے لیے اپنے محبوب سے ایک لمحہ بلکہ ایک دقیقہ بھی غافل رہنا اور آخرت کی طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھنا بے ادبی اور اللہ کی حکم عدولی ہے ویسے بھی جنت میں ہے ہی کیا کہ جس کی ہم چاہ کریں، اس غفلت میں سراسر زیاں ہے اور بھاری خسارہ ہے عارفوں کے لیے۔ بلکہ وہ تو عارف ہو ہی نہیں سکتا جو جنت اور اس کے اندر موجود نعمتوں اور عظمتوں میں کھو جانے کی طلب رکھتا ہو اور ان کے حصول کی خاطر اپنے پروردگار سے دور اور غافل ہو جائے"۔

علاجِ غفلت

دنیا میں بیشتر لوگ جو حجاب و گمراہی میں مبتلا ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محوِ غفلت ہیں اور (ان کی تعداد دو چار یا دس بیس تک محدود نہیں بلکہ) سو میں سے ننانوے آدمی اسی تغافل میں گرفتار نظر آئیں گے اور غفلت سے مراد یہاں یہ ہے کہ کارِ آخرت کے خطروں سے بے خبر ہیں ورنہ اگر خبردار ہوتے تو یوں غافل نہ رہتے اور تقصیر و خطا میں نہ پڑتے۔ کیونکہ آدمی کی تخلیق ہی

اس طرح پر کی گئی ہے کہ جہاں کہیں بھی اور جیسا کچھ بھی خطرہ نظر آئے اس سے بچنے کی کوشش از خود کرنے لگتا ہے چاہے اس میں کتنے ہی رنج و محنت سے دوچار کیوں نہ ہونا پڑے اور یہ خطرہ (کارِ آخرت کا خطرہ) نورِ نبوت ہی کے ذریعے دیکھا اور پہچانا جا سکتا ہے یا پھر منادی نبوت سے جو دوسروں تک پہنچے یا پھر علماء کے وعظ و نصیحت سے جو انبیاء کے وارث و جانشین ہوتے ہیں۔ جو شخص برسرِ راہ سو گیا ہو اس کا علاج اس کے سوا کیا ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی مشفق مہربان آئے اور اسے جگا دے اور یہ بیدار مشفق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں یا آپ کے نائب و جانشین جو صرف علمائے دین ہی ہوا کرتے ہیں اور انبیاء کو دنیا میں بھیجا ہی اس غرض سے گیا ہے کہ لوگوں کو وہ خوابِ غفلت سے بیدار کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے محبوب آپ کو دنیا میں اسی لیے بھیجا ہے کہ آپ اس قوم کو ڈر سنائیں جن کے آباؤ اجداد کو ڈرایا نہیں گیا مگر اس کے باوجود وہ غافل ہیں (سورۂ یٰسین)۔

مزید ارشاد ہے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت حاصل کر لیں (سجدہ)

مزید ارشاد ہے کہ بیشک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ (عصر)

مزید ارشاد ہے کہ جس نے سرکشی اختیار کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی یقیناً دوزخ اس کا ٹھکانا ہے اور جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے (نازعات)

پس جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ کا شکار ہوگا کیونکہ خواہش کی مثال پرانی چٹائی جیسے ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہوئی ہے اس پر چلنے والا اس میں گرے گا نہیں تو کیا ہوگا اور اپنی خواہشات کے خلاف چلنے والا جنت میں داخل ہوگا۔ خواہش کی مثال راستہ کی گھاٹی کی ہے جو عبور کر لے گا وہ بہر حال منزل پر پہنچ جائیگا

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخ خواہشات میں گھری ہوئی ہے اور جنت مکروہات میں" (یعنی جو دوزخ کے گرد و پیش میں کھو کر رہ گیا اور ان خواہشات کی رنگینیاں جس کا مقدعا و مقصد ٹھہریں وہ انھی سے متعلق چیز یعنی دوزخ ہی میں جائے گا اور جس نے جنّت کے گرد پھیلی ہوئی چیزوں سے کراہت کی اور اپنی راہ چلتا گیا وہ سیدھا جنّت میں جا پہنچا) پس اس لحاظ سے جو لوگ جنگلوں اور صحراؤں میں بود و باش رکھتے ہیں جیسے کہ اعرابی (بدّو) کرد اور ترک وغیرہ ہوتے ہیں یا اسی قسم کے دوسرے لوگ کہ جن کے درمیان علمائے دین نہ رہتے بستے ہوں تو اس طرح کے لوگ خواب غفلت میں پڑے رہتے ہیں کہ انھیں کوئی جگانے والا ہوتا ہی نہیں اور خود انھیں آخرت کے خطرے کا کوئی علم یا شعور ہوتا نہیں لہذا وہ اس راہ پر گامزن ہونے ہی نہیں پاتے اور جو لوگ گاؤں یا دیہات وغیرہ میں ہوتے ہیں کہ ان کے اندر بھی علماء شاید ہی کہیں دکھائی دیتے ہیں تو ان کی حالت بھی اہلِ قبرستان سے کچھ مختلف نہیں ہوتی (کہ جیسے مردوں کو کوئی نہیں جگاتا ایسے ہی ان کو بھی کوئی جگانے نہیں آتا) حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے "کہ گاؤں کے رہنے والے گویا قبروں کے رہنے والے ہوتے ہیں"۔ بلکہ شہروں میں بھی اگر عالم و واعظ برسرِ منبر وعظ و تلقین کے لیے موجود نہ ہوں یا یہ کہ موجود تو ہوں لیکن دنیا داری میں مشغول ہوں اور دین کی مصیبتوں کا انھیں احساس ہی نہ ہو تو شہروں کے رہنے والے بھی غفلت میں پڑے رہ جاتے ہیں کہ ان کے علماء وہاں ہوتے ہوئے بھی خود غفلت و تغافل میں مبتلا ہوتے ہیں اور جو خود سویا ہوا ہو وہ کسی دوسرے کو بیدار کیونکر کر سکے گا اور اگر عالمِ شہر منبر پہ جا کر وعظ کرے بھی لیکن اس کا انداز وہ ہو جو عموماً (غلط قسم کے) واعظوں کا ہوا کرتا ہے یعنی وہ منبر پر چڑھ کر لغو، واہیات، بیہودہ اور بیکار سی باتیں انھیں سناتا رہے خواہ مخواہ کی لاحاصل موشگافیاں کیا کرے۔ رحمتِ پروردگار کا غلط مفہوم پیش کر کے لوگوں کو (نصیحت کی جگہ) فریب دیتا رہے اور لوگ (اس سے متاثر ہو کر) اس غلط فہمی کا شکار ہو جائیں کہ وہ جو کچھ بھی ہوں جیسے بھی ہوں اور جس طرح بھی چاہیں کرتے رہیں رحمتِ الٰہی بہر حال ان کی محافظ و نگہبان ہے اور انھیں حاصل ہو کر رہے گی (خواہ سوائے گناہ کے

انھوں نے عمر بھر کوئی دھندہ کیا ہی نہ ہو) تو اس قوم کا حال غافلوں کے حال سے بھی بدتر ہے اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سرِ راہ سو رہا ہو پھر کوئی آئے اور اسے بیدار کر دے لیکن بیدار کرتے ہی اسے کوئی نشہ آور چیز (شراب وغیرہ) پلا دے جس سے وہ مست و مدہوش ہو جائے اور یوں اس کی حالت پہلے سے بھی بدتر اور مخدوش ہو جائے کیونکہ پہلے تو پھر بھی امید کی جا سکتی تھی کہ کسی کے آواز دینے پر تو کم سے کم جاگ جائے گا لیکن اب تو وہ غفلت کی اس گہرائی میں جا گرا کہ اگر کوئی پچاس ٹھوکریں بھی اس کے سر پہ مارے تو بیدار نہ ہو۔ جاننا چاہیے کہ جو نادان ان پڑھ ایسی صحبتوں میں بیٹھے گا بگڑ جائے گا۔ عاقبت اور آخرت کا خوف اس کے دل سے نکل جائے گا اگر تم ایسے شخص کو نصیحت کرو گے (اور عمل کی طرف رغبت دلاؤ گے) تو وہ کہے گا جناب خاموش رہیے۔ حق تعالیٰ رحیم و کریم ہے اس کو میرے گناہ کی کیا پرواہ۔ بہشت ہم گنہ گاروں کو ضرور ملے گی غرض ایسے ہی خام خیالات اس کے دماغ میں پیدا ہوتے رہیں گے پس یاد رکھو کہ جو واعظ لوگوں سے اس قسم کی باتیں کہے وہ واعظ نہیں دجّال ہے۔ لوگوں کے دین کا بوجھ اس کی گردن پر رہے گا اس کی مثال اسی احمق طبیب کی سی ہے جو حرارت سے ہلاک ہونے والے بیمار کو شہد دے اور کہے اس میں شفا ہے، اگرچہ شہد میں شفا ہونا صحیح اور درست ہے لیکن ایسے بیمار کے لیے جس کا مرض سردی سے ہو۔

خداوند تعالیٰ کی رحمت پر مبنی آیات اور مغفرت سے متعلق احادیث شریفہ صرف دو قسم کے بیماروں کے واسطے شفا کا حکم رکھتی ہیں ایک تو ایسا بیمار جو کثرتِ معصیت کے باعث ناامید ہو کر توبہ نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ مجھ بندۂ روسیاہ کی توبہ بارگاہِ الٰہی میں ہرگز قبول نہیں ہو گی تو ایسے شخص کے حق میں آیاتِ رحمت اور احادیث مغفرت شفا ہوں گی۔

دوسرا وہ بیمار جس پر اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف غالب ہو کہ وہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہ ہو اور اس بات کا ڈر ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا کیونکہ اس نے کھانا پینا اور سونا تک ترک کر دیا۔ ایسے مریض کے زخمی دل کے لیے اس قسم کی آیتیں مرہم شفا کا کام دیں گی

Marfat.com

لیکن ایسی آیات واحادیث غافل اور نڈر لوگوں کے سامنے پڑھنا گویا زخموں پر نمک پاشی ہے کہ ان کی بیماری بڑھ جائے گی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگتا ہے یہی حال اس عالم کا ہے کہ لوگوں کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور اس کی ابلیس کے ساتھ دوستی ہے جس شہر میں ایسا عالم ہوتا ہے وہاں شیطان کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ یہ نام نہاد عالم اس کا مستقل نائب ہے اور اگر واعظ کا بیان شریعت کے موافق ہے اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے تو اگر اس کی عادات اس کے قول کے برخلاف ہوں اور یہ دنیا کا لالچی ہو تو اس کے کہنے سے دوسرے لوگوں کی غفلت دور نہیں ہوگی۔ اس واسطے کہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھ کر مزے مزے سے کھا رہا ہو لیکن دوسرے لوگوں کو چلّا چلّا کر کہہ رہا ہو کہ خبردار اس کے قریب نہ جانا کہ یہ زہر آلود ہے کیونکہ اس کی بات سن کر تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اپنے جی میں یہ خیال کریں گے کہ یہ ہمیں اس لیے منع کر رہا ہے کہ خود ہی سارا ہڑپ کرنا چاہتا ہے لیکن اگر اس کا قول وعمل شریعت کے مطابق ہو اور وہ اسلاف کے قدم بقدم چلتا ہو تو اس کی نصیحت سے غافل لوگ ضرور بیدار ہوں گے بشرطیکہ اس کا احترام بھی ہو اور اگر اسے احترام حاصل نہ ہو اور یہ مقبول خلائق نہ ہو اور کچھ لوگ اس کی بات سنیں کچھ نہ سنیں تو اس پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان لوگوں کے درپے ہو ان کے گھروں میں جائے، انھیں نیکی کی دعوت دے۔

اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار میں ۹۹۹ آدمی ایسے ہیں جو غفلت کا شکار ہیں اور آخرت سے بے خبر ہیں۔ غفلت ایسی بیماری ہے کہ اس کا علاج انسانی اختیار میں نہیں۔ جب غافل کو اپنی غفلت میں احساس نہیں ہوگا تو وہ علاج کیسے کرے گا۔ اس لیے غفلت کا علاج علماء کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا کہ لڑکے والدین اور اساتذہ کے کہنے سننے سے خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جوان اور بوڑھے واعظوں کے

کہنے سے بیدار ہوتے ہیں چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہیں اس لیے غفلت کی بیماری پھیل گئی ہے اور مخلوق پر پردہ ڈال پڑ گیا ہے۔ اگر کوئی آخرت کی بات کہتا بھی ہے تو محض رسم پوری کرنے کی غرض سے۔ ان کا دل اس کے درد اور خطرات سے محروم ہے ایسا کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(کیمیائے سعادت)

Marfat.com

باب ۱۶

مذمّت طمع ولالچ

اللہ تعالیٰ جس بندے کو اپنا دوست بناتا ہے اسے دنیا کے ہر قسم کے طمع ولالچ سے پاکیزہ کرتا ہے کیونکہ اللہ کے بندے ہمیشہ بے لوث ہوتے ہیں ان کا یہ اخلاقی وصف انھیں دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتا ہے۔ طمع بُرے اخلاق میں سے ہے اور اس سے بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں جن کی بنا پر انسان ایک نہ ایک دن ذلیل ہوگا کیونکہ جو شخص لالچ کرتا ہے ایک تو وہ حلال وحرام کی تمیز چھوڑ دیتا ہے اکثر اوقات ناجائز طریقے سے روزی حاصل کرنے لگتا ہے جو کہ سراسر گناہ ہے پھر لالچی آدمی میں دورخی اور نفاق بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ جن لوگوں سے انسان لالچ رکھتا ہو ان کی خوشامد بھی کرنے لگتا ہے۔ غرضیکہ حرص وطمع انسان کو بے شمار گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے اس لیے بزرگانِ دین اور صوفیاء نے اپنے دل کو اس سے پاکیزہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش رکھی۔

انسان فطری طور پر حریص ہے کیونکہ اس کی تخلیق میں یہ فطرت موجود ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے اس سے مطمئن نہیں ہوتا اور ہر وقت مزید کی خواہش اس کے دل ودماغ پر چھائی رہتی ہے۔ جو شخص اس حقیقت کو پا جاتا ہے کہ لالچ سے حاصل شدہ چیز آخر موت کے وقت اسی دنیا میں رہ جائے گی وہ موجود پر قناعت کر جاتا ہے اور اللہ کا راستہ یہی ہے کہ جو اللہ دے اس پر اس کا شکر ادا کیا جائے اور مزید طمع کی خواہش نہ کی جائے۔

دنیا کی ہر چیز خصوصاً مال ودولت کو ضرورت سے بہت زیادہ حاصل کرنے کی خواہش رکھنے کو لالچ کہا جاتا ہے، کھانے، پینے، رہائش، اہل وعیال غرضیکہ جتنی بھی اہم ضروریات ہیں انکے لیے

Marfat.com

رزقِ حلال سے دولت حاصل کرنا لالچ نہیں۔ کیونکہ شریعت نے مال و دولت حاصل کرنے کی ایک حد مقرر کی ہے اس حد کو بالائے طاق رکھ کر ہر وقت یہی تمنا کرتے رہنا کہ زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کر لوں یہ خواہش لالچ میں آئے گی ایسا کرنا عاقبت کے لیے درست نہیں کیونکہ زیادہ لالچ انسان کو یادِ الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔ حرص و لالچ انسان کو بیشمار مصائب میں مبتلا کرتا ہے کیونکہ لالچی شخص کسی مقام پر بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ لالچ بے شمار گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لیے یہ بہت ہی بری خصلت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف انداز میں لالچ کو تقویٰ کی حد تک کم کرنے کی ترغیب دی ہے۔

ممانعت طمع

مذمت لالچ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اس چیز کی خواہش نہ کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے جو مردوں نے کہا اس میں ان کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے وہ ہے جو انھوں نے کیا۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں علم رکھتا ہے۔

(پ ۵۔ نسآء ۳۲)

بعض عنایاتِ الٰہی کا تعلق تقدیر سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مقدر میں روزِ ازل سے لکھ دی ہیں وہ کسی کے مقدر میں زیادہ ہیں کسی کے مقدر میں کم۔ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے زیادہ فضل سے نوازا ہے وہ صاحبِ فضیلت ہیں ان کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ تم اللہ کی تقسیم پر راضی رہو زیادہ عنایات اور اللہ کے فضل کا لالچ نہ کرو کیونکہ جیسا اللہ تعالیٰ نے کیا

اس پر راضی رہنا زیادہ مناسب ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی حرص کی مذمّت کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ۙ

اے ایمان والو! بے شک ان کے بہت سے علماء اور راہب لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کیلیے عذابِ الیم کی خبر ہے۔ (پ۱۰۔ توبہ ۳۴)

لالچ شیطان کا بہت بڑا آلہ ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو راہِ حق سے گمراہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور اس کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دل میں اس خواہش کو بہت ابھارتا ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح یکدم امیر بن جاؤ اور دوسروں کیطرح عیش و آرام سے زندگی بسر کرو اس خواہش کے تحت انسان کے دل میں لالچ بہت شدت اختیار کر جاتا ہے۔ جس سے انسان رات دن مال و دولت اکٹھا کرنے میں لگ جاتا ہے آخر کار وہ کثرتِ مال کے لالچ کی وجہ سے اللہ کی راہ سے غافل ہو جاتا ہے جس کی سزا قیامت کے بعد عذابِ الیم ہوگی۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

تمھیں ان کے مال اور اولاد کا تعجّب نہ آئے اللہ چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں کے ذریعے ان کو تکلیف میں مبتلا رکھے اور جب وہ مریں تو کافر ہی ہوں (پ۱۰۔ توبہ ۵۵)

بعض اوقات غیر مسلموں کی زندگی بظاہر بڑی خوشحال نظر آتی ہے کیونکہ ان کے پاس مال اور اولاد کی کثرت ہوتی ہے اللہ کو ماننے والا اس سے حیران ہوتا ہے کہ جو اللہ کو نہیں مانتا اللہ نے اسے بہت کچھ دے رکھا۔ اللہ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ کافروں کو دولت کا

Marfat.com

کثرت سے مل جانا ان کی دراصل آزمائش ہے لہذا ان میں مال و دولت کی زیادتی دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو متاثر ہو کر لالچی نہیں بننا چاہیے کیونکہ کافروں کو دنیا کا لالچ ہی تو ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ خوب مال و دولت اکٹھا کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ دنیوی طمع کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝

اور اے سننے والے اس کو آنکھوں سے نہ دیکھو جو ہم نے ان میں بعض میاں بیوی کو دنیا کی پرکشش حیات دے رکھی ہے تاکہ اس سے ان کی آزمائش ہو۔ تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور دیرپا ہے (پ ۱۶، طٰہٰ ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض میاں بیوی کو اپنی عطاؤں سے بڑا پرکشش بنا دیتا ہوں جس سے دیکھنے والوں کے دلوں میں یہ آرزو جنم لیتی ہے کہ ہمیں ویسی پرکشش زندگی کیوں نہیں مل جاتی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے اس طرح کی زندگی حاصل کرنے کا لالچ نہ کرو کیونکہ انھیں تو حیاتی میں کشش دے کر آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہے اگر تم لالچ کرو گے تو تم بھی آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ گے جس کا انجام خراب ہو جائے گا۔ اس کے برعکس جو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے اسی پر قناعت کرو وہی بہتر رزق ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ

جان لو کہ دنیا کی زندگی لعب و لہو زینت اور آپس میں فخر ہے مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی خواہش ہے۔ (پ ۲۷، حدید ۲۰)

وہ زندگی جس میں انسان شرعی حدود سے تجاوز کرے عیش و عشرت سے شب و روز بسر کرے حلال و حرام کی تمیز نہ کرے دولت آئے تو اسے احکام الٰہیہ کے خلاف فضول خرچیوں میں

اڑا دے ایسی زندگی لعب ولہو یعنی کھیل تماشہ ہے زینت اور فخر وغرور ہے جو ایسی زندگی بسر کرتا ہے وہی طمع وحرص میں گرفتار ہوتا ہے اسے ہی خواہش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ مال حاصل کروں تاکہ دنیا میں شان وشوکت اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ رہوں۔ ایسا لالچ قابلِ مذمت ہے اور ازروئے قرآن درست نہیں۔ ایک اور انداز میں اللہ نے طمع کی یوں مذمت کی ہے۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ
وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا
جَمًّا ؕ

اور میراث کے مال کو غبن کی طرح کھا جاتے ہو اور مال کی محبت تم میں طمع تمام کی طرح ہے

(پ۳۰۔ فجر ۱۹۔ ۲۰)

مال کی محبت کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ انسان اس سوچ میں مبتلا ہے کہ جس کے پاس مال و دولت زیادہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا مکرم ہے یہ درست نہیں بلکہ یہ تو امتحان ہے کہ کثرت مال و دولت کے باعث کون اس کی اطاعت سے غافل ہوتا ہے لہذا کثرتِ دولت کا حاصل کر لینا اللہ کی خوشنودی کا معیار نہیں بلکہ رضائے الٰہی کا معیار یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ زیادہ عطا کرے تو اس کا شکر کرے اور اگر تنگی ہے تو حکمتِ خداوندی تصور کرتے ہوئے صبر کرے تنگی کی حالت میں اگر کسی یتیم کی پرورش کا موقعہ مل جائے تو اس کا مال ہضم کرنے میں غلطی نہ کرے بلکہ ایمانداری سے اس کے مال حفاظت کرے اور مال جمع کرنے میں کبھی طمع نہ کرے تو وہ انشاء اللہ دین و دنیا میں کامیاب رہے گا۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝
اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ
مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝

اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا شدید ہے کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب کہ وہ قبروں میں سے مردوں کو نکال لے گا۔

(پ۳۰۔ عادیات ۸۔ ۹)

دنیا کا مال پائیدار نہیں اس لیے ایسی بے ثبات دنیا کے حصول کا لالچ بے فائدہ ہے دنیا کی تمام لذتیں چند روزہ ہیں آخر ایک دن ختم ہو جائیں گے اور دنیا کی بے فائدہ خواہشات میں

Marfat.com

پھنس کر اللہ کی راہ سے غافل رہنا عقل مندی نہیں کیونکہ انسان کو یہ معلوم نہیں کہ ایک وقت قریب ہے جب کہ تمام مردے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور جو کچھ چھپی ہوئی باتیں تھیں وہ سب ظاہر ہو جائیں گی اس وقت دنیا میں کیا ہوا لالچ کام نہ آئے گا صرف اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال آخرت میں ذریعہ بنے گا۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ	تمھیں مال کے لالچ نے غافل بنا رکھا ہے
حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ	یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے عنقریب
كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ	تمھیں پتہ چل جائیگا۔ (پ۳۰۔ تکاثر ۱ تا ۳)

ایک دانا کا قول ہے کہ موت گھات میں ہے حیات کو یکایک چھین لے گی آدمی بالطبع موت سے راضی نہیں اور یہ امر سب انسانی طبیعت کے خلاف ہے پس انسان ہمیشہ کی حیات مال و زن و فرزند اور دنیا کے سامان کو سمجھتا ہے کہ یہ سب قائم رہیں گے اور موت کو جو اس کے تمنا کے خلاف ہے بھول جاتا ہے اور اپنے منصوبے میں یہی خیال کرتا ہے کہ ابھی بہت دن باقی ہیں آئندہ موت کا توشہ پیدا کروں گا۔ آخر بڑھاپے تک جب بوڑھا ہوتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ یہ کام کر لوں تو توشہ آخرت کر دوں گا یہ نہیں سمجھتا کہ کارِ دنیا کبھی مکمل نہیں ہوتا پس یکایک موت آتی ہے اور حرص و حسرت باقی رہ جاتی ہے یاد رکھو کہ دوزخیوں کی فریاد و پشیمانی اکثر تاخیرِ عمل کے سبب سے یا محبتِ دنیا اور غفلت سے ہوگی اور یہ خیال نہیں کہ بڑھاپے سے پہلے ہی مر جاؤں گا۔ دید و دانستہ دیکھتا ہے کہ ہزارہا اطفال و جوان دیکھتے دیکھتے چل بسے اور اچانک مرگ نے آگھیرا اور بیمار بھی نہ ہوئے پھر بھی انسان اپنی آنکھوں پر غفلت کی پٹی باندھے ہوئے ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ جو موقعہ ملے اسے یادِ الٰہی میں گزارا جائے اور مال و دولت کو بڑھانے کا لالچ نہ کیا جائے۔

Marfat.com

ارشاداتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

مال اور عمر کی حرص

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں۔ مال کی حرص اور عمر کی حرص (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے دنیا کی محبت اور لمبی عمر میں (مسلم شریف)

موت اور امّید

حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی گاڑی اور دوسری لکڑی اس کے پہلو میں اور تیسری بہت دور۔ فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ انسان کی موت ہے یا میرے خیال میں یہ امید ہے۔ وہ امید کیطرف دوڑتا ہے لیکن امید سے پہلے موت آپہنچتی ہے (شرح السنہ)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہے اور یہ اس کی موت ہے اور دستِ مبارک سر کے پاس رکھا پھر دراز کیا اور فرمایا یہ اس کی امّید ہے (ترمذی)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط کھینچے اور فرمایا یہ امید ہے اور یہ اسکی موت ہے آدمی اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اسے قریب والا خط آلیتا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر ختم کر دیا جسکی موت ہٹا دی یہاں تک کہ عمر ساٹھ سال تک پہنچ گئی (بخاری)

انسانی لالچ کی انتہا

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چکنی اور پھسلا دینے والی چیز کہ جس پر علماء کے قدم ٹھہر نہیں سکتے وہ لالچ ہے۔ (کنز العمال)

Marfat.com

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آدمی کیلیے مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو تیسری تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو نہیں بھرتی مگر مٹی۔ اور توبہ کرنے والے کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے۔ (مسلم شریف)

حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے ابنِ آدم! ساری دنیا اگر پوری کی پوری تیرے حوالے کر دیں تو بھی تو اس سے اتنا ہی حاصل کر سکے گا جو تیرا پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہو تو پھر اگر تمھیں دیا ہی اس قدر جائے اور زیادہ کچھ کے حساب کتاب کا جھگڑا دوسروں ہی کو نمٹانے دیں تو اس سے بڑھ کر مہربانی تیرے ساتھ اور کیا ہو سکتی ہے (کیمیائے سعادت)

دوسرے کی خاطر بربادیٔ عاقبت

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتبے کے لحاظ سے قیامت کے روز سب انسانوں سے بدتر وہ بندہ ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی عاقبت برباد کر لی۔ (ابنِ ماجہ)

درہم دینار کے بندے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دینار و درہم کے بندے نیز ریشمی چادروں اور اونی کپڑوں کے بندے ہلاک ہوئے کیونکہ یہ چیزیں اگر انھیں دے دی جائیں تو راضی ہوں گے اور نہ دی جائیں تو راضی نہیں ہوتے۔ (بخاری)

حکومت کی حرص

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک تم حکومت کے لیے حریص ہو جاؤ گے جو عنقریب قیامت میں ندامت کا باعث ہو گی کیونکہ دودھ پلانے والی اچھی اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے (بخاری)

مذمّتِ طمع

حضرت ابوموسیٰؓ کا بیان ہے کہ میں اور میرے چچا کے بیٹوں سے دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک عرض گزار ہوا

Marfat.com

یا رسول اللہ ! مجھے اس میں سے بعض کا امیر بنا دیجیے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ نے فرمایا : خدا کی قسم ہم اس بات پر کسی کو حاکم نہیں بنایا کرتے جو اس کا سوال کرے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو اس کی طمع رکھے ۔ دوسری روایت میں فرمایا : ہم اپنے کام پر ایسے شخص کو عامل نہیں بناتے جو اس کا ارادہ کرے (مسلم شریف)

لالچ سے پناہ مانگو

حضرت معاذ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا : اللہ تعالیٰ سے ایسے لالچ سے پناہ طلب کرو جو نقصان کی طرف لے جاتا ہو۔ (احمد۔ بیہقی)

جو مال خود مل جائے وہ لالچ نہیں

حضرت عمر بن خطاب رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کچھ دینا چاہتے تو میں یہ عرض کر دیتا کہ مجھ سے زیادہ مستحق کو دے دیں تو آپ فرماتے کہ یہ لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو اور اس کا صدقہ دیا کرو اور تمھارے پاس جو مال آئے اور تمھیں اس کا لالچ نہ ہو تو اس کو قبول کر لو اور اپنے نفس کو طمع میں نہ ڈالو (بخاری شریف)

نفس کا طمع

حضرت حکیم بن حذام رضؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا : میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے مجھے دے کر فرمایا اے حکیم ! مال سبز اور شیریں ہے جو اس کو نفس کی سخاوت کے بیے لیتا ہے تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو نفس کی طمع کی خاطر لیتا ہے اس میں برکت نہیں کی جاتی اور وہ اس حریص کی طرح ہے جس کا شکم کبھی سیر نہیں ہوتا اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں اس وقت میں نے کہا یا رسول اللہ ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے بعد کسی سے مال کا سوال نہ کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوں ۔ (مسلم شریف)

دستِ سوال دراز کرنا لالچ ہے

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں کہ ہم سات، آٹھ یا شاید نو آدمی ہوں گے کہ ایک مرتبہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے رسولؐ سے بیعت کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ایک مرتبہ بیعت نہیں کر چکے؟ آپ نے پھر وہی بات دہرائی کہ اللہ کے رسول سے بیعت کرو تب ہم سب نے ہاتھ آپؐ کی طرف بڑھا دیے اور پوچھا کہ ارشاد ہو کس بات پر بیعت کریں؟ فرمایا اللہ کی پرستش کرو، پانچ وقت نماز پڑھو اور احکامِ الٰہی کو بغور سننے کے بعد ان پر عمل پیرا رہو۔ پھر آہستہ سے فرمایا کہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرو۔ حضورؐ کے ان ارشادات کے بعد ہم لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر تازیانہ ہاتھ سے گر جاتا تو کسی سے ایک لفظ نہ کہتے یعنی کسی سے یہ بھی نہ کہتے کہ بھائی ذرا یہ تازیانہ تو اٹھا دینا بلکہ خود سواری کے جانور سے نیچے اتر کر اسے اٹھا لیتے تھے تاکہ سوال نہ کرنا پڑے (کیمیائے سعادت)

اقوال بزرگانِ دین

لالچ سے بچو

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا ہے کہ وہ جس شخص نے لالچ، غصہ اور نفس کی پیروی سے خود کو بچا لیا اس نے چھٹکارا حاصل کر لیا۔

امیر ترین کون

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا، کہ اے پروردگارِ عالم! تیری مخلوق میں امیر ترین شخص کون ہے؟ فرمایا وہ جو ہمارے دیے پر صابر ہے۔ پھر میںؑ نے عرض کیا کہ عادل ترین کون ہے؟ تو فرمایا کہ وہ جو از خود انصاف کرتا ہے، یعنی کسی سفارش یا دباؤ کے تحت نہیں بلکہ خود بخود انصاف کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ روزانہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اولادِ آدم وہ بقدرِ کفایت مال اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو زیادہ غفلت کرے اور پریشانی کا باعث بنے

Marfat.com

طمع کا پھندہ

ابن سماکؒ کہتے ہیں کہ طمع تیرے گلے کا پھندہ ہے تو پاؤں کی رسی سے گلے کا پھندہ اتار پھینک تاکہ پاؤں کی بیڑی کو اتار سکے۔

سمیط بن عجلانؒ کہتے ہیں کہ تیرا پیٹ ایک بالشت بھر ہی تو ہے نا؟ پھر یہ بچھے دوزخ میں کیوں لے جائے؟

دانا کا قول

داناؤں میں سے ایک دانا کا قول ہے کہ لالچی سے زیادہ کوئی شخص مبتلائے رنج وعذاب نہیں ہوتا ہے اور صابر سے زیادہ عیش کسی کو میسر نہیں ہوتا اور حاسد سے زیادہ اندوہ وکرب کسی کو برداشت نہیں کرنا پڑتا اور تارک الدنیا سے زیادہ سبک بار (ہلکا پھلکا) کوئی نہیں ہوتا اور عالم بدکردار سے زیادہ نادم وپشیماں کوئی نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ سعدی کا قول

حضرت شیخ سعدی کا قول ہے کہ جس شخص پر دولت کا لالچ چھا گیا اس نے اپنی زندگی کے کھیت کو ہوا میں اڑا دیا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا ارشاد

شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ العزیز اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر ایک اعضاء میں شہوت اور حرص ہے جو آدمی کے لیے حجاب کا سبب ہوتے ہیں جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز کسی مقام تک نہیں پہنچتا۔ وہ اعضاء یہ ہیں۔

اوّل آنکھ جس میں بینائی کی شہوت ہے، دوسرے ہاتھ جس میں چیز کو چھونے اور پکڑنے کی خاصیت ہے۔ تیسرے کان جن میں سننے کی خاصیت ہے۔ چوتھے ناک جس میں سونگھنے کی صفت ہے۔ پانچویں حلق جس میں چکھنے کی خاصیت ہے۔ چھٹے زبان جس میں کہنے کی صفت ہے۔ ساتویں بدن جس میں چھونے کی صفت ہے۔ آٹھویں ہوش وعقل، جس میں نیک وبد کی صفت رکھی گئی ہے۔

مومن اور منافق میں فرق

حاتم اصم کہتے ہیں کہ مومن کی مشغولیت کا تعلق فکر و عبرت سے ہے اور منافق کا سارا وقت حرص ولالچ کی

Marfat.com

نڈر ہو جاتا ہے اور مومن کو سوائے حق تعالیٰ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا جب کہ منافق ہر کسی سے خائف رہتا ہے سوائے حق تعالیٰ کے (یعنی مومن کی امیدوں کا مرکز صرف حق تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے) جبکہ منافق ہر کسی سے آس لگائے رہتا ہے اور اگر کسی سے ناامید ہوتا ہے تو وہ حق تعالیٰ کی ذات ہے ۔ اور مومن اپنے مال کو دین کی راہ میں خرچ کرتا ہے جبکہ منافق اپنے دین کو مال کی خاطر بیچ دیتا ہے (خرچ کر دیتا ہے) ۔ مومن اطاعت کرتا ہے اور روتا ہے جبکہ منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے ۔ مومن کو تنہائی اور خلوت پسند ہوتی ہے اور منافق کو اژدہام اور صحبت و اختلاط میں لطف آتا ہے ۔ مومن بوتا ہے اور پھر بھی ڈرتا ہے کہ معلوم کاٹنا نصیب ہو یا نہ ہو جبکہ منافق بوتا کچھ بھی نہیں مگر کاٹنے کا لالچ رکھتا ہے ۔

حکایت

شعبی کہتے ہیں کہ ایک شخص (شکاری) نے ایک چڑیا (پرندے) کو پکڑ لیا پرندے نے کہا مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ صیّاد نے کہا: تجھے ذبح کروں گا اور مزے سے کھاؤں گا اور کیا کروں گا؟ پرندے نے کہا: مجھے کھانے سے تجھے کیا ملے گا کہ میں ذرا سا پرندہ ہوں تیرا پیٹ تو بھرنے سے رہا ، کیوں نہ تجھے تین باتیں ایسی سکھا دوں جو تیرے کام بھی آئیں مجھے کھا کر تم ان سے محروم ہو جاؤ گے لیکن ان باتوں میں سے ایک[1] بات تو ابھی تیرے ہاتھ میں پکڑے پکڑے بتائے دیتا ہوں بشرطیکہ مجھے چھوڑنے کا وعدہ کرو ، اور دوسری[2] بات اس وقت بتاؤں گا جب مجھے رہا کر دو گے اور میں درخت پر جا بیٹھوں گا ، اور تیسری[3] اس وقت کہوں گا جب درخت سے اڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھوں گا ۔ صیاد نے کہا : اچھا پہلی بات کہو ، پرندے نے کہا : ”جو کچھ تمھارے ہاتھ سے جاتا رہے اس کا غم مت کھاؤ“ صیاد نے اسے رہا کر دیا ۔ پرندہ اڑ کر درخت پر جا بیٹھا تو صیاد نے کہا کہ ”اب دوسری بات کہو“ پرندے نے کہا ”محال و نامحال بات پر یقین مت کرو“ اور پھر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھتے ہوئے بولا ”اے بدبخت ! اگر تو مجھے واقعی ذبح کر لیتا تو امیر کبیر بن جاتا کیونکہ میرے پیٹ میں بیس بیس مثقال کے دو مروارید (ہیرے) موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ جس کے پاس ہوں وہ کبھی غریب نہیں

Marfat.com

ہوسکتا"۔ اب تو وہ صیاد دانتوں سے انگلیاں کاٹنے لگا اور بولا: واحسرتا کہ میرے ساتھ یوں ہوا آہ افسوس، صد افسوس! مجھے دھوکہ دیا گیا۔ تب پرندے سے کہا کہ اچھا اب تیسری بات بھی بتادے! پرندے نے کہا کہ "تو نے پہلی دونوں تو فراموش کر دیں تیسری کو سن کر کیا کرے گا؟ بہرحال لے سن لے بد میں نے تجھے کہا تھا کہ جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجیے! اور پھر میں نے کہا تھا کہ محال بات پر یقین نہ کرو اور تیری حماقت کا یہ عالم ہے کہ تو نے مجھے ہاتھ میں تھامے رہنے کے باوجود یہ تک نہ سمجھا کہ اپنے گوشت پوست اور بال و پر سمیت میرا وزن دس مثقال بھی نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ میرے پیٹ میں جو میرے جسم کا ایک حصہ ہے بیس مثقال وزنی مروارید پڑے ہوئے ہوں۔ یہ کہا اور وہاں سے اڑ گیا۔ یہ حکایت یہاں پر اس لیے بیان کی گئی ہے کہ اس حقیقت کی وضاحت ہو جائے کہ جب طمع پیدا ہو جاتی ہے تو لالچی انسان محال سے محال باتوں پر یقین کر لیتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حکایت ایک درویش حلوائی کی دکان پر بیٹھا ہوا کچھ نصیحت کی باتیں کر رہا تھا اتنے میں شہد کے طشت میں مکھیوں کا ہجوم ہوا۔ حلوائی نے حسبِ عادت پنکھے سے انھیں اڑایا جو کنارے پر تھیں وہ تو اڑ گئیں اور جو کہ شہد میں بیٹھی ہوئی تھیں وہ وہیں پھنس رہیں۔ اس درویش کو اس مشاہدہ سے ایک حالت طاری ہو گئی۔ حال آگیا جب ہوش میں آئے حلوائی نے بے ہوشی کا سبب پوچھا۔ بزرگ نے کہا کہ اے بھائی طشت دنیا ہے اور شہد اس کی نعمتیں اور مکھیاں دنیا والے جو کنارہ پر بیٹھی تھیں۔ وہ فقیر دوستِ خدا ہیں کہ تھوڑی دنیا پر قناعت کرتے ہیں۔ حرص نہیں کرتے جو شہد کے اندر ہیں وہ حریص لالچی ہیں۔ جب موت کا پنکھا ہلا تو وہ جو کنارہ پر ہیں بہت آسائش سے بغیر آلائش دنیا مولیٰ کی طرف آجائیں گے اور جو اس کے اندر ہیں وہ مثل حریص دنیادار کے ہیں کہ ان کو مشکل کا سامنا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ حریص اور طمع سب سے زیادہ غمگین رہتا ہے اور قانع ہمیشہ شاد رہے گا اور تارک الدنیا ہمیشہ سبکدوش رہتا ہے۔

Marfat.com

حکایت

ایک شہر میں تین آدمی رہتے تھے۔ان میں دوستانہ تعلقات کافی گہرے تھے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا کاروبار مشترکہ تھا۔کچھ عرصہ کے بعد ان کا کاروبار اچھا نہ رہا۔ان کے لیے شب و روز گزارنا مشکل ہو گئے۔انہوں نے فیصلہ کیا کہ کہیں اور جا کر سلسلۂ روزگار شروع کریں۔کچھ خرچے کا بندوبست کر کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ وہاں راستے پر سونے کی ایک اینٹ پڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ تینوں بہت خوش ہوئے کہ ہماری قسمت کا دروازہ کھل جائے گا کیونکہ ہمیں سونا مل گیا ہے۔انہوں نے سونے کو تین برابر حصّوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سفر کی وجہ سے انہیں بھوک پیاس خوب لگ چکی تھی۔اُنہوں نے سوچا کہ کہیں قریب سے کھانا منگوا کر کھا لیں۔لہٰذا انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو کچھ رقم دی اور کھانا لانے کے لیے بھیج دیا۔جب اُن کا ساتھی کھانا لانے کے لیے چلا گیا تو باقی دو دوستوں نے سوچا کہ اسے کسی بہانے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور بعد میں سونے کی اینٹ کو برابر دو حصّوں میں تقسیم کر لیا جائے۔پس لالچ نے ان کی عقل پر ایسا پردہ ڈالا کہ اُنہوں نے اسے قتل کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔اُدھر تیسرے کے دل میں بھی لالچ نے پوری طرح سر اُٹھا لیا۔اس نے سوچا کیوں نہ دوسرے دونوں کو مار کر سونے کی اینٹ پر قبضہ کر لے۔بازار میں اس نے اپنے لیے کھانا لیا اور خوب جی بھر کر کھایا تو دوسرے دونوں کے لیے کھانا خریدا اور انہیں ہلاک کرنے کی غرض سے کھانے میں زہر ملا دیا۔جب وہ زہر آلود کھانا لے کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آیا تو اس کے دوستوں نے بناوٹی غصّے کا اظہار کیا کہ تم نے کھانا لانے میں اتنی دیر کیوں لگی ہے،ابھی وہ جواب دے نہ پایا تھا کہ اُنہوں نے اسے لاٹھیاں مار مار کر ہلاک کر دیا۔پھر دونوں دوست بڑے اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھ گئے۔مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ وہ کھانا زہر آلود ہے۔چنانچہ کھانا کھاتے ہی دونوں موت کی آغوش میں چلے گئے۔ لالچ نے تینوں کو موت کی نیند سُلا دیا۔ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

حکایت بے بادشاہ کسی خوفناک مرض میں مبتلا ہوگیا۔ اطبائے یونان کے ایک گروہ نے متفقہ فتویٰ دیا کہ اس بیماری کی کوئی دوا نہیں ہے۔ البتہ چند خاص صفات والے آدمی کے پتہ سے اس کا علاج ہوسکتا ہے۔ بادشاہ نے اس کے لانے کا حکم دیا، ایک دہقان کا لڑکا ویسا ہی مل گیا جیسا کہ طبیبوں نے بتایا تھا۔ بادشاہ نے اس کے ماں باپ کو بلایا اور بہت سی دولت دے کر خوش کر دیا (یعنی وہ اس بات پر رضامند ہوگئے کہ ان کا بیٹا بادشاہ پر قربان کر دیا جائے) ادھر قاضی نے فتویٰ دے دیا کہ رعیت کے کسی آدمی کا خون بہانا بادشاہ کی سلامتی کے لیے جائز ہے۔

جب جلاد نے اس لڑکے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرا کر کہنے لگا۔

بادشاہ نے پوچھا ہنسی کا کون سا موقع ہے؟

لڑکے نے کہا کہ اولاد کا ناز ماں باپ پر ہوتا ہے جو قاضی کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کرتے اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں۔ اب کیفیت یہ ہے کہ ماں باپ نے دنیاوی مال کی لالچ میں مجھے قتل ہونے کے لیے سونپ دیا ہے۔ قاضی نے میرے قتل کا فتویٰ دے دیا ہے اور بادشاہ اپنی سلامتی میری ہلاکت میں دیکھتا ہے اب سوائے بزرگ و برتر کے میں کوئی پناہ نہیں دیکھتا۔ اے بادشاہ تیرے ظلم کی فریاد کس کے آگے کروں؟ تیرے ہاتھ سے تیرے ہی سامنے انصاف چاہتا ہوں۔

لڑکے کی باتیں سن کر بادشاہ کا دل بھر آیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کہنے لگا کہ اس بے گناہ بچے کے خون بہانے سے میرا مر جانا بہتر ہے یہ کہہ کر اس کا سر منہ چوما اور گود میں اٹھا لیا پھر اسے بہت سا مال و دولت دیکر آزاد کر دیا کہتے ہیں کہ اسی ہفتے کے اندر بادشاہ صحت یاب ہوگیا (حکایات سعدی)

حکایت ایک غریب آدمی کو سوکھی روٹی اور پیاز کے سالن یا چٹنی کے سوا کچھ میسر نہ تھا لیکن وہ اسی روکھی سوکھی پر قانع تھا اور عزت آبرو کے ساتھ اپنے دن گزارتا تھا

ایک دن ایک بے ہودہ آدمی نے اسے ترغیب دی کہ وہاں امیر کے خوان یغما (لنگر) پر چلو اور وہاں سے عمدہ کھانے لے آؤ۔ اس طرح شرم کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ شرمیلا ہمیشہ روزی سے محروم رہتا ہے وہ بے چارا اس کی باتوں میں آگیا اور عمدہ کھانوں کے لالچ میں لنگر پہ جا پہنچا وہاں اس جیسے بے شمار لوگ جمع تھے چھینا جھپٹی میں اس بے چارے کے کپڑے تار تار ہو گئے اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اب اسے ہوش آیا رو رو کر اپنے نفس کو ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا

بلا جوئے باشد گرفتار آز　　من و خانہ من بعد نان و پیاز
جوینے کہ از سعی بازو خورم　　بہ از میدہ بر خوانِ اہلِ کرم

لالچی آدمی مصیبت کا متلاشی ہوتا ہے آج کے بعد میں ہوں گا اور میرا غریب خانہ روٹی ہوگی اور پیاز، جو کی وہ روٹی جو میں بازو کی محنت سے کھاؤں، اہلِ کرم کے دستر خوان کے میدہ سے بہتر ہے۔ (حکایاتِ سعدی)

حکایت شیخ سعدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میری ملاقات ایک ایسے مالدار سوداگر سے ہوئی جس کے پاس چالیس غلام اور خدمت گار اور باربرداری کے لیے ڈیڑھ صد اونٹ تھے۔ جزیرہ کیش کے قیام کے دوران میں ایک رات وہ مجھے اپنے حجرے میں لے گیا اور اوٹ پٹانگ باتیں کرنے لگا کبھی کہتا کہ میرا اتنا مال ترکستان میں ہے اور اتنا ہندوستان میں یہ فلاں زمین کا بیع نامہ ہے اور فلاں چیز کا فلاں آدمی ضامن ہے کبھی کہتا کہ فلاں فلاں جگہ سے ہو آیا ہوں۔ اب سکندریہ جانے کا ارادہ ہے کہ وہاں کی آب و ہوا خوشگوار ہے۔ پھر کہتا کہ نہیں وہاں کا سمندری سفر خطرناک ہے اے سعدی اب ایک سفر باقی ہے اگر وہ بھی کر لوں تو باقی عمر گوشہ قناعت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کر دوں گا۔

میں نے پوچھا وہ کون سا سفر ہے؟

کہنے لگا کہ میں فارس کی گندھک چین لے جانا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہاں اسکی بہت قیمت ہے۔ چین سے برتن خرید کر روم بھیجوں گا۔ روم کا ریشم ہندوستان میں، ہندوستان کا

فولاد حلب میں، حلب کا شیشہ یمن میں اور یمن کی چادریں فارس میں بھیجوں گا۔ اس کے بعد سفر ترک کر کے ایک دکان پر بیٹھ جاؤں گا۔ غرض وہ ساری رات ایسی مضحکہ خیز اور بے ہودہ باتیں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مزید بک بک کرنے کی طاقت نہ رہی اب وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

سعدی! تم بھی کچھ کہو آخر دنیا میں تم نے بھی بہت کچھ دیکھا ہے، میں نے کہا :۔

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور — بار سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دارا — یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

تم نے سنا ہوگا کہ ایک دفعہ غور کے صحرا میں ایک مال دار خچر پر سے گر پڑا اس نے بے کسی کے عالم میں کہا کہ دنیا دار کی حریص آنکھ کو قناعت بھر سکتی ہے یا قبر کی مٹی۔

زیادہ کھانے کی مذمت

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں چند درویشوں کے ساتھ کھجوروں کے ایک باغ میں گیا۔ ہماری جماعت میں ایک درویش بڑا پیٹو تھا اور اپنی بسیار خوری کی وجہ سے بہت بدنام تھا۔ باغ میں جاتے ہی اس نے کمر بسی اور ایک درخت پر چڑھ گیا۔ وہاں سے بُری طرح گردن کے بل زمین پر گرا اور مر گیا۔ گاؤں کے سردار کو خبر ہوئی تو وہ بھاگا ہوا آیا اور ہمیں آنکھیں دکھا کر پوچھنے لگا کہ اس کو کس نے مار ڈالا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ ہم پر رعب نہ گانٹھو۔ اس کو اور کسی نے نہیں اس کے پیٹ نے ہلاک کیا ہے۔

شکم بند دستست و زنجیر پائے — شکم بندہ نادر پرستد خدائے
شکم پر نخواہد شد الّا بخاک — برد اندرونے بدست آر پاک

پیٹ ہاتھ کی ہتھکڑی اور پاؤں کی زنجیر ہے جاؤ اور اپنا باطن پاک کرو کہ پیٹ تو خاک کے سوا کسی چیز سے نہیں بھرتا ہے۔

Marfat.com

حرص اور طمع کا علاج

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ حرص اور طمع کا علاج جس اعمال سے کیا جا سکتا ہے وہ صبر کی تلخی، علم کی شیرینی اور عمل کی دشواری ہے۔ پس ایک طمع ہی کیا بلکہ دل کی ہر بیماری کا علاج انھی اعمال سے ہے۔ پس حرص اور طمع کا علاج مندرجہ ذیل پانچ چیزوں سے ہوگا۔

۱۔ اخراجات میں کمی

پہلی چیز تو عمل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی اخراجات کو گھٹا کر کم سے کم حد تک لے آئے۔ یعنی موٹے جھوٹے کپڑوں اور روکھی سوکھی روٹی پر قانع رہے اور سالن کبھی کبھی استعمال کرے کیونکہ اس طرح کا روٹی کپڑا بغیر لالچ اور حرص کے بھی میسر آسکتا ہے لیکن اگر شان و تجمل میں پڑ جائے اور بے جا اخراجات سے کام لے گا تو صبر کرنا دشوار ہو جائے گا اور حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خرچ میں اعتدال سے کام لیتا ہے وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہونے پاتا اور فرمایا: آدمی کی نجات تین چیزوں میں ہے۔ اوّل یہ کہ کیا ظاہر اور کیا پوشیدہ حق تعالیٰ (کو ہمیشہ یاد رکھے اور اس) سے ڈرتا رہے۔ دوسرے یہ کہ امیری ہو یا فقیری، خرچ میں ہمیشہ میانہ روی اختیار کرے اور تیسرے یہ کہ غم ہو یا خوشی ہر صورت میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ ابوالدرداؓ کھجوروں کی گٹھلیاں چن رہے ہیں (وہ شخص ذرا متعجب ہوا تو) آپ نے فرمایا کہ معیشت پر نگاہ رکھنے والا یقیناً مردِ فقیہ ہوتا ہے اور حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص خرچ میں میانہ روی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا سے بے نیاز رکھتا ہے اور جو اندھا دھند خرچ کرتا ہے اسے دوسروں کا محتاج بنا دیتا ہے یعنی اسے مفلسی میں مبتلا کر دیتا ہے اور جو کوئی خدا کو یاد کرتا ہے خدا بھی اسے یاد رکھتا ہے (اور اسے محبوب رکھتا ہے) اور فرمایا خرچ کرتے وقت تدبیر و آہستگی سے کام لیا کرو کہ یہ اقدام بجائے خود آدھی روزی کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۔ فکر فردا نہ کرو

دوسری چیز یہ ہے کہ جب ایک دن کے لیے مال بقدر کفایت میسر آجائے تو اگلے روز کے لیے تشویش میں پڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہوتی

Marfat.com

کیونکہ یہ شیطان ہوتا ہے جو (مستقبل کے لیے پریشان رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور) آدمی کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر زندگی طویل ہوئی تو پھر کیا کرو گے اور کل کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو کھاؤ گے کہاں سے؟ پس کل کے لیے آج ہی کوشش کر لو اور جو کچھ حاصل کر سکو کر لو اور جب تک یہ نہ ہو لے اسوقت تک آرام سے مت بیٹھو اور جہاں کہیں سے کچھ مل سکے اکٹھا کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شیطان تجھے کل کی مفلسی کا خوف دلا کر آج پریشانی میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے اور (جب تو اس کے بھرے میں آجاتا ہے تو وہ) دل میں ہنسی اڑاتا ہے کہ دیکھو (اس شخص کی حماقت کہ) کیا پتہ کل کا دن اسے نصیب بھی ہوتا ہے یا نہیں (اور یہ اس لیے گھائل ہوا جاتا ہے) اور اگر کل کا دن اسے دیکھنا نصیب ہو بھی جائے تو اس کی تکلیف اس تکلیف سے زیادہ تو نہ ہو سکتی تھی جس میں آج اس نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو گرفتار کر رکھا ہے اور اس (مفت کی مصیبت) سے نجات اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ آدمی اس حقیقت سے خوب آگاہ رہے کہ روزی کا میسر آنا حرص و طمع پر منحصر نہیں ہے بلکہ پہلے سے مقدر ہو چکی ہے جو لازماً اسے مل کر رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ کو مغموم و اداس پایا تو فرمایا کہ: دل پر غم و اندوہ کا اس قدر بوجھ کیوں ڈالتے ہو؟ تمھارے لیے جو کچھ مقدر ہو چکا ہے وہ تمھیں بہر حال مل جائے گا اور جو روزی تمھاری تقدیر میں لکھی جا چکی ہے وہ تمھیں پہنچ کر رہے گی اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ انسان کو روزی اکثر و بیشتر ایسی جگہ سے مل جایا کرتی ہے جس کا تصور تک بھی اس کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ خود حق تعالیٰ نے فرمایا کہ پرہیزگاروں کو روزی وہاں سے پہنچائی جاتی ہے جہاں کا انھوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا اور ابو سفیانؓ کا قول ہے کہ پرہیزگاری اختیار کرو کہ آج تک کسی پرہیزگار کو مرتے نہیں دیکھا گیا۔ یعنی حق تعالیٰ لوگوں کو اس کے حق میں اس قدر مشفق و غم گسار بنا دیتا ہے کہ وہ نہ بھی مانگے تو اس کی ضرورت کا سامان اس تک پہنچا دیتے ہیں۔

ابو حازم کہتے ہیں کہ یہاں جو کچھ ہے دو طرح سے خالی نہیں۔ ایک تو یہ کہ جو "میری روزی" ہے وہ جلد یا بدیر صرف اور صرف مجھے ہی مل کر رہے گی اور دوسرے یہ کہ جو روزی کسی اور کیلیے

مقدر ہے وہ (اسی کو ملے گی اور) مجھے نہیں مل سکتی۔ خواہ تمام اہلِ آسمان اور سارے اہلِ زمین مل کر بھی اس کی کوشش کریں پھر اس کے لیے میری بے قراریاں اور اس کی تلاش میں سرگردانی میرے کس کام آسکتی ہے؟

۳۔ صبر سے کام لو تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھ لے کہ آدمی طمع نہ کرے اور صبر سے کام لے تو رنجیدہ رہے گا اور اگر طمع سے کام لے گا اور صبر کرے گا تو ذلیل و خوار ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کی وجہ سے لوگ اسے ملامت کریں گے جبکہ آخرت کے عذاب کا خطرہ الگ ہے اور اگر صبر سے کام لے تو ثواب کے ساتھ لوگ تعریف بھی کریں گے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت کے ساتھ جو رنج ہو وہ اس رنج سے اولیٰ ہے جو ذلت اور مذمت اور عقوبت کے ڈر کے ساتھ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت مخلوق سے بے پرواہ رہنے میں ہے۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ تو جس شخص کا محتاج ہے اس کا قیدی بھی ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اس کا امیر ہے اور جس سے تو بے پرواہ ہے اس کی مانند اور نظیر ہے۔

۴۔ کھانے پینے کا طمع نہ کرو چوتھی چیز یہ ہے کہ اس بات پر غور کرے کہ اس کی یہ حرص اور طمع آخر ہے کس کے لیے؟ اگر کھانے پینے کی خاطر ہے تو گدھے اور بیل وغیرہ اس سے کہیں زیادہ پیٹ بھر کر کھانے کے عادی ہوتے ہیں اور اگر شوکت و تجمل اور خوش پوشی مطلوب ہے تو کتنے ہی یہودی اور آتش پرست اسے اپنے گرد و پیش میں دکھائی دے سکتے ہیں جو اس ضمن میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں (غرض ہر برائی کے لیے تو اسے اپنی مثل کسی بُری شے میں دکھائی دے گی) ہاں اگر طمع سے ہاتھ اٹھا لے اور تھوڑے پر صبر کرنا سیکھ لے تو اسے اپنی مثال صرف انبیاء اور اولیاء ہی میں دکھائی دے سکتی ہے (اور کتنی مبارک مثال ہے یہ!) اور ظاہر ہے کہ ان عظیم شخصیتوں کی مانند ہونے اور ان ذلیل چیزوں کے مانند ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۵۔مالی نقصان کا خیال رکھو پانچویں چیز یہ ہے کہ مال کے نقصانات کا خیال کرے کہ دنیا میں جب مال بہت مہنگا ہوگا تو نقصانات اور خطرے بھی بہت ہوں گے رہ گئی آخرت تو اس میں فقراء امراء سے پانسو برس پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ آدمی کو دنیا میں اس حال میں رہنا چاہیے کہ اپنے سے کمتر مال والے پر نظر رکھے جبکہ شیطان دنیوی اعتبار سے ترغیب دلاتا ہے کہ دیکھو فلاں آدمی کے پاس یہ ہے اور فلاں کے پاس وہ ہے جبکہ تمھارے پاس کچھ نہیں اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ فلاں شیخ اور فلاں عالم تو پرہیز نہیں کرتا تو تمھیں کیا مصیبت ہے۔ انسان کو دین کے معاملہ میں بزرگوں کے حالات پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ انسان میں نیکی کی رغبت اور خواہش پیدا ہو اور دنیوی معاملات میں اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھنا چاہیے تاکہ وہ اپنے آپ کو تونگر اور خوشحال سمجھے۔

حکایت سعید بن راضی سے نقل ہے کہ میں دو سال حاکم اصم کی رفاقت میں رہا کبھی ان کو غصّہ ہوتے نہیں دیکھا مگر ایک مرتبہ بازار میں جاتے تھے کوئی شخص ان کے آشنا سے قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا۔ اصم نے کہا جھگڑا نہ کر اپنا قرض آسانی سے وصول کر ہر چند انھوں نے سمجھایا مگر اس نے نہ مانا ناچار ہو کر غصہ سے چادر زمین پر ماری۔ اس سے بہت سرخ دینار بکھر پڑے کہا بقدر اپنے قرض کے لے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا۔ اس حریص ناعاقبت اندیش نے بہت دینار دیکھ کر زیادہ لے لیے۔ اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔

Marfat.com

باب ۱۷

مذمّتِ نفس

اللہ تعالیٰ نے انسانی نفس کو بڑا عجیب بنایا ہے کیونکہ یہ خواہشات کی آماجگاہ ہے ہر طرح کی بُری خواہشات اور باغیانہ خیالات اسی میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہی انسان کو خلافِ شرع امور پر ابھارتا ہے۔ یہی شہوت کے وقت حیوانوں جیسی نفسانی حرکتیں کرتا ہے۔ غصّے میں درندوں کی طرح اظہارِ وحشت کرتا ہے۔ آرام و آسائش میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کی بجائے تکبر اور غرور کرتا ہے جب بھوکا ہوتا ہے تو حلال و حرام کی تمیز کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ جب سیر ہو جاتا ہے تو باغیوں اور سرکشوں کی طرح اکڑتا ہے۔ جب کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو بے صبروں کی طرح آہ و زاری کرتا ہے غرضیکہ انسان کا نفس کسی حالت میں بھی مطمئن نہیں رہتا اور ہر وقت انسان کو نت نئے فتنوں میں مبتلا کرنے کے درپے رہتا ہے اور جو اس پر قابو پاتا ہے وہی اللہ کا بندہ بنتا ہے لہٰذا اللہ کی معرفت کے طالب کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ کامیابی صرف اسی صورت میں ہوگی کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کیا جائے تاکہ اللہ راضی ہو۔

اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ خواہش رہتی ہے کہ اللہ کے ولی یعنی دوست بن جائیں مگر یونہی اللہ کو پانے کے لیے ریاضت و عبادت میں کثرت کرتے ہیں تو نفس کسی نہ کسی روحانی مرض میں مبتلا کر کے انسان کو آگے بڑھنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے کہیں دنیا کی چاہت ایسی سوار کرتا ہے کہ انسان غفلت کا شکار ہو کر نفس کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے لہٰذا ہر انسان کو سمجھ جانا چاہیے کہ برائیوں کی طرف رغبت دلانے والا انسان کا نفس ہی ہے لہٰذا جو شخص خواہشاتِ نفس کا غلام ہو وہ اللہ سے غافل رہے گا اور گناہوں کے سمندر میں ڈوبا رہے گا۔ اس طرح وہ اللہ کی

Marfat.com

معرفت نہیں پا سکتا۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس دشمنی کی بناء پر وہ انسان کے نفس کو استعمال کرتا ہے اور نفس کے ذریعے انسان میں طرح طرح کی خواہشات اور وسوسے پیدا کرتا ہے۔ بے شمار قسم کی جھوٹی امیدیں پیدا کر دیتا ہے اور انسان کو دھوکے اور فریب میں مبتلا کر کے گمراہی کی راہ میں ڈال دیتا ہے اور جو شخص شیطان کو پیچھے لگ جاتا ہے اس کے دین و دنیا تباہ ہو جاتے ہیں لہٰذا شیطان بھی نفس ہی کو اپنی دشمنی کا آلہ کار بناتا ہے۔

اے اللہ کے طالبو! اس ظالم نفس کی عیاریوں سے بچ جاؤ اور اس کی فریب کاریوں پر کڑی نظر رکھو اس کی خباثت سے چوکنے رہو۔ ہر حال میں اس کی حفاظت کرو ورنہ یہ تمہیں لے ڈوبے گا۔ جب سے دنیا بنی ہے کتنے لوگ ذلیل و خوار ہوئے کتنے ہلاک اور تباہی کے گڑھے میں جا گرے کتنے معصیت اور گناہ میں گرفتار ہوئے، کتنے آفات اور مصائب میں گرفتار ہوئے غرضیکہ جو برائیاں ہوئی ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی وہ سب نفس کے باعث ہوئیں اور ہوتی رہیں گی اس لیے نفس کو شر سے بچانا بہت ضروری ہے اور وہ شخص راہِ معرفت میں کامیاب نہیں ہو سکتا جو اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھے گا۔

محاسبۂ نفس

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نفس کے محاسبہ کا حکم دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے :۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر نفس یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیجا ہے؟

اس آیتِ کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اپنے گزشتہ اعمال کا محاسبہ کرے اسی لیے ایک اور مقام پر فرمانِ الٰہی ہے :۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

ہر نفس یہ دیکھے کہ اس نے قیامت کے لیے

Marfat.com

لِغَدٍ ۰ کیا عمل کرنے ہیں۔

اے انسان اچھی طرح سمجھ لے کہ تجھے برائی کی طرف لے جانے والا تیرا نفس تیرے شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے اور شیطان کو تجھ پہ تیری خواہشات کی بدولت غلبہ حاصل ہوتا ہے لہذا تجھے تیرا نفس جھوٹی امیدوں اور دھوکے میں ڈالے ہے جو شخص بے خوف ہوا اور غفلت میں گرفتار ہوا اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے اس انسان کا ہر دعوٰی جھوٹا ہے۔ اگر تو نفس کی رضا میں اس کی خواہشات کی اتباع کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا اور اگر اس کے محاسبہ سے غافل ہو گا، تو بحرِ عصیاں میں غرق ہو جائے گا۔

اگر تو اس کی مخالفت سے عاجز آ کر اس کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو یہ تجھے نارِ جہنم کی طرف کھینچ لے جائے گا نفس کی بازگشت بھلائی کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ مصائب کی جڑ شرمندگی کی کان، ابلیس کا خزانہ اور ہر برائی کا ٹھکانا ہے اور اس کی فتنہ انگیزیوں کو سوائے عالمِ خیر و شر کے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمانِ الٰہی ہے :۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۰ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے :۔

نفس کا محاسبہ کرو

حدیث شریف میں ہے عقل مند کے لیے مناسب ہے کہ وہ چار گھڑیوں میں ایک گھڑی اپنے نفس کے محاسبہ میں خرچ کرے۔

حضورؐ کی نصیحت

حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے نصیحت کیجیے، آپؐ نے فرمایا: کیا تم نصیحت کی طلب میں آئے ہو؟ عرض کی جی ہاں، آپ نے فرمایا: جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کا انجام سوچ لو اگر اس کا انجام اچھا ہو تو کر لو اور اگر اس کا انجام بُرا ہو تو اس سے رُک جاؤ۔

نفس کا امتحان

حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا تو لوگوں نے کہا اے ابو یوسف! تیرے گھر میں لکڑیاں موجود تھیں اور

تیرے غلام بھی اس کام کے لیے موجود تھے۔ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں اپنے نفس کا امتحان لے رہا تھا کہ کہیں یہ ان کاموں کو برا تو نہیں سمجھتا۔

آج کیا عمل کیا

حضرت عمرؓ جب رات تاریک ہوتی تو اپنے قدموں پر چابک مارتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ تو نے آج کیا عمل کیا؟

اپنے اعمال تول لو

حضرت عمرؓ نے فرمایا: قبل اس کے کہ تمھارا محاسبہ ہو تم خود اپنا محاسبہ کرو اور اس سے پہلے کہ تمھارے اعمال تولے جائیں تم خود اپنے اعمال تولو۔

جملے کی تبدیلی

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے وقتِ وصال فرمایا کہ مجھے لوگوں میں سے کوئی بھی عمرؓ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے کیا کہا ہے؟ میں نے آپ کا فرمان دہرایا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک عمرؓ سے زیادہ باعزت کوئی شخص نہیں ہے۔ تو گویا آپ نے ایک بات کہہ کر اس پر غور فرمایا اور اسے دوسرے جملہ میں تبدیل کر دیا۔

نفس سے بدلہ لینے کا ایک طریقہ

حضرت ابوطلحہؓ سے منقول ہے کہ جب انھیں ان کے باغ کے پرندے نے نماز سے انکی توجہ ہٹا دی تو انھوں نے اس کوتاہی کے بدلہ میں انتہائی پشیمانی کے عالم میں وہ سارا باغ اللہ کی راہ وقف کر دیا۔

اے نفس اللہ سے ڈر

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ اور میں مدینہ منورہ سے باہر نکلے یہاں تک کہ وہ ایک دیوار کے قریب پہنچے۔ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے اور میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ واہ وا! عمر بن الخطاب امیر المومنین ہے۔ بخدا اے نفس! اللہ سے ڈر، ورنہ وہ تجھے عذاب کرے گا۔

حضرت میمون بن مہران کا قول

جناب میمون بن مہران رضؓ کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک وہ کام کے بعد اپنے شریک یا شریکوں کے محاسبہ سے بھی اپنے نفس کا سخت محاسبہ نہ کرے۔

جناب میمون بن مہران رضؓ کا بھی قول ہے کہ متقی شخص اپنے نفس کا ظالم بادشاہ اور بخیل حصّہ دار سے بھی زیادہ محاسبہ کرتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب جہاد سے واپس آتے تو کہتے ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں اور صحابہ نے نفس، شیطان اور خواہشات سے جہاد کو، کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے اس لیے اکبر اور عظیم کہا کہ نفس سے جہاد ہمیشہ جاری رہتا ہے اور کفار کے ساتھ کبھی کبھی ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد میں غازی اپنے دشمن کو سامنے دیکھتا رہتا ہے مگر شیطان نظر نہیں آتا ہے اور دکھائی دینے والے دشمن سے لڑائی بہ نسبت چھپ کر وار کرنے والے دشمن کے آسان ہوتی ہے۔ ایک وجہ اور بھی ہے کہ کافر کے ساتھ غازی کی ہمدردیاں قطعی نہیں ہوتیں جبکہ شیطان کے ساتھ جہاد کرنے میں نفس اور خواہشات شیطان کی حامی قوتوں میں شمار ہوتے ہیں اس لیے یہ مقابلہ سخت ہوتا ہے۔ ایک بات اور بھی ہے کہ اگر غازی کافر کو قتل کر دے تو مالِ غنیمت اور فتح حاصل کرتا ہے اور اگر شہید ہو جائے تو جنّت کا مستحق ہو جاتا ہے مگر اس جہادِ اکبر میں وہ شیطان کے قتل پہ قادر نہیں اور اگر اسے شیطان قتل کر دے یعنی راہِ راست سے ہٹا دے تو بندہ عذابِ الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ جنگ کے دن جس کا گھوڑا بھاگ پڑے وہ کافروں کے ہاتھ آجاتا ہے مگر جس کا ایمان بھاگ جائے وہ غضبِ الٰہی میں پھنس جاتا ہے اور جو کافروں کے ہاتھ پھنس جاتا ہے اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہتھکڑیاں نہیں ڈالی جاتیں۔ اسے بھوکا، پیاسا اور ننگا نہیں کیا جاتا مگر جو غضبِ الٰہی کا مستحق ہو جائے اس کا منہ کالا کیا جاتا ہے اس کی مشکیں کس کر زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں اور اس کے پیروں میں آگ کی بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کا کھانا پینا اور لباس

Marfat.com

سب جہنم کی آگ سے تیار ہوتا ہے

حکیمانہ اقوال ایک دانا کا قول ہے جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوات کا بندی ہو جاتا ہے اور بے ہودگی کا تابع بن جاتا ہے۔ اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے جس کسی نے بھی اپنے اعضا کی زمین کو شہوات سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں پر پیدا فرمایا ہے :۔

۱۔ فرشتوں کو پیدا فرمایا، ان میں عقل رکھی مگر انھیں شہوات سے پاک و منزہ رکھا۔

۲۔ جانوروں کو پیدا کیا ان میں شہوت رکھی مگر عقل سے عاری کر دیا۔

۳۔ انسان کو پیدا کیا ان میں عقل اور شہوت، دونوں ودیعت فرمائے۔ اب جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آجاتی ہے وہ جانوروں سے بدتر ہے اور جس مسلمان کی شہوات پر اس کی عقل غالب آجاتی وہ فرشتوں سے بھی بہتر ہے۔

عارفانہ نکتہ ایک عارف باللہ کا قول ہے کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ کفار کے ساتھ جہاد اور یہ جہاد ظاہری ہے فرمانِ الٰہی ہے یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۝

۲۔ جھوٹے لوگوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد، فرمانِ الٰہی ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۔

۳۔ برائیوں کی طرف لے جانے والے سرکش نفس سے جہاد، فرمانِ الٰہی ہے :
وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔

حضرتِ مالک بن دینار نے انجیر کھانا چاہا

جناب مالک بن دینارؒ ایک دن بصرہ کے ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ کو انجیر نظر آئے، دل میں انھیں کھانے کی خواہش ہوئی۔ دکاندار کے پاس پہنچے اور کہا میرے ان جوتوں کے عوض انجیر دے دو۔ دکاندار نے جوتوں کو پرانا دیکھ کر کہا

ان کے بدلہ میں کچھ نہیں مل سکتا۔ آپ یہ جواب سن کر چل پڑے۔ کسی نے دکاندار سے کہا جانتے ہو یہ بزرگ کون تھے؟ وہ بولا نہیں۔ اس نے کہا یہ مشہور مدنی حضرت مالک بن دینارؒ تھے۔ دکاندار نے جب یہ سنا تو اپنے غلام کو ایک ٹوکری انجیروں سے بھر کر دی اور کہا اگر جناب مالک بن دینارؒ تجھ سے یہ ٹوکری قبول کرلیں تو اس خدمت کے بدلہ میں تو آزاد ہے۔ غلام بھاگا بھاگا آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا حضور! یہ قبول فرمائیے۔ آپ نے کہا میں نہیں لیتا۔ غلام بولا اگر آپ اسے قبول کرلیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ آپ نے جواب دیا اس میں تیرے لیے تو آزادی ہے مگر میرے لیے ہلاکت ہے۔ جب غلام نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ دین کے عوض میں انجیر نہیں کھاؤں گا اور مرتے دم تک کبھی بھی انجیر نہیں لوں گا۔

حکایت

جناب ابراہیم خواصؒ کہتے ہیں میں لسکام کے پہاڑ میں تھا، میں نے وہاں انار دیکھے اور میرے دل میں انھیں کھانے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ میں نے ایک انار اٹھا کر اسے دو ٹکڑے کیا مگر وہ ترش نکلا لہذا میں نے اسے پھینک دیا اور چل پڑا۔ چند قدم آگے جا کر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اور اس پر بھڑیں چمٹی ہوئی تھیں۔ میں نے اسے سلام کیا اور اس شخص نے میرا نام لے کر سلام کا جواب دیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہیں؟ اس بندۂ خدا نے جواب دیا جو اپنے خدا کو پہچان لیتا ہے پھر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ میں نے کہا تب تو تمھارا بارگاہِ ایزدی میں بڑا مقام ہے۔ تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ یہ جو بھڑیں چمٹی ہوئی ہیں تم سے دور ہو جائیں۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ کے ہاں تمھارا بھی بڑا مقام ہے۔ تم نے یہ دعا کیوں نہ مانگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے انار کھانے کی خواہش سے بچا لیتا۔ کیونکہ بھڑوں کی تکلیف دنیاوی عذاب ہے مگر انار کھانے کی پاداش اخروی عذاب ہے یہ بھڑیں تو انسان کے جسم پر ڈستی ہیں مگر خواہشات انسان کے دل کو ڈس لیتی ہیں۔ میں یہ نصیحت آموز گفتگو سن کر وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

حضرت ابوالحسن رازی کا فرمان

حضرت ابوالحسن رازی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والدکو ان کے انتقال کے دو سال بعد خواب میں اس حال میں دیکھا کہ ان کے جسم پر جہنم کے قیر کا لباس تھا۔ میں نے پوچھا اباجان یہ کیا ہوا؟ میں آپ کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھ رہا ہوں؟ میرے والد نے فرمایا: اے فرزند! مجھے میرا نفس جہنم میں لے گیا، اس کے دھوکہ میں کبھی نہ آنا۔ (اشعار)

انی ابتلیت باربع وماسلطوا — الا لشدۃ شقوتی وعنائی
ابلیس والدنیا و نفسی والھوٰی — کیف الخلاص وکلھم اعدائی
داری الھوٰی تدعوا الیہ خواطری — فی ظلمۃ الشھوات والاراء

میں ان چار دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں جو میری بدبختی اور کثرتِ گناہ کی وجہ سے مجھ پر غالب آگئے ہیں۔

شیطان، نفس، دنیا اور خواہشات ان سے کیسے رہائی مل سکتی ہے۔ حالانکہ یہ چاروں میرے جانی دشمن ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ خود بینی اور شہوات کی ظلمت میں میرے دل کی خواہشات اپنی طرف بلاتی رہتی ہیں۔

حضرت حاتم اصم کا قول

جناب حاتم اصمؒ کا قول ہے کہ نفس میرا اصطبل ہے علم میرا ہتھیار ہے، ناامیدی میرا گناہ ہے۔ شیطان میرا دشمن ہے اور میں نفس کے ساتھ فریب کرنے والا ہوں (اس کو فریب میں مبتلا کرتا ہوں)۔

نفس کی بُت سے مشابہت

تفسیر ابی اللیثؒ میں ہے جب کوئی بندہ طلبِ آخرت کی وجہ سے اپنی گزشتہ زندگی پر غور و فکر کرتا ہے تو یہ تفکر اس کے دل کے لیے غسل کا کام دیتا ہے جیسا کہ فرمانِ نبویؐ ہے ایک گھڑی کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے لہذا ہر عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ اپنے

Marfat.com

گزشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرے، جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں تفکر کرے اور قیامت کے دن کے لیے توشہ بنائے، امیدوں کو کم کرے، توبہ میں جلدی کرے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔ حرام چیزوں سے اعراض کرے اور نفس کو صبر پر آمادہ کرے۔ خواہشاتِ نفسانی کی اتباع نہ کرے۔ کیونکہ نفس ایک بُت کی طرح ہے جو نفس کی اتباع کرتا ہے وہ گویا بُت کی اتباع کرتا ہے اور جو اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اپنے نفس پر جبر کرتا ہے۔

حضرت ابوالحسن زنجانی کا قول

حضرت ابوالحسن زنجانی کا قول ہے۔ عبادت کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔ آنکھ، دل، زبان۔ آنکھ عبرت کے لیے، دل غور و فکر کے لیے اور زبان سچائی کا گہوارہ اور ذکر و تسبیح کے لیے ہو، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

تم اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔

تقاضا عقل مندی

ہر عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھوکا رہ کر شہوات کا قلع قمع کرے۔ اس لیے کہ بھوک اس دشمنِ خدا نفس کے لیے قہر ہے۔ شیطان کا وسیلہ ظفر یہی خواہشات اور کھانا پینا ہے۔ فرمانِ نبویؐ ہے کہ شیطان تمھارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کرو۔

بلاشبہ قیامت کے دن وہی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگا جس نے بھوک پیاس برداشت کی ہوگی اور ابنِ آدم کے لیے سب سے زیادہ برباد کرنے والی چیزیں پیٹ کی خواہشات ہیں۔ اس پیٹ کی بدولت حضرت آدم اور حوا علیہما السلام جنت سے ذلت اور فقر و فاقہ کی زمین پر اتارے گئے۔ جبکہ ربِ کریم نے انھیں شجرِ ممنوعہ کے کھانے سے منع کر دیا تو انھوں نے پیٹ کی خواہشات کی بنا پر اسے کھا لیا تھا۔ یہی پیٹ ہی حقیقت میں شہوات کا منبع اور مرکز ہے۔

Marfat.com

حکایت

حضرتِ عبداللہ اور احمد بن حرب ایک جگہ گئے۔ احمد بن حرب نے وہاں خشک گھاس کا ایک ٹکڑا کاٹا۔ حضرت عبداللہ نے جناب احمد بن حرب سے کہا تجھے پانچ چیزیں حاصل ہوگئیں۔ تیرے اس فعل سے تیرا دل اللہ کی تسبیح سے غافل ہوا تو نے اپنے نفس کو اللہ کے ذکر کے ماسوا کاموں کی عادت ڈالی، تو نے اپنے نفس کے لیے ایک راستہ بنا دیا جس میں وہ تیرے پیچھے پڑے گا۔ تو نے اسے اللہ کی تسبیح سے روکا اور قیامت کے لیے اپنے نفس کو رب کے سامنے ایک حجت دے دی۔

مومن نفس کا حاکم ہے

جناب حسن بصری رح کا قول ہے کہ مومن اپنے نفس کا حاکم ہوتا ہے اور اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کا قیامت میں حساب آسان اور ہلکا ہوگا جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہے ہیں اور قیامت میں ان لوگوں کا سخت محاسبہ ہوگا جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ نہیں کرتے۔ پھر محاسبہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اچانک مومن کو کوئی چیز پسند آجاتی ہے اور وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے بخدا تو مجھے پسند ہے تو میری ضرورت ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ تیرے اور میرے درمیان حساب حائل ہے یہ حساب قبل از عمل کی مثال ہے اور جب مومن سے کوئی لغزش سرزد ہو جاتی ہے تو وہ خود سے کہتا ہے تیرا اس فعل سے کیا مطلب ہے، بخدا میں اس پر عذر پیش نہیں کروں گا۔ اور بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں کبھی بھی ایسا کام پھر نہیں کروں گا۔

اپنے نفس کا قائد کون؟

جناب مالک بن دینار رح کا قول ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے اپنے نفس سے یہ کہا کہ تو نے ایسا ایسا کام انجام نہیں دیا پھر اس کی خدمت کی اور اس کی ناک میں نکیل ڈال کر کتاب اللہ کی پیروی کو اس کے لیے لازمی قرار دے دیا۔ ایسا شخص اپنے نفس کا قائد ہوگا اور حقیقت میں یہی نفس کا محاسبہ ہے۔

Marfat.com

نفس کو نیکی کی طرف مائل کرنے کا طریقہ

جناب ابراہیم التیمی رض کا قول ہے کہ میں نے اپنے نفس کے سامنے جنت کی مثال پیش کی ، اس کے پھل کھانا ، اس کی نہروں سے پانی پینا اور اس کی پاکیزہ عورتوں سے میل ملاپ رکھنے کی مثال پیش کی ۔ پھر میں نے اپنے نفس کو جہنم کی تفصیل سنائی ۔ یعنی اس کا تھوہر کھانا اس کی پیپ پینا اور اس کے بھاری زنجیر اور طوق گلے میں پہننے کا بتا کر کہا تجھے ان دو میں سے کون سی چیز پسند ہے نفس بولا میرا ارادہ ہے کہ دنیا میں جا کر نیک عمل کر کے آؤں ۔ تب میں نے اسے کہا کہ فی الحال تجھے مہلت ملی ہوئی ہے لہذا خوب نیک اعمال کر لے ۔

حضرت مالک بن دینار کا ارشاد

جناب مالک بن دینار رض کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کو خطاب کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا :

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنا حساب دوسرے کے پاس جانے سے پہلے خود ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا ۔ اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے عمل کی لگام پکڑ کر سوچا کہ میں ایسا کام کیوں کر رہا ہوں ، اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنی مٹھی کو دیکھا اللہ اس بندہ پر رحم فرمائے جس نے اپنے اعمال کے میزان کو دیکھا وہ اسی طرح کہتا رہا یہاں تک کہ میں رو پڑا (لیکن حجاج کے مظالم اور صلحاء و ابرار پر اس کی چیرہ دستیوں نے خود اس کو کبھی اپنے نفس کے محاسبہ کا موقع نہیں دیا) ۔

نفس کو تنبیہ

جناب احمد بن قیس رح کے ایک ساتھی کی روایت ہے کہ میں ان کے ساتھ رہتا تھا ، ان کی رات کی عبادت عمومی طور پر دعاؤں پر مشتمل ہوتی تھی اور وہ چراغ کی طرف آتے اس کی لو میں اپنی انگلی رکھ دیتے یہاں تک کہ اس پر آگ کا اثر محسوس کیا جاتا پھر اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہتے اے حنیف ! تجھے فلاں فلاں دن کسی چیز نے ایسے ایسے کام کرنے پر اکسایا تھا ۔ تجھے فلاں روز کون سی چیز نے ایسے برے عمل پر آمادہ کیا تھا

Marfat.com

نفس اور روح

حضرت خواجہ شمس الدین نے فرمایا ہے کہ نفس اور روح درحقیقت واحد الاصل ہیں البتہ کبھی اسے نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ اور کبھی روح اور دل کے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ اسمی اختلاف ان کے وصفی اختلاف کے لحاظ سے ہے ان میں جس قسم کی صفت غالب ہو اسی کا نام دیا جاتا ہے۔

حکایت

حضرت ذوالنون مصریؒ نے دس برس تک کوئی لذیذ کھانا تناول نہ فرمایا۔ نفس چاہتا رہا اور آپ نفس کی مخالفت فرماتے رہے کہ میں اپنے نفس کا کہا ہرگز نہ مانوں گا۔ ایک بار عید کی رات کو دل نے کہا کہ کل عید کے روز اگر کوئی لذیذ کھانا کھا لیا جائے تو کیا حرج ہے۔ حضرت نے اپنے دل سے کہا کہ میں دو رکعت نفل پڑھوں گا اور ہر دو رکعت میں پورا قرآن ختم کروں گا۔ اگر تو اس بات میں میرے ساتھ موافقت کرے تو کل لذیذ کھانا مل جائے گا۔ چنانچہ آپ کے دل نے اس امر میں موافقت کی اور آپ نے دوسرے روز یعنی عید کے دن لذیذ کھانا منگوایا نوالہ اٹھا کر منہ میں ڈالنا ہی چاہتے تھے کہ پھر رکھ دیا اور نہ کھایا۔ یاروں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا جس وقت میں نوالہ منہ کے قریب لایا تو دل نے کہا کہ دیکھا میں آخر اپنی دس سال کی خواہش میں کامیاب ہو ہی گیا نا۔ میں نے اسی وقت کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں تجھے ہرگز کامیاب نہ ہونے دوں گا۔

اسی وقت ایک شخص ایک لذیذ کھانے کا طباق اٹھائے ہوئے حاضر ہوا اور کہنے لگا یہ کھانا میں نے اپنے لیے رات کو تیار کیا تھا رات کو خواب میں میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تو کل قیامت کے روز بھی مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو یہ کھانا ذوالنون کے پاس لے جا اور ان سے جا کر کہہ کہ

حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کرتے ہیں کہ دم بھر کیلیے نفس کے ساتھ صلح کر لو اور چند نوالے اس لذیذ کھانے سے کھا لو۔

حضرت ذوالنون یہ پیغامِ رسالت سن کر وجد میں آ گئے اور کہنے لگے میں فرمانبردار ہوں۔ میں

Marfat.com

فرمانبردار ہوں اور لذیذ کھانا کھانے لگے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۴۵)

حضرت خواجہ شمس الدّین کا قول

فرمایا: انسانی خواہشات کی تین قسمیں ہیں اگر لذیز خوراک، نرم پوشاک، حسینہ کو دیکھنے اور اس سے جماع کرنے کی رغبت ہو تو یہ نفس کی خواہشات ہیں اور اگر حسد تکبّر اور خود پرستی اور اسی قسم کے دوسرے رجحانات ہوں تو یہ شیطانی خواہشات ہیں اور جب عبادت، ریاضت، اعمالِ حسنہ وغیرہ کی طرف میلان ہو تو یہ ملکوتی رجحانات ہیں لہذا سالک کو چاہیے کہ نفسانی اور شیطانی خواہشات کو ترک کر کے اوصافِ حمیدہ اختیار کرے۔

حکایت

حضرت احمد بن ارقم بلخی رح سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میرے نفس نے جہاد میں شریک ہونے پر مجھے مجبور کیا۔ میں نے دل میں کہا سبحان اللہ! قرآن میں تو آیا ہے کہ نفس برائی کی ترغیب دیتا ہے اور میرا نفس مجھے نیک کام کی ترغیب دے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے میل جول کر کے تنہائی اور گوشہ نشینی کی وحشت کو دور کرے اور لوگوں سے خلط ملط ہو کر راحت حاصل کرے اور ان کے سامنے اپنی گوشہ نشینی اور بزرگی کا چرچا کر کے اپنی تعظیم اور اپنا احترام و اکرام کرائے۔ چنانچہ میں نے نفس کو جواب دیا کہ میں ہرگز تجھے آبادی میں نہیں لے جاؤں گا اور کسی جان پہچان کی جگہ تجھے نہیں لے جاؤں گا تو وہ اس جواب پر راضی ہو گیا لیکن مجھے پھر ظن ہوا کہ یہ اپنے خلاف بات پر کیسے رضامند ہو سکتا ہے اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کا کلام سچا ہے (کہ نفس برائی کی طرف ہی جاتا ہے) تو میں نے اسے کہا میں دشمن سے جہاد و قتال کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن میرا اولین دشمن تو ہے۔ اس لیے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ تجھ سے ہو گا۔ میرے اس جواب پر بھی نفس نے بُرا نہ منایا۔ میں نے چند اشیاء اور شمار کیں جو اس کے خلاف تھیں لیکن وہ اس پر بھی برافروختہ نہ ہوا میں دل میں حیران ہوا اور دربارِ ایزدی میں ملتجی ہوا کہ اے باری تعالیٰ! میں نفس کو بہر حال جھوٹا سمجھتا ہوں اور تجھے سچا۔ مجھے اس کی اصل حقیقت بتا تو مکاشفہ میں میں نے سنا کہ نفس کہہ رہا تھا اے احمد! تو مجھے

Marfat.com

ہر روز شہوتوں سے روک کر قتل کرتا ہے اور ہر بات میں میری مخالفت کر کے تو مجھے تنگ اور پریشان کرتا ہے اور میرے اس قتل اور تکلیف کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا اگر تو جہاد میں شرکت کرے گا تو صرف ایک بار ہی مجھے قتل کرے گا۔ بعد میں مجھے تجھ سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی اور میں لوگوں میں اس بات کا چرچا کروں گا کہ احمد نے شہادت کا درجہ پایا اس طرح میرا چرچا ہوگا اور مجھے ہی شرف حاصل ہوگا۔

امام احمد بن ارقم فرماتے ہیں کہ اس کے اس جواب سے میں نے نیت کر لیا کہ ہرگز جہاد میں شرکت نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں نے اس سال جہاد میں شرکت نہ کی۔

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک زاہد مقاتبن نے خدائے عزوجل کی ستر سال تک طاعت و عبادت کی تھی۔ ستر سال کی اس طاعت و عبادت کے بعد اسے اللہ سے ایک کام آن پڑا۔ اس نے خدا تعالیٰ سے کامگاری چاہی مگر وہ کام نہ بنا۔ بعد ازاں وہ ایک کونے میں گیا اور اپنے نفس سے یہ بحث و مجادلہ کرنے لگا کہ اے نفس! تو نے ستر سال خدا کی طاعت و عبادت کی یقیناً تیرے اخلاص میں کوئی کمی ہوگی۔ اگر تو نے کامل اخلاص سے طاعت و عبادت کی ہوتی تو یقیناً تیری یہ حاجت پوری ہو جاتی۔ جب وہ زاہد اپنے نفس سے یہ بحث و مجادلہ کر رہا تھا تو اس عہد کے پیغمبر کو یہ فرمان ملا کہ اس زاہد سے کہو اس گھڑی تمہارا خود اپنے نفس پر اسی طرح عتاب کرنا ہمارے نزدیک تیری ستر سال کی طاعت و عبادت سے بہتر ہے۔

نفس کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ نفس کی خواہشوں سے آزاد ہو جاؤ اور اسکی اتباع سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اپنی ہر چیز اللہ کے سپرد کر دو اور اپنے درِ دل پر اس طرح پہرہ دو کہ اس میں صرف وہی شے داخل ہو جس کی اجازت مولا کریم دے۔ شیطانی وسوسوں کو دل میں جگہ نہ دو۔ خواہشات نفسانی کو داخلے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ ہر حال میں ان کی مخالفت ہو کیونکہ کسی خواہش کا دل میں داخل ہونا دراصل اس کا اتباع ہے۔ ارادۂ حق کے سوا کسی اور

Marfat.com

ارادے کی خواہش درست نہیں ۔ ارادۂ حق کے علاوہ کسی اور ارادے کو دل میں جگہ دینا تباہی اور ہلاکت ، نگاہِ رحمت سے گرنے اور حجاب پیدا منتج ہوتا ہے ۔ ہمیشہ احکامِ الٰہی کی پابندی کرو اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے اجتناب کرو ، مقدرات خداوندی کو اسی کے اختیار و رضا پر رہنے دو اور مخلوقات میں سے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ ۔ یاد رکھو کہ تمھارے ارادے اور آرزوئیں خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں ۔ اس لیے اپنا ارادہ اور اپنی خواہش خالق کے ساتھ شرک کرنا ہے ۔

شرک صرف بُت پرستی ہی نہیں ہے ، خواہشاتِ نفس کی پیروی اور دنیا کی کسی بھی چیز کے ساتھ عشق کی کیفیت سے منسلک ہو جانا صریحاً شرک ہے ۔ خدا کے سوا ہر شے غیر خدا ہے اور ہر غیر خدا کی خواہش شرک کہلائے گی لہذا اس سے پرہیز کرو اپنے نفس کی برائیوں سے ڈرتے رہو ۔ تلاشِ حق میں ساعی رہو ۔ غفلت کو شعار نہ کرو ۔ جو حال و مقام تمھیں ملے اسے اپنے نفس سے منسوب نہ کرو ۔ اس لیے کہ تغیرِ حال کے لیے ہر روز خدا تعالیٰ کی نئی شان ہے ۔ اللہ کی ذات بندے اور اس کے قلب کے مابین ہے ۔ اس لیے یہ قرین قیاس ہے کہ اپنے جس حال کی تم دوسروں کو خبر دو وہ تم سے سلب کر لیا جائے اور تم جسے پائیدار اور باقی سمجھتے ہو اسے ختم کر دیا جائے اور تمھیں اس آدمی سے نادم ہونا پڑے جس سے تم نے بات کی تھی اس لیے ضروری ہے کہ اپنے مقام کو اپنے دل میں ہی رکھو کسی دوسرے کو نہ بتاؤ اور اگر خدا تمھیں تمھارے حال و مقام پر رکھے تو اسے خدا کا انعام سمجھ کر اس کا شکر ادا کرو اور اس میں اضافے کی درخواست کرو اور اگر موجودہ حال کے بجائے ایسا حال نصیب ہو جس میں علم و معرفت اور نور و ادب زیادہ ہو تو تمھارے لیے ترقی کا باعث ہے ۔

شامتِ نفس

اکثر لوگ شامتِ نفس کی وجہ سے گمراہی کے گڑھے میں جا گرے چنانچہ اولیاء اللہ میں سے بلعم باعور ، شیخ صنعان اور برصیصا اسی قبیل کے آدمی تھے ۔ بلعم باعور کی مجلس وعظ میں ستر دواتیں تیار رکھی ہوئی تھیں اور ہر دوات پر دس دس

Marfat.com

کاتب مامور تھے جو اسی کی زبان سے بیان ہونے والے حقائق و معارفِ الٰہیہ لکھا کرتے تھے لیکن اس قدر معرفت مآب ہونے کے باوجود بھی وہ گمراہ ہوگیا۔ پھر فرمایا۔ مذکورہ تینوں آدمی عورت کی اطاعت کی وجہ سے گمراہ ہوئے خدا عورتوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

حکایت حضرت ممشاد علو بڑے فلسفیانہ انداز میں اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے تھے آپ کے ایک مرید نے آپ سے پوچھا۔ حضرت! یہ بُت پرستی کیا ہوتی ہے، ماضی میں بڑے پیمانے پر بُت پرستی ہوا کرتی تھی۔ اب آپ یہ بتائیں کہ اس وقت کون کون سی اقوام بُت پرستی میں مبتلا ہیں۔ آپ کو اپنے مرید کا یہ سوال بہت پسند آیا۔ فرمایا بت پرستی تو آج بھی موجود ہے اور تقریباً ہر قوم میں بُت پرست موجود ہیں۔ مرید نے پوچھا حضرت وہ کس طرح؟ میری سمجھ میں تو آپ کی یہ بات نہیں آئی۔

آپ نے جواب دیا ذرا آنکھیں کھول کر اپنے گردوپیش کا مشاہدہ کر۔ بت پرستوں کا ایک بہت بڑا غول تیرے آس پاس موجود ہے اور یہ سب کے سب بت پرستی میں مشغول ہیں۔

مرید نے پوچھا وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا بتوں کی مختلف قسمیں ہیں کچھ ایسے لوگ ہیں جو نفس کو بُت بنا لیتے ہیں اور اس کی پرستش میں مشغول ہو جاتے ہیں، ان کے برعکس دوسرے لوگ ہیں جو دولت کا بت بنا لیتے ہیں اور اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو بیوی بچوں کو بت بنا لیتے ہیں اور ان کی پرستش کرنے لگتے ہیں۔ بعض صنعت و تجارت کو بُت بنا لیتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس سے قطع نظر اکثریت السیوں کی ہے جو روزے نماز کو بت بنا لیتے ہیں اور ان کے پجاری بن جاتے ہیں۔ مرید تو آپ کے جواب سے پریشان ہوگیا اور کہنے لگا یہ تو بڑی بھیانک حقیقت ہے۔ آپ کے اس جواب سے آخر میں کیا سمجھوں؟ آپ نے جواب دیا یہ کہ پوری مخلوق کسی نہ کسی بت کی پرستش میں گرفتار ہے اور کسی کو بھی پرستش سے مفر نہیں۔ آپ نے پوچھا آخر کوئی تو ایسا ہوگا جو اس سے محفوظ اور مبرا ہوگا۔ آپ نے جواب دیا: ہاں وہ شخص جو اپنے نفس کی نیکی اور بدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدفِ ملامت بنائے رکھتا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۸

غیبت

غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اسے ایسے برے لفظوں سے یاد کیا جائے یا اس کی بدخوئی کی جائے اگر انھی لفظوں کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے تو وہ برا منائے اور اس کے دل کو دکھ پہنچے اور جو برائی اس کی کی گئی ہو وہ اس میں موجود نہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی یا عیب بیان کرنا جس کے سننے سے وہ ناراض ہو غیبت ہے۔ غیبت کی عادت بہت بری ہے کیونکہ اس سے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی

غیبت کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ط

اے اہلِ ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پ ۲۶۔ حجرات ۱۲)

Marfat.com

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت دو صحابیوں کے بارے میں نازل ہوئی جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو غنی آدمیوں کے ساتھ حضرت سلمان کو جوڑ دیا تاکہ وہ کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹایا کرے اور کھانے میں شریک ہو جایا کرے ایک جگہ اُترے مگر ان ساتھیوں کے ساتھ کھانے پینے کو کچھ تیار نہ تھا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور کچھ بچا ہوا سالن لے آؤ یہ چلے گئے بعد میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر یہ شخص فلاں کنوئیں پر چلا جائے تو اس کا پانی بھی کم ہو جائے۔ ادھر سلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور سالن مانگا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ ان ساتھیوں سے کہہ دو کہ تم نے سالن کھا لیا ہے واپس آکر حضرت سلمان نے انھیں یہ بات بتائی تو وہ دونوں خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے تو سالن وغیرہ کچھ نہیں کھایا۔ ارشاد فرمایا: میں گوشت کی سرخی تمھارے منہ پر محسوس کر رہا ہوں۔ وہ پھر کہنے لگا ہمارے پاس ہی کچھ نہ تھا۔ نہ ہی ہم نے آج گوشت کھایا۔ ارشاد ہوا تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے پھر فرمایا تم پسند کرتے ہو کہ مردار گوشت کھاؤ عرض کیا نہیں تو فرمایا جیسے مردار گوشت کھانا پسند نہیں ایسے ہی غیبت بھی نہ کیا کرو کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کی غیبت کرتا ہے وہ اس کا گوشت کھاتا ہے اس پر مندرجہ بالا آیت کا نزول ہوا۔

پس معلوم ہوا کہ غیبت بہت ہی بڑا گناہ ہے اس لیے اس سے بچنے کے لیے سخت تاکید کی گئی ہے۔ کسی کے خاندان حسب نسب، لباس، رہائش، اقوال و افعال، چال ڈھال، گفتگو غرضیکہ انسان میں ظاہری یا باطنی طور پر عیب نکالنا جس سے انسان کو دلی دکھ ہو غیبت کے زمرے میں شامل ہے اس لیے غیبت کے گناہ سے ہر مسلمان مرد اور عورت اور چھوٹے بڑے کو بچنا چاہیے۔ مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی
نِ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝

رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ (پ ۳۰۔ ھمزہ ۱ تا ۴)

مذمّتِ غیبت

غیبت کیا ہے

حضرت ابوہریرہ سے ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم اپنے بھائی کی وہ بات کہو جو اس میں ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور جب وہ بات کہی جو اس میں نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

غیبت کا کفّارہ

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفّارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کیلیے استغفار کرے اور کہے کہ اے اللہ! ہمیں اور اسے بخش دے۔ (بیہقی)

غیبت سے توبہ کا طریقہ

حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت ہے لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! غیبت زنا سے سخت تر کس طرح ہے؟ فرمایا کہ زانی اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے (بیہقی)

غیبت کا مفہوم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو۔ عرض کی گئی کہ اگر وہ برائی میرے بھائی میں موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں؟ فرمایا کہ جو تم کہہ رہے ہو اگر اس میں وہ برائی ہے تو غیبت ہوئی اور جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس میں نہیں تو یہ اس پر

Marfat.com

بہتان ہے۔ (مسلم)

غیبت سے اعمال کا ضائع ہونا

حضرت ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزہ دار تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اپنا وضو اور اپنی نماز دہراؤ اور اپنے اس روزے کے بدلے کسی اور دن کا روزہ رکھنا۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ یہ کیوں؟ فرمایا کہ تم نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

غیبت کی تشریح

فرمانِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے خواہ اس کے بدن کا کوئی عیب ہو، نسب کا عیب ہو، اس کے قول و فعل یا دین دنیا کا عیب ہو۔ یہاں تک کہ اس کے کپڑوں اور سواری میں بھی کوئی عیب نکالے گا تو یہ بھی غیبت ہوگی (اللہ میری توبہ)

کسی کی بدتعریفی غیبت ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا مگر اٹھ کر کھڑا ہوا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا یہ شخص کس قدر کمزور ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کو کھایا ہے اور اس کی غیبت کی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

غیبت کرنے والے کا انجام

حضرت انس رضؓ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے) اور انکی عزتوں کے پیچھے پڑتے تھے (ابوداؤد)

ایمان کے تقاضے

حضرت ابوہریرہ اسلمی رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ایمان

تمھارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا ہے، نہ مسلمانوں کی غیبت کرو، نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا خداوند تعالیٰ بھی اس کے عیب کی تلاش کرے گا اور خدا جس کے عیب کی تلاش کرے گا خود اس کے گھر ہی کے اندر اس کو رسوا کر دے گا۔ (ابوداؤد)

قیامت میں غیبت کی سزا

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا (یعنی غیبت کرے گا) تو قیامت کے دن وہی گوشت اس کے قریب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس مردہ کو کھا جس طرح کہ تم اس کو زندگی میں کھاتے رہے چنانچہ وہ منہ بگاڑ بگاڑ کر کھائے گا۔ (ابویعلیٰ)

غیبت نیکی کو مٹا دیتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز انسان کو اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال دیا جائے اس میں کوئی نیکی نہیں ہوگی وہ کہے گا میری فلاں فلاں نیکی کہاں گئی جو میں نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری غیبتوں کی وجہ سے تیری نیکیاں مٹا دی گئی ہیں۔ (ترغیب)

شبِ معراج حضورؐ کا مشاہدہ

حضرت ابوسعید خدری رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب مجھے شبِ معراج میں آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جاتا ہے جسے وہ لقمہ بنا بنا کر چباتے ہیں اور انھیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے ہو اسے بھی کھاؤ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ کی اُمت کے غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔

چار چیزوں سے بچو

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جو روزہ کو ختم کر دیتی ہیں

Marfat.com

وضو کو توڑتی ہیں۔ عمل کو ضائع کرتی ہیں۔ غیبت، جھوٹ، چغلی اور ایسی عورت کے مواقع حسن کو دیکھنا جس کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ یہ چیزیں برائی کی جڑوں کو یوں سیراب کرتی ہیں جیسے پانی پودے کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے اور شراب پینا ان سب سے بڑھ کر ہے۔

غیبت مردہ گوشت کھانے کے مترادف ہے

فقیہہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے یہ حکایت سنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے اور صفہ والے صحابہ مسجد میں تھے حضرت زید بن ثابت ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی ہوئی حدیثیں سنا رہے تھے کہ آپ کی خدمتِ عالیہ میں کسی نے گوشت پیش کیا۔ صحابہ نے حضرت زید سے کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ہماری طرف سے عرض کریں کہ مدت ہوئی ہم نے کبھی گوشت نہیں کھایا۔ مقصد یہ تھا کہ کچھ حصہ ہمیں بھی مل جائے۔ جب حضرت زید اس کام کے لیے ان کے پاس سے اٹھ گئے تو وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ زید بھی تو خدمتِ نبوی میں ایسے ہی حاضری دیتے ہیں جیسے ہم حاضر ہوتے ہیں پھر یہ کیسے حلقہ میں بیٹھ کر ہمیں حدیثیں سنا رہے ہیں۔ ادھر حضرت زید نے خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر اہلِ صفہ کا پیغام دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انھیں کہو کہ تم نے تو ابھی ابھی گوشت کھایا ہے۔ واپس آ کر حضرت زید رضؓ نے آپ کا یہ ارشاد ان کو سنایا تو وہ کہنے لگے کہ بخدا ہم نے تو اتنی مدت سے گوشت نہیں کھایا یہ پھر دربارِ نبوی میں لوٹے اور ان کا جواب سنایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ابھی تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے اور گوشت کے آثار تمھارے دانتوں میں موجود ہیں۔ تھوکو تو گوشت کی سرخی تمھیں دکھائی دے گی۔ چنانچہ تھوکا تو اس میں خون تھا۔ تب انھوں نے توبہ کی اور اپنی بات کی معذرت بھی کی۔ (تنبیہ الغافلین)

غیبت کا ایک واقعہ

حضرت سلمان فارسی ایک سفر میں کچھ لوگوں کے ساتھ تھے، حضرت عمر رضؓ بھی ساتھ تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا

Marfat.com

ساتھیوں نے کھانا تیار کیا اور حضرت سلمان پڑ کر سو گئے۔ بعض ساتھی کہنے لگے یہ غلام تو چاہتا ہے کہ خیمے لگے ہوئے ہوں اور کھانا تیار ہو اور یہ آکر بیٹھ جائے اس کے بعد حضرت سلمان سے کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور وہاں سے سالن لاؤ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور وجہ بتائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو بتا دو کہ تم نے تو سالن کھا لیا ہے۔ حضرت سلمان نے انھیں آکر بتایا تو وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو ابھی تک کھانا نہیں کھایا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا تم نے اپنے اس ساتھی کا گوشت کھایا تھا جب کہ اس کے سوتے ہو کے تم نے فلاں فلاں بات کہی تھی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں

(تنبیہ الغافلین)

غیبت کی بدبو

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بدبو دار ہوا چلی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ منافقوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے۔ ہوا میں یہ بدبو اسی وجہ سے ہے۔ کسی دانا سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غیبت کی بو محسوس ہو جاتی تھی اور اب ہمارے زمانہ میں یہ بات نہیں رہی کہنے لگا کہ ہمارے زمانہ میں غیبت کثرت سے ہونے لگی ہے جس کی وجہ سے ناک کی حس بھی ماؤف ہو گئی اب اس کا احساس ختم ہو گیا جیسے کہ ایک آدمی چمڑا رنگنے والوں کے ہاں گیا تو یہ وہاں کی بدبو کی وجہ سے ٹھہر بھی نہ سکتا تھا اور گھر والوں کا کھانا پینا سب وہیں تھا اور انھیں اس بدبو کا احساس تک نہ تھا اس لیے کہ ان کی ناکیں اس سے بھر چکی تھیں ایسے ہی آج ہمارے زمانہ میں غیبت کا قصہ ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

حضرت جابر کو نصیحت

حضرت سلیمان بن جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے جو میری راہنمائی و دستگیری کرے۔ فرمایا کارِ خیر کو کبھی حقیر نہ جانو چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو یہاں تک کہ اگر اپنے ڈول سے کسی کے پیالے میں پانی ڈالو یا وہ پیالہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں دو (تو یہ بھی حقیر کام نہیں ہے) اور مسلمان بھائیوں سے خندہ پیشانی اور شفقت سے پیش آؤ اور جب وہ تمھارے پاس سے اٹھ جائیں تو پیٹھ پیچھے ان کی غیبت نہ کرو

(احیاء العلوم)

غیبت سے روزہ کو محفوظ رکھ

حضرت ابوعبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بہت سے روزہ دار جو جھوٹ اور غیبت سے اپنے روزہ کو محفوظ نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کو ان کے بھوکے رہنے کی کچھ پرواہ نہیں۔ (بخاری)

غیبت سے توبہ کا صلہ

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ جس شخص کی وفات غیبت سے توبہ کرنے کے بعد ہوتی وہ سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اور جو غیبت پر اصرار کرتے ہوئے مرا وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔

آثارِ اولیاء

اللہ کے ذکر میں شفا ہے

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا ذکر کیا کرو کہ اس سے شفا ہے لوگوں کا ذکر مت کیا کرو کہ اس میں روگ ہے۔

Marfat.com

تین لوگوں کو نقصان

حضرت عثمان کا قول ہے کہ غیبت کرنے والا اپنی زبان کے غلط استعمال سے تین جانوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اوّل اپنے آپ کو، دوم غیبت اور بدگوئی سننے والے کو۔ سوم جس کی غیبت کی گئی ہو اور اسے اس بارے میں معلوم ہو گیا ہو۔

حضرت علی کا ارشاد

حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ کسی دوسرے کی غیبت مت کرو بلکہ اس کا ذکرِ خیر کیا کرو تاکہ جب وہ تمھارا ذکر کرے تو تمھیں بھی اچھے لفظوں سے یاد کرے۔

انبیائے سابقین کی تعظیم

حضرت کعبؓ احبار فرماتے ہیں کہ میں نے انبیائے سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرتا ہے وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اور جو بلا توبہ یونہی مر گیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔

عذابِ قبر

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ عذابِ قبر تین طرح پر ہوتا ہے (یعنی خاص طور پر) ایک تہائی غیبت کے باعث ۲۔ ایک تہائی نکتہ چینی کے باعث ۳۔ اور ایک تہائی کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانے کے باعث۔

حضرت سفیان ثوری سے سوال

سفیان ثوری سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے متعلق کہ اللہ تعالےٰ اس گھرانے کے لوگوں کو جو پلے ہوئے اور موٹے ہیں ناپسند کرتا ہے۔ دریافت کیا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور ان کا گوشت کھاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی موجودگی میں غیبت کا ذکر آیا تو فرمایا اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے والدین کی کرتا کیونکہ وہ میری نیکیوں کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔

Marfat.com

بُرا بھلا کہنا غیبت ہے

حضرت سفیان بن حسین نے کہا کہ میں ایاس بن معویہ کے پاس بیٹھا تھا اور میں نے ایک آدمی کے متعلق بُرا بھلا کہا۔ ایاس نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے ترکوں اور رومیوں سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ رومی، ترکی تو بچ گئے مگر تمھارا مسلمان بھائی تم سے نہ بچ سکا۔

غیبت کا اثر

کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی غیبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے اس کے نصف گناہ معاف کر دیتا ہے۔

غیبت بدتر ہے

جناب ابوحفص الکبیرؒ کا قول ہے کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو ماہِ رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں۔ پھر فرمایا جس نے کسی عالم کی غیبت کی، تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر لکھا ہوا ہوگا یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔

غیبت کرنے والا کون ہے

حاتم اصمؒ کا قول ہے کہ غیبت کرنے والا اور چغلخور دونوں دوزخ کے بندر ہوں گے اور جھوٹا دوزخ کا کتا بنے گا اور حاسد دوزخ کا سؤر ہوگا۔

ممانعت غیبت

حضرت امام زین العابدین رضؓ نے ایک آدمی کو جو دوسرے کی غیبت کرتا تھا۔ آپ نے منع فرمایا کہ خبردار غیبت مت کرو یہ چیز ان لوگوں کا سالن ہے جو انسانوں میں سے کُتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا قول

حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہیں اے جھٹلانے والے! تو دنیا کے بارے میں اپنے دوستوں پر بخل کرتا ہے اور دشمنوں پر اپنی آخرت کی سخاوت کرتا ہے اور تو جس چیز کا بخل کرتا ہے اس میں معذور نہیں اور جس چیز کی سخاوت کر رہا ہے اس میں قابلِ تعریف نہیں۔

Marfat.com

بعض دانا کا قول

بعض دانا کہتے ہیں کہ غیبت قاریوں کے لیے پھل ہے گنہگاروں کے لیے مہمانی اور عورتوں کی چراگہ، ذلیل لوگوں کا سالن اور متقیوں کے لیے غلاظت کے ڈھیر ہیں۔

نامہ اعمال

حضرت ابو امامہ باہلی رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک بندے کو قیامت کے دن نامہ اعمال دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی بھی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہیں کی ہونگی یہ پوچھے گا یا اللہ! یہ نیکیاں کہاں سے آگئیں۔ ارشاد ہوگا یہ نیکیاں ان غیبتوں کی وجہ سے ہیں جو لوگ تیری پیٹھ پیچھے کیا کرتے تھے اور تجھے پتہ بھی نہ تھا۔

ظن دو قسم کا ہے

سفیان فرماتے ہیں کہ ظن دو قسم کے ہیں ایک وہ جس میں گناہ بھی ہوتا ہے اور ایک وہ جس میں گناہ نہیں ہوتا۔ پہلی قسم کا ظن وہ ہے جس کا بول کر اظہار بھی کر لیتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کو آدمی دل ہی میں رکھتا ہے زبان سے اس کا اظہار نہیں کرتا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ سراغ مت لگاؤ یعنی اپنے مسلمان بھائیوں کے عیب مت تلاش کرو۔

حاتم زاہد کا مقولہ

حاتم زاہدؒ کا مقولہ ہے کہ تین چیزیں جب کسی مجلس میں ہوں تو وہاں سے رحمت ہٹا دی جاتی ہے۔ ۱۔ دنیا کا ذکر، ہنسی، اور لوگوں کی غیبتیں۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی کا ارشاد

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ تیری طرف سے ایک مومن کے حصہ میں تین چیزیں آنی چاہییں تو تیرا شمار اچھے لوگوں میں ہوگا ایک یہ کہ اگر تو اسے نفع نہیں پہنچا سکتا تو مضرت بھی نہ پہنچا۔ دوسری یہ کہ اگر تو اسے مسرت نہیں پہنچا سکتا تو غم بھی نہ دکھا تیسری یہ کہ اگر تو اس کی تعریف نہیں کرتا، تو ندامت بھی نہ کر۔

Marfat.com

حضرت مجاہد کا قول

مجاہد فرماتے ہیں کہ کچھ فرشتے ابنِ آدم کے ہم نشیں ہوتے ہیں جب وہ اپنے کسی بھائی کا ذکرِ خیر کرتا ہے تو اسے فرشتے کہتے ہیں کہ تیرے لیے بھی ایسی ہی بھلائی ہو اور جب وہ اپنے کسی بھائی کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں اے ابنِ آدم! تو نے اس کے پردے کا بدن ننگا کر دیا ہے۔ جا اس ذات کا شکر بجا لا جس نے تیری پردہ پوشی کر رکھی ہے۔

حکایت

ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا کہ ایک ہاتھ میں شہد لیے ہوئے ہے اور دوسرے میں راکھ۔ اس سے اس کا باعث دریافت کیا تو کہنے لگا کہ غیبت کرنے والوں کی شفا میں یہ شہد خرچ کرتا ہوں اور راکھ یتیموں کے منہ میں جھونک دیتا ہوں تاکہ ان کی آنکھیں آشوب کر جائیں اور لوگوں کو ان سے نفرت ہو جائے اور پھر ان کے ساتھ بھلائی نہ کریں۔

حکایت

حضرت کعب احبارؓ کا بیان ہے کہ ایک بار موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کیلیے بارانِ رحمت طلب کرنے نکلے۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں تمھاری دعا قبول نہیں کرتا کیونکہ تم میں ایک چغل خور آدمی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یارب! مجھے بتا دیجیے وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا اے موسیٰ! میں تم لوگوں کو چغل خوری سے منع کرتا ہوں، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ میں چغل خور بنوں؟ الحاصل سب نے توبہ کی اور خدا کے حکم سے بارش ہوئی لیکن جب کاشت تیار ہوئی تو اس میں بالیاں نہ لگیں۔ لوگوں نے خدا تعالیٰ سے اس کی شکایت کی ارشاد ہوا اے موسیٰ! انھوں نے مجھ سے بارش مانگی تھی رزق تو مانگا نہ تھا۔ اچھا اے موسیٰ! تنور جلا کر اس میں بیج ڈال دو، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا دیکھتے کیا ہیں کہ آگ کے اندر گیہوں اُگے ہیں اور بالیاں لگی ہوئی ہیں۔ پھر ارشاد ہوا اے موسیٰ! دیکھو مجھے قدرت ہے کہ آگ کے اندر کھیتی اگاؤں اور پانی کے اندر نہ ہونے دوں۔

Marfat.com

غیبت کرنا دوسرے کو ننگا کرنا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ بھلا بتاؤ تو سہی اگر کوئی شخص سو رہا ہو اور ہوا کی وجہ سے اس کا پردہ کا بدن تھوڑا سا کھل گیا ہو کیا تم اسے چھپا نہیں دو گے ؟ کہنے لگے کیوں نہیں فرمایا مگر تم تو اس کا باقی بدن بھی ننگا کر رہے ہو وہ کہنے لگے سبحان اللہ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے ۔ فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں کہ ایک آدمی تمھارے پاس کسی کی برائی بیان کرتا ہے اور تم اس سے بھی بڑھ کر اس کی برائی کو ذکر کرتے ہو تو گو یا تم نے اس کے باقی کپڑے کو بھی اس کے بدن سے ہٹا دیا ہے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا فرمان

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر مع حواریوں کے ایک مرے کتے پر ہوا ، تو حواریوں نے کہا کہ اس کتے میں سے کیا بو آتی ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے دانتوں کی سفیدی کتنی تیز ہے ؟ اس سے حضرت عیسیٰ نے ان کو کتے کی غیبت سے بھی منع فرمایا اور تنبیہ کی کہ اللہ کی مخلوق میں سے اچھی شے کے سوا اور کچھ ذکر نہ کرنا چاہیے ۔

سات قیمتی باتیں

ایک شخص کو کسی دانا کی تلاش تھی جو اس کے سات سوالوں کا جواب دے سکے ۔ آخر سات سو میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اسے یہ موقع ملا (یعنی ایک ایسے دانا سے اس کی ملاقات ہو ہی گئی) اور اس نے پوچھا کہ (۱) آسمان سے زیادہ وسیع و فراخ کون سی شے ہے (۲) زمین سے زیادہ وزنی چیز کون سی ہے (۳) کوئی شے ایسی بھی ہے جو پتھر سے سخت تر ہو (۴) کون سی چیز ہے جو آگ سے زیادہ گرم ہے (۵) زمہریر سے سرد تر چیز کون سی ہے ؟ (۶) دریا سے زیادہ تونگر کسے کہا جا سکتا ہے اور (۷) وہ کیا چیز ہے جو یتیم سے بھی زیادہ خوار ہو ؟ مردِ دانا نے (ان سوالات کے) جو جواب دیے وہ علی الترتیب یہ ہیں (۱) حق تعالیٰ کی ذات آسمان سے فراخ تر ہے ۔ ۲۔ بے گناہ پر تہمت لگانا زمین سے گراں تر ہے (۳) کافروں کا دل پتھر سے سخت تر ہے

(۴) حسد کی جلن آگ سے گرم تر ہے (۵) عزیز واقارب کی حاجت روائی نہ کرنے والا زمہریر سے سرد تر ہے (۶) صابر کا دل دریا سے زیادہ تونگر ہے (۷) چغل خور جو لوگوں میں مشہور (یعنی بدنام ہو) یتیم سے زیادہ خوار ہے۔

حضرت ابنِ سیرین کا قول

عوف کہتے ہیں کہ میں ابنِ سیرین کے پاس گیا اور حجاج کو برا بھلا کہا۔ اس پر ابنِ سیرین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک منصف حاکم ہے جس طرح لوگوں کے حقوق کا مطالبہ حجاج سے کرے گا اسی طرح حجاج کے حقوق کا مطالبہ بھی کرے گا اور جب تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا تو چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی جو تم نے کیا ہوگا وہ اس بڑے سے بڑے گناہ سے جس کو حجاج نے کیا۔ تمھارے لیے زیادہ سخت ہوگا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی دعوت

کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم ایک دعوت میں مدعو تھے یہ وہاں گئے وہاں ایک ایسے شخص کا ذکر لوگوں نے چھیڑ دیا جو ابھی نہیں آیا تھا۔ انھوں نے اس کے متعلق کہا کہ وہ بھاری ہے یہ سن کر ابراہیم نے کہا مجھ سے جو کچھ کیا ہے میرے نفس نے کیا ہے کیونکہ میں ایسی جگہ آگیا ہوں جہاں لوگ ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں چنانچہ وہ نکل کر چلے گئے اور تین دن تک کھانا نہیں کھایا۔

اہلِ غیبت کی مثال

کہتے ہیں کہ اس شخص کی مثال جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جس نے ایک منجنیق نصب کر رکھی ہے اور ہر جہت میں اپنی نیکیوں کو اس منجنیق کا نشانہ بنا رہا ہے وہ کبھی کسی خراسانی کی غیبت کرتا ہے کبھی حجازی کی اور کبھی ترکی کی۔ اس طرح وہ اپنی نیکیوں کو تقسیم کر دیتا ہے اور جب اٹھتا ہے تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اعمال نامہ

کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا اور وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے کبھی نہ کی تھیں تو اسے کہا جائے گا کہ ان غیبتوں کے عوض میں ہیں جو لوگوں نے تیری کیں اور تجھے معلوم بھی نہ تھا۔

حضرت امام غزالی کا قول

آپ نے فرمایا ہے کہ غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں کوئی بات اس کی غیر حاضری میں کہی جائے کہ اگر وہ موجود ہوتا تو اس سے کراہت و نفرت محسوس کرتا (یعنی اسے بُری لگتی) خواہ وہ سچی بات ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ بات ہو بھی جھوٹی تو اسے تہمت اور بہتان کہیں گے اور جو بات کسی کے نقص یا عیب کی طرف رجوع کرے (یعنی کسی کے نقائص و عیوب کو ظاہر کرے) وہ غیبت میں شامل ہے خواہ اس کا تعلق اس کے حسب و نسب، لباس و پوشاک، مال مویشی گھر بار یا کردار و گفتار سے ہو۔

ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ کرے اور لوگ اسے دوسروں سے نقل کریں یعنی اس کا ذکر دوسروں سے کریں تو یہ غیبت نہیں ہے لیکن یہ کہنا غلط ہے کیونکہ یہ نہ صرف غیبت ہے بلکہ مذمتِ دین ہے اس لیے جب تک خاص عذر موجود نہ ہو کسی کو فاسق و فاجر شرابی یا بے نماز کہنا بھی غیبت ہے کیونکہ اس کی جو تعریف بیان کی گئی ہے کہ اس سے متعلقہ شخص کو کراہت ہو گی اس کا اطلاق اس پر بھی برابر ہوتا ہے کیونکہ کسی کے گناہ کے بارے میں جو حکایتیں بیان کریں گے تو اسے کراہت نہ ہو گی کیا اور سیدھی سی بات یہ ہے کہ جب کسی بات کے کہنے میں کوئی فائدہ نہ ہو تو اس کا کہنا کیا ضرور ہے؟ اور واضح رہے کہ غیبت کا تعلق صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ اس کا ارتکاب آنکھ، ہاتھ، اشارے اور تحریر سے بھی ہو سکتا ہے اور ہر صورت میں حرام ہے۔

حضرت امام حسن رضؓ کا قول

حضرت امام حسن رضؓ فرماتے ہیں دوسرے کا ذکر کرنا تین طرح پر ہے۔ غیبت، بہتان اور افک۔ تینوں کا بیان

Marfat.com

کتاب اللہ میں موجود ہے۔ غیبت یہ ہے کہ جو بات کسی میں موجود ہو اس کو بیان کیا جائے بہتان یہ ہے کہ جو بات بیان کی جائے اس میں موجود نہ ہو اور افک یہ ہے کہ جیسا سنیں ویسا کہہ دیں"۔ (احیاء العلوم)

حکایت حضرت جنید بغدادیؒ کا کہنا ہے کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں ایک جنازہ کا منتظر بیٹھا کہ نماز جنازہ پڑھوں، اہل بغداد اپنے اپنے مدارج پر بیٹھے جنازہ کے منتظر تھے کہ میں نے ایک فقیر کو دیکھا جس پر عبادت کرنے کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ وہ لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا بہتر ہوتا کہ یہ شخص کوئی کام کرتا۔ تاکہ لوگوں سے اپنے نفس کو بچا سکتا جب گھر واپس گیا اور میں رات کو ورد یعنی رونے اور نماز وغیرہ میں مشغول ہوا تو یہ تمام اوراد مجھے بوجھل معلوم ہوئے میں نے بیٹھے بیٹھے صبح کر دی اور میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ اسی فقیر کو ایک خوان کے اوپر میرے پاس لایا گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ اس کا گوشت کھاؤ کیونکہ تم نے اس کی غیبت کی۔ مجھ پر سارا حال منکشف ہوا تو میں نے کہا میں نے اسکی غیبت تو نہیں کی۔ میں نے صرف دل میں ایک بات کہی تھی جواب ملا کہ تو ان لوگوں میں سے نہیں جن سے اس قسم کی بات پسند کی جائے جا اور اس سے معافی مانگ، صبح ہوئی تو میں چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے ایک جگہ دیکھا کہ پانی میں سے سبزی کے ان پتوں کو چن رہا ہے، جو دھونے سے گر جاتے ہیں۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے کہا کہ ابوالقاسم! کیا پھر ایسا کرو گے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ اس نے پھر کہا کہ خدا مجھے بھی اور تجھے دونوں کی مغفرت کرے۔ (رسالہ قشیریہ)

حکایت حضرت حسن بصریؒ کو کسی نے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے۔ آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اس کے ہاں بھیجا اور کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیوں کا ہدیہ مجھے دیا ہے۔ میرے جی میں آئی کہ آپ کو اس کا کچھ بدل پیش کروں مجھے افسوس ہے کہ کامل معاوضہ دینے کی مجھے قدرت نہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم سے منقول ہے کہ

انھوں نے کچھ لوگوں کی دعوت کی۔ مہمان دسترخوان پر بیٹھے تو ایک شخص کی غیبت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ ہم سے پہلے لوگ گوشت سے پہلے روٹی کھاتے تھے اور تم لوگوں نے روٹی سے پہلے گوشت کھانا شروع کر دیا۔

حکایت خالد ربعی فرماتے ہیں کہ میں ایک جامع مسجد میں تھا کچھ لوگوں نے کسی کی غیبت شروع کی میں نے ٹوکا تو وہ کچھ دیر کے لیے کسی اور کام میں لگ گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر غیبت شروع کر دی اس دفعہ میں نے بھی ان کے ساتھ اس شخص کے بارے میں کچھ بات کر دی۔ اسی رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لمبے قد کا سیاہ فام آدمی میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک طبق تھا جس پر خنزیر کے گوشت کا ایک ٹکڑا رکھا تھا۔ وہ مجھے کھانے کو کہہ رہا تھا۔ میں نے کہا خنزیر کا گوشت! خدا کی قسم یہ تو میں کبھی بھی نہ کھاؤں گا اس پر اس شخص نے مجھے بہت سخت ڈانٹ پلائی کہنے لگا تو تو اس سے بھی بدترین چیز کھا چکا ہے اور وہ ٹکڑا میرے منہ میں ٹھونسنے لگا حتیٰ کہ میں بیدار ہو گیا۔ خدا کی قسم! اس واقعہ کو تیس یا چالیس روز گذر گئے مگر میں جب بھی کھانا کھاتا تو اس گوشت کا ذائقہ اور بدبو برابر اپنے منہ میں مجھے محسوس ہوتی رہی

حکایت ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب ابواللیث بخاری رح حج کے لیے گھر سے روانہ ہوئے اور دو دینار جیب میں ڈال لیے۔ روانہ ہوتے وقت قسم کھائی کہ اگر میں نے مکہ مکرمہ کو جاتے یا گھر واپس آتے ہوئے کسی کی غیبت کی تو یہ دو دینار اللہ کے نام پر صدقہ کر دوں گا آپ مکہ شریف تک گئے اور گھر واپس آئے مگر دینار اسی طرح ان کی جیب میں محفوظ رہے۔ ان سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا میں ایک مرتبہ کی غیبت کو سو مرتبہ کے زنا سے بدترین سمجھتا ہوں۔

ایک نبی کی حکایت فقیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے یہ حکایت سنی کہ نبی رسول نہیں ہوتے یعنی ان کی طرف فرشتہ وحی لے کر نہ آتا تھا ان میں سے بعض کو بذریعہ خواب کچھ بتا دیا جاتا اور بعض صرف غیبی آواز سنا کرتے تھے۔

Marfat.com

پہلی قسم کے ایک نبی نے ایک رات خواب میں یہ دیکھا کہ انھیں کہا گیا ہے کہ علی الصبح سب سے پہلی چیز جو تجھے ملے اسے کھا لینا دوسری کو چھپا دینا، تیسری کا کہا مان لینا، چوتھی کو مایوس نہ کرنا، پانچویں سے فرار اختیار کرنا۔ اگلے روز صبح ہوئی سب سے پہلے جو چیز سامنے آئی وہ ایک بہت بڑا پہاڑ ہے یہ حیران ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو پہلی چیز کو کھانے کا تھا پھر دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ میری طاقت سے باہر مجھے کوئی حکم نہیں فرماتے چنانچہ کھانے کا عزم بے کر اس کی طرف بڑھے۔ قریب ہوئے تو یہ پہاڑ چھوٹا ہو گیا پاس پہنچے تو وہ شہد سے بھنی میٹھا لقمہ بن چکا تھا اسے کھایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر آگے چل دیے سامنے ایک سونے کا طشت دکھائی دیا کہنے لگے کہ اسے چھپانے اور دفن کرنے کا حکم ہے چنانچہ زمین میں گڑھا کھود کر اسے دفن کیا اور آگے چل دیے تھوڑے فاصلے پر جا کر پیچھے دیکھا تو وہ طشت زمین کی سطح پر دکھائی دیا واپس آکر پھر دفن کر دیا بلکہ کئی بار یونہی کیا مگر وہ پھر اوپر نکل آتا بالآخر یہ کہہ کر آگے چلے گئے کہ میں نے تو حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ آگے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پرندے کے پیچھے باز لگا ہوا ہے جو اسے پکڑنا چاہتا ہے پرندے نے کہا اے اللہ کے نبی! میری مدد کیجیے انھوں نے بات مان لی اور اسے اپنی آستین میں پناہ دی اتنے میں باز آکر کہنے لگا اے اللہ کے نبی میں بھوکا تھا اور اس پرندہ کے پیچھے صبح سے لگا ہوا تھا آپ مجھے میرے رزق سے مایوس نہ کریں۔ انھوں نے جی میں سوچا کہ تیسری چیز کا کہا ماننے کا حکم تھا میں نے مان لیا اور چوتھی کو مایوس نہ کرنے کا اور چوتھی باز ہے اب کیا کرنا چاہیے۔ اسی حیرانی میں یہ تجویز کی کہ چھری کے ساتھ اپنی ران سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باز کے آگے ڈال دیا جسے لے کر وہ چل دیا اور بعد میں اس پرندے کو چھوڑ دیا اور خود آگے چلے تو پانچویں چیز جو دیکھی وہ ایک بدبودار مردار تھا۔ یہ یہاں سے بھاگ کر گزر گئے شام ہوئی تو کہنے لگے پروردگار! میں حکم تو بجا لایا ہوں مگر ان امور کی ذرا تفصیل فرما دیجیے رات ہوئی تو خواب میں یہ بتایا گیا کہ پہلی چیز جو کھائی ہے وہ غضب ہے جو پہلے پہاڑ کی مانند تھا مگر جب صبر کیے اور غصہ کو پی جائے تو شہد سے بھی میٹھا لقمہ بن جاتا ہے۔ دوسری چیز نیک عمل ہے کہ

Marfat.com

اسے جتنا چھپاؤ وہ نمایاں ہو کے رہتا ہے۔ تیسری یہ کہ جو امانت رکھے اس میں خیانت نہ کرے چوتھی یہ کہ کوئی حاجت مند سوال کرے تو اس کی حاجت پوری کرنے کی کوشش کرو گو خود بھی ضرورت مند ہو۔ پانچویں چیز غیبت ہے لہذا غیبت کرنیوالوں سے بھاگ کر گزر جاؤ۔

حکایت حضرت سہلولؒ قبرستان میں رہتے تھے ایک دن حضرت سری سقطیؒ نے ان سے کہا: آپ شہر میں کیوں قیام نہیں کرتے؟ جواب دیا کہ میں ایسے لوگوں کے پاس رہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے تکلیف نہیں پہنچاتے اور اگر ان سے غائب ہو جاتا ہوں تو غیبت نہیں کرتے (مغنی الواعظین ص ۲۱)

غیبت کی مستثنیٰ صورتیں

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ غیبت کرنا ایسے ہی حرام ہے جیسے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے لیکن (جس طرح جھوٹ بھی بعض حالتوں میں مباح ہو جاتا ہے اسی طرح) ضرورت کے وقت غیبت بھی مباح ہو جاتی ہے (یعنی غیبت کرنے والا ان حالتوں میں معذور ہو جاتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہوتا) مگر اس کے ناگزیر ہونے کے سلسلے میں صرف چھ عذر ایسے ہیں جو قابلِ قبول ہیں۔

پہلی صورت پہلی صورت تظلم یعنی فریاد ہے جو داد رسی کے لیے کسی قاضی یا حکمران کے روبرو کی جائے کہ یہ بالکل درست ہے (ورنہ عدل و عدالت کا نام بھی باقی نہ رہے اور ظالم من مانی کرنے لگیں) یہ فریاد کسی ایسے شخص کے پاس بھی کی جا سکتی ہے جس سے کسی طرح کی امداد و معاونت کی توقع کی جا سکتی ہو لیکن مظلوم کیلیے یہ مناسب نہیں کہ کسی ایسے شخص کے پاس ظالم کی حکایتیں بیان کیا کرے جس سے (مدد یا انصاف) کسی طرح کے فائدے کی توقع نہ ہو

دوسری صورت دوسری صورت یہ ہے کہ کسی جگہ دنگہ فساد ہو رہا ہو (یا نقضِ امن کا خطرہ لاحق ہو) اور کوئی شخص کسی ایسے آدمی (مثلاً محتسب یا عامل وغیرہ)

Marfat.com

کو مطلع کر دے جو کہ اسے روکنے پر قادر ہو تاکہ اس فساد کو روکا جا سکے (اور یہ ضروری نہیں کہ بہت بڑے پیمانے پر فساد کا خطرہ ہو بلکہ کسی کی تیوری چڑھی ہوئی دیکھ کر بھی یہ اقدام جائز ہے مثلاً) حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ یا شاید حضرت طلحہؓ کے پاس سے گزرے اور سلام کیا آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس سے مطلع کیا اور شکایت کی۔ مؤخر الذکر نے جواب نہ دینے والے دونوں بزرگوں سے اس ضمن میں پوچھ گچھ کی یعنی حضرت عمرؓ کی شکایت کو غیبت تصور نہ فرمایا (یعنی وہ غیبت جو قابلِ گرفت ہو)۔

تیسری صورت کسی امر کے بارے میں فتویٰ طلب کرنا ہے مثلاً (مفتی سے) یہ پوچھنا کہ فلاں عورت یا میرا باپ یا فلاں شخص فلاں معاملے میں میرے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے (کیا اس کا یہ برتاؤ جائز ہے؟) لیکن اس استفسار کی احسن صورت یہ ہوگی کہ سوال کچھ اس انداز سے کیا جائے مثلاً یوں کہ ..... اگر کوئی شخص ایسا سلوک کرے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ (یعنی شرع کیا کہتی ہے) تاہم اگر نام لے بھی لے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ممکن ہے فتویٰ دینے والے کو پورے پس منظر سے آگاہی کے باعث فتویٰ دینے میں آسانی ہو جائے اور وہ اس سلسلے میں بہتر طریق سے غور کر سکے۔

ہندہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ..... ابوسفیان بڑا بخیل آدمی ہے۔ یہاں تک کہ میرے اور میرے بچوں کے لیے بھی پورا خرچ نہیں دیتا اگر میں اس کے علم میں لائے بغیر کوئی چیز لے لیا کروں تو کیا یہ جائز ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا: ..... انصاف کے ساتھ بقدر ضرورت لے لو تو روا ہے۔ اب یہاں "بخیلی" اور بیوی بچوں سے ناانصافی کا جو تذکرہ کیا گیا ہے وہ غیبت میں داخل ہے لیکن حضورؐ نے فتویٰ کے عذر کی بنا پر اسے قابلِ گرفت نہ گردانا

چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی کے شر سے حذر کرنا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہے یا چور ہے اور ایک دوسرا شخص (جو اس کی بداخلاقی سے ناواقف ہے) اس سے کوئی لونڈی یا غلام خریدنا چاہے (اور ان کے عیوب کو چھپائے رکھے حالانکہ فروخت کے وقت

مالک کو بتا دینا چاہیے کہ اس میں فلاں فلاں علت پائی جاتی ہے) تو جو شخص اس حقیقت سے باخبر ہو اسے چاہیے کہ خریدار کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دے تاکہ اسے بعد میں نقصان نہ ہو۔ ایسے موقع پر نقصان کو چھپانا درست نہیں بلکہ اس کا ظاہر کر دینا اولیٰ تر ہے کہ چھپانا فریب دہی ہے اور بتانا مسلمان سے شفقت و ہمدردی کرنا ہے بلکہ اس صورت میں گواہی یا مشورہ دیتے وقت، طعن سے بھی کام لینا روا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فاسق میں جو جو فسق و فجور بھرا ہو اس کے بتلانے سے گریز نہ کریں تاکہ خلق خدا (خصوص مسلمان بھائیوں) کو معلوم ہو سکے اور وہ اس سے حذر کر سکیں لیکن اس کا اطلاق موقع پر روا ہے جہاں کسی آفت کا خدشہ درپیش ہو، ورنہ بلا عذر ڈھنڈورا پیٹنا درست نہ ہوگا اور کہا گیا ہے کہ تین اشخاص کی شکایت کرنا غیبت میں شمار نہیں ہوتا۔

۱۔ ظالم بادشاہ کی شکایت کرنا ۲۔ بدعتی کی بدعت ظاہر کرنا اور ۳۔ کھلم کھلا فسق کرنے والے کی شکایت کرنا اور یہ بات اس لیے شاملِ غیبت نہیں کہ یہ لوگ خود بھی اپنی ان برائیوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتے (بلکہ بعض اوقات تو ان پر فخر و مباحات کیا کرتے ہیں!) اور انھیں اس بات کا ذرا بھی رنج نہیں ہوتا۔

پانچویں صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو ایسے نام سے پکارنا یا یاد کرنا جو معیوب ہونے کے باوجود بہت مشہور ہو (یعنی اس کے ناپسندیدہ عرف سے اس کا ذکر کرنا) مثلاً اعمش (شب کور) یا اعرج (لنگڑا) کہنا وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ جب وہ عرفِ عام میں اسی نام سے مشہور ہیں تو انھیں اس پر کراہت یا غصہ بھی نہ ہوگا لیکن پھر بھی (از روئے خوش خلقی) بہتر اور احسن تر یہی ہے کہ کسی دوسرے (پسندیدہ) نام سے یاد کیا جائے مثلاً اندھے کو اندھا کہنے کی بجائے "چشم پوشیدہ" یا "بصیر" کہہ دیا جائے وغیرہ۔

چھٹی صورت یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کے فسق و فجور کا ذکر کیا جائے جو اعلانیہ اس کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے عیب سمجھتا ہی نہیں مثلاً شرابی یا مخنث وغیرہ کہ

ان (کے عیوب) کا ذکر کرنا روا ہے (غیبت میں شامل نہیں)

خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تین اشخاص کی غیبت جائز ہے۔ حرص کرنے والے بخیل کی فاسق شخص اور ظالم بادشاہ اور پیشوا کی۔ غیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے استغفار کا بکثرت ذکر کرنا نہایت مفید ہے اور استغفار تمام گناہوں کو دھو کر معدوم کر دیتی ہے، پھر انسان ایک پگڈنڈی پر گامزن ہو جاتا ہے جو صراطِ مستقیم اور انعام والی راہوں کی طرف جاتی ہے اور آدمی پھر کبھی نہیں بھٹکتا۔

غیبت کا کفّارہ

یاد رہے کہ غیبت کا کفّارہ یوں ادا کر سکتے ہیں کہ توبہ کریں پشیمانی کا اظہار کریں تاکہ حق تعالیٰ کے مظلمہ سے نجات پا سکیں اور جس کی غیبت کی گئی ہو اس سے بھی معافی مانگنی چاہیے تاکہ اس کے مظلمہ سے بھی رہائی مل سکے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ مظلم کے لیے لازم ہے کہ مال، عرض یا کسی بھی چیز سے مظلمہ کا تعلق ہو معافی ضرور طلب کرے (اور تاخیر نہ کرے) مبادا وہ دن آ پہنچے کہ (معافی اور تلافی کی گنجائش ہی نہ رہے اور) نہ مال آئے نہ نقدی سے بات بنے سوائے اس کے کہ غائب کی نیکیاں بھی غیبت کرنے والے کو دے دی جائیں اور اگر اس کی کوئی نیکی نہ ہو تو غائب کے گناہ بھی اس کے حساب میں منتقل کر دیے جائیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا کہ زبان دراز ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو غیبت ہوئی جاؤ اس عورت سے معافی مانگو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی کی غیبت کی جائے (اس سے معافی مانگنے کے علاوہ) حق تعالیٰ سے اس کے حق میں دعائے خیر بھی کرے۔ ایک گروہ نے جو یہ سمجھ لیا ہے کہ دعائے خیر ہی کافی ہے اور اس سے معافی مانگنا ضروری نہیں تو یہ خیال درست نہیں بلکہ بجائے خود خطا ہے کہ ایک دوسری حدیث کی رُو سے استغفار وہاں لازم ہے جبکہ غائب (یعنی جس کی غیبت کی گئی ہو) زندہ نہ ہو

Marfat.com

اور معافی مانگنے سے مراد یہ ہے کہ انتہائی عاجزی، فروتنی اور ندامت و پشیمانی سے غائب کے سامنے جائے اور زبان سے اعتراف کرے کہ مجھ سے خطا ہوئی اور جو کچھ میں نے کہا غلط تھا اور میں اس کی معافی چاہتا ہوں اگر وہ معاف نہ کرے تو اس کی مدح و ستائش کرے اور مراعات کرے تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے اور وہ مہربان ہو کر معاف کر دے لیکن اگر پھر بھی نہ کرے تو اسے اختیار ہے اور معافی نہ دینے کا حق اسے حاصل ہے لیکن مظلوم کو بہر حال اس کی مدح و سماجت اور مراعات وغیرہ کا ضرور ثواب ملے گا اور یہ باتیں اس کی نیکیوں میں شمار ہوں گی اور کیا عجب کہ قیامت کے دن اس کا معاوضہ اسے مل جائے۔

ویسے "غائب" کے لیے بہتر یہی ہے کہ معاف کر دے اگرچہ اسلاف میں سے بعض بزرگوں نے معاف نہیں کیا لیکن ان کا کہنا یہ تھا کہ ہمارے اعمال نامے میں اس سے بہتر نیکیاں موجود نہیں ہیں تاہم احسن یہی ہے کہ معاف کر دیا جائے اور یہ بھی درست ہے (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

باب ۱۹

جھوٹ

اللہ تعالیٰ سے دوستی کا شرف صرف سچے آدمی کو حاصل ہوتا ہے جھوٹا ولی اللہ نہیں بن سکتا کیونکہ اللہ حق و سچ ہے اس لیے سچے لوگوں کا تعلق ہی حق سے پیدا ہو سکتا ہے جھوٹے لوگوں کا راہِ معرفت سے کیا واسطہ؟ اللہ والے اس حد تک سچ بولتے ہیں کہ جان جاتی ہے تو جائے لیکن جھوٹ کا کبھی سہارا نہیں لیتے۔ سچ ہی سے تو اللہ کے بندے ظاہر ہوتے ہیں۔ جھوٹ بولنے والے کو اللہ کا بندہ کون کہتا ہے۔

جھوٹ کا مطلب غلط بیانی اور دروغ گوئی ہے یعنی اصل بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح بیان کرنے والا کرتا ہے اس طرح وہ دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے جو خدا اور لوگوں کے نزدیک بہت بُرا فعل ہے، جھوٹ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے وہ ہر طرح برائیوں کی جڑ ہے اور گناہِ کبیرہ ہے جو صرف توبہ سے معاف ہوتا ہے اس لیے اوّلین فرصت میں جھوٹ سے توبہ لازم ہے۔

جھوٹ سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنے سے کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ دین و دنیا کا نقصان ہی ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے اللہ کی رحمت سے دُوری ہو جاتی ہے اور اللہ کی لعنت پڑتی ہے۔ جھوٹ بولنے والے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جھوٹ بولنے والے کی روزی میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جھوٹ سے نفاق پیدا ہوتا ہے گویا کہ جھوٹ اُمّ الخبائث ہے۔ جھوٹ ہر صورت میں جھوٹ ہی رہتا ہے خواہ مذاق کے طور پر ہی کیوں نہ بولا جائے یا کسی بچے کو ڈرانے یا بہلانے کے لیے ہی کیوں نہ جھوٹی باتیں سنائی جائیں غرض کہ

Marfat.com

جھوٹ حصولِ معرفت کے لیے کسی صورت میں درست نہیں۔

انسان کے دل کی بات خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا، دوسرے تو صرف وہی بات جانیں گے جو وہ زبان پر لائے گا اب اگر کوئی دل کی بات صحیح نہ کہے بلکہ ظاہر میں کوئی بناوٹی طریقہ اختیار کرے تو وہ جھوٹ کہلائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے۔

جو لوگ بحرِ معرفت میں غوطہ زن ہونا چاہتے ہیں انھیں چاہیے کہ راہِ معرفت پر قدم رکھتے ہی اپنے دل کا جھوٹ سے تزکیہ کرلیں اور پکا وعدہ کرلیں کہ جھوٹ نہیں بولیں گے خواہ کتنا ہی نقصان یا ذلت برداشت کیوں نہ کرنی پڑے پھر تو کامیابی قدم چومے گی ورنہ جھوٹ سے رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا جھوٹ ترک کرنا قدرے مشکل کام ہے کیونکہ انسانی نفس سیدھا چلتے ہوئے بھی کبھی نہ کبھی نادانستہ طور پر چھوٹی بات کہلوا جاتا ہے اس صورت میں نفس کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ اور آئندہ کے لیے اللہ سے معافی مانگ کر راہِ راست پر گامزن ہوجانا چاہیے پھر سچ کو جھوٹ کے ساتھ مخلوط بھی نہیں کرنا چاہیے۔

جھوٹ گناہوں کا دروازہ ہے اس سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں جھوٹ منکرینِ حق کا شیوہ ہے صحیح مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا جھوٹا ناقابلِ رحم ہے اور ناقابلِ بخشش ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا وقتی طور پر سمجھتا ہے کہ اسے اطمینان حاصل ہوا ہے مگر اس کا ضمیر کسی نہ کسی وقت اسے ضرور ملامت کرے گا کہ تم نے غلط کیا تھا۔ جھوٹا اللہ کے قرب سے ہمیشہ محروم رہتا ہے جھوٹوں کو اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن ذلیل وخوار کر دیتا ہے بعض لوگ سوچ لیتے ہیں کہ تھوڑا سا جھوٹ بول لو وقت نکل جائے گا اس میں کیا حرج ہے؟ مگر گناہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہر حال میں باعثِ ہلاکت ہے اور آخر انسان کو ملیا میٹ کر دیتا ہے کیونکہ ایک جھوٹ بول کر پھر اسے چھپانے کے لیے کئی طرح سے جھوٹ بولنا پڑے گا لہذا ایسے جھوٹ کا کیا فائدہ جس سے دامن کے داغوں کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ جھوٹ غم وفکر پیدا کرتا ہے۔ جھوٹ دل کو سیاہ کرتا ہے، جھوٹ سے گھر کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جھوٹ سے غفلت پیدا ہوتی ہے پس ہر مذہب اور ہر پیغمبر نے اسے ترک کی تعلیم

Marfat.com

ہے اور اسلام کی بھی سب سے بڑی تزئین یہی ہے کہ جھوٹ اُمّ الخبائث ہے اس لیے اسے جڑ سے کاٹ دیا جائے۔

مذمتِ جھوٹ

قرآن مجید میں جھوٹ کی بڑی مذمت کی گئی ہے جن آیات میں جھوٹ بولنے سے روکا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں :۔

جھوٹ سے بچو

ہر انسان کے لیے جھوٹ سے بچنا ضروری ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جھوٹ سے بچنے کی یوں تاکید فرمائی ہے۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝

تو بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو (پ ۱۷ - الحج :۔ ۳۰)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر شرک کے ساتھ کیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جھوٹ سے مکمل طور پر بچو زور کا مطلب کذب اور بہتان ہے۔

جھوٹے کو ہدایت نہیں ملتی

زندگی کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ زندگی ہدایت یافتہ ہو مگر جھوٹ ایسی چیز ہے جس سے ہدایت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ جھوٹ میں اصل پر پردہ ڈالا جاتا ہے اس لیے جھوٹ سے حقیقت کیسے حاصل ہو سکتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی جھوٹے کو ہدایت نہ ملنے کے بارے میں یوں فرمایا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝

بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا (پ ۲۳ الزمر ۳)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے :

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ

بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا، جو

Marfat.com

مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

حد سے باہر نکلنے والا جھوٹا ہے۔
(پ ۲۴ : المومن ۲۸)

∴ ∴ ∴

سیاہ چہرے

قیامت کے دن جھوٹوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اس کے بارے میں ارشاد ہے کہ:۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ط اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ

قیامت کے دن جنھوں نے اللہ پر جھوٹ بولا ہے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا متکبروں کے لیے جہنم کا ٹھکانا کافی نہیں ہے
(پ ۲۴۔ زمر ۶۰)

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط اِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ص وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ۔

اور یونہی جھوٹ جو تمھاری زبان پر آجائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہیں ہوگا (جھوٹ کا) فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (اس کے بدلے) ان کو عذاب الیم (بہت) ہوگا۔
(پ ۱۴ ۔ نحل ۱۱۶ ۔ ۱۱۷)

جھوٹوں کو عذاب

جھوٹ بولنے والوں کو آخرت میں شدید عذاب ہوگا جس کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے کہ:۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ۢ بِمَا كَانُوا

ان کے دلوں میں مرض ہے تو اللہ نے ان کے مرض میں اضافہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک

Marfat.com

يَكْذِبُوْنَ ۝ عذاب ہے (پ۱ بقرہ ۱۰)

جھوٹوں کے عذاب کے بارے میں ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے :۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ کے لیے وہ چیز ٹھہراتے ہیں جسے خود ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لیے بھلائی ہے لہٰذا ان کے لیے آگ ہے اور بے شک وہ حد سے نکلنے والے ہیں (پ۱۴ نحل ۶۲)

جھوٹ بولنے والے ظالم ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے، جب اس کے پاس آئے۔ کیا کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہی نہیں ہے۔ (پ۲۴۔ زمر ۳۲)

ایک اور مقام پر فرمایا :۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے (پ۷۔ الانعام ۲۱)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ

Marfat.com

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ط وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

افتراء کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب خدا نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنا لیتا ہوں اور کاش تم ان ظالم (یعنی مشرک) لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے (پ الانعام ۹۳)

ارشاداتِ رسولِ اکرمؐ

مذمّت جھوٹ

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ درحقیقت منافقت ہی کا ایک حصّہ ہے۔

(احیاء العلوم جلد ۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ ایک ایک کر کے جھوٹ بولتا ہے کہ ادھر اس کا نام جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنے سے روزی میں کمی ہو جاتی ہے (ابن حبان)

حضرت سفیان بن اسید حضرمیؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

Marfat.com

یہ بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمھیں سچا جانتا ہو اور تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (ابوداؤد)

اوصافِ مومن

صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں! عرض کی گئی کہ کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں! عرض کی گئی کیا مومن کذاب ہو سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔

(مالک، بیہقی)

جھوٹ چھوڑنے کا اجر

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھوٹ کو چھوڑ دے جبکہ وہ غلطی پہ ہو تو اس کے لیے جنت کے کنارے پر مکان بنایا جائے گا اور جو حق پہ ہوتے ہوئے جھگڑے کو چھوڑ دے تو اس کے لیے جنت کے درمیان مکان بنایا جائے گا اور جس کا اخلاق اچھا ہو اس کے لیے جنت کے بالائی حصے میں مکان بنایا جائے گا۔ (ترمذی)

جھوٹ سے بچو

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدق کو لازم کر لو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذّاب لکھ دیا جاتا ہے (مسلم شریف)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتہ اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے (ترمذی)

جھوٹا کون ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ

ہر سنی سنائی بات کو نقل کر دے (مسلم)

جھوٹ ایمان کی ضد ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کی ضد ہے (مسند امام احمد)

ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولو

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ پورا مومن ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو (مسند امام احمد)

بہز بن حکیم ان کے والدِ ماجد ان کے جدِ امجد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے خرابی ہے جو جھوٹی بات کرے کہ اس کے ذریعے لوگ ہنسیں، اس کیلیے خرابی ہے اس کے لیے خرابی ہے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی ایک لفظ کہتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے کہتا ہے تو اس کے باعث وہ اتنا نیچے جا گرتا ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور زبان کے ذریعے آدمی قدموں کی نسبت زیادہ پھسل جاتا ہے۔ (بیہقی)

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا

حضرت عبداللہ بن حمادؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مومن سے زنا کا ارتکاب ممکن ہے؟ فرمایا ہاں اس کا امکان ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا: کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت پڑھنے لگے: "پس جھوٹ افتراء کرنے والے تو یہی لوگ ہیں (جو) اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے"۔ یعنی جھوٹے صرف وہی ہوتے ہیں جو بے ایمان ہوں (اور مومن تو صاحبِ ایمان ہوتا ہے)۔ (کیمیائے سعادت)

جھوٹے تاجروں کی مذمّت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تجّار فجّار یعنی تجارت کرنے والے فاجر و فاسق بکار ہوتے ہیں مراد یہ کہ عموماً ایسے ہوتے ہیں لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ کیا بیع حرام ہے؟ فرمایا نہیں حرام تو نہیں بلکہ حلال ہے لیکن یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور گنہ گار ہوتے چلے جاتے ہیں اور بات بات پہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں (احیاء العلوم)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کی صورت اختیار کرکے لوگوں کے پاس آتا ہے اور انھیں جھوٹی باتیں بتاتا ہے تو لوگ فرقوں میں بٹ جاتے ہیں تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی سے خود سنا جس کو میں چہرے سے پہچانتا ہوں اگرچہ اس کا نام نہیں جانتا جو یوں حدیث بیان کرتا ہے (مسلم)

بچوں کو بہلانے کیلیے جھوٹ نہ بولو

ایک کم سن صحابی عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں ایک دفعہ میری ماں نے مجھے بلایا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے تو ماں نے میرے بلانے کے لیے کہا کہ یہاں آ تجھے کچھ دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو۔ ماں نے کہا میں اس کو کھجور دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر تم اس وقت اس کو کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ بھی تمھارا لکھا جاتا (ابوداؤد)

جھوٹ بولنے کا عذاب

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں میں نے ایک عجیب چیز دیکھی یعنی ایک شخص نے مجھے اٹھنے کے لیے کہا میں اٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ سامنے دو آدمی ہیں جن میں سے ایک بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور مؤخر الذکر اس بیٹھے ہوئے کے منہ میں لوہے کا ایک ٹیڑھا اور خمیدہ سا ہتھیار ڈال کر اس کے گلے کو کھینچتا ہے، یہاں تک کہ وہ ہتھیار اس کے

کلّوں میں پیوست ہوجاتا ہے پھر اسی طریقے سے دوسری جانب سے کھینچتا ہے اور پہلا گلہ پھر اپنی جگہ پر آجاتا تھا پس وہ مرد بار بار اور مسلسل اسی طرح اس کے درپے آزار تھا آخر میں نے سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے جس کے لیے اتنی شدید اذیت اسے پہنچائی جارہی ہے۔ تب مجھے بتلایا گیا کہ یہ شخص جھوٹ بولنے کا عادی تھا اور اسے عذاب دیا جارہا ہے اور یہ سلسلہ اس کے قبر سے لے کر قیامت تک جاری رہے گا۔ (احیاء العلوم)

کاہن جھوٹے ہوتے ہیں

یحییٰ بن عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ وہ کوئی چیز نہیں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! بعض اوقات وہ ایسی بات بتاتے ہیں جو درست ثابت ہوجاتی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ درست بات جنّات کی طرف سے ہوتی ہے جسے وہ کاہن کے کان میں ڈال دیتے ہیں جیسے ایک مرغ دوسرے مرغ کے کان میں آواز پہنچا دیتا ہے اور پھر کاہن اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیا کرتا ہے (بخاری)

قربِ قیامت میں جھوٹے دجّال

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایسے جھوٹے دجال ہوں گے جو ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے کبھی نہ سنی ہوں گی اور نہ تمھارے آباؤ اجداد نے۔ لہذا تم ان سے بچو اور خود کو ان سے بچاؤ تاکہ نہ تو وہ تم کو گمراہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔ (مسلم)

حضورؐ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنیکی سزا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری باتیں دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو اسی طرح بنی اسرائیل کی احادیث نقل کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر کسی نے میری جانب سے جھوٹی بات نقل کی

Marfat.com

تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (بخاری)

جھوٹی حدیث بیان کرنیکی مذمّت

حضرت سمرہؓ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی نے میری جانب سے کوئی حدیث نقل کی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ جھوٹی ہے تو وہ (نقل کرنے والا) جھوٹوں میں سے ایک فرد ہے (مسلم شریف)

جھوٹ گناہ کبیرہ ہے

حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارثؓ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں بہت بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں تین مرتبہ فرمایا: ہم نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے فرمایا سنو! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی آپ مسلسل فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ (بخاری)

جھوٹے سرداروں کی مذمّت

حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میں بے وقوف لوگوں کی سرداری سے تمھیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! وہ کیا ہے فرمایا کہ میرے کچھ عرصہ بعد حکام ہوں گے جو جھوٹ پر بھی ان کی تصدیق کرے اور ظلم پر بھی ان کی مدد کرے وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں۔ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہیں آسکیں گے جو ان کے پاس نہ جائے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کریں اور ظلم پر ان کی مدد نہ کریں تو ایسے لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہی لوگ ہیں جو حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گے (ترمذی)

ابوجہل کی غلط بات

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ وحی نازل فرمائی: وہ تمھیں نہیں جھٹلاتے

Marfat.com

بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ (ترمذی)

سچ اور جھوٹ کی قدر

حضرت بلال بن حارث رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی ایک سچائی کا لفظ منہ سے نکالتا ہے اور اس کی قدر و قیمت نہیں جانتا تو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک کی رضامندی لکھ دیتا ہے۔ ایک آدمی جھوٹا لفظ منہ سے نکالتا ہے اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتا تو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے لیے ملاقات کے دن تک کے لیے ناراضگی لکھ دیتا ہے (ابنِ ماجہ)

مومن کی خصلت

حضرت ابوامامہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن ہر طرح کی خصلت پر پیدا ہو سکتا ہے مگر جھوٹ اور خیانت پر پیدا نہیں ہو سکتا (مسند امام احمد)

جھوٹ جہنم میں لے جائے گا

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تم میں جھوٹ پر ہو، تو فسق و فجور پر ہے جو اسے دوزخ میں لے جائے گا اور جو تم میں سے سچ پر ہے وہ سمجھے کہ نیکی پر ہے جو اسے جنت میں لے جائے گی (احیاء العلوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ میرے دل کو نفاق سے اور نفس کو برائی سے اور زبان کو جھوٹ سے محفوظ رکھ۔ (احیاء العلوم)

تین آدمیوں سے خدا کلام نہیں کریگا

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ کلام کرے گا نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ انھیں دردناک عذاب دے گا۔ وہ تین آدمی بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور

Marfat.com

متکبر فقیر ہیں (مسلم شریف)

چھ باتیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری چھ باتوں پر عمل کرلو تو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں صحابہؓ نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک یہ کہ جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو دوسری یہ کہ جب وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو، تیسری یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو، چوتھی یہ کہ بری نگاہ سے کسی کو نہ دیکھو پانچویں یہ کہ کسی کو تکلیف نہ دو، چھٹی یہ کہ شرمگاہ کی حفاظت کرو (مسلم شریف)

جھوٹے ریاکار

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ نے فرمایا: قیامت میں حافظ شہید اور مال دار حاضر کیے جائیں گے ان لوگوں سے ان کے اعمال کی بابت دریافت کیا جائے گا تو حافظِ قرآن عرض کرے گا میں نے تیری وہ کتاب حفظ کی جو تو نے اپنے رسول پر نازل کی تھی۔ پھر اس کتاب کو رات اور دن پڑھتا رہا ارشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے میرے لیے قرآن نہیں پڑھا بلکہ تو نے اپنی شہرت کے لیے پڑھا تھا اور جس غرض کے لیے تو نے پڑھا تھا وہ پوری ہوگئی تو دنیا میں قاری مشہور ہو چکا پھر صاحب مال سے دریافت کیا جائے گا وہ اپنی خیرات اور صدقات کا ذکر کرے گا ارشاد ہوگا تو کاذب ہے تو نے اپنی شہرت کے لیے مال خیرات کیا تھا وہ تجھ کو حاصل ہو چکی اور تو سخی مشہور ہو چکا۔ اس کے بعد شہید سے سوال ہوگا وہ اپنی موت اور جان سپاری کا ذکر کرے گا کہ الٰہی میں نے تیرے راستہ میں جان دے دی۔ ارشاد ہوگا تو بھی جھوٹا ہے یہ جان دینا ہمارے لیے نہ تھا بلکہ بہادر اور شجاع مشہور ہونے کے لیے تو نے جنگ کی تھی وہ شہرت تجھے دنیا میں حاصل ہوگئی پھر ان تینوں ریاکاروں کو سب سے پہلے دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ دوزخ کی جانب ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ (مسلم، نسائی)

Marfat.com

اقوال واحوال

حضرت عیسیٰ کا قول

آپ کا قول ہے کہ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمھارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں۔ آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ جو خدا سے محبت کرے اور بھائی سے نفرت کرے وہ جھوٹا اور مکار ہے

حضرت داؤدؑ کا فرمان

صادق کا تھوڑا مال جھوٹے کی بہت سی دولت سے بہتر ہے

حضرت ابوبکرؓ صدیق کا قول

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ جھوٹی باتیں بنانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آپ ہی کا مزید ارشاد ہے کہ "انسان سچ بولنے اور نیکی کرنے سے جنت میں جائے گا اور جھوٹ بولنے اور بدکاری کی وجہ سے دوزخ میں"۔

حضرت علی کا ارشاد

آپ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں جو چیز سب سے زیادہ ہے وہ جھوٹ اور خیانت ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جھوٹا آدمی کبھی بلند درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جھوٹ میں گو وقتی سکون حاصل ہوتا ہے مگر موجبِ ہلاکت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ جھوٹ میں مروّت نہیں ہوتی لہٰذا دوسروں سے ہمدردی رکھنے کے لیے جھوٹ کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا جائے۔

جھوٹے کا کردار

حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ اے جھوٹے تیرا کردار یہ ہے کہ تو نعمت کی حالت میں خدا کو خوب سمجھتا ہے اور جب نعمت چھنتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے"۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ

آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ جھوٹوں کو ایک نہ ایک دن ذلیل و خوار کرتا ہے

Marfat.com

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا ارشاد

آپ نے فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگ بہشت کی طرف نہیں آئیں گے۔ ایک جھوٹ بولنے والا درویش، دوسرا بخیل دولت مند، تیسرا خیانت کرنے والا سوداگر۔ کیونکہ ان تینوں کو سخت عذاب ہوگا۔ پس جب درویش جھوٹا اور بخیل دولت مند بن جائے اور سوداگر خیانت کرنیوالا ہو جائے تو خداوند تعالیٰ دنیا سے برکت اٹھا لیتا ہے۔

بلا تصدیق باتیں کہنا اچھا نہیں

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس ایک شخص آیا اس نے ایک شخص کے بارے میں کچھ باتیں بیان کیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو کہے تو میں اس شخص کو بلا کر اس سے اس بارے میں تحقیق کرتا ہوں اگر یہ باتیں جھوٹ نکلیں تو تو اس آیت کے مصداق ٹھہرے گا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ اور اگر سچ نکلیں تو اس آیت کا مصداق ہوگا هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ اور اگر کہے تو تیری بیان کردہ باتوں کو نظر انداز کر دوں۔ یا تیرا جھوٹ ثابت کر کے سزا دوں۔ وہ بولا یا امیر المومنین! مجھ سے خطا ہوئی پھر کبھی ایسا نہ کروں گا اب کی بار مجھ کو معاف فرما دیجیے۔ (احیاء العلوم)

حضرت حاتم اصم کی وصیّت

حضرت حاتم اصم نے کسی بزرگ سے نفع بخش نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ عام وصیت تو یہ ہے کہ اپنے قول کا معقول جواب سوچے بغیر کوئی بات منہ سے نہ نکالی جائے اور خاص وصیّت یہ ہے کہ جب تک تمہارے اندر بات نہ کہنے کی طاقت موجود ہے خاموشی اختیار کرو۔ حاجت مندوں کی مدد کرنے والا اللہ کا دوست ہے اگر کوئی شخص اوراد و وظائف میں مشغول ہو اور کوئی حاجت مند آجائے تو لازم ہے کہ وہ اوراد و وظائف کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنے مقدور کے مطابق اس کی حاجت پوری کرے۔ افضل ترین جہد موت کو یاد کرنا ہے تین شخص بہشت کی بُو تک نہ پائیں گے۔ ایک جھوٹ بولنے والا درویش، دوسرا کنجوس، تیسرا خیانت کرنے والا سوداگر۔

شیطان کا سُرمہ

شیطان کے پاس ایک سرمہ، ایک سفوف اور ایک چٹنی ہوتی ہے۔ اس کی چٹنی جھوٹ ہے اور اس کا سفوف غصّہ ہے اور اس کا سرمہ نیند ہے۔

حضرت شبلی کی دلیل

شبلی ایک شخص کے پاس علمِ نحو سیکھنے بیٹھے اس نے کہا کہو زید نے عمرو کو مارا۔ شبلی نے کہا کیا فی الواقع زید نے عمرو کو مارا تھا، اس نے کہا نہیں یہ تو ایک مثال ہے۔ شبلی بولے جس علم کے شروع میں جھوٹ ہو میں اسے نہیں سیکھتا۔

حکایت

مدینہ منوّرہ کے انصاری قبیلہ بنی ظفر کا ایک شخص طعمہ بن اُبیرق تھا اس نے ایک مرتبہ اپنے ایک ہمسایہ کے گھر رات کو نقب لگا کر ایک آٹے کا تھیلا اور ایک زرہ چوری کر لی اور چوری کے مال کو اپنے ایک ملنے والے یہودی کے گھر رکھ دیا۔ جب صبح ہُوئی تو لوگوں کو پتہ چل گیا کہ طعمہ نے چوری کی ہے، تو اس کی قوم نے سوچا کہ طعمہ چونکہ قبیلے میں معزّز تصوّر کیا جاتا ہے اس لیے اسے رُسوائی سے بچانے کے لیے جھوٹی قسمیں اُٹھالیں کہ طعمہ نے چوری نہیں کی۔ اس ظاہری شہادت پر یہودی کو سزا ملنے کا قوی امکان تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس یہودی کو بری الذمہ قرار دیا اور طعمہ کی قوم کو جھوٹی قسمیں اٹھانے سے منع فرمایا اور طعمہ کو مجرم قرار دیتے ہُوئے اسلامی حد کا مستحق قرار دیا گیا۔

شیطان کے پانچ فرزند

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ شیطان کے پانچ فرزند ہیں سان میں سے ہر ایک کو ایک کام سپرد کر دیا۔ ایک کا نام ثبر اور اس کو مصیبت کا کام سپرد ہے تو واویلا کرنا اور گریبان پھاڑنا اور طمانچہ مارنا اور نوحہ وغیرہ کرنا سب اسی کے اغوا سے ہوتا ہے، دوسرے کا نام اعور ہے اس کا کام زنا کے لیے بہکانا اور اس کو نظروں میں اچھا معلوم کرنا ہے، تیسرا مسبوط ہے جس کو جھوٹ کا عہدہ ہے۔ چوتھا داسم ہے کہ آدمی کے ساتھ گھروں میں جا کر اقرباء کی برائیاں اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور

Marfat.com

اوراس کوان سے خفا کر دیتا ہے۔ پانچواں زلنبور وہ بازار میں رہتا ہے وہاں کے فسادات سب اس کی جہت سے ہوتے ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ کا طرزِ عمل

حضرت امام بخاریؒ ایک شخص سے حدیث طلب کرنے نکلے اسے دیکھا کہ اس کا گھوڑا بھاگ گیا ہے اور وہ اپنی چادر سے گھوڑے کی طرف اشارہ کرتا تھا گویا اس میں جَو ہیں چنانچہ وہ گھوڑا آگیا اور اس نے اسے پکڑ لیا۔ امام بخاریؒ نے اس سے پوچھا کیا تمھارے پاس جَو تھے اس نے کہا نہیں لیکن میں نے اسے دھوکہ دیا تھا۔ بخاریؒ نے کہا میں ایسے شخص سے حدیث نہیں لیتا جو جانوروں سے جھوٹ بولتا ہے۔

شیطان کا آلہ جھوٹ ہے

جب ابلیس زمین پر اترا تو ربّ العزّت سے درخواست کی الٰہی تو نے مجھ کو زمین پر اتار کر مردود کر دیا، میرے لیے رہنے کی جگہ کیا ہے؟ فرمایا حمام تیرے رہنے کا مقام ہے۔ عرض کیا بیٹھک بھی ارشاد ہو حکم ہوا تیری بیٹھک بازار اور چوراہا ہے۔ عرض کیا میری خوراک بھی مقرر ہو حکم ہوا کہ جس کھانے پر میرا نام نہ لیا جائے وہ تیری غذا ہے۔ عرض کیا کہ میرے لیے پانی بھی عنایت ہو، ارشاد ہوا کہ نشہ کی چیزیں تیرا پانی ہیں۔ عرض کیا کہ مجھے ایک خبر رساں بھی ملے حکم ہوا کہ مزامیر تیرے مؤذن ہیں۔ عرض کیا کہ لکھنے کے لیے بھی ارشاد ہو حکم ہوا کہ بدن کو گودنا تیری کتابت ہے۔ عرض کیا میرے لیے کچھ پڑھنے کی چیز مرحمت ہو، حکم ہوا کہ وہ بُرے شعر ہیں۔ عرض کیا کہ مجھے حدیث عنایت ہو، حکم ہوا کہ جھوٹ تیری حدیث ہے۔ عرض کیا کہ میری شکارگاہ بھی مقرر ہو، حکم ہوا کہ عورتیں اور ایک اس کے بُرے راستوں میں تعصّب مذاہب اور خواہشِ نفسانی ہے اور جو اپنے خلاف پر ہوں ان سے بغض رکھنا اور ان کو حقارت سے دیکھنا اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے عابد اور فاسق دونوں ہلاک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حکایت کہتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ میں چار بُری خصلتیں ہیں، ایک یہ کہ بدکار ہوں، دوسرے یہ کہ چور ہوں، تیسرے یہ کہ شراب پیتا ہوں، چوتھے یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں ان میں سے جس ایک کو فرمائیے آپ کی خاطر چھوڑ دیتا ہوں، ارشاد ہوا کہ جھوٹ نہ بولا کرو، چنانچہ اس نے عہد کیا۔ اب جب رات ہوئی تو شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کے لیے آمادہ ہوا تو اس کو خیال گزرا کہ صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ رات کو تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا؟ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا دی جائے گی اور اگر "نہیں" کہا تو عہد کے خلاف ہوگا۔ یہ سوچ کر ان دونوں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری اور اندھیرا چھا گیا تو چوری کے لیے گھر سے نکلنا چاہا۔ پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل اگر پوچھ گچھ ہوئی تو کیا کہوں گا "ہاں" اگر کہوں گا تو میرا ہاتھ کاٹا جائے گا اور "نہ" کہوں گا تو بدعہدی ہوگی۔ اس خیال کے آتے ہی اس جرم سے بھی باز رہا۔ صبح ہوئی تو وہ دوڑ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے میری چاروں بُری خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ معلوم ہوا کہ سچائی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

کتاب و سنت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بہت بُرا گناہ ہے جو انسان کو خدا اور اس کے رسولؐ سے بہت دور کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ دین و دنیا کے لیے جھوٹ سراسر نقصان اور خسارے کا سودا ہے لہٰذا میرے دوست ذرا سوچ کہ یہ زندگی چند روزہ ہے آخر ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا پڑے گا پھر وہ بولا جھوٹ کسی کام نہیں آئے گا لہٰذا میرے دوست تو زندگی کے جس شعبے میں بھی ہے اسے جھوٹ کی آمیزش سے پاکیزہ کر لے اور آئندہ جھوٹ بولنے سے توبہ کر لے اور خدا سے پکا وعدہ کر لے کہ زندگی بھر جھوٹ کی راہ اختیار نہ کروں گا۔

حکایت اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے کسی عورت کو اغوا کر لیا جب عورت کے ورثاء نے اس سے عورت کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اس شخص نے کہا کہ "یہ عورت تو

Marfat.com

میری بیوی ہے میں اس کو بالکل واپس نہیں کروں گا" اس سے ثبوت مانگا گیا کہ یہ عورت کس طرح تمھاری بیوی ہوئی کب اور کس نے نکاح پڑھایا۔ اس شخص نے برجستہ کہہ دیا کہ "میرا نکاح میاں شیر محمد نے پڑھا ہے"۔

اب لڑکی والوں نے اس شخص پر مقدمہ درج کر دیا۔ جب شہادت کے لیے میاں شیر محمد صاحب کو عدالت میں طلب کیا گیا اور تحصیلدار نے کہا کہ "آپ کلمہ طیبہ پڑھیں اور اقرار کریں کہ میں جو بات کہوں گا سچ کہوں گا"۔

میاں صاحب مسکرانے لگے اور فرمایا: "آپ کی عدالت میں کہیں سچ کا پتہ بھی ہے"۔

تحصیلدار شرمندہ ہو گیا اور بولا "خیر چھوڑیے پھر اس مرد اور عورت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا "آپ کو کچھ یاد ہے کہ آپ نے ان دونوں کا کبھی نکاح پڑھایا ہے"۔

آپ نے جواب دیا "نکاح پڑھانا تو دور کی بات ہے میں تو ان دونوں کی شکلوں سے بھی واقف نہیں۔ اسی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ آپ کی عدالت میں سچ کا کہیں نشان بھی ہے"؟

یہ سن کر تحصیل دار نے میاں صاحب کو احترام کے ساتھ رخصت کر دیا۔

وہ شخص جس نے عورت کو اغوا کیا تھا جلے پاؤں کی بلی کی طرح روتا پیٹتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اس عورت سے شدید محبت کرتا ہوں اور میں نے دل میں عہد کیا تھا کہ میں آپ سے نکاح پڑھواؤں گا۔ مگر آپ نے تو میری لٹیا ہی ڈبو دی"۔

میاں صاحب سخت جلال میں آ گئے اور فرمایا:۔

"اے نادان شخص محبت جھوٹ کی متحمل نہیں ہو سکتی جس کو تو محبت سمجھ بیٹھا تھا وہ بوالہوسی ہے اور بوالہوسی کا جو انجام ہونا تھا ہو گیا۔

اولیاءؒ کا مجموعی فرمان

حضرت حسن بصری، مالک بن دینار اور شقیق بلخی ایک مرتبہ حضرت رابعہ کے مکان پر صدق و صفا کے موضوع پر تبادلہ خیال کر رہے تھے تو حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب کو ناقابلِ برداشت تصور کرے وہ

اپنے دعویٰ صدق میں کاذب ہے یہ سن کر حضرت رابعہ بصریؒ نے کہا کہ یہ قول خود پسندی کا آئینہ دار ہے پھر شفیق بلخیؒ نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب پر شکر ادا نہ کرے وہ اپنے دعویٰ صدق میں جھوٹا ہے اس پر حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ صادق ہونے کی تعریف کچھ اس سے اور زیادہ بلند ہونی چاہیے۔ پھر مالک بن دینارؒ نے فرمایا جو غلام اپنے آقا کی ضرب میں لذت محسوس نہ کرے اس کا دعویٰ صدق باطل ہے لیکن حضرت رابعہ بصریؒ نے دوبارہ یہی فرمایا کہ اس سے بھی افضل و اعلیٰ کوئی اور تعریف ہونی چاہیے۔ یہ کہہ کر پھر آپ نے صدق کی یہ تعریف بیان کی کہ جو مالک کے دیدار پر اپنے زخموں کی اذیت فراموش نہ کر سکے وہ اپنے دعویٰ صدق میں جھوٹا ہے۔

حکایت ایک شخص کا گھوڑا چوری ہو گیا اس نے بڑی تلاش کی مگر کوئی سراغ نہ ملا اس نے سوچا گھوڑے کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ دوسرا گھوڑا خریدنے منڈی پہنچا۔ منڈی میں گھومتے ہوئے اسے اپنا گھوڑا نظر آ گیا۔ ایک آدمی یہ گھوڑا بیچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ گھوڑا پہچان کر بولا: "بھئی یہ تو میرا گھوڑا ہے کیونکہ میں اس کا مالک ہوں"۔ اس آدمی نے کہا: "یہ گھوڑا تمھارا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میری گھوڑی نے اسے جنا ہے اور میں نے اس کی پرورش کی ہے۔ اسے بڑا کیا ہے اس کی حفاظت کی ہے"۔ انھیں جھگڑتا دیکھ کر بہت سے آدمی اکٹھے ہو گئے تھے۔ یہ کہتا "یہ میرا گھوڑا ہے جو چوری ہو گیا تھا" اور وہ کہتا "کہ نہیں یہ میرا پالا ہوا اپنا گھوڑا ہے"۔

اتنے میں اصل مالک کا بوڑھا باپ بھی وہاں پہنچ گیا اس نے کہا "جھگڑا بند کرو، ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے"۔

اس نے گھوڑے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر گھوڑا بیچنے والے سے پوچھا: "بتاؤ گھوڑے کی کون سی آنکھ اندھی ہے"؟

اسے یہ تو بالکل معلوم نہ تھا کہ گھوڑا دونوں آنکھوں سے درست ہے اس نے اندازے سے

Marfat.com

کہہ دیا کہ اس کی بائیں آنکھ اندھی ہے"۔

بوڑھے نے کہا "تم نے بالکل غلط کہا ہے"۔ اس نے دل میں سوچا کہ اب تو گھوڑا گیا چنانچہ وہ بوکھلا کر بولا کہ اس کی دائیں آنکھ اندھی ہے میں بھول گیا تھا"۔

اس کے جواب پر بوڑھے نے ہنس کر کہا: "اس کی کوئی آنکھ بھی اندھی نہیں، دونوں آنکھیں صحیح وسلامت ہیں"۔ اب گھوڑا بیچنے والے کے پاس کوئی جواز اور جواب نہ تھا لہذا وہ بالکل لاجواب ہوگیا، سب لوگ پکار اُٹھے کہ "یہ جھوٹا ہے، چور ہے"۔

گھوڑے کا مالک اپنے گھوڑے کو لے کر چلا گیا۔

اختتامیہ

اللہ تعالیٰ کا احسانمند ہوں کہ اس نے مجھ بندۂ ناچیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس کتاب یعنی تزکیۃ القلوب کا کام مورخہ ۹۳/۹/۷ کو پایۂ تکمیل پہنچا جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب دل کو پاکیزہ رکھنے والے اُمور پر مبنی ہے۔ اس لیے مَیں ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ہر طالب ان کو عملی طور پر بخوبی جان جائے اور ان اُمور کی باریکیاں اس کے سامنے آجائیں تاکہ آسانی کے ساتھ اپنے آپ کو گناہ کبیرہ سے بچایا جا سکے۔ ان گناہوں سے لاعلمی کی وجہ سے بیشتر لوگ ان بُرائیوں میں مُبتلا ہوجاتے ہیں اور بُرائی کرتے ہُوئے بھی انہیں گناہ کا احساس نہیں ہوتا۔ کسی چیز سے بچنے کے لیے اس کے متعلّق علم ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے طالبان کو خوب غور وفکر سے ان اُمور کو جان کر اپنے آپ کو بچالینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ مجھ بندۂ ناچیز کو اپنی کمال نعمت اور لُطف وکرم سے نوازے۔ آمین۔

عالم فقری

Marfat.com

اللہ کے ولیوں کے سچے واقعات

فقیری

سچی حکایات

حبیب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلازہ ۱۸۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

عالم فقری

کی شہرہ آفاق تصانیف

اللہ ﷻ میری توبہ	حقوق العباد
قبر کی پہلی رات	پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں
روحانی عملیات	گناہوں سے بچئے
تزکیۃ القلوب	صدقہ کیسے دیا جائے؟
علاماتِ قیامت	سنتِ نکاح

Marfat.com

تزکیۃ القلوب

باطنی پاکیزگی اور قلبی طہارت کیلئے بُرے اعمال سے بچنے کا طریقہ

عالم فقری

Marfat.com